UNIVERSAL
LIBRARY
OU_232809
UNIVERSAL
LIBRARY

التفقه فی الدین من احسن احوال المومنین ۱۲

الحمد للہ والمنہ کہ این مجموعۂ فضائل وعمدۃ الرسائل مسمی با

احسن المسائل

ترجمہ اردو کنز الدقایق معتمد علیہ مسائل فقہیہ مذہب حنفی

در مطبع صدیقی واقع بریلی غانز پرامی رخ بطبع گردید

فہرست مضامین احسن المسائل جلد اول

فہرست مضامین جلد دوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی والصلوۃ والسلام علی رسولہ وخیر خلقہ محمد المصطفی وآلہ المجتبی واصحابہ ائمۃ الہدیٰ

بعد حمد وصلوۃ کے احقر العباد محمد احسن صدیقی نانوتوی غفر اللہ لہ ولوالدیہ یاران دینی کی خدمت مین عرض کرتا ہی کہ مولانا شاہ اہل اللہ صاحب برادر شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی نے کتاب کنز الدقائق کو کہ فقہی مسائل مین ایک متن متین ہی اور اوسکی اکثر روایتین مستند علما دین ہین بنظر تسہیل زبان فارسی مین ترجمہ کیا تھا اوس ترجمہ مین کئی خوبیان شاہ صاحب مغفور نے رکھی تھین اول یہہ کہ اکثر جگہہ فرعیات مین امام شافعیؒ کے خلاف کو نقل فرمایا اور امام اعظمؒ کے قول کا ماخذ حدیث شریف سے بیان کر دیا دوم یہہ کہ جو لفظ عبارت کنز مین خاص ایسا تھا کہ اوسکی معنی علیحدہ لکھی جاتی اوسکی صرف ترجمہ پر کفایت نکی بلکہ علیحدہ اوسکی معانی تشریح کیساتھ لکھدی سوم یہہ کہ جو مسئلہ نہایت مختصر طور پر تھا کہ بدون مثال اوسکی معنی سمجھہ مین نہ آتے تھے اوسکی مثال بھی مندرج فرمائی غرضکہ یہہ ترجمہ شاہ صاحب کا گویا کنز کی ایک مختصر اور نہایت مفید شرح ہی اب چونکہ ہمتین اس ملک کی لوگونکی باسباب چند در چند عربی اور فارسی سے قاصر ہین اور نیز زبان اردو مین فائدہ عوام کے حق مین زیادہ ہی اسلئے اس احقر نے اس کتاب کا ترجمہ زبان اردو مین مناسب جانا اور اصرار عزیز از جان مولوی محمد منیر کا اسباب مین زیادہ تر باعث اس سلسلہ کی تحریک کا ہوا چنانچہ بعون اللہ وحسن توفیقہ عرصہ قلیل مین اسکا ترجمہ سلیس و بامحاورہ اردو مین کیا اور نام اس ترجمہ کا احسن المسائل رکھا اس ترجمہ مین مینے التزام کیا ہی کہ حتی الوسع اردو کا محاورہ ہاتھہ سے نجانے دیا اور عبارت فارسی شاہ صاحب مرحوم کا مطلب بھی چھوٹنے نپاوے مگر شاہ صاحب کا ترجمہ حامل المتن تھا اس ترجمہ مین متن کنز کو لکھنا زائد جانکر جس جگہہ سے نیا متن شروع ہوا تھا وہان ایک خط فاصل اس شکل کا - کر دیا ہی دوسرے یہہ کہ جسقدر عبارت فارسی شاہ صاحب نے لکھی تھی اوسیقدر پر مینے اکتفا کی ہان جسقدر کچھہ مضمون زائد درکار تھا اوسکو خود اپنی طرف منسوب کرکے یا تو داخل کتاب کر دیا ہی یا حاشیہ پر معانی الفاظ مشکلہ وحل اصطلاح فقہا کو لکھدیا ہی لیکن فرائض مین کسیقدر توضیح نفس عبارت مین اپنی طرف سے کردی ہی کہ اسکی مسائل دیکھنے کی اکثر حاجت رہتی ہی اور اختصار اسمین مناسب نہین اور بعض جا کچھہ مثالین جو شاہ صاحب نے بخیال وضوح مسائل قلم انداز فرما دی تھین مینے بڑہا دی ہین اور جن مسائل کی صورتین ایک سی نہین اور احکام مختلف اونکی دلائل بھی ہدایہ و شرح وقایہ اور دوسری معتبر کتابون سے حاشیہ پر لکھدی ہین حاصل یہہ کہ مینے اپنی دانست مین نفس کتاب کی توضیح و تشریح مین کوئی دقیقہ نہین چھوڑا اللہ تعالی اسکو قبول فرماوے اور میرے لئے باقیات صالحات مین سے کرے امید ناظرین باانصاف سے یہہ ہی کہ دعاء خیر سے یاد فرماوین اور اگر اس خود غلط کی غلطی نظر سے گذرے تو اوسکی اصلاح فرماوین

والحمد للہ اولاً و آخراً وصلی اللہ علی کل عبد مصطفی والسلام علی من اتبع الہدیٰ +

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ترجمہ

دیباچہ شاہ اہل اللہ صاحب

سپاس بیقیاس ثنائے بیحد بارگاہ رب العزت کے ہی جو عالم اور عالم والونکا پروردگار ہی اور درود بیحد اُس پیغمبر پر ہو کہ آدم اور بنی آدم سی بزرگ ہی اور اسکا نام پاک محمد مختار ہی صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وبارک وسلم **بعد** حمد وصلوۃ کے بندہ درگاہ کریم اہل اللہ بن شیخ عبدالرحیم مغفرت کری اللہ اُسکو اور اُسکی ماں باپکو اور سلوک کری اُوسپر اور اُنپر یہہ کہتا ہی کہ عقائد اسلام کے درست کرنیکی بعد سب سے زیادہ ضروری سیکہنا علم فقہ کا ہی اور اسباب مین سب کتابوں اور متنوں مین مشہور معروف ترکنز الدقائق مولفہ امام ہمام ابوالبرکات عبداللہ ابن احمد بن محمود نسفی کی ہی مگر چونکہ اُسکی عبارت مشکل تہی اور مبتدیون کو مسائل کا سمجہنا اوس سی دشوار تہا اسلئی اوسکا ترجمہ زبان فارسی مین بعض فوائد ضروری کی ساتہہ کیا جاتا ہی کہ طلبہ کو اوسکا پڑہنا آسانی اور سہولیت سی میسر ہو توفیق الٰہی سی ہی اور وہی توفیق ہر ایک امر مین دینے والا ہی

کتاب الطہارت

کتاب الطہارت اسمین پاک ہونے کے مسائل ہین **باب** وضو کے بیان مین

جاننا چاہیئے کہ وضو نماز کے درست ہونیکی شرط ہی یعنی جب تک وضو نہوگا نماز جائز نہوگی اور نماز اسلام کی پانچ رکنون مین سی ایک رکن ہی اور اللہ تعالی کے نزدیک اسلام ہی دین ہی اسلئی وضو کا جاننا ضروری ہوا وضو کے فرض یعنی ایسی چیزین جنکے نہونے سی وضو درست نہین ہوتا

ییہ ہین اول تمام منہہ کو یعنی ایکبار دہونا یعنی پیشانی کے بالون سے تہوڑی کے نیچے تک طول مین
اور دونو کانونکے لو تک عرض مین دوم دونو ہاتہونکا دونو کہنیونکے ساتہہ ایکدفعہ دہونا
سوم دونو پانونکا دونو ٹخنون تک ایکمرتبہ دہونا چہارم چوتہائی سر اور داڑہی پر مسح کرنا یعنی
بہیگا ہاتہہ پہیرنا **تنبیہ** سر کے مسح مین مقدار فرض امام مالک رہ کے نزدیک تمام سر ہی اور امام
شافعی رہ کے نزدیک مسح کا لفظ جسپر بول سکین گو دو ہی بال سر کے ہون مقدار فرض ہی اور امام اعظم
ابوحنیفہ نعمان کوفی رہ کے نزدیک مقدار فرض چوتہائی سر ہے اسلئی کہ حدیث صحیح مین وارد ہے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیشانی کے بالون اور سر کے اگلے حصہ پر مسح کیا اور یہہ مقدار
چوتہائی سر کے قریب ہی اور اگر اس سی کمتر درست ہوتا تو آپ اپنی اُمت کیواسطی کبہی تو دو ایکدفعہ کرتی
حالانکہ کمتر پر مسح ثابت نہین ہوا اور داڑہی کے مسح کو سر کے مسح پر قیاس کیا ہی **فائدہ** شریعت
مین فرض ایسی حکم کو کہتی ہین جو ایسی یقین سی ثابت ہو کہ اسمین شبہہ نہو ایسی فرض کا چہوڑنیوالا
فاسق ہوتا ہی اور انکار کرنیوالا کافر اور کبہی فرض ایسی باتکو کہتی ہین جسکی بدون عمل درست نہو
اسطرحکا فرض عمل کے رکن کی مانند ہوتا ہی۔ اور سنتین وضو مین یہہ چیزین ہین اول یہہ معلوم کرنا
چاہیئی کہ سنت دین اسلام کی اوس طریق جاری کو کہتی ہین جسکا حکم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے کیا ہو بدون واجب کرنیکے یا آپ نے عمل کیا ہو مگر ہمیشہ نکیا ہو پس اسطرحکی چیزین ہین سی وضو
مین اول دونو ہاتہونکا پونہچون تک ابتداء وضو مین دہونا ہی جیسی وضو کے شروع مین بسم اللہ
کہنا بہی سنت ہی یہہ دو سنتین ہوئین تیسری مسواک کرنا چوتہی کلی کرنا پانچوین ناکمین پانی دینا
چہٹی داڑہی اور انگلیونمین خلال کرنا ساتوین ہر عضو کا تین بار دہونا آٹہوین وضو کا دل سی
ارادہ کرنا نوین سارے سر کا ایکدفعہ مسح کرنا دسوین دونو کانونکا مسح کرنا سر کے مسح کی
بچی ہوئے پانی سے گیارہوین اُس ترتیب کی رعایت رکہنی جو قرآن مجید مین مذکور ہی بارہوین
اعضا کا لگاتار دہونا **فائدہ** دل سے ارادہ کرنا اور ترتیب اور پے درپے دہونا امام
شافعی کے نزدیک فرض ہی اور امام اعظم ابوحنیفہ نعمان کے نزدیک سنت ہی اور انکی دلیل یہہ

ہی کہ وضو کی آیت مین سوا تین اعضا کے دہونے اور سر کے مسح کرنیکے اور کوئی بات
مذکور نہین اور کلام مجید پر احادیثون سے کچہہ بڑہا لینا درست نہین اور یہہ جو حدیث شریف
مین آیا ہی کہ انما الاعمال بالنیات یہان مراد عملونکا ثواب ہی نہ اونکی درستی اور اگر درستی اعمال
ہی مراد ہوتی تو چاہیئے تہا کہ بدن اور کپڑے اور مکانکو پاک کرنا اور برہنگی کو چہپانا اور قبلہ
کیطرف منہ کرنا بدون نیت کے درست نہوتا حالانکہ یہہ چیزین بدون نیت بہی درست ہین اور
یہہ بات ٹہہری ہوئی ہی کہ عمل کا ثواب بدون نیت کے حاصل نہین ہوتا بخلاف عمل کی صحت کے
کہ وہ بدون نیت بہی ہوجاتی ہے اور حرف **ف** کہ فاغسلوا مین ہی وہ اسواسطے ہی کہ نماز پر
کہڑے ہونیکے ارادہ سے پیچہے سب عضاکو دہونا چاہئے اوس سے یہ معلوم نہین ہوتا کہ بعض اعضاکو
پہلے اور بعض کو پیچہے دہووین اسیطرح لگاتار دہونا بہی آیت سے نہین نکلتا ایک زائد بات ہی کہ
نہ متواترا ور مشہور حدیثون سے ثابت ہی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا عمل فرمانا صرف اوسکی
مسنون ہونے پر دلالت کرتا ہی اور وضو کے مستحب یہہ ہین کہ اعضا کے دہونے مین دہنے سے
شروع کرنا اور گردن کا مسح کرنا اور مستحب اوس فعل کو کہتے ہین جسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے اپنی عادت شریف کے طور پر کیا ہو اور وضو کو توڑتا ہی کسی ناپاک چیز کا مصلے کے بدن سے
نکلنا جاننا چاہئے کہ جو چیز بدن سے نکلتی ہی اوسکی دو قسمین ہین ایک وہ کہ مقام پاخانہ یا پیشاب
سے نکلے وہ تو بلا خلاف تہوڑی ہو یا بہت وضو کو توڑتی ہی دوسری وہ کہ اُن دونو مقامون
کے سوا کسی اور جگہہ سے نکلے جیسے قے اور خون اور پیپ قے مین بہت ہونا شرط ہی اور خون اور
پیپ مین زخم کے مُنہ سے بہہ جانا شرط ہی اس دوسری قسم مین امام شافعیؒ کا خلاف ہی اور
دلیل امام اعظم صاحب کی یہہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ جو کوئی نماز
مین قے کرے یا اوسکی نکسیر بہے تو اوسکو چاہئے کہ نماز پر سے ہٹے اور وضو کرکے پہر اپنی اوسی
نماز کو پورا کرے اور مُنہ بہر کر قے کا ہونا بہی وضو کو توڑتا ہی اگرچہ پت ہو یا جما ہوا خون
یا کہانا یا پانی لیکن اگر بلغم یا خون ایسا ہو جسپر تہوک غالب ہو تو وہ وضو کو نہ توڑیگا

یعنی اگر تہوک ملنی سی خون زردی مائل ہوگا تو وضو نہ توڑیگا اور اگر سرخ رہیگا تو توڑیگا کیونکہ خون
غالب ہی اور جی کا متلانا جو قے کا سبب ہوتا ہی کئی بار کی قی کو جمع کردیتا ہی یعنی اگر قی تہوڑی
تہوڑی چند بار ہوئی ہی تو دیکہنا چاہئیے کہ اگر متلانا ایک ہی دفعہ ہو تو سب جدا جدا قے کو ایک جاننا
چاہئیے ورنہ جدا جدا اور ہر قے مین وضو توڑنیکے لئی بہر منہ ہونا شرط ہی اور لیٹی ہوئی سونا اور
پالتی مارکر سونا بہی وضو کو توڑتا ہے کہ اگر کہڑا ہوا یا رکوع مین سوویگا وضو نہ ٹوٹیگا اور بیہوشی
اور دیوانہ پن اور مست ہونا وضو کو ہر حال مین توڑتا ہی مخصوص پالتی مارنیوالے اور لیٹنے والے سی
نہین اور بالغ نمازی کا آواز سی ہنسنا اگرچہ سلام پہیرنے کیوقت ہو وضو کو توڑتا ہے۔
واضح ہو کہ آواز سی ہنسنے کے باعث وضو کا جاتا رہنا مشروط ہی اسبات پر کہ نمازی بالغ ہو
نہ لڑکا اور نماز بہی رکوع اور سجدہ والی ہو جنازہ کی نماز نہو اسواسطے کہ وضو کا ٹوٹنا کہلکہلا نیسے
ظاہر قیاس کے خلاف ہی تو جس جگہہ نص مین آیا ہی اوسی پر موقوف رکہینگی اوسکی سوا مین اسکا
حکم نہ لینگے اور روایت احدیث مین یون وارد ہی کہ ایک اندہا شخص نماز جماعت کی صف کی سامنی گر پڑا
لوگ اوسپر آواز سی ہنسی آنحضرت صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی آواز سی ہنسا ہو چاہی کہ وضو اور
نماز کو پہر سی ادا کری۔ اور مباشرت فاحشہ بہی وضو کو توڑتی ہے یعنی مرد و عورت بدون آڑ
اور حجاب کے ایسی طرح ملین کہ ایک کی شرمگاہ دوسرے کی شرمگاہ سی ملجادی۔ اور زخم مین سے
کیڑیکا نکلنا وضو کو نہین توڑتا اور نہ ذکر کو اور عورتکو ہاتہہ لگانا اسلئی کہ جب آنحضرت صلی الله علیہ
وسلم سی کسی نے پوچہا تو آپ نے فرمایا کہ ذکر تجہہ مین سی ایک گوشت کا ٹکڑا ہی ہی یعنی جیسے اور
بدنکو ہاتہہ لگانیسی وضو نہین جاتا ایسے ہی ذکر کے چہونے سی نہین جاتا اور نیز ثابت ہوا ہی کہ
آنحضرت صلے الله علیہ وسلم اپنی بعض ازواج طاہرات کا حالت وضو مین بوسہ لیتی تہی اور وضو نماز
کے لئی دوبارہ نکرتے تہی اور اس مسئلہ مین امام شافعیؒ کا خلاف ہی **فصل غسل کی بیان مین**
غسل مین فرض منہ کا دہونا اندر سی اور ناک مین پانی ڈالنا اور تمام بدن کا دہونا ہی اور بدن کو
ملنا اور جسکی ختنہ نہوئی ہو اوسکو اپنی زائد چمڑی مین پانی کا ڈالنا فرض نہین اور غسل مین سنت

یہ ہی کہ اول اپنی دونو ہاتھہ تین بار دہو دی پہر اپنی شرمگاہ کو اور نجاست ظاہر کو دہو دے
پہر وضو کری اور پانو کے دہونیکو بعد پر رکہی پہر اپنی تمام بدن پر تین بار پانی بہا دی جاننا
چاہیئے کہ اگر غسل تختہ خواہ پتہر پر کری تو ضرور نہین کہ پانو کا دہونا پیچہی پر رکہی اسواسطی کہ پانو
پہر خراب ہونگی اور انکا سبکے بعد دہونا اسی مصلحت کی لئی ہی اور عورت کی بالونکی جڑ اگر تر ہو جاوے
تو گندہی ہوئی بالونکا کہولنا ضرور نہین۔ اور غسل فرض ہی اوس منی کے نکلنی پر جو کود کر
نکلے اور اپنی جگہہ سی جدا ہونے کیوقت لذت کے ساتھہ جدا ہو یعنی لذت اور شہوت اپنی جگہہ
سے جدا ہونیکے وقت شرط ہی نہ ذکر سی باہر نکلنی کیوقت اور نیز غسل فرض ہی جبکہ ذکر کا سر
پیشابگاہ یا مقام پاخانہ مین غائب ہو جاوی اور اسصورت مین غسل فاعل اور مفعول دونو پر
واجب ہی واضح ہو کہ ذکر کا داخل کرنا مقام پاخانہ مرد و عورت مین حرام و ناجائز ہی لیکن اگر
اس امر ناشایستہ کے مرتکب ہو جاوین تو غسل دونو پر واجب ہوتا ہی اور فرض ہی حیض
کے موقوف ہونے پر جو خون معمولی عورتونکا ہوتا ہی اور نفاس کے بند ہونے پر جو بچہ ہونیکے
بعد خون ظاہر ہوتا ہی اور واجب نہین مذی کے نکلنی کے وقت جو پتلا پانی ہوتا ہی اور عورت
کے چہیڑنے کیوقت ذکر سے تیزی کے بعد نکلتا ہی اور نہ ودی کے نکلنے کیوقت جو پیشاب
کرنیکے بعد گاڑہا پیشاب نکلتا ہی اور نہ خواب مین صحبت کرنیسے بدون تری نکلنے کے۔ اور
غسل کرنا جمعہ اور دونو عیدون کے لئی اور احرام باندہنی کیواسطی اور عرفہ کے روز
سنت ہی۔ اور واجب ہی غسل دینا مردہ کو اور اس شخص کو جو حالت ناپاکی مین مسلمان ہوا ہو
اور اگر ناپاک نہ تہا تو صرف مسلمان ہونے کے لئی غسل مستحب ہی۔ جاننا چاہئی کہ شریعت
مین واجب ایسا حکم ہی جو ثابت ہوا ہو ایسی دلیل سی جسمین شبہہ ہو اوسکی ترک کرنیوالے کو فاسق
شمار کرتے ہین اور اوسکی منکر کو کافر نہین جانتے **پانی کے مسئلے** مینہ کے پانی اور
چشمہ اور دریا کے پانی سی وضو کیا جاوی اگرچہ کوئی پاک چیز اوسکی تین صفتو مین جیسے رنگ
اور بو اور مزہ مین ایک کو بدلدے خواہ بہت دنون رہنی کے باعث بدبودار ہو جاوی

مگر جو پانی کہ پتون کے گرنے سے بدلگیا ہو یا اوسمین کوئی چیز پکانے سے متغیر ہوا ہو یا
کسی درخت خواہ میوہ سے نکالا گیا ہو جیسے گنّے کا رس اور تربوز کا پانی یا دوسری چیز کے اجزا
پانی پر غالب ہو جاوین جیسے ستو تو ایسے پانی سے وضو نہین ہوگا اور نہ اوس ٹھہرے ہوئے پانی
سے جسمین ناپاکی ہو اور وہ دہ در دہ نہو اور دہ در دہ ہونیکی صورت مین وہ پانی ایسا ہے
جیسا بہتا پانی ہو اور بہتے پانی کی تعریف یہہ ہے کہ تنکا بہالیجاوے - واضح ہو کہ اصل اِس
مسئلہ کی یہہ ہے کہ بڑے حوض اور بڑے چشمے سبکے نزدیک پاک ہین اور سلف کے امامون نے
اونکے طول و عرض مین سے ہر ایک کی مقدار کو دس گز اور گہراؤ کو اسقدر کہ چلو بھرنے سے زمین
نہ کہلجاوے ٹھہرایا ہے یعنی چارونطرف اوسکی کپڑے کے گز سے جو چھہ مٹھی یا چوبیس انگل کا
ہوتا ہے دس گز ہو اور بعضون نے شاہی گز کو اختیار کیا ہے جو سات مٹھی اور ایک کھڑی انگلی کا
ہوتا ہے پس جس صورتمین کہ پانی کا طول زیادہ ہو اور عرض کم یا گہرا بہت ہو اور چوڑا کم مگر پیمایش
کے حساب سے اگر ضرب کیا جاوے تو دہ در دہ ہو جاتا ہے تو بعض روایات مین ایسے پانی کو
دہ در دہ کا حکم لگایا ہے - اور مخفی نرہے کہ امام مالک رح کے نزدیک پانی خواہ تھوڑا ہو یا بہت
ناپاک نہین ہوتا جبتک اثر رنگ اور بو اور مزہ نجاست کا اوسمین ظاہر نہو اور امام شافعی کے
نزدیک پانی کا ناپاک نہونا قلتین کی مقدار پر مخصوص ہے جو تخمیناً پانچ مشکین متوسط ہوتی ہین اور
امام اعظم رح نے دلیلونکا خلاف ملاحظہ فرماکر دہ در دہ اختیار کیا ہے جسمین سب مذہبون سے زیادہ
احتیاط ہے اور حدیثون اور آثار سبکی رو سے ظاہر اور پاک ہے - پس دہ در دہ پانی سے وضو کیا
جاوے بشرطیکہ ناپاکی کا اثر یعنی مزہ اور رنگ اور بو اوسمین معلوم نہووے اور پانی مین اگر ایسا
جانور مر جاوے جسمین خون جاری نہو جیسے مچھر اور مکھی اور بھڑ اور بچھو اور مچھلی اور مینڈک اور
کیکڑا تو پانی کو ناپاک نہین کرتا اور جو پانی کہ ثواب کے لئے استعمال کیا گیا ہو مثلاً اوس سے
وضو پر وضو کیا ہو یا ناپاکی کے دور کرنے مین خرچ کیا ہو مثلاً بے وضو ہو جانے پر اوس سے
وضو کیا ہو اور یہہ پانی کسی جگہہ مین مثلاً زمین پر یا کسی برتن مین ٹھہر جاوے تو وہ خود پاک ہے

مگر پاک کرنیوالا نہین یعنی اگر بدن یا کپڑا ایسے پانی مستعمل مین بہر جاوے تو اوسکا دہونا ضرور نہین
الا دوبارہ اوس سے وضو کرنا درست نہین اسلئے کہ وہ پاک کرنیوالا نہین لیکن اگر اوس مستعمل پانی
سے حقیقی نجاست کو دہو ڈالین تو پاک ہوجاویگی کیونکہ نجاست حقیقی کے دور کرنیمین یہی شرط ہے
کہ بہنے والی چیز اور پاک اور نجاست کو دور کرنیوالی ہو اور یہہ سب باتین مستعمل پانی مین موجود ہین گو
کہ اوس سے نجاست حکمی پاک نہین ہوتی ہے اور کنوئین کے مسئلہ مین تین مذہب ہین ج ح ط
جیم علامت نجاست کی ہے اور حا علامت بحال خود رہنے کی اور طا علامت طہارت کی اختصار کے
لئے حروف کو رکہہ لیا ہے اسکی تفصیل یہہ ہے کہ اگر کوئی مرد ناپاک جو اپنے بدن پر نجاست حقیقی نرکہتا
ہو کنوئین مین گر جاوے یا ڈول نکالنے کو اوسمین غوطہ مارے تو امام اعظم رح کے نزدیک کنوئین کا پانی
ناپاک ہوجاتا ہے اور آدمی بھی ناپاک رہتا ہے اور نزدیک امام ابو یوسف رح کے کنوان بحال خود ناپاک
ہے اور آدمی بدستور ناپاک اور امام محمد رح کے نزدیک کنوان اور آدمی دونو پاک ہین — اور جو
چمڑا کہ دباغت دیا جاوے وہ پاک ہوجاتا ہے مگر سور اور آدمی کا چمڑا پاک نہین ہوتا دباغت یہہ ہے کہ
چمڑے کی رطوبت اور بدبو اور اوسکا سڑ جانا دواسے خواہ مٹی ملنے سے خواہ آفتاب مین سوکہانے
سے دور کردیا جاوے — اور معلوم ہے کہ یہہ حکم مرے ہوے جانور کے چمڑے کا ہے ورنہ ذبح کیے ہوئے
جانور کا چمڑا بدون دباغت کے بھی پاک ہے — اور آدمی اور مردہ جانور کے بال اور ہڈیان پاک
ہین اسلئے کہ اونمین جان نہین ہے کیونکہ انکو بذات خود درد معلوم نہین ہوتا تو مرجانا باعث نجاست
نہین ہوئیگا — **کنوئین کے مسائل** کنوئین مین اگر ناپاکی گر پڑے تو اوسکا پانی کہینچا جاوے
الا اونٹ یا بکری کی دو مینگنیون اور کبوتر اور چڑیا کی بیٹ سے پانی نہ نکالا جاوے اور ان مینگنیون
مین اختلاف ہے اور جو جانور کہائے جاتے ہین اونکا پیشاب نجس ہے ہرگز پینا نچاہئے اور امام محمد رح
کے نزدیک پاک ہے اور امام ابو یوسف کے نزدیک دوا کیواسطے اوسکا پینا جائز ہے اور امام
اعظم رح کے نزدیک ناجائز — اور جو چیز باعث بیوضو ہو جانیکا نہو وہ ناپاک نہین یعنی تہوڑے سے
قے یا خون اور پیب کہ بہے نہون اگر پانی مین گر جاوین یا کپڑا اور بدن اونمین بہر جاوے

تو ناپاک نہین ہوتا - اور چوہی کی مانند جانور کے مرجانے سے بیس۲۰ ڈول بیچ کی اس
کے نکالنے چاہئین اور چالیس۴۰ ڈول کبوتر کی برابر کے مرنے سے اور بکری جیسے
جانور کے مرنے یا کسی جانور کے پھولجانے اور پھٹجانے سی خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا
تمام پانی کہینچنا چاہئی اور اگر تمام پانی کا نکالنا نہو سکی مثلاً کنوان چشمہ وار ہو کہ اوسکا پانی
ٹوٹتا نہو تو دو سو۲۰۰ ڈول نکالے جاوین - اور چوہا اگر پھولجا وی اور اوسکی گرنیکا وقت
معلوم نہو تو کنوئین کو تین دنرات سی ناپاک کردیتا ہی اور اگر پھولا نہو تو ایک دنرات سی -
مترجم کہتا ہی کہ فتوی امام محمد کے قول پر ہی کہ جسوقت جانور کو کنوئین مین دیکھین اوسوقت
سی ناپاک متصور ہوگا خواہ پھولا ہو یا نہو - اور پسینے کا حال مثل جوٹھی کے ہی اور آدمی اور
گہوڑی اور اُن جانورونکا جوٹھا جنکا گوشت کہایا جاتا ہی پاک ہی اور کُتّی اور سور اور درندہ
چوپایون کا جوٹھا مثل شیر اور چیتی اور بھیڑئے کا جوٹھا ناپاک ہی اور بلّی اور گلیون مین پھرنے
والی مرغی کا اور درندہ پرندونکا مثل باز اور جُرّہ کے اور گہر کے رہنی والے جانورونکا مثل
چوہی اور سانپ کا جوٹھا مکروہ ہی کہ طہارت مین نقصان رکھتا ہی مگر نقصان بھی نہین اور گدہی اور
خچر کے جوٹھی کے پاک ہونے اور ناپاک ہونے مین شک ہی یعنی بعض دلیلین اوسکی پاکی کو
چاہتی ہین اور بعضی اوسکی ناپاکی کو پس اوس سی وضو کرکے تیمم بھی کری اگر پاک پانی میسر نہو
اور وضو اور تیمم مین سی جسکو اول کری درست ہی بخلاف اوس پانی کے جسمین خرما ترکئی ہون
اوسمین علما کا اختلاف ہی بعضی اوس سی وضو جائز کہتی ہین اور بعضی ناجائز اور یہہ اختلاف
اوسصورت مین ہی کہ پانی پتلا اور بہتا ہوا ہو اور کہٹا اور نشہ آور اور گاڑہا نہوا ہو ورنہ سبکی
نزدیک اوس سی وضو کرنا جائز نہین **باب تیمم کے بیان مین** جس صورتین کہ
نمازی پانی سی ایک میل دور ہو یا مرض یا سردی سی ضرر رکہتا ہو یا درندہ یا دشمن یا پیاس
کا خوف ہو یا سامان پانی کا مثل ڈول اور رسی کے نرکہتا ہو تو ایسی صورتمین تیمم کری
- واضح ہو کہ میل کی مقدار چار ہزار گز ہی ۲۴ انگل کے گز سی - اور تیمم کی صورت یہہ ہے

کہ جنس زمین پر جو پاک ہو گو غبار نرکھتی ہو نیت تیمم کرکے دو ضرب لگادے اول ضرب کے بعد
اپنے تمام منہ پر ہاتھہ پھیرلے اور دوم ضرب کے بعد دونو ہاتھونپر کہنیون تک ہاتھہ پھیرا دے اور
اگر ناپاک ہو یا حیض والی عورت ہو اونکو بھی یہی دو ضربین چاہئین - اور اگر باوجود مس کرنے
جنس زمین کے غبار سے تیمم کرلے تب بھی درست ہے اور بدون نیت کے تیمم جائز نہین -
مخفی نرہے کہ جنس مین اُن چیزون سے مراد ہے جو نہ جلین نہ گلین جیسے خاک اور ریت اور پتھر اور
سرمہ اور اونکی مثل ہین - پس کافر کا تیمم کرنا بیکار ہے نہ وضو کرنا اسلئے کہ تیمم مین نیت
شرط ہے نہ وضو مین اور کافر اپنی کفر کی جہت سے نیت کا اہل نہین - اور تیمم کو اسلام سے مرتد
ہونا نہین توڑتا اسواسطے کہ تیمم کیوقت ایسا تہا کہ اوسکی نیت درست تہی بلکہ جو چیز وضو کو
توڑتی ہے وہی تیمم کو توڑتی ہے اور نمازی کا قدرت پانا ایسے پانی پر جو اوسکی حاجت
ضروری سے بچرہے ابتدا تیمم کرنیکو منع کرتا ہے اور پہلے اگر تیمم کیا ہو وہ اسقدرت سے
جاتا رہتا ہے - اور جس شخص کو توقع پانی ملنے کی ہو وہ آخر وقت تک نماز نہ پڑھے -
اور تیمم کرنا وقت سے پہلے اور دو فرضونکے لئے اور نماز جنازہ اور عیدین کے جاتے
رہنے کے خوف سے درست ہے اگرچہ بنا کے طور پر ہو یعنی نماز تو وضو سے شروع
کی تھی الا نماز مین بیوضو ہو گیا تو ہو سکتا ہے کہ تیمم کرکے اوسی نماز کو پورا کرلے - اور
جمعہ کے جاتے رہنے اور وقتی نماز کے جاتے رہنے کے خوف سے تیمم درست نہین اسلئے
کہ اُن دونو نماز ونکا بدلا موجود ہے جمعہ کا بدلہ ظہر ہے اور وقت کی نماز کا بدلہ اوسکی
قضا اور جنازہ اور عیدین کی نماز ونکا کچہہ بدلہ نہین **فائدہ** جاننا چاہیے کہ امام
شافعیؒ کے نزدیک تیمم طہارت ضروری ہے یعنی ضرورت کیواسطے مشروع ہوا ہے پس وقت
سے پہلے اور دو فرضون کیواسطے اوسکی کچہہ ضرورت نہین اسلئے اونکے نزدیک تیمم وقت سے
پہلے اور دو فرضون کیواسطے جائز نہوگا اور امام اعظمؒ کے نزدیک تیمم مرف طہارت
ہے مگر اوسمین پانی کا نہونا یا نملنا شرط ہے پس شرط کے موجود ہونے پر پانی کی اونکی

پاک کرنیمین ایک حکم رکہتی ہی خواہ وقت سی پہلے ہو یا نہین اور ارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ خاک مسلمان کی پاک کرنیوالی ہی اگرچہ دس برس تلک استعمال کری ظاہر مین تائید اوسی بات کو کرتی ہے جو امام اعظمؒ فرماتے ہین۔ اور اگر نمازی اپنے خیمہ مین پانی بہولجاوی اور اسی وجہہ سی تیمم کرکے نماز ادا کرے اور نماز کے بعد یاد آوی کہ پانی تہا تو نماز کو دوبارہ نہ پڑہی۔ اور پانی کو مقدار ایک تیر کی تلاش کری اگر یہہ گمان ہو کہ پانی نزدیک ہی ورنہ تلاش نکری۔ اور اگر رفیق کے پاس پانی ہو تو اوس سی طلب کری اگر وہ ندی تو تیمم کری اور اگر بدون دام واجبی کے ندی اور اوسکی پاس دام ہون تو تیمم نکری ورنہ تیمم کری یعنی اگر دام زیادہ مانگی یا نمازی کے پاس واجبی دام نہون تو تیمم جائز ہوگا۔ اور اگر نمازی کے اکثر اعضا جنکو دہونا چاہیے زخمی ہون تو تیمم کری اور اگر اکثر درست ہون تو اونکو دہووے اور دہونے اور تیمم مین جمع نکری مثلا اسطرح نکری کہ منہ پر تیمم کری اور ہاتہونکو دہولیوے یا ہاتہوں پر تیمم کرلے اور منہ کو دہولیوے

باب دو موزونپر مسح کرنیکے بیانمین۔ مسح کرنا موزون پر اگرچہ عورت ہو درست ہی مگر ناپاک کی لئے درست نہین اور شرط مسح کرنیکی یہہ ہی کہ دونو موزون کو ایسی طرح پہنا ہووے کہ حدث کے وقت وضو کامل ہو گو موزہ پہننے کیوقت کامل نہو مثلا ایک شخص نے پانو دہوکر موزے پہنے بعد اوسکی باقی وضو تمام کیا پہر بیوضو ہوا تو اسصورت مین یہہ شخص بیوضو ہونے کیوقت وضو کو کامل رکہتا تہا اگرچہ موزے پہننے کیوقت وضو ناقص تہا اب اسکو اُن موزون پر مسح کرنا درست ہی۔ اور مدت مسح کی مقیم کیواسطی ایک رات اور مسافر کیواسطی تین رات حدث کے شروع سی ہی۔ اور صورت موزونپر مسح کرنیکی یہہ ہی کہ بہیگی ہوئی ہاتہہ کی تین انگلیان موزون کے اوپر کیجانب پانو کی اونگلیونپر رکہکر ایکبار پنڈلیون تک کہینچدی۔ اور بہت پہٹن مسح کی مانع ہی اور وہ بقدر پانو کے تین چہوٹی اونگلیونکی ہی اور اس سی کمتر پہٹن مانع نہین۔ اور اگر ایک موزہ مین کئی جگہہ پہٹن ہو تو اوسکو ایک جا کرکے دیکہین اگر مقدار تین اونگلیونکی ہوجاوی تو مسح کی مانع ہوگی اور اس سی کمتر مانع نہوگی اور

موزونمین اگر تہوڑی تہوڑی پہٹن ہوگی تو ایکجا نگیجاویگی لیکن اگر نجاست دونو موزونمین
تہوڑی تہوڑی ہو تو وہ جمع کیجاویگی یعنی اگر دونو موزونکی نجاست مقدار ایکدرم کے ہوجاویگی
تو انپر جو دن پاک کئی مسح درست نہوگا اسیطرح برہنگی کا حال ہی کہ اگر تہوڑی تہوڑی کئی جگہہ سے
کہلتی ہو تو اسکو جمع کرکے حساب کرنا چاہئی اگر چوتھائی عضو کی برابر ہو تو نماز جائز نہوگی ورنہ
نماز درست ہوگی - اور جو چیز وضو کو توڑتی ہی وہ مسح کو توڑتی ہی اور مسح کو موزہ کا نکالنا اور
مدت مسح کا پورا ہوجانا بہی توڑتا ہی بشرطیکہ مدت پوری ہونے پر سردی کے باعث پانوکے
جاتے رہنی کا خوف نہو اور اگر خوف ہوگا تو مسح بحال خود رہیگا - اور موزہ کو نکالنی اور مدت
مسح پورا ہوجانیکے بعد صرف دونو پانو دہو ڈالے یعنی اگر وضو اوسوقت موجود ہی تو
ساری وضو کا پہر سی کرنا ضرور نہین اور بہت سی پانو کا موزہ سی باہر چلا آنا بہی نکالنا ہی یعنی
موزہ کے نکالنی مین ساری پانو کا نکلنا معتبر نہین اگر اکثر حصہ نکل آویگا تب بہی مسح جاتا
رہیگا اور اگر کسی مقیم نے مسح کیا اور ہنوز ایکدن رات نہوا تہا کہ وہ مسافر ہوگیا تو اس
صورت مین وہ تین دن رات مسح کری اور اگر مسافر مسح کرتا تہا اور ایکدن رات کے بعد
مقیم ہوگیا تو وہ موزہ کو نکالکر پانو دہووے اور اگر ایکدن رات پورا نہوا تہا کہ مقیم ہوگیا تو
ایکدن رات کو پورا کرلے - اور مسح کرنا موزہ کے اوپر کے موزہ پر اور چمڑی کی جرابونپر
اور ایسی جرابونپر جنمین جوتے کی شکل کا چمڑا لگا ہو یا ایسی سخت ہون کہ بغیر باندہے
پنڈلی پر ٹہہر جاوین درست ہی - اور مسح کرنا پگڑی اور ٹوپی اور برقعہ اور دستانونپر درست
نہین - اور ٹوٹی ہڈی کی بندش پر اور زخم کی پٹی پر یا اسیطرح کی اور چیز پر مثل فصد کی
پٹی کے مسح کرنا دہونے کے حکم مین ہی یعنی اسکی لئی کوئی وقت معین نہین اور غسل
کے ساتھہ جمع ہوسکتا ہی اسطرح کہ بعض اعضا کو دہووین اور بعض پر مسح کرین اور یہہ مسح
درست ہی اگرچہ پٹی کو بیوضو باندہا ہو - اور مسح تمام پٹی پر کری خواہ اوسکی نیچی زخم ہو یا نہو
پس اگر پٹی یا پہایا جسپر مسح کیا تہا باعث زخم کے اچہے ہوجانیکی گر پڑے تو مسح باطل

ہو جاویگا اور بدون اچھا ہوئی کری تو مسح نجاویگا۔ اور موزوں کے مسح کرنے اور سر پر
مسح کرنیمین نیت کی احتیاج نہین یعنی مسح تیمم کیطرح نہین ہی کہ بدون نیت کے جائز نہوئی
باب حیض کے بیانمین حیض اوس خونکو کہتی ہین جو ایسی عورت کے رحم مین سی بہی
جو مرض اور لڑکپن سی سلامت ہو اس سی معلوم ہوا کہ جو خون مرض سی یا لڑکپن مین نکلیگا اوسکو
حیض نہ کہین گے بلکہ اوسکا نام استحاضہ ہی۔ اور مدت حیض کی کم سی کم تین دن رات ہی اور زیادہ
سی زیادہ دس دن رات اور جو خون تین دن سی کم اور دس دن سی زیادہ ہو وہ استحاضہ ہی
۔ اور سفیدی خالص کے سوا جو رنگ ہو وہ حیض ہی اور حیض نماز اور روزہ کا مانع ہی مگر عورت
روزہ کی قضا کری نماز کی قضا نکری یعنی ان ایام کی نماز معاف ہی اور اسی حالت مین مسجد کے اندر جانا
اور خانہ کعبہ کے گرد پہرنا اور ناف سی لیکر عورت کے زانو تک مرد کو نزدیکی کرنا اور قران کا
پڑہنا اور اسکو ہاتھہ لگانا ممنوع ہی مگر غلاف کی ساتھہ ہاتھہ لگانا منع نہین۔ اور بیوضو ہونا
بھی ہاتھہ لگانیکا مانع ہی مگر قران کے پڑہنی کا مانع نہین اور ناپاکی اور نفاس دونوں کا مانع
ہی یعنی ناپاکی اور حیض اور نفاس کیحالتمین قران کا پڑہنا اور اسکو ہاتھہ لگانا دونو ممنوع
ہین اور بیوضو ہونیکی حالت مین چہونا ممنوع ہی اور پڑہنا جائز۔ اور عورت سی صحبت کیجاوی
بدون غسل کے جس صورتمین کہ خون حیض اکثر مدت یعنی دس روز پر منقطع ہوا ہو اور جس
صورتمین کہ کمتر مدت کے بعد یعنی تین روز سی لیکر نو روز تک کے بیچ مین بند ہوا ہو تو صحبت
نکیجاوی یہانتک کہ عورت غسل کری یا خون بند ہونے پر کمتر وقت نماز کا گذر جاوے
یعنی اگر خون دس روز کے بعد بند ہوا ہی تو صحبت کرنی مرد کو درست ہی اگرچہ عورت نے
غسل نکیا ہو اور اگر خون دس روز سی کم مدت مین بند ہوا ہی تو صحبت کرنی جائز نہین جبتک
کہ غسل نکرے یا اتنا وقت گذر جاوی کہ اوسمین نہانا اور نماز کی نیت ہو سکے۔ اور پاک
ہو جانا دو خون کے درمیان خون کی مدت مین حیض اور نفاس ہی ہی یعنی اگر عورت
مدت حیض و نفاس مین کچھہ دنونکو پاک ہو جاوے اور خون بند ہو جاوے پہر جاری ہو جاوے تو اوسکو حکم

باب حیض کے بیان مین

پاک ہونیکا نہوگا بلکہ وہی حیض و نفاس ہوگا اور کمتر مدت پاک رہنیکی پندرہ دن ہین اور زیادہ مدت کی کچھہ انتہا نہین مگر جسصورت مین کہ خون ہمیشہ جاری رہے اور اوس عورتکی کوئی عادت مقرر نہو یعنی پاک رہنے کے لئے زیادہ مدت کی کچھہ حد مقرر نہین ہی کہ بعض عورتین برسون تک پاک رہتی ہین لیکن اگر کسیکو خون استحاضہ جاری ہوجاوے اور پاک رہنے کے لئے اوسکی کچھہ عادت مقرر تھی تو ایسی صورتمین اوسی عادت کی مدت کو پاک رہنے کی مدت کہینگے ۔ اور خون استحاضہ مانند دوام کی نکسیر کے ہے نماز اور روزہ اور صحبت کا مانع نہین اور اگر خون اکثر مدت حیض و نفاس سے بڑھجاوے تو جسقدر اوسکی عادت قدیم سے بڑھیگا وہ استحاضہ ہوگا ۔ اور اگر عورتکو پہلی ہی پہل استحاضہ ہوجاوے تو اوسکا حیض دس دنکا ہوگا اور نفاس چالیس دن کا ۔ اور جو عورت استحاضہ کہتی ہو اور جس شخص کا پیشاب جاری ہو یا پیٹ چلتا ہو یا ریح نکلتی رہتی ہو یا نکسیر بند نہوتی ہو یا زخم کا خون نتھمتا ہو ایسی شخص ہر فرض کیوقت وضو کیا کرین اور اوس وضو سے نماز فرض و نفل ادا کرین اور یہہ وضو صرف وقت کے نکلنے سے جاتا رہتا ہی یعنی دوسری نماز کے وقت کے آنیسے نہین جاتا جیساکہ بعض علما کا قول ہی اور عذر مذکور سے جاویگا اور یہہ حکم اوس صورتمین ہی کہ ان عذر والونپر کوئی فرض کا وقت ایسا نگذرے جسمین عذر مذکور اونکو نہو ورنہ معذور نہ کہلاوینگے اور اونکا وضو عذر مذکور سے جاتا رہیگا ۔
اور نفاس وہ خون ہی جو بچہ کے پیدا ہونیکے بعد آیا کرتا ہی اور جو خون کہ حاملہ عورت کو آتا ہی وہ استحاضہ ہوتا ہی ۔ اور پیٹ جو گر پڑتا ہی اگر اوسمین بعض اعضا موجود ہون تو اوسکا حکم بچہ کا ہی اوسکی بعد کا خون نفاس ہوگا اور اگر محض گوشت کا لوتھڑا ہو تو وہ بچہ نہین اور نہ اوسکی بعد کا خون نفاس ہی ۔ اور کمتر مدت نفاس کی کچھہ حد نہین یہانتک کہ بعض عورتونکو ایک گھنٹہ بھی نہین ہوتا اور اوسکی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس روز ہی اور اس سے بھی اگر بڑھجاوے تو جسقدر بڑھیگا وہ استحاضہ ہوگا ۔ اور جڑوان بچون کے ہونیمین مدت نفاس کی اول سے ہوتی ہی دوسرے بچہ سے نہین ہوتی

باب نجاستون کے بیان مین

بدن اور کپڑا پانی سے اور ہر بہتی چیز نجاست کی دور کرنیوالی سے پاک ہوجاتا ہی مثلا سرکہ اور گلاب سے

اگر دہو دین تو پاک ہو جاتا ہی مگر تیل سی پاک نہین ہوتا۔ اور موزہ پر اگر نجاست گاڑہی لگی ہو تو خاک پر رگڑنے سی پاک ہو جاتا ہی اور اگر گاڑہی نہو مثلا پیشاب یا شراب لگجاوی تو موزہ کو دہونا چاہئی۔ اور خشک منی رگڑنے سی پاک ہوتی ہی اور اگر خشک نہو بلکہ تر ہو تو دہوئی جاوی واضح ہو کہ امام شافعیؒ کے نزدیک منی پاک ہی دہونے اور رگڑنے کی حاجت نہین کہتی الا طبیعت کی لطافت کی جہت سی دہوڈالنا مضائقہ نہین اور امام مالکؒ کے نزدیک ناپاک ہی بدون دہونے کے صرف رگڑنے سی پاک نہین ہوتی اور امام اعظمؒ کے نزدیک بھی ناپاک ہی اگر تر ہو تو دہونا چاہئی اور اگر خشک ہو تو رگڑنے سی بھی پاک ہو جاتی ہی اور یہ مذہب سب مذہبون سی بہتر ہی اسلئی کہ منی کا پاک ہونا ایسی صورتین کہ غسل کا باعث ہی اور پیشاب گاہ سی نکلتی ہی آثار اور قیاس سی بہت بعید معلوم ہوتا ہی اور منی خشک کا رگڑنے سی پاک نہونا بھی خلاف احادیث صحیحہ کی ہی جو رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سی ثابت ہوئی ہین چنانچہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہین کہ مین منی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی کپڑی پر سی اگر تر ہوتی تھی تو دہو یا کرتی تہی اور خشک ہوتی تھی تو رگڑ ڈالا کرتی تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عائشہؓ کو ایسا ہی ارشاد فرمایا تہا۔ اور تلوار جیسی چیزین مثلا چہری اور خنجر اور آئینہ اسقدر پونچہنی سی پاک ہو جاتی ہین کہ نجاست کا اثر دور ہو جاوی اور زمین خشک ہونی اور نجاست کے اثر دور ہو جانے سے نماز کے لئے پاک ہو جاتی ہی مگر تیمم کے لئے پاک نہین ہوتی اسواسطیکہ تیمم مین زمین کا پاک ہونا قرآن سی ثابت ہی اور خشک ہونیسے زمین کی طہارت حدیثون سی ثابت ہی قرآن سی ثابت نہین اور ایک وجہ یہہ ہی کہ خاک اپنی طبیعت سی پاک کرنیوالی چیز نہین تو ضرور ہوا کہ طہارت کی رعایت اوسمین خوب طرح پر کرنی چاہئی۔ اور مقدار ایک درم کی اور مقدار چوڑائی ہتھیلی کی بڑی نجاست مین سی معاف ہی جیسی خون اور شراب اور مرغی کی بیٹ اور ایسی جانورونکا پیشاب جو کہائی نہین جاتی اور لید اور گوبر یعنی بڑی نجاست اگر جسم دار ہو تو وزن ایکدرم کہ ساڑہی تین ماشی کا ہوتا ہی معاف ہی اور اگر پتلی ہو جیسی پیشاب اور

شراب ہی تو ہتھیلی کی چوڑائی کی برابر معاف ہی اور اگر ان دونو مقداروں سی بڑہکر ہو تو دہونا
فرض ہی ورنہ مستحب — اور چوتھائی کپڑے سے کم کا بہرنا ہلکی نجاست مین مثلاً ایسی جانورون
کے پیشاب مین جو کہائی جاتے ہین یا گہوڑی کا پیشاب اور ایسی پرندونکی بیٹ مین جو نہین کہائے
جاتے اور مچھلی کے خون اور خچر اور گدہی کے لعاب مین معاف ہی اور نیز آدمی کا پیشاب کہ سوئی
کے ناکے کے برابر چھینٹین پڑجاوین معاف ہی یعنی ہلکی نجاست مین اگر چوتھائی سی کم کپڑا بہرے تو
معاف ہی اور جو چوتھائی بہرے تو دہونا چاہئی مگر چوتھائی مین علما کا اختلاف ہی بعضی کہتی ہین
کہ چاہئے اوسقدر کپڑے کا مراد ہی جس سی ستر عورت کم سے کم مین ہو جاوے اور بعضی کہتی ہین کہ
جو کپڑا بہرا ہوا اوسکی چوتھائی مراد ہی جیسے دامن اور آستین اور پردہ اور پچھا اور کلی کہ ہر ایک
جدا کپڑا ہے جو ان مین سی بہرے اوسیکی چوتھائی لینی چاہئیے اور بعضی چوتھائی کو ایک بالشت
لنبا اور ایک بالشت چوڑا کہتی ہین اور اسکو سب سی زیادہ مناسب جانتی ہین — اور جو نجاست
کہ سوجہتی ہی وہ اسقدر دہونے سی کہ اوسکا جسم جاتا رہی پاک ہو جاتی ہی مگر جسکا اثر دور ہونا
مشکل ہو مثلاً رنگ اور بو نجا سکتی ہو تو وہ تین بار دہونے اور ہر دفعہ نچوڑنے سی پاک ہو جاتی
ہے اسیطرح وہ نجاست جو سوجہتی نہو اور جس چیز کا نچوڑنا ممکن نہو مثلاً بوریا اور بچھونا اور
پتھر تو ایسی چیزین تین بار دہوکر خشک کرنے سی پاک ہوتی ہین یعنی ہر دفعہ دہوکر اتنا
چہوڑ دی کہ اوسمین سی پانی ٹپکنا موقوف ہو جاوی — اور مسنون ہی بعد پاخانہ پہرنے کے
استنجا کسی پاک کرنیوالی چیز مثل پتہر اور اینٹ اور ڈہیلے وغیرہ سے کرنا اور اسکی لئے
کوئی شمار مسنون نہین اور بعد استنجا کے اوس جگہہ کا دہونا مستحب ہی جاننا چاہئی کہ استنجا
مین طاق عدد امام شافعی کے نزدیک مسنون ہی کہ تین یا پانچ یا سات ڈہیلے ہون اور
امام اعظم رح کے نزدیک پاک ہونا ضروری ہی نہ شمار اور لفظ وتر کہ بعض حدیثون مین آیا ہی
وہ ایک پر بہی بولا جاتا ہی اور یہہ جو حدیث مین آیا ہی کہ جو کوئی ڈہیلے لی اوسکو چاہئی
کہ طاق لے جسنے یہہ کیا اوسنے اچھا کیا اور جسنے نکیا تو اوسپر کچھہ حرج نہین

یہہ حدیث دلالت کرتی ہے کہ علاق شمار مسنون نہین بلکہ مستحب ہوے اور مقام پاخانہ کا
دہونا واجب ہی جس صورتین کہ نجاست مقام پاخانہ سے بڑہجاوے اور بڑہنے مین وہی مقدار
معتبر ہے جو پانی کی مانع ہے یعنی مقدار ایکدرم یا ہتہیلی کے عرض کی برابر مقام پاخانہ سی
زائد ہوجاوے اسلئے کہ اوس مقام کا بہرنا معاف ہی اوسکی لئے ڈہیلون وغیرہ پر اکتفا ممکن ہے
مگر جب وس مقام سے زیادہ ایکدرم کی برابر بہرجاوے تو دہونا واجب ہی اور کمی کیصورت مین مستحب
ہے۔ مگر ہڈی اور لید اور کہانے کی چیز سے استنجا کرنا ممنوع ہے اور دہنی ہاتہ سے بہی
کرنا چاہیے بلکہ مخصوص اسکام کیواسطے بایان ہاتہ ہے واللہ اعلم

کتاب الصلوۃ یعنی اسمین نماز کا ذکر ہے۔ جاننا چاہیے کہ بعد اداکرنے کلمہ طیبہ
کے سب سے بڑا اسلام کے حکمون مین اور سب سے زیادہ ضروری شرع کے احکام مین نماز ہی
جسکے لئے اللہ تعالے فرماتا ہے حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ اور فرمایا
وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلَوٰةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا - اور حدیث شریف مین وارد ہوا ہے
کہ جو شخص چہوڑدے نماز کو جان بوجہکر وہ کافر ہے یہانتک کہ بعض علمانے نماز کی چہوڑنیوالیکو
مار ڈالنا جائز کہا ہے **باب** نماز کے وقتونکے بیان مین۔ فجر کا وقت صبح صادق
سے لیکر آفتاب کے نکلنے تک ہی اور ظہر کا وقت آفتاب کے ڈہلنے سے اوسوقت تک ہی کہ
سایہ ہر چیز کا سوای سایہ اصلی کے جو ٹہیک دوپہر کو ہوتا ہی اوس چیز سے دونا ہوجاوی
جاننا چاہیے کہ امام شافعی کے نزدیک ظہر کا وقت ایک مثل تک رہتا ہی اور اکثر حدیثین اسکی
تقویت کرتی ہین اور امام اعظم کے نزدیک ایک روایت مین موافق امام شافعی کے ہی اور ظاہر
روایت مین دو مثل تک ہی اسوجہ سے کہ حدیثونمین حکم ظہر کو ٹہنڈا کرکے پڑہنی کا ہی اور عرب
کی زمین مین ایکمثل سے پیشتر ٹہنڈا کرنا متصور نہین توجب شک واقع ہوا تو دوسری وقت کا
آجانا یقینا ثابت نہوا۔ اور عصر کا وقت دو مثل سے لیکر آفتاب کے غروب تک ہی اور مغرب
کا وقت آفتاب کے ڈوبنے سے شفق کے ڈوبنے تک ہی اور شفق وہ سفیدی ہی جو سرخی

ترک الصلوۃ

بیان اوقات نماز پنجگانہ

سکے بعد پیدا ہوتی ہے اور امام شافعیؒ کے نزدیک شفق اوسی سرخی کا نام ہے جو غروب کے بعد
ہوتی ہے اور امام اعظمؒ کی دلیل یہہ ہی کہ حدیثون مین وارد ہوا ہی کہ نماز عشا پڑہی ایسے وقت مین کہ
آسمان کے کنارے سیاہ و تاریک ہوجاوین اور یہہ صورت شفق سفید کے جانیکے پہلے متصور نہین
ہوتی۔ اور عشا اور وتر کا وقت شفق کے جاتے رہنے کے بعد سے صبح صادق کے نمود ہونے تک ہی
اور وترکو نماز عشا سے پہلے نہ پڑہنا چاہئے اسلئے کہ ان دونون مین ترتیب ضروری ہی اگرچہ دونو کا
وقت ایک ہی اور جس شخص کو عشا اور وتر کا وقت نملے یہہ دونو اوسپر واجب نہین ہوتے مثلاً بعض
زمین کے حصون مین صبح صادق شفق کے غروب ہوتے ہی ہوجاتی ہی تو ایسی جگہہ کے رہنے والونکو
عشا اور وتر واجب نہین۔ اور مستحب ہی نماز فجر کو اور گرمیونکی ظہر کو دیر کر کے پڑہنا اور عصر کو دیر سے پڑہنا
بشرطیکہ آفتاب کا رنگ زردی مائل نہو اور عشا کو ایک تہائی رات تک تاخیر کرنا اور وتر کو آخر شب تک
دیر کرنا ایسے شخص کے لئے جسکو اپنے جاگنے پر اعتماد ہو فائدہ امام شافعی کے نزدیک سب نمازون
مین جلدی کرنی مستحب ہی اور امام اعظم کی دلیل یہہ ہی کہ حدیثون مین وارد ہوا ہی کہ صبح کی نماز روشنی
مین پڑہو اور ظہر کی نماز ٹہنڈے وقت مین۔ اور جاڑون کی ظہر کو اور مغرب کو اول وقت پڑہنا اور
جن نمازونکے شروع مین عین ہی یعنی عصر اور عشا کو ابر کے دن جلد پڑہنا اور ابر کے دنمین ان دونوکے
سوا اور نمازونکو دیر کر کے پڑہنا یعنی فجر اور ظہر اور مغرب کیلئے ابر و غبار مین تاخیر کرنی مستحب ہی۔ اور آفتاب
کے نکلنے کیوقت اور ٹہیک دوپہر مین جب آفتاب سر پر ہو اور اوسکے ڈوبنے کیوقت نماز اور سجدہ
تلاوت اور نماز جنازہ ممنوع ہی مگر اوسی روز کی عصر عین غروب کیوقت پڑہنی درست ہی۔ اور سوا
دو رکعت سنت فجر کے صبح صادق ہوجانے پر نفل پڑہنا اور قبل نماز مغرب کے اور امام کے
خطبہ پڑہنے کیحالتمین جمعہ کے روز نفل پڑہنا ممنوع ہی اور شافعی کے نزدیک جمعہ کی سنتین خطبہ
کیوقت درست ہین اور دلیل امام اعظمؒ کی یہہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب
تو اپنے ساتھی کو کہے کہ چپ رہ اور امام خطبہ پڑہ رہا ہی تو تو حرکت لغو کرتا ہی پس جس صورتمین کہ
اچھی بات کے امر کرنے مین جو واجب ہی آپ نے لغو کا حکم فرمایا ہو تو نفل کے پڑہنے کا امر کیا

تصور کرنا چاہیئے حالانکہ نماز خطبہ سننے سے روکتی ہی ہی اور دو نماز ونکا ایکوقت مین اکٹھا پڑہنا
ممنوع ہی یعنی بوجہ سفر اور مینہ کے دو نماز ونکو ایک ساتھ نہ پڑہے اور شافعی اور مالک کے
نزدیک جمع کرنا درست ہی اسلیئے کہ حدیث شریف مین دو نماز ونکا جمع کرنا وارد ہوا ہی اور دلیل
امام اعظمؒ کی یہہ ہی کہ ابن مسعودؓ فرماتے ہین کہ قسم ہی اوس خدا کی جسکے سوا کوئی معبود برحق نہین کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کوئی نماز بجز اوسکی وقت کے اور کسیوقت مین نہین پڑہی مگر
دو نمازین جسمع کی ہین ظہر و عصر کو عرفات مین اور مغرب و عشا کو مزدلفہ مین اور جو روایتین کہ دو
نماز ونکے جمع کرنے مین وارد ہوئی ہین وہ اکٹھا پڑہنا ظاہر کی روسے تہا نہ وقت کی اعتبار سے
یعنی آپ نے آخر وقت ظہر مین نماز ظہر پڑہی اور اول وقت عصر مین نماز عصر اور اسیطرح مغرب و عشا
مین کہ اول کو آخر وقت مین پڑہا اور دوم اول وقت مین تو ظاہر کی روسے اکٹھی ہوگئین اور حقیقت
مین ہر ایک اپنے وقت مین ہوئی واللہ اعلم۔ **باب اذان کے بیان مین**۔ اذان
کہنا واسطے فرض نماز ونکی بدون دو بار کہنے شہادتین کے اور بدون راگ کی آواز کے سنت ہی اور
امام شافعی کے نزدیک ترجیع مسنون ہی اور وہ اسطرح ہی کہ اول شہادتین یعنی اشہد ان لا الہ الا اللہ
اور اشہد ان محمدا رسول اللہ کو دو دو بار آہستہ آہستہ کہلے پہر دو دو بار بلند آواز سے کہے
اسواسطے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ابی محذورہ کو اسیطرح سکہلایا تہا اور امام اعظمؒ
کے نزدیک ترجیع سنت نہین اسلیئے کہ عبداللہ بن زید وغیرہ کی روایت مین ترجیع نہین ہی اور ابی
محذورہ کو سکہلانے کی وجہ یہہ تہی کہ شروع اسلام مین انہون نے شہادتین کے ظاہر کہنے سے
شرم کرکے خود آہستہ ادا کئی تہی تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اونکو ارشاد فرمایا کہ بلند آواز
سے کہو پس اونکا آہستہ کہنا اصل اذان مین داخل نہتا واللہ اعلم۔ اور موذن صبح کی اذان
مین حی علی الفلاح کے بعد الصلوۃ خیر من النوم دو بار زیادہ کرے۔ اور تکبیر مثل اذان کے
ہی اور اوسکی حی علی الفلاح کے بعد قد قامت الصلوۃ دو بار زیادہ کرے اور اذان کے کلمات
کو جدا جدا کہنا چاہیئے اور تکبیر کے کلمات کو ملا ہوا وصل کے ساتھہ اور دونو مین قبلہ کیطرف کو

بیان اذان و ترجیع نہین

شہ رکھی اور اذان و تکبیر کے درمیان مین کلام نکرے اور جب حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح
کہی تو اپنا مُنہ داہنی اور بائین پہیر اوے اور اذان کے منارہ مین گھوم کر اذان کہی تاکہ اوسکی
کہڑکیون مین سے لوگون کو آواز پونہچے اور اپنی اُنگلیان کانون مین رکہلی تاکہ آواز خوب اونچی
نکلے — اور تثویب کرے اور اذان اور تکبیر کے بیچ مین ٹھہر جاوے لیکن مغرب کی اذان کے بعد
نہ ٹھہرے تاکہ نماز مغرب کی تاخیر جو مکروہ ہے لازم نہ آوے واضح ہو کہ تثویب اسکو کہتے ہین کہ اذان
کے بعد لوگونکی تاکید کے لئے دوسری آواز کہین تاکہ لوگ جلد چلے آوین جیسے الصلوٰۃ مثلاً پکار کر
کہا کرتے ہین اور در مختار مین تثویب صرف اذان صبح مین لکہی ہے — اور قضا نماز کے لئے اذان
اور تکبیر دونو کہے اور اسطرح بہت سی قضا نمازین اگر ادا کرے تو سب سے پہلی کے لئے اذان اور
تکبیر دونو کہے اور باقی نمازون مین اذان کے لئے اوسکو اختیار ہے یعنی چاہے تو اذان اور تکبیر دونو
کہے چاہے صرف تکبیر پر بس کرے — اور وقت سے پہلے اذان نہ کہی جاوے اور اگر ایسا ہو جاوے تو وقت
پر دوبارہ کہی جاوے اور اس مسئلہ مین امام شافعیؒ کا خلاف ہے اور امام اعظمؒ کی دلیل یہہ ہے کہ اذان
اسلئے ہے کہ لوگونکو وقت نماز ہو جانیکی خبر ہو اور وقت سے پہلے کہنے مین یہہ مضمون نہین رہتا
— اور مکروہ ہے ناپاک آدمیکا اذان اور تکبیر کہنا اور بیوضو کا تکبیر کہنا اور عورت اور بدکار شخص
کا جو فسق مین مشہور ہو اور بیٹہے ہوے مرد کا اور متوالے کا اذان کہنا مکروہ ہے مگر غلام اور دیہاتی اور
حرامزادے اور اندہے اور گنوار کا اذان کہنا مکروہ نہین اور مسافر کو اذان اور تکبیر دونو کا چہوڑ دینا
مکروہ ہے اور جو شخص اپنے گہر مین شہر کے اندر نماز پڑہے اوسکو دونو کا چہوڑ دینا مکروہ نہین اور
اذان اور تکبیر ان دونو کے لئے مستحب ہین عورتون کیواسطے مستحب نہین یعنی اگر عورتین جماعت
کی نماز پڑہین اور اذان اور تکبیر نکہین تو مکروہ نہین **باب نماز کی شرطونکے بیان مین**
جاننا چاہیے کہ شرط اوسکو کہتے ہین جو کام سے خارج ہو اور وہ کام اوسپر موقوف ہو اسطرح
کہ جب تک شرط نہووے وہ کام درست نہووے — نماز کی شرطین یہہ ہین کہ نمازی کے بدن کا نجاست
حکمی اور نجاست حقیقی سے پاک ہونا اور کپڑے اور نماز کی جگہہ کا پاک ہونا اور بدن کا ڈہانکنا —

اور برہنگی مرد کے لئے ناف کے نیچے سے لیکر گھٹنون کے نیچے تک ہو اور آزاد عورت کے لئے سوائے
چہرہ اور دونو ہتھیلیون اور دونو پانوکے تمام بدن برہنگی ہی سب کا ڈہانکنا واجب ہی۔ اور نماز
مین عورت کی چوتھائی پنڈلی کا کہلا رہنا مانع نماز کی درستی کا ہی اسیطرح سرکے بال اور پیٹ اور ران
اور شرمگاہ کا حال ہے کہ اگر ان مین سی چوتھائی کسیکی کہلجاویگی نماز درست نہوگی۔ اور لونڈی
برہنگی کے ڈہانکنے مین مثل مرد کے ہی فرق اتنا ہی کہ لونڈی کا پیٹ اور پیٹھ بھی برہنگی مین داخل
ہے مرد کا نہین۔ اور اگر نمازی کو ایسا کپڑا ملا جسکا چوتھائی پاک ہی اور اوسنی نماز ننگی بدن
پڑہلی تو نماز درست نہوگی اور اگر چوتھائی سی کم پاک ہی تو نمازی کو اختیار ہی چاہی ننگے بدن نماز پڑہی
خواہ اوس کپڑے کو پہنکر پڑہلے۔ اور اگر کپڑا بالکل میسر نہو تو چاہئے کہ نماز بیٹھکر پڑہی اور رکوع
اور سجدہ اشارہ سی ادا کرے اور بیٹھکر اشارہ سی پڑہنا اس سی بہتر ہی کہ کہڑے ہو کر مع رکوع اور
سجدہ کے پڑہی۔ اور نماز کی شرط نیت ہی نہ لے فصل یعنی نماز کے ساتھہ ہی نیت کرنی چاہئے۔
اور نیت مین ضروری یہہ ہی کہ اپنی دل سی یہہ بات جانے کہ کونسی نماز پڑہتا ہی یعنی یہہ لازم نہین
کہ زبان سی نیت کی الفاظ کہی اور سنتون اور نفلون اور تراویح کے لئے مطلق نماز کی نیت
کافی ہے۔ اور فرضونکے لئے فرضونکا معین کرنا مثلاً عصر کے فرض یا ظہر کے فرض کو دلمین
جان لینا ضروری اور مقتدی امام کے پیچھے پڑہنے کی بھی نیت کرے۔ اور نماز جنازہ مین نماز کی نیت
خداکیواسطی اور دعا کی مردہ کے لئے کرے۔ اور نماز کی شرط قبلہ کیطرف منہ کرنا ہی تو جو شخص
مکہ کا رہنے والا ہو اوسکو ٹہیک کعبہ کی عمارت کیطرف منہ کرنا فرض ہی اور جو مکہ مین نرہتا ہو وہ اوسکے
طرفکو منہ کرلے یعنی اوسکی لئے ضرور نہین کہ اسیطرح کہڑا ہو کہ خاص عمارت کعبہ کی سمت مین اوسکا
منہ ہو بلکہ کعبہ کی سمت کو منہ کرلینا کافی ہی اور جو شخص دشمن یا درندہ کا خوف رکہتا ہو اوس سے
جس طرفکو ہوسکی نماز پڑہلی۔ اور جس شخص کو قبلہ معلوم نہو وہ اٹکل کرلے اور اوسی طرفکو کہڑا ہو جاوے
اور اگر اٹکل مین غلطی ہو جاوی تو نماز کو دوبارہ پڑہی اور اگر غلطی بیچ نماز مین معلوم ہو تو نمازی
مین قبلہ کیطرفکو پہر جاوی۔ اور اگر چند لوگون نے مختلف سمتین قبلہ کے لئے اٹکل کہین اور امام

کا حال کسیکو معلوم نہین کہ اوسکا منہ کسطرفکو ہی تو اونکے لئے کافی ہے اور جس شخص کو حال اپنی
امام کا معلوم ہوا اور اوسکے خلاف منہ کئے ہو تو اوسکی نماز درست نہوگی **باب** نماز کی صفت
کے بیان مین یعنی خود نماز اور اوسکے اندر کے احوال مین۔ نماز کے فرض یہہ ہین اللہ اکبر
کہکر نماز مین داخل ہونا اور کہڑا ہونا اور قرآن کا پڑہنا اور رکوع کرنا اور سجدہ کرنا اور آخر کو
التحیات پڑہنے کی قدر بیٹہنا اور نماز مین سے اپنے فعل سے باہر آنا۔ اور نماز کے واجبات یہہ ہین
سورہ الحمد کا پڑہنا اور دوسری صورت خواہ ایک آیت لمبی یا تین چہوٹی آیتونکا الحمد کے
ساتھہ ملانا اور پہلی دو رکعتونکو قرآن پڑہنے کے لئے معین کرنا اور جو فعل ایک رکعت مین
مکرر ہین اونمین ترتیب کا لحاظ رکہنا جیسے سجدہ ہی کہ اگر دوسری سجدہ کو چہوڑ دیا اور دوسری
رکعت کے لئے اوٹھہ کہڑا ہوا تو نماز فاسد نہوگی بلکہ ناقص ہو جاویگی مگر ترتیب غیر مکرر افعال
مین مثلاً رکوع اور قیام مین فرض ہی اوسکی چہوڑنے سے نماز نہین ہوتی اور ارکان کو
راست کرنا یعنی رکوع اور سجدہ مین اچہی طرح ٹہرنا اور پہلی دفعہ بیٹہنا اور التحیات پڑہنا
اور لفظ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ آخر نماز مین کہنا اور دعاء قنوت نماز وتر مین اور دونون
عیدونکی نماز مین تکبیرین کہنی اور آہستہ اور پکار کر پڑہنا جن نمازونمین کہ آہستہ اور پکار کر
پڑہا جاتا ہی۔ اور نماز کی سنتین یہہ ہین کہ تکبیر تحریمہ کے لئے دونون ہاتہونکا اوٹہانا اور
اپنی انگلیونکو کہلا رکہنا اور امام کو پکار کر اللہ اکبر کہنا اور سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ آخر تک پڑہنا اور
اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ اور بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ پڑہنا اور آخر الحمد مین آمین کہنا،
اور ان سبکو پوشیدہ کہنا اور اپنے دہنے ہاتہہ کو بائین ہاتہہ پر ناف کے نیچے رکہنا اور
رکوع مین جانیکو اور اوس سے سر اوٹہانیکو اللہ اکبر کہنا اور رکوع کے اندر تین بار سُبْحَانَ
رَبِّیَ الْعَظِیْمِ کہنا اور رکوع مین اپنے دونو گہٹنونکو دونو ہاتہون سے پکڑنا اور اونکی انگلیونکو
کہلا رکہنا اور سجدہ کے لئے اور اوس سے اوٹہنے کیو اسطے اللہ اکبر کہنا اور اوسمین تین بار
سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی کہنا اور دونو ہاتہون اور دونو گہٹنونکو سجدہ کیوقت زمین پر رکہنا

اور بائین پانو کو بچھانا اور داہنی کو کہڑا رکہنا اور رکوع اور سجدہ کے درمیان کہڑا
ہونا اور دونو سجدون کے بیچ مین بیٹھنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا اور
اللہ تعالے سے دعا مانگنا - اور نماز کے مستحبات یہہ ہین کہ سجدہ کی جگہہ کیطرف نگاہ رکہنا
اور جمائی کیوقت اپنا منہ بند کر لینا اور اللہ اکبر کہنے کیوقت آستینون سے اپنے
دونو ہاتہونکو نکالنا اور جسقدر ہوسکے کہانسی کو ٹالنا اور جب تکبیر مین حی علی الفلاح
کہا جاوے اوسوقت کہڑا ہونا اور جب قد قامت الصلوۃ کہا جاوے اوسیوقت امام کو
نماز کا شروع کرنا **فصل** اور جب نماز مین آیا چاہے تو نمازی کو چاہئے کہ اللہ اکبر کہے
اور دونو ہاتھ اپنے کانون کی برابر تک اٹھاوے - اور اگر نماز کے شروع مین اللہ اکبر
کی جگہہ سبحان اللہ یا لا الہ الا اللہ کہا یا فارسی مین کہا کہ اللہ بزرگ ست تو نماز درست
ہوگی اور یہی حال ہے اگر قران کو فارسی مین پڑہے اوس صورت مین کہ عربی مین پڑہنے سے عاجز ہو
یا جانور ذبح کرے اور بسم اللہ فارسی مین کہے - اور اگر شروع نماز مین اللہم اغفرلی
کہیگا تو نماز درست نہوگی - پہر اپنے داہنے ہاتھ کو بائین پر ناف کے نیچے رکہے **ف**
مترجم کہتا ہے کہ یہ صورت مردونکی لئے ہے اور عورت ہاتہونکو مونڈہون تک اٹہاوے اور ہاتھ
سینہ پر رکہے - اور دعاے استفتاح یعنی سبحانک اللہم آخر تک پڑہے اور قران پڑہنے کے لئے
اعوذ باللہ کہے یعنی اعوذ باللہ قران پڑہنے کے تابع ہے اس سے یہہ نکلا کہ مسبوق یعنی جسکو
ایک دو رکعت امام کے ساتھہ نملی ہو پیچھے آکے ملا ہو وہ اعوذ پڑہے اسواسطے کہ جو نماز
اوسکو رہگئی ہے اوسمین قرات قران کریگا اور مقتدی اعوذ نہ پڑہے جسنے امام کے ساتھہ
نماز شروع کی ہے اسواسطے کہ اوسکو قران پڑہنا نہین اور عید کی تکبیرون کے پیچھے اعوذ
پڑہے اسلئے کہ پہلی رکعت مین قران پڑہنا تکبیرون کے بعد ہے - اور ہر رکعت مین آہستہ
سے بسم اللہ کہے اور بسم اللہ قران مجید کی ایک آیت ہے سورتون کے جدا کرنیکے لئے
اُتری ہے نہ تو الحمد کا ٹکڑا ہے نہ کسی اور سورت کا اور اس مسئلہ مین امام شافعی کا خلاف ہے

وہ اسکو الحمد کا جزو فرماتے ہین اور دلیل امام اعظمؒ کی یہہ ہے کہ صحیح بخاری اور مسلم مین
انسؓ سے روایت ہے کہ وہ فرماتے ہین کہ مین نے نماز پڑہی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے
پیچہے اور حضرت ابوبکر اور عمر اور عثمانؓ کے پیچہے مگر مین نے انہین سے کسیکو نہ سنا کہ
بسم اللہ پڑہتے ہون بلکہ الحمد للہ سے شروع قرارت کیا کرتے تھے اور اس جیسی روایتین
بہت مروی ہین اگر بسم اللہ الحمد کا جزو ہوتی تو پکار کے پڑہنے کی نمازونمین الحمد کیطرح اسکو
بھی پکار کر پڑہتے اور حدیث قدسی مین وارد ہے کہ نماز بٹگئی ہے خداتعالی اور بندہ مین
جب بندہ کہتا ہے الحمد للہ رب العالمین اللہ تعالے فرماتا ہے کہ میری بندہ نے میری تعریف
کی روایت کیا اسکو مسلم نے اس سے بہی یہی معلوم ہوتا ہے کہ سورہ فاتحہ الحمد للہ سے شروع
ہوتی ہے نہ بسم اللہ سے۔ پہر الحمد اور ایک سورت یا تین آیتین پڑہے اور امام اور مقتدی
الحمد کے بعد آہستہ سے آمین کہین اور اللہ اکبر دونون مد کے کہین یعنی نہ اللہ کے الف
کو کہینچین اسلئے کہ مشابہ ہمزہ استفہام کے ہوجاویگا اور وہ درست نہین اور نہ اکبر کی ب کو
بڑہاوین۔ اور اللہ اکبر کے بعد رکوع کرے اور اپنے دونو ہاتھہ دونو زانو پر رکہے اور
انگلیان ہاتہونکی کہلی رکہے اور پیٹہہ کو برابر رکہے اور سر کو سرین کے ساتہہ ہموار رکہے اور
رکوع مین تین بار سُبحَانَ رَبِّیَ العَظِیم کہکر سر اوٹہاوے اور امام سر اوٹہاتے ہوئے سَمِعَ اللہُ
لِمَن حَمِدَہٗ پر کفایت کرے اور مقتدی اور اکیلا پڑہنے والا رَبَّنَا لَکَ الحَمد کہلین۔ پہر اللہ اکبر کہے
اور اپنے دونو زانو زمین پر رکہے پہر دونو ہاتھہ پہر منہہ کو دونو ہتہیلیونکی درمیان رکہے اور
اوٹہنے مین اسکا الٹا کرے یعنی جب سجدہ سے سر اوٹہاوے تو اول سر اوٹہاوے پہر دونو ہاتھہ
پہر دونو زانو اوٹہاوے۔ اور سجدہ مین ناک اور ماتہا دونو زمین کو لگین اور انہین سے ایک
کفایت کرنا یا پگڑی کے پیچ پر سجدہ کرنا مکروہ ہے اور سجدہ مین اپنے دونو پہلو کو ظاہر رکہے
یعنی ہاتہونکو پہلو سے علحدہ رکہے اور اپنے پیٹ کو رانون سے دور رکہے اور اپنے دونو پانو
کی انگلیان قبلہ رخ رکہے اور سجدہ مین تین بار سُبحَانَ رَبِّیَ الاَعلٰی کہے اور عورت اونچی

نہ اُبھرے بلکہ پیٹ کو اپنی دونو رانون سی ملا ہوا رکہی- پہر الله اکبر کہتا ہوا اپنا سر اوٹھاوی
اور آرام سی بیٹہی پہر الله اکبر کہکر دوسرا سجدہ آرام کے ساتھہ کری اور کہڑی ہونیکی لئے
الله اکبر کہے اور بدون کسی چیز کے سہارے اور بدون بیٹہنے کے دوسری رکعت کے
لئے کہڑا ہو یعنی اُٹھنے مین ہاتھہ پر زور نہ دی اور دوسرے سجدہ کے بعد جلسہ استراحت نکری
یعنی ارام کے لئی نہ بیٹہی اور دوسری رکعت مثل پہلی رکعت کے ہی اتنا فرق ہی کہ دوسری
رکعت مین سُبحانَکَ اللّٰہُمَّ اور اَعُوذُ نہ پڑہے اور اپنی ہاتھہ سوا رفقعس صمعج یعنی آٹھہ جگہہ کے
اور جگہہ اوٹھاوی ف سی مراد افتتاح نماز یعنی شروع نماز مین الله اکبر کہنی کیوقت ق
قنوتِ وتر کیوقت ع عیدین کی تکبیرات مین س استلام یعنی بوسہ دینی کیوقت حجر
اسود کے ص صفا پر الله اکبر کہنے کیوقت م مروہ پر الله اکبر کہتی ہوئے ع عرفات مین
ج جمرونکو پتہر مارنے مین- جاننا چاہیے کہ امام شافعی کے نزدیک دونو ہاتھون کا
اوٹھانا ہر کہڑا ہونے اور رکوع کے لئی الله اکبر کہنے کیوقت ہر رکعت مین مسنون ہی اور امام
اعظم کے نزدیک شروع کی تکبیر مین ہاتھہ اوٹہاوین نہ اوسکی سوا دوسری تکبیر مین بدلیل
قول رسول خدا صلی الله علیہ وسلم کے کہ ہاتھہ نہ اُٹہائی جاوین مگر آٹھہ جگہہ جو مذکور ہوئین
روایت کیا اوسکو حاکم اور بیہقی اور طبرانی نے اور عبد الله بن مسعودؓ ہاتھہ نہ اُٹھاتی تہی
مگر شروع نماز مین الله اکبر کیوقت روایت کیا اسکو ابو داؤد اور ترمذی نے- پہر جب
دوسری رکعت کی دوسری سجدہ سی فارغ ہوا اپنا بایان پانو بچھاکر اوسپر بیٹہی اور دہنی پانو
کو کہڑا رکہی اور پانو کی انگلیان قبلہ کیطرف رکہی اور اپنی دونو ہاتھہ دونو رانون پر رکہی اور
ہاتھونکی انگلیان کہلی رکہی اور عورت دونو پانو داہنی طرفکو نکالکر چوتڑون پر بیٹہی اور التحیات
وہ پڑہی جو عبد الله بن مسعودؓ سی مروی ہی واضح ہو کہ اشارہ شہادت کی اونگلی سے
اَشْہَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ آخر تک پڑہنی کیوقت التحیات مین بہت سی حدیثون مین مروی
ہے اور اکثر علما کا عمل ہے چنانچہ علماء حنفیہ نے بہی اوسکو اختیار کیا ہے اور

اوس اشارہ کی کیفیت حدیث کی کتابون مین چند طور پر ثابت ہوئی ہے اور جو طور کہ ظاہر
مذہب امام اعظمؒ کے خلاف نہین یعنی اونکے ظاہر مذہب مین اونگلیونکا کہولنا پایا جاتا ہی
تو جو طور اشارہ کا اسکی خلاف نہین ہی یہ ہی کہ شہادت کی وقت انگشت شہادت سے اشارہ کرے
اور اورونکو بند نہ کرے خواہ بند کرلے اور بعد اشارہ کے کہولدے اور یہہ طور حدیث
سے زیادہ تر موافق معلوم ہوتا ہی واللہ اعلم۔ اور بعد دو رکعتون کے اور رکعتونمین
صرف الحمد پر کفایت کرے سورت نملاوے اور آخر کا بیٹھنا مثل اول بیٹھنے کے ہی اور
شافعیؒ کے نزدیک دوسری قاعدہ مین جو تڑون پر بیٹھے جیسی عورتین بیٹھتی ہین
اور دلیل امام اعظمؒ کی یہہ ہی کہ حضرت انسؓ سے مروی ہی کہ رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم نے نماز مین کتے کی طرح بیٹھنے اور چوتڑون پر بیٹھنے سے منع فرمایا اس
روایت کو احمد نے بیان کیا ہی اور رفاعہ بن رافع سے منقول ہی کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے ایک اعرابی کو فرمایا کہ جب تو بیٹھے نماز مین اپنے بائین پانو پر بیٹھہ اسکو بھی
احمد نے روایت کیا ہی اس سے معلوم ہوا کہ یہ صورت دونون قعدون مین مسنون ہی
واللہ اعلم۔ اور التحیات پڑہے اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بہیجے اور ایسی دعا مانگے
جو مشابہ قرآن و حدیث کی ہو نہ لوگون کے کلام سے اور بعد دعا کے امام کے ساتھہ سلام
پہیرے مثل تحریمہ کے یعنی جسطرح تحریمہ اپنی امام کے ساتھہ کرے اسیطرح سلام بہی امام ہی کے
ساتھہ ہی پہیرے اور داہنی بائین سلام پہیرنے مین لوگونکی اور کراما کاتبینؓ کی نیت کرلے
کہ ان پر سلام کہتا ہون اور جس طرف امام ہو داہنی خواہ بائین اوس طرف اوسکی بہی نیت
کرے اور اگر ٹہیک سامنے ہو تو اوسکی نیت دونون طرف کرے اور امام اپنی دونون طرف
کی سلام مین لوگونکی اور کراما کاتبین کی نیت کرے۔ اور قرارت فجر کی نماز مین اور پہلی دو
رکعتون مین مغرب کی اور عشا کی پکار کر پڑہے گو قضا ہی پڑہتا ہو اور جمعہ اور دونون عیدونکی
نماز مین بہی پکار کر پڑہے اور اونکی سوا اور نمازون مین قرات آہستہ پڑہے جیسے ظہرکو نفل

پڑہنے والا کہ وہی قرارت آہستہ پڑھے اور جو شخص ایسی نماز جسمین پکار کر پڑہنا چاہی اکیلا پڑہے
اوسکو اختیار ہے چاہی پکار کر پڑھے چاہے آہستہ پڑھے جیسے رات کو نفلین پڑہنیوالا
مختار ہے چاہے پکار کر پڑھے چاہے آہستہ - اور اگر عشا کی نماز مین پہلی دو رکعتونمین سورۃ
چھوڑ دی تو اوسکو دو رکعتون پچھلی مین الحمد کے ساتھ پکار کر پڑہلے اور اگر پہلی دونو رکعتون مین
الحمد نہ پڑہی ہو تو الحمد کی قضا پچھلی دو رکعتونمین نکرے اسلئے کہ الحمد کو دفعہ پچھلی رکعتونمین پڑہنا
پڑیگا - اور فرض ایک آیت کا پڑہنا ہی اور امام شافعیؒ وغیرہ کے نزدیک سورہ فاتحہ کا
پڑہنا فرض ہی اور اونکی دلیل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہی کہ اوس شخص کی نماز
نہین جسنے سورہ فاتحہ نہ پڑہی ہو اور امام اعظمؒ کی دلیل قول خداوندی ہی فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ
مِنَ الْقُرْآنِ یعنی پڑہو جسقدر ہوسکے قرآن اور کلام الہی پر احادیث سی زیادتی کرنی درست
نہین الاحدیث احاد پر عمل کرنا لازم ہوتا ہی اسلئے الحمد کے پڑہنے کو واجب ٹھہرایا ہی اور آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی کو فرمایا کہ پڑہ جو کچہہ تیرے پاس ہی قرآن سی یعنی جو کچھہ
تجھی یاد ہے یہہ حدیث بھی الحمد کے فرض نہونے پر دلالت کرتی ہی اسلئے کہ اس حدیث کے
آخر مین وارد ہوا ہی کہ یہہ تیری نماز تمام ہوئی - اور قرارت کی سنت سفر مین سورہ الحمد اور
ایک سورت ہی جونسی چاہی اور حضر مین یعنی ٹھہرے رہنے کی صورتمین اگر فجر اور ظہر کی نماز ہو تو انمین
دراز مفصل سورتین مسنون ہین اور اگر عصر اور عشا ہو تو میانہ سورتین مفصل اور اگر مغرب ہو
تو چھوٹی مفصل سورتین پڑہنی سنت ہین مخفی نرہی کہ سورہ حجرات سی آخر کلام مجید تک جتنی سورتین
ہین انکو مفصل کہتے ہین انمین سی حجرات سی لیکر سورہ والسماء ذات البروج تک دراز مفصل
کہلاتی ہین اور وہان سی لیکر لم یکن تک میانہ اور وہان سی سورہ ناس تک چھوٹی - اور نماز
فجر مین صرف اول رکعت کو دراز کیا جاوی نہ اوسکی سوا اور کسی نماز مین یعنی صبح کی نماز مین
اول رکعت کو دوسری کی نسبت کو زیادہ بڑہانا چاہیئے اور نماز ونمین ایسا نکرنا چاہیئے
بلکہ دونو رکعتین برابر ہی پڑہین - اور کسی نماز کے لئے کوئی سورت قرآن کی مقرر نہین

ہوئی یعنی ایسا نچاہیے کہ کسی نماز کے لئے کوئی خاص سورت مقرر کرلین اور اوسکے سوا دوسرے
سورت کبھی نہ پڑہین اور مقتدی قرارت نکرے بلکہ چپکا سُنے جاوے اگرچہ امام آیت رغبت یا
آیت خوف کی پڑہی یا خطبہ پڑہنے والا خطبہ پڑہی یا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بہیجے
ان سب صورتونمین چپکا سننا چاہیے لیکن کہتے ہین کہ جب خطیب پڑہی یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا
صَلُّوْا عَلَیْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا تو سننے والکو چاہیے کہ آہستہ درود بہیجے اور امام اور خطیب
سے دور کا شخص اور پاس کا اسحکم مین برابر ہین یعنی خواہ امام کا پڑہنا اور خطبہ پاس ہونیکی
جہت سی سنتا ہو خواہ دور ہونیکی سبب سی نہ سنتا ہو دونو حالتونمین کچہہ نہ پڑہے اور چپ رہے
۔ جاننا چاہیے کہ امام شافعیؒ کے نزدیک مقتدی پر قرارت الحمد کی واجب ہی بدلیل ارشاد
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کہ لا صلوٰۃ الا بفاتحۃ الکتاب اور اسباب مین بہت سی حدیثین
وارد ہین اور دلیل امام اعظم کی یہہ ہی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہی وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ
وَاَنْصِتُوْا تو اس آیت کی رو سے مقتدی کو سننا اور چپ رہنا لازم ہی اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم فرماتے ہین جس کسیکا امام ہو تو امام کی قرارت اوسکی قرارت ہی اس سی معلوم ہوا
کہ مقتدی سی الحمد کا پڑہنا حکماً ثابت ہی اور حضرت علیؓ فرماتے ہین کہ جو کوئی امام کے پیچھے پڑہتا
ہے وہ فطرت سلیم کو چوکتا ہی یعنی طبع سلیم کے خلاف چلتا ہی۔ اسکو ابن ابی شیبہ اور
عبد الرزاق نے اپنی کتابونمین روایت کیا ہی اور حضرت جابرؓ سی مروی ہے کہ اونہون نے
فرمایا کہ امام کے پیچھے مت پڑہ گو وہ پکار کر پڑہے یا آہستہ روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے

باب امامت کے بیان مین

— جماعت سنت موکدہ ہی۔ امامت کے لئے
لائق تر وہ ہی جو سب مین زیادہ عالم ہو اوسکی بعد وہ ہے جو قران سب سے اچہا پڑہتا ہو اوسکی بعد
جو زیادہ پرہیزگار ہو اوسکے بعد جو سب مین عمر زیادہ رکہتا ہو اور امام شافعی کے نزدیک
قران کا اچہا پڑہنے والا عالم پر مقدم ہی اور امام اعظم کی دلیل یہہ ہی کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کو حکم امامت کا فرمایا اسلئے کہ آپ علم زیادہ رکہتے تھے قران کے

قاری سب سی زیادہ نہ تھی کیونکہ صحابہ مین قران مجید سب سے اچھا بالاتفاق حضرت ابی بن کعب پڑہتی
تھے اور یہہ امر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے آخر عہد مبارک مین ہوا تہا اور اسی سی لوگون
نے حضرت ابوبکرؓ کی خلافت کا استحقاق ثابت کیا ہی اور صحابہ رضی اللہ عنہم کیوقت مین قران
کے عمدہ پڑہنے والے زیادہ علم والے ہوتے تھے اسی جہت سی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے زیادہ علم والے کو مقدم فرمایا بخلاف اس زمانہ کے کہ بہت سی قاری جاہل ہوتے
ہین علاوہ ازین قرات پر صرف ایک رکن نماز کا موقوف ہی اور علم پر نماز کے سب ارکان منحصر
ہین — اور بندہ اور گنوار اور فاسق معلن جو بدکاری مین مشہور ہوا اور بدعتی جو مذہب اہل
سنت وجماعت کے خلاف رکہتا ہو اور اندہا اور حرامزادہ جو اس عیب مین مشہور ہو گیا ہو
ان سبکا امام ہونا مکروہ ہی اور نماز کو اتنا لنبا کرنا جس سی لوگ گہبرا جاوین اور جماعت صرف
عورتونکی مکروہ ہی اور اگر عورتین جماعت کرین تو امام صف کے اندر کہڑا ہو ننگون کی جماعت
کیطرح کہ اونکا امام بھی صف مین بیچ رہے آگے نہ بڑہے — اور مقتدی اگر ایک ہو تو امام کے
دہنی طرف کہڑا ہو اور دو خواہ زیادہ ہون تو اوسکی پیچہے کہڑے ہون — اور اول مرد صف
باندہین پہر دوسری صف مین لڑکے کہڑے ہون اونکے پیچہے عورتین صف کرین — اور اگر
جس نماز مین رکوع اور سجدہ ہوتا ہی مرد کی برابر ایک ہی جگہہ مین بدون آڑ کے عورت بالغ کہڑی
ہو جاوے اور نیت اوسکی برابر کرے اور ادا بھی اوسکے ساتھ کرے اور امام نے اوس عورت
کے امام ہونیکی نیت کری ہو تو اس صورت مین مرد کی نماز جاتی رہیگی اور نماز جنازہ مین یہہ حکم
نہین اوسمین دونو کی نماز ہو جاویگی اور امام شافعیؒ کے نزدیک پہلی صورت مین نماز نہین
جاتی اور امام اعظمؒ کے قول کی وجہ یہہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ عورتونکو
پیچہے کرو جہان کہ اللہ تعالی نے اونکو موخر کیا ہی اس حکم کے مخاطب مرد ہین پس صورت
مذکورہ بالا مین جو مرد برابر عورت کے کہڑا ہوا ہی اوسنی فرض مقام کو چہوڑا ہی نہ عورت نے
اسلئے مرد کی نماز جاتی رہی اور یہہ سب شرطین کہ مذکور ہوئی ہین اسیواسطے ہین کہ مرد و عورت

کی نماز مین اتحاد اچھی طرح ہوجاوے - اور نا جائز ہے اقتدا کرنا مرد کو عورت یا لڑکے
کے پیچھے اور پاک کو عذر والیکا مثلا جسکو سلسل بول ہو یا ریح نہ تہمتی ہو یا پیٹ چلتا ہو ایسے
یعنے پیشاب رستا رہتا ہو
شخص کو ایسے لوگونکے پیچھے نماز پڑہنا نا جائز ہے اور پڑہے ہوتے کو ایسے کا اقتدا
جو قدرت پڑہنے کی نرکہتا ہو اور کپڑا پہنے ہوئے کو ننگے کا جو ستر نرکہتا ہو اور تندرست
کو ایسے شخص کا جو رکوع اور سجدہ اشارہ سے کرے اور فرض پڑہنے والیکو نفل پڑہنیوالے
کا یا اوس شخص کا کہ دوسرے فرض پڑہتا ہو اسلئے کہ یہہ سب مقتدی اپنے امام کی نسبت
عمدہ حال رکہتے ہین پس امامت اونکی طرح ہوجاویگی — اور اقتدا وضو والیکا تیمم والے
کے پیچھے اور دہونے والیکا مسح کرنیوالیکے پیچھے اور کہڑا ہونیوالے کا بیٹہنیوالیکے
پیچھے یا کبڑے کے پیچھے اور اشارہ کرنیوالیکا اپنی جیسی شخص کے پیچھے اور نفل پڑہنیوالیکا فرض پڑہنے
والیکے پیچھے نماز کو خراب کو نہین کرتا یعنی جائز ہے - اور اگر مقتدی کو بعد نماز کی معلوم
ہو کہ امام نے وضو تہا تو اپنی نماز کو پہر سے پڑہلے - اور اگر ایک اَن پڑہ اور ایک
پڑہا ہوا کسی اَن پڑہ کے پیچھے نماز پڑہین یا امام پڑہا ہوا پچھلی دو رکعتون مین کسی
اَن پڑہ آدمی کو خلیفہ کردے تو سبکی نماز جاتی رہیگی اسلئے کہ پڑہے ہوئے کے ہوتے
اَن پڑہ کی امامت جائز نہین ہوتی اور یہی حال ہے اگر پڑہا شخص ان پڑہ کو پڑہی ہوون پر
خلیفہ کردے اور پچھلی رکعتون کی قید اسلئے لگادی کہ اس حکم مین مبالغہ ہوجاوے یعنے
باوجودیکہ پچھلی رکعتون مین قرارت نہین اونمین اگر خلیفہ کریگا تو نماز جاتی رہیگی تو اگر پہلی
دو رکعتونمین کہ قرارت فرض ہے خلیفہ کریگا تو بطریق اولی نماز فاسد ہوجاویگی ✤

باب نماز مین بیوضو ہوجانیکے بیان مین - جس شخص کا وضو نماز مین ٹوٹجاوے
وہ وضو کرے اور جسجگہہ سے نماز چھوڑی ہو وہان سے شروع کرے اور اگر امام ہو تو اپنا
خلیفہ کسیکو کردے اور یہی حال ہے اگر قرارت سے رکجاوے یعنی اوسکو بھی چاہئیے کہ خلیفہ
کردے تاکہ لوگونکو قرارت سے نماز پڑہادے اور اس مسئلہ مین امام شافعی کا خلاف ہے

باب نماز مین بیوضو ہوجانیکے بیان مین

اونکی نزدیک جتنی پہلی پڑہی ہی وہ جاتی رہی نئے سر سے پڑہی اور امام اعظم کی دلیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہی کہ جسکو آجاوی قے یا نکسیر تو چاہیئے کہ نماز سے ہٹی اور وضو کرے اور پہر اپنی نماز پر بنا کرے یعنی جتنی پہلے پڑہلی ہے اوسمین اور ملاکر پوری کر دی روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور ابن ابی شیبہ نے بہی اسیطرحکا مضمون حضرات ابوبکر اور عمر اور علی اور ابن مسعود اور سلمان رضی اللہ عنہم سے بیان کیا ہی اور اگر وضو ٹوٹنے کے خیال سے مسجد کے باہر نکلجاوی یا دیوانہ ہوجاوی یا خوابمین انزال ہوجاوے یا بیہوش ہوجاوی توان صورتومین نماز از سر نو پڑہے پہلے کی نماز کو پورا نکرے اسلئے کہ یہہ باتین بہت کمتر ہوا کرتی ہین انکو عادت کے موافق امور پر قیاس نکرنا چاہیئے۔ اور اگر التحیات پڑہنے کے بعد وضو ٹوٹا تو وضو کرکے سلام پہیرے اسلئے کہ لفظ سلام واجب تہا اوسکی ذمہ پر باقی ہے اور اگر دانستہ وضو توڑ دیا یا بات کی تو نماز پوری ہوگئی کیونکہ اپنی فعل سے نماز کے باہر آنا فرض تہا وہ ادا ہوگیا۔ اور اگر نماز مین تیمم والا پانی دیکہے یا مسح کرنے والیکی مدت مسح پوری ہوجاوی یا موزہ کو تہوڑے سے عمل سے نکالدی تو نماز باطل ہوجاویگی اور تہوڑے عمل کی شرط اسلئے ہی کہ اگر عمل بہت ہوگا تو عمل ہی سے نماز باطل ہوجاویگی طہارت قدم کے دور ہونے پر منحصر نرہیگی۔ یا ان پڑہ نماز مین کوئی سورت سیکہلی یا ننگی کو کپڑا ملجاوی یا اشارہ سے پڑہنے والا رکوع اور سجدہ پر قادر ہو یا صاحب ترتیب کو قضا نماز یاد آجاوی یا پڑہنے والا کسی ان پڑہ کو نائب کردی یا صبح کی نماز مین آفتاب نکل آوی یا جمعہ کی نماز مین عصر کا وقت آجاوی یا زخم اچہا ہوکر پٹی گر پڑے یا عذر والیکا عذر مثل سلسل بول اور پیٹ چلنے کے دور ہوجاوے توان سب صورتومین نماز باطل ہوجاویگی۔ اور جائز ہے نائب بنانا مسبوق کا اور مسبوق وہ ہی جسکو امام کے ساتہہ کچہہ نماز نملی ہو پس مسبوق جب امام کی نماز تمام کرچکے وہ ایسے شخص کو اپنا نائب کری جسکو امام کے ساتہہ پوری نماز ملی ہو اوسکو مدرک کہتی ہین یہہ مدرک مقتدیون کے ساتہہ

سلام پھیرے اور مسبوق اپنی نماز پوری کرے ۔ اور اگر مسبوق کوئی کام نماز کے خلاف کریگا مثلاً بیوضو ہو جاوے یا کھلکھلاوے یا اور ایسا ہی کام کرے تو اوس مسبوق کی نماز جاتی رہیگی نہ اور لوگونکی اسلئے کہ جب اسنے مدرک کو اپنا نائب کر دیا تو امام مدرک ہوگا نہ یہہ مسبوق اب جو کام نماز کا مفسد مسبوق سے سرزد ہوگا اوس سے صرف مسبوق کی نماز جاتی رہیگی نہ اور لوگونکی اور اگر امام نے اپنی نماز تمام کرنیکے وقت قہقہہ کیا تو اسصورت مین بھی نماز مسبوق کی جاتی رہیگی اسلئے کہ یہہ فعل نماز کا مفسد امام کیطرف سے مسبوق کی نماز کے بیچ مین ہوا ہے گو امام کی نماز کے ختم کیوقت ہوا ہے ۔ اور اگر امام مسجد مین سے نکلجاوے اور باتین کرنے لگے تو نماز نہین جائیگی یعنے ان دونو صورتونمین امام کی نماز تمام ہوگئی اسلئے کہ اپنے فعل سے نماز سے باہر ہوگیا کوئی رکن اوسکے ذمہ پر باقی نہین رہا اسلئے مسبوق کی نماز بھی فاسد نہوئی کیونکہ نماز کے بیچ مین کوئی مفسد پیش نہین ہوا بخلاف پکار کر ہنسنے کے نماز کے اندر کہ وہ مفسد نماز ہے امام کے حق مین بھی اور مدرک اور مسبوق کے حق مین بھی ۔ اور اگر رکوع مین خواہ سجدہ مین بیوضو ہوا تو وضو کرکے پہلی نماز پر بنا کرے اور جس رکوع خواہ سجدہ مین بیوضو ہوا ہوا اوسکو دوبارہ کرے اسلئے کہ اوسکا کچھہ اعتبار نہین اسوجہ سے اوسکو دوبارہ ادا کرنا چاہیے ۔ اور اگر نمازی کو حالت رکوع خواہ سجدہ مین یاد آیا کہ ایک سجدہ رہگیا ہے تو اوس رہی ہوئی سجدہ کو ادا کرے اور جس رکوع و سجدہ مین وہ یاد آیا ہوا اوسکو دوبارہ ادا نکرے ۔ اور اگر مقتدی ایک ہی ہو تو نائب ہونیکے لئے وہی متعین ہو جاتا ہے بدون نیت کے یعنی اگر امام کے پیچھے صرف ایک ہی مقتدی ہو اور امام بیوضو ہو جاوے تو وہ مقتدی خود امام ہو جاتا ہے بدون نیت کے اور بدون خلیفہ بنانیکے ۔

باب اُن چیزون کے بیانمین جو نماز کو فاسد کر دیتی ہین اور جو نماز کے اندر مکروہ ہین ۔ نماز کے اندر بات کرنی اور ایسی دعا مانگنی جو ہم لوگونکی باتونکے مشابہ ہو اور بآواز بلند آدازسے رونا اور آہ اوہ کرنا اور پکار کر رونا مصیبت اور درد و بیماری سے نماز کا مفسد ہے

اور بہشت اور دوزخکو یاد کر کے رونا مفسد نہین اور بدون عذر کے کھانسنا یعنی بدون اسبابت کے کہ گلے یا چھاتی مین بلغم اٹکا ہو یا اثر کھانسی کا ہو لعین اثرمین کرنا اور چھینک کے جواب مین یرحمک اللہ کہنا اور اپنے امام کے سوا غیر کو پڑہنے مین لقمہ دینا اور کسیکے جوابمین لا الہ الا اللہ کہنا اور سلام کرنا اور اوسکا جواب دینا اور شروع کرنا نماز عصر یا نفل کا بعد ایک رکعت ظہر کے نہ خود ظہر کا یہہ سب بھی مفسد نماز ہین یعنے ایک نماز کی ایک رکعت پڑہلی پہر دوسری نماز شروع کی تو پہلی نماز فاسد ہو جاویگی اور اگر پہلی ہی نماز کی نیت نئے سر سے کی تو فاسد نہوگی۔ اور نمازی کا پڑہنا قران دیکھکر اور کہانا اور پینا یہہ بھی مفسد نماز ہین اور اگر کسی لکھی ہوئی چیز کو نماز کے اندر دیکھا اور اوسکو سمجھہ گیا یا اپنے دانتونکے درمیان کی چیز کہائی یا کوئی شخص اوسکی سجدہ گاہ مین کو گذر گیا تو ان باتون سے نماز نہین جاتی مگر گذرنیوالے پر گناہ ہوتا ہے۔ اور مکروہات نماز کے یہہ ہین نمازی کا اپنے بدن اور کپڑی سے کہیلنا اور ایکدفعہ سے زیادہ سجدہ کے لئے کنکرونکو ہٹانا اور اونگلیان چٹخانا اور ہاتھہ کو کولہے پر رکہنا اور بائین داہنے دیکہنا اور کتے کیطرح چوتڑونپر بیٹہنا اور دونو ہاتہونکو سجدہ مین کہنیون تک بچہانا اور سلام کا جواب ہاتہہ کے اشارہ سے دینا اور بدون عذر پالتی مارکر بیٹہنا اور سر کے بالونمین گرہ دینا اور کپڑے کو زمین پر گرنیسے بچانا اور اوسکو بدون باندہے یا انچل مارے لٹکا رکہنا اور جمائی لینی اور آنکہین بند کرنی اور مسجد کی محراب مین کہڑا ہونا مگر سجدہ کرنا محراب مین مکروہ نہین اور صرف امام کا چبوترہ پر کہڑا ہونا اور اوسکا اُلٹا یعنی امام نیچے ہو اور مقتدی سب چبوترہ پر ہون اور ایسا کپڑا پہننا جسمین تصویرین ہون یا ایسی طرح کہڑا ہونا کہ سر کے اوپر خواہ سامنے یا برابر مین تصویرین ہون لیکن اگر تصویر بہت چہوٹی ہو یا سر کٹی ہوئی ہو یا بیجان چیز کی ہو مثلاً درخت اور پہول وغیرہ کی تو مکروہ نہین اور آیتون اور تسبیحونکو ہاتہونپر گننا۔ اور مکروہ نہین سانپ اور بچہو کا تہوڑی سی عمل سے مارڈالنا اور ایسی شخص کی پشت کیطرفکو نماز پڑہنا جو باتین کرتا ہو یا قران مجید

کیطرفکو یا لٹکی ہوئی تلوار کیطرفسکو نماز پڑہنی آور نیچے لٹکی ہوئی بھی یہی حکم رکہتی ہے یا شمع
یا چراغ کیطرفسکو نماز پڑہنی اور ایسے فرش پر نماز پڑہنی جسمین تصویرین ہون بشرطیکہ
سجدہ تصویرون پر نہو — **فصل** پاخانہ پہرنے مین قبلہ کیطرف منہ کرنا اور پیٹھہ کرنا
مکانات مین مکروہ ہی پس جنگل مین بطریق اولی مکروہ ہوگا اور مسجد کا دروازہ مقفل کرنا اور
اوسکی چہت پر صحبت کرنی اور بول و براز کرنا مکروہ ہے نہ ایسے گہر پر پیشاب کرنا جسکے اندر مسجد ہو
اور مکروہ نہین مسجد کو گچ اور سونے کے پانی سے منقش کرنا +

باب وتر اور نوافل کے بیانمین — وتر نماز واجب ہی اور امام شافعیؒ کے نزدیک سنت ہے
اور امام اعظمؒ کی دلیل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہی کہ وتر حق واجب ہی ہر مسلمان پر
روایت کیا اوسکو ابوداؤد اور ابن ماجہ اور نسائی نے — اور وتر تین رکعتین مین ایک سلام کے
ساتھہ اور دعاء قنوت تیسری رکعت مین رکوع سے پہلے ہمیشہ پڑہی اور اول ہاتھہ اوٹھاکر
اللہ اکبر کہلے اور امام شافعیؒ کے نزدیک وتر مین قنوت نہ پڑہی مگر نصف اخیر رمضان مین وتر
مین اور فجر کی نماز مین قنوت پڑہی اور اونکے یہان قنوت رکوع کے بعد پڑہی نہ رکوع سے پہلے
اور دلیل امام اعظمؒ کی یہہ حدیث ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم قنوت پڑہتے تھے وتر مین
رکوع سے پیشتر روایت کیا اسکو ابن ماجہ اور نسائی اور دارقطنی اور طبرانی اور ابونعیم
اور ابن ابی شیبہ نے اور نسائی مین ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وتر تین رکعتین
پڑہتے تھے اور قنوت پہلے رکوع سے پڑہتے تھے اور وتر کی تینون رکعتون مین الحمد
اور ایک سورت پڑہی اور سوا ہی وتر کے اور نماز مین قنوت نہ پڑہی جیسے امام شافعیؒ کے
تابعین فجر مین پڑہتے ہین اور جو امام کہ وتر مین قنوت پڑہتا ہو مقتدی اوسکی متابعت
کرین اور اگر فجر کی نماز مین امام قنوت پڑہے اوسکی متابعت نکرین یعنی امام اگر وتر مین
قنوت پڑہی تو مقتدی بہی اوسکے ساتھہ پڑہین اور اگر امام مذہب شافعی ہو اور فجر کی
نماز مین قنوت پڑہے تو مقتدی چپ رہی کچھہ نہ پڑہے اور دعاء قنوت یہہ ہے اللہم

اِنّا نَسْتَعِیْنُکَ وَنَسْتَغْفِرُکَ وَنُؤْمِنُ بِکَ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْکَ وَنُثْنِیْ عَلَیْکَ الْخَیْرَ وَنَشْکُرُکَ وَلَا نَکْفُرُکَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُکُ مَنْ یَّفْجُرُکَ اَللّٰھُمَّ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَلَکَ نُصَلِّیْ وَنَسْجُدُ وَاِلَیْکَ نَسْعٰی وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْ رَحْمَتَکَ وَنَخْشٰی عَذَابَکَ الْجِدَّ اِنَّ عَذَابَکَ الْجِدَّ بِالْکُفَّارِ مُلْحِقٌ اور حدیث مین یہہ دعا بھی آئی ہی اَللّٰھُمَّ اھْدِنِیْ فِیْمَنْ ھَدَیْتَ وَعَافِنِیْ فِیْمَنْ عَافَیْتَ وَتَوَلَّنِیْ فِیْمَنْ تَوَلَّیْتَ وَبَارِکْ لِیْ فِیْمَا اَعْطَیْتَ وَقِنِیْ شَرَّ مَا قَضَیْتَ فَاِنَّکَ تَقْضِیْ وَلَا یُقْضٰی عَلَیْکَ اِنَّہٗ لَا یَذِلُّ مَنْ وَّالَیْتَ وَلَا یَعِزُّ مَنْ عَادَیْتَ تَبَارَکْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ نَسْتَغْفِرُکَ وَنَتُوْبُ اِلَیْکَ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلَی النَّبِیِّ۔ اور فجر کی نماز کے پہلے اور ظہر اور مغرب اور عشا کی نماز کے بعد دو رکعتین سنت ہین اور ظہر اور جمعہ کے بعد چار رکعتین مستحب ہین اور مغرب کے بعد چہہ مستحب ہین آور دن کی نفلونمین ایک سلام سی چار رکعتون سی زیادہ پڑہنی اور رات کی نفلونمین آٹھہ سے زیادہ ایک سلام سے اداکرنی مکروہ ہی اور دیر تک کہڑا رہنا اچھا ہی نسبت بہت سجدہ کرنیکے یعنی اس بات سی بہتر ہی کہ تھوڑا کھڑا ہو اور رکعتین بہت سی اداکرے مگر یہہ حکم نفل پڑہنے والے اور اکیلے پڑہنے والیکا ہی ورنہ جماعت مین اسقدر رکعت کا زیادہ کرنا جس سی لوگ گہبرا جاوین مکروہ ہے آور قران کا پڑہنا فرضونکی دو رکعتونمین اور نفلون اور وترونکی سب رکعتونمین فرض ہے۔ اور نماز نفل شروع کرنے سی لازم ہوجاتی ہے اگرچہ آفتاب کے غروب ہونے اور طلوع ہونیکے وقت کہ اوقات ممنوع ہین شروع کی ہو اور امام شافعیؒ کے نزدیک چونکہ نفل اصل مین لازم نہین تو شروع کے بعد بھی لازم نہین یعنی اگر بعد شروع کے فاسد کردیگا تو اسکی قضا اونکے نزدیک لازم نہوگی اور دلیل امام اعظمؒ کی قول خدا تعالی کا ہے لَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَکُمْ یعنی مت بیکار کرو اپنی عملونکو اور شروع کے بعد توڑ دینا بھی عمل کا باطل کرنا ہی اور حضرت عائشہؓ اور حفصہؓ سی منقول ہی کہ ہم روزہ سی تھی کہ ہماری سامنے ایک کہانا آیا جسکو ہمارا دل چاہتا تہا ہمنے اوسکو کھالیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اوسکی قضا دوسری دن کرلینا روایت کیا اسکو ابوداؤد اور ترمذی اور نسائی نے اور طبرانی مین

یہہ بھی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ پہر ایسا کام مت کرنا اور اگر چار رکعت نفل کی نیت کی
اور بعد پہلے قعدہ کے توڑ دی یا قعدہ اولی سے پیشتر فاسد کر دی یا چار و نمین کچھہ نہ پڑہا
یا صرف دو اول رکعتون مین پڑہا یا صرف دو پچھلی رکعتونمین پڑہا یا دو رکعتونمین اول کی اور
ایک پچھلی مین قرارت کی یا ایک پہلی رکعت مین اور دو پچھلی رکعتونمین پڑہا ان سب صورتونمین
دو رکعتین قضا کرے ۔ اور اگر صرف اول کی دو رکعتونمین سے ایک مین اور پیچھے کی دو
رکعتونمین سے بھی ایک مین قرارت کی یا ایک رکعت مین صرف پہلی دو مین سے پڑہا یا پچھلی دو
مین سے تو ان صورتونمین چار رکعتین قضا پڑہے ۔ اور ایک نماز پڑھکے پہر اوس جیسی دوسری
نہ پڑہی جاوی جاننا چاہیئے کہ سلف سے یہہ مضمون اسیطرح چلا آتا ہی اور بعض علمانے اسکو حدیث
خیال کیا ہی اور اوسکے معنی چند طور پر بیان کئے ہین اول یہہ کہ جو فرض چار ہین اونکے بعد
اور چار رکعتین اسطرح نہ پڑہی کہ دو رکعتونمین قرارت ہو اور دو مین نہو جیسے فرض پڑہتے ہین
اس قول کے بموجب یہہ مضمون نفل کی کل رکعتون مین قرارت کے فرض ہونیکا بیان ہی اور
اسی توجیہ کو امام محمدؒ نے پسند فرمایا ہی دوسری یہہ کہ مسجدونمین جماعتونکی تکرار کرنیکو منع
کیا ہی تیسری یہہ کہ اگر نماز مین وسوسے جاتے رہنے کا ہو جاوے تو اوسکے از سر نو پڑہنے کو منع کیا
ہے ۔ اور با وجود قدرت کہڑا ہونیکے نفل پڑہنے والا شروع سے بیٹھکر پڑہے اور کہڑا
ہوکر شروع کی ہو تو بیٹھکر تمام کرلے اور سوار آدمی شہر کے باہر اپنی سواری پر نفل اشارہ سے پڑہے
اور منہ اوسطرفکو کرے جدہر اوسکی سواری جاتی ہو اور اتر کر جتنی باقی ہو اوتنی پڑہلے اور
اگر زمین پر پڑہتا ہو تو سواری پر اوسکو تمام کرنا درست نہین یعنی اگر سواری پر نماز اشارہ
سے پڑہتا ہے اور اوسی حالین اترا تو پہلی نماز پر بنا کر سکتا ہی اور اگر زمین پر پڑہتا تھا
اور اوسی حالین سوار ہوا تو پہلی نماز پر بنا نکرے بلکہ نئے سر سے نماز پڑہے ۔ اور رمضان
کے مہینے مین نماز عشا کے بعد بیس رکعتین دس سلام سے وتر سے پیشتر مسنون
ہین اور وتر کے بعد بھی آئی ہین اور سنت ہی اونمین جماعت اور قرآن پورا ایکبار سننا اور

ن ایک نماز پڑھکر پھر اوس جیسی دوسری نہ پڑہی جاوی

چار رکعتونکے بعد بقدر چار رکعتونکے بیٹھنا اور نماز وتر صرف رمضان مین جماعت سی پڑھی غیر رمضان مین جماعت سے نہ پڑھے ۔

باب فرض نماز مین ملنے کے بیانمین ۔ فرض ظہر کی ایک رکعت تنہا پڑھ چکا تہا کہ تکبیر ہوگئی تو دو رکعتین پوری کرکے امام کے ساتھہ شامل ہوجاوی اور اگر تین پڑہنے پر تکبیر ہوئی تو نماز کو پورا کرے اور امام کے ساتھہ نفل کا اقتدا کرے اور اگر فرض فجر یا مغرب کی ایک رکعت پڑہنے پر تکبیر جماعت کی ہو تو نماز توڑکر شامل جماعت ہو جاوے ۔ اور جس مسجد مین اذان ہوگئی ہو اوسمین سے نکلنا مکروہ ہی جبتک کہ نماز نہ پڑھلے اور اگر اذان سے پیشتر نماز پڑہ چکا ہو تو نکلنا مکروہ نہین مگر ظہر اور عشا مین کہ باوجود نماز پڑہ چکنے کے مسجد سی نکلنا مکروہ ہے جبکہ تکبیر شروع ہوگئی ہو ۔ اور جو شخص کہ اسبات کا خوف کرے کہ اگر سنت فجر کی ادا کرونگا تو فرض نملینگے تو اوسکو چاہیئے کہ سنتونکو ترک کرکے جماعت مین ملجاوی اور اگر فرضون کے نملنے کا خوف نہو تو سنتونکو ترک نکرے ۔ اور فجر کی سنتین قضا نکیجاوین مگر فرضون کے ساتھہ مین یعنی اگر سنتین صرف قضا ہوگئی ہون فرض قضا نہوئے ہون تو سنتونکو قضا نہ پڑھے ہان اگر سنت و فرض دونو قضا ہوگئے ہون تو اوسوقت قضا، فرض کے ساتھہ مین سنتین بھی پڑھ لے ۔ اور ظہر کے پہلے کی چار رکعتین ظہر ہی کے وقت مین بعد کی دو رکعت سنت سی پیشتر اداکیجاوین یعنی اگر چار سنتین ظہر سے پہلے نملی ہون تو اونکو فرضون کے بعد ہی دو سنتون سی پیشتر ادا کرلے اگر وقت ظہر ہو ۔ اور ایک رکعت کے ملنے سے ظہر جماعت کے ساتھہ نہوگی بلکہ ثواب جماعت کا ملیگا یعنی اگر کسی نے قسم کہائی کہ مین ظہر کو جماعت کے ساتھہ پڑہونگا اور اوسکو ایک رکعت ہاتھہ آئی تو اوسپر قسم کا کفارہ لازم ہوگا ۔ اور نماز فرض سے پہلے نفلین اوسصورتمین پڑھے کہ وقت کی نماز کے جاتے رہنے کا خوف نہو ورنہ فرضونپر کفایت کرنا چاہیئے بعض علمانے ان نفلون سی مراد سنت لی ہی یعنی حکم سنتین پڑہنے کا اوسوقت ہی کہ وقت کی نماز کے جانے کا خوف نہو اور بعضون نے نفلین ہی

[illegible]

ہو اوسکی نہین یعنی جب کوئی مسجد مین آوے اور جماعت مین ہو رہی ہو تو نفلین پڑہے یہانتک کہ خوف اسکا نہو کہ وقتی نماز جماعت سے نکل جاویگی — اور اگر امام کو رکوع مین پایا اور تکبیر کہکے کہڑا رہا یہانتک کہ امام نے سر اپنا رکوع سے اوٹھالیا تو مقتدی سے رکعت مذکور فوت ہو گئی یعنے شرط رکعت کے ملنے کی یہہ ہے کہ امام کے ساتھہ رکوع مین شامل ہو جاوے اور اگر رکوع امام کے ساتھہ نہ ملا تو ہماری رکعت نملی اور اگر مقتدی نے امام سے پہلے رکوع کیا اور رکوع ہی مین امام نے اوسکو جالیا تو درست ہی اور اگر امام کے رکوع سے پہلے مقتدی نے رکوع سے سر اوٹھالیا تو نماز اوسکی جاتی رہیگی گو اول صورت مین نماز نہین جاتی مگر تاہم مقتدی کو نچاہیے کہ امام سے پہلے کوئی کام کرے

باب قضا نمازون کے ادا کرنیکے بیان مین

باب قضا نمازونکے ادا کرنیکے بیان مین — ترتیب نماز قضا اور نماز وقتی مین اور خود قضا نمازون مین واجب ہی اور ترتیب تین باتون سی ساقط ہو جاتی ہے اول وقت کی تنگی سے جسمین گنجایش قضا نماز اور وقتی کی نہو دوم قضا نماز کے یاد نرہنے سے سوم قضا نمازونکا شمار پانچ سے زیادہ ہو جانے سی اور ترتیب نہین پہر آتی بہت سی قضا نمازون کے کم ہو جانے سی یعنی اگر اوسکے ذمہ بہت سی نمازین تہین اور اوسنے ادنمین سے ادا کین یہانتک کہ پانچ سی کم رہگئین تو اس سی صاحب ترتیب نہو جاویگا جبتک کہ سب ادا نکر چکے — پس اگر کوئی شخص فرض وقت پڑہی حالانکہ اوسکو یاد ہی کہ میرے ذمہ ایک نماز ہی کہ وہ قضا نماز وتر ہی ہو تو اوس شخص کے فرض فاسد ہو وینگے مگر انکا فساد موقوف ایک شرط پر رہیگا وہ یہہ ہی کہ ان فرضونکے بعد اگر قضا نماز کو ادا کرلیگا تو یہہ فرض فاسد ہو جاوینگے انکو بھی دوبارہ پڑہے اور اگر اوس قضا نماز کو ادا نکیا یہانتک کہ چہہ وقتی نمازین ادا کرلین تو سب نمازین صحیح ہو جاوینگی اسلئے کہ کثرت کی حد مین داخل ہو گئین اور کثرت ترتیب کو دور کرتی ہی جیسے بہولنا اور وقت کا تنگ ہونا ترتیب کو ساقط کر دیتا ہی مثلا اگر بہولے سی وقتی نماز پڑہلی تو جائز ہو جاتی ہی اسیطرح اگر وقت تنگ ہو کہ قضا کو پڑہیگا تو وقتی نماز کا وقت نرہیگا

تو اسصورتمین بھی قضا کو ملتوی کرکے وقتی کو پڑھے اور ترتیب کی واجب ہونے مین امام شافعیؒ کا خلاف ہے اور امام اعظمؒ کی دلیل قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ جو شخص کوئی نماز نہ پڑھے اور بھولجاوے اور اوسوقت یاد کرے کہ امام کے ساتھہ نماز پڑھتا ہو پس اوسکو چاہیے کہ جو نماز پڑھہ رہا ہے اوسکو چھوڑ دے پھر وہ نماز پڑھے جو اوسکو یاد آئی ہے یعنی قضا کو پڑھے پھر اوس نماز کو دوبارہ پڑھے جو امام کے ساتھہ پڑہی تھی اس حدیث سے ترتیب کا لازم ہونا قضا نماز اور وقتی نماز مین معلوم ہوتا ہی اور اس حدیث کو مالک اور دارقطنی اور بیہقی نے روایت کیا ہی اور نیز جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کئی نمازین فوت ہوگئین تو آپ نے اونکو ترتیب وار ادا فرمایا اور ارشاد کیا کہ نماز اسیطرح ادا کرو جسطرح مجھے ادا کرتے دیکھا اس حدیث سے قضا نماز و نمین ترتیب کا لازم ہونا پایا جاتا ہی واللہ اعلم

باب سہو یعنی بھول کے سجدون کے بیان مین — جو فعل کہ نماز مین واجب ہی اوسکے چھوڑنے سے بعد سلام کے دو سجدے مع التحیات اور سلام کے واجب ہوتے ہین اگرچہ ترک واجب مکرر ہو جاوے یعنی چند سہو کے لئے دو ہی سجدے کفایت کرتے ہین اور سجدہ سہو واجب ہوتا ہی امام کے سہو سے نہ مقتدی کی بھول سے یعنی اگر امام نے سہو کیا تو مقتدی کو بسبب امام کی متابعت کے سجدہ سہو لازم ہو جاتا ہی اور اگر مقتدی سے سہو ہوا امام سے نہوا تو مقتدی سے سجدہ سہو ساقط ہو جاتا ہی اور امام شافعیؒ کے نزدیک سجدہ سہو سنت ہی واجب نہین اور سلام سے پہلے ہی نہ بعد اوسکے اور دلیل امام اعظمؒ کی ظاہر قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی کہ ہر سہو کیواسطے دو سجدے ہین بعد سلام کے روایت کیا اسکو ابوداؤد اور ابن ماجہ نے — پس اگر نمازی پہلا قعدہ بھولکر اوٹھے مگر قعدہ سے نزدیک ہو تو بیٹھہ جاوے اور قعدہ کرے اور اگر قیام سے نزدیک ہو تو نہ بیٹھے اور آخر مین قعدہ کی بھول کیواسطے سجدہ سہو کرے

فائدہ کہتے ہین کہ دوری اور نزدیکی قعدہ سے باعتبار نمازی کے نیچے کے دھڑ کی ہی یعنے اگر نیچے کا آدھا دھڑ سیدھا نہین ہوا تو قعدہ کے نزدیک ہی ورنہ قیام کے نزدیک

باب سہو یعنی بھول کے سجدون کے بیان مین

فائدہ

اور اگر قعدہ اخیر کو بھولکر اُٹھہ کہڑا ہو تو جب تک پانچوین رکعت کا سجدہ نکرے بیٹھہ جاوی اور سجدہ سہو کرلے اور اگر پانچوین رکعت کا سجدہ کیا تو سجدہ سے سر اوٹھاتے ہی فرض باطل ہوگئی اور وہ نماز نفل ہوگئی اسصورت مین چاہیئے کہ پانچوین رکعت کے ساتھہ چھٹی بلالیوے اور اگر قعدہ اخیرہ کرکے اُٹھہ کہڑا ہو تو پہر بیٹھہ جاوی اور سلام پہیرے اور اگر اسصورت مین بھی پانچوین رکعت کے لئی سجدہ کرلیا تو فرض تو پوری ہوگئی مگر اس پانچوین کے ساتھہ ایک رکعت چھٹی ملاوی تاکہ یہہ دونو رکعتین کہ چار کے بعد ہوئین نفل ہو جاوین اور سجدہ سہو کرے۔ اور اگر نماز نفل مین دو رکعت کے بعد سجدہ سہو کری تو اُن رکعتون پر اور دو رکعتین بنا نکری اسلئی کہ سجدہ سہو نماز کے آخر مین ہونا چاہئی نہ بیچ مین۔ اور اگر سہو والی نے نماز کا سلام پہیرا اور کسی شخص نے اس خیال سی کہ اوسپر سجدہ سہو باقی ہی اوسکا اقتدا کیا تو اگر یہہ مقتدی امام کے ساتھہ سجدہ سہو کریگا تو اوسکا اقتدا صحیح ہی ورنہ درست نہوگا اسلئی کہ اقتدا بعد سلام کے کیا اور سجدہ سہو کہ باقی تھا ادا نکیا۔ اور سجدہ سہو اگر ذمہ ہو ادا کرے گو سلام بہ نیت نماز کے تمام کرنیکے پہیرا ہو۔ اور اگر مصلی شک کرے کہ کتنی رکعتین اوا کی ہین اور یہہ شک اول ہی دفعہ ہوا ہو تو نماز نئے سر سے پڑھے اور اگر شک اکثر پڑا کرتا ہو تو تأمل سے اپنے دلمین قیاس کری کہ کتنی پڑہ چکا ہون اور اگر دل کی شہادت کسی طرف کو ظن غالب نہو تو کمتر رکعتین اختیار کرے یعنی اگر شک تین اور چار مین تہا تو تین کو اختیار کرکے ایک رکعت اور پڑہی۔ ظہر کی نماز پڑہنے والے کو گمان ہوا کہ مین نماز پوری پڑہ چکا اور اسی دہوکے مین سلام پہیر دیا بعد اوسکی جانا کہ دو رکعتین پڑہی ہین چار نہین ہوئین تو دو اور پڑہلے اور سجدہ سہو کرلے لیکن یہہ حکم جبتک ہی کہ اوسنے سلام کے بعد کوئی کام نماز کا مفسد نکیا ہو اور اگر امر خلاف نماز کے واقع ہوا ہو تو نماز پہر سے پڑہے

باب بیمار کی نماز کے بیان مین۔ جس شخص کو نماز مین کہڑا ہونا دشوار ہو یا مرض کی زیادتی کا خوف ہو تو وہ شخص نماز بیٹہکر رکوع اور سجدہ کے ساتھہ پڑہے اور اگر رکوع اور سجدہ بہی

مشکل ہو تو اشارہ سے پڑھے اور سجدہ کو رکوع کی نسبت کر زیادہ پست کرے اور کسی چیز
کو منہ کے سامنے اسلئے نہ اٹھاوے کہ اوس پر سجدہ کیا جاوے مثلا تکیہ خواہ لکڑی سجدہ کے لئے
نہ اوٹھاوے اور اگر ایسا ہو بھی مگر سجدہ رکوع سے پست تر ہوتا ہو تو جائز ہے اور اگر سر پست
نہیں ہوتا تو درست نہیں — اور اگر بیٹھا بھی نجاوے تو نماز چت لیٹکر یا کروٹ پر لیٹکر اشارہ
سے پڑھے اور اگر یہہ بھی نہو سکے تو نماز ملتوی کیجاوے یعنی بعد شفا کے قضا کرے اور اشارہ
دونو آنکھوں اور دل اور بہووں سے نکرے اور بعض علما کے نزدیک جسطرح ہوسکے ادا کرے
اور بعد تندرستی کے قضا کرے اور یہہ قول احتیاط کے قریب ہے اور دلیل امام اعظم کی
قول رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ نماز پڑھ کہڑا ہوکر اور اگر نہو سکے تو بیٹھکر اور اگر
نہو سکے تو چت لیٹکر اور ایک روایت مین آیا ہے کہ اگر نہو سکے تو اللہ سبحانہ عذر کے ماننے کیواسطے
سزاوار تر ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اشارہ آنکھہ اور دل اور ابرو کا لازم نہیں واللہ اعلم
— اور اگر رکوع اور سجدہ مشکل ہو کہڑا ہونا دشوار نہو تو بیٹھکر اشارہ سے پڑہے — اور اگر مین
نماز کے اندر بیمار ہو جاوے تو اوسکو پورا کرے جسطور پر کہ ہو سکے خواہ بیٹھکر خواہ کروٹ پر خواہ
اشارہ سے اور اگر بیٹھکر نماز رکوع اور سجدہ کے ساتھہ پڑھتا تھا اور نماز ہی مین تندرست
ہوگیا تو کہڑا ہوکر باقی کو پورا کرے اور اگر رکوع سجدہ اشارہ سے کرتا تھا اور صحت پائی
تو اسصورت مین اس نماز پر بنا نکرے بلکہ کہڑا ہوکر نئے سر سے نماز پڑہے — اور نفل والیکو
تکیہ کرنا کسی چیز مثل دیوار اور لاٹھی پر درست ہے بشرطیکہ تھک گیا ہو — اور اگر کشتی مین
بدون عذر نماز بیٹھکر پڑھے تو درست ہے اور عذر کشتی کا سر کا گھومنا اور قی کا آنا وغیرہ ہے
اور شروع نماز کیوقت قبلہ کی طرف کو منہ کر لینا لازم ہے اور بعد اوسکے جس طرفکو قبلہ
پہرے اوسی طرفکو نماز کے اندر منہ کرلے — اور جو شخص بیہوش یا مجنون ہو جاوے
پانچ نمازوں کے وقت تک وہ نمازونکو قضا کرے اور اگر پانچ نمازوں سے زیادہ
ہو جاوین تو قضا کرنا لازم نہیں

باب سجدہ تلاوت قرآن کے بیان مین

باب تلاوت قران کے سجدہ کرنیکے بیانمین ۔ سجدہ واجب ہوتا ہی ایک آیت کی پڑہنی
سے چودہ آیات سجدہ مین سی اور نزدیک شافعیؒ کے سجدہ تلاوت سنت ہے اور دلیل امام اعظمؒ
کی یہہ حدیث ہی کہ سجدہ لازم ہے سننے والے اور پڑہنے والے سجدہ پر اور ظاہر الفاظ
اِس حدیث کے وجوب ہونیکو مقتضی ہین ۔ اُن آیتونمین پہلی آیت سجدہ کی سورہ حج مین
ہے اور ایک آیت سورہ ص مین اور نزدیک امام شافعیؒ کے سورہ حج کی آخر آیت
سجدہ ہی اور سورہ ص مین اونکے نزدیک سجدہ نہین اور دلیل امام اعظم کی یہہ ہے
کہ مصحف عثمانی مین کہ معتمد علیہ اسباب مین ہے اِن آیات پر علامت سجدہ کی کی ہوئی ہے

فائدہ

فائدہ سجدہ کی آیتین ان سورتونمین ہین سورہ اعراف کے آخر مین سورہ رعد مین سورہ
نحل مین سورہ بنی اسرائیل مین سورہ مریم مین سورہ حج مین اول کی آیت سورہ فرقان مین
سورہ نمل مین سورہ الم تنزیل مین سورہ حم سجدہ مین سورہ ص مین سورہ والنجم مین سورہ
اذا السماء انشقت مین سورہ اقرأ مین ۔ سجدہ واجب ہوتا ہی اوس شخص پر کہ آیت سجدہ
کو تلاوت کرے گو امام ہو اور اوس شخص پر جو اوسکو سنے اگرچہ سننے ارادہ سنا ہو یا
مقتدی ہو اور واجب نہین ہوتا مقتدی کی تلاوت سی یعنی اگر مقتدی نے آیت سجدہ نماز
مین پڑہی تو اوسپر سجدہ لازم نہوگا ۔ اور اگر آیت سجدہ کو نمازی نے اپنے سوا کسی اور
سے سنی تو بعد نماز کے سجدہ کرے اور اگر نماز مین سجدہ کرے تو بعد نماز کے پہر سے
سجدہ کرے نماز کو نہ دہراوے ۔ اور اگر امام سے آیت سجدہ سنی پہر اوسکا اقتدا
کیا پیشتر اسسی کہ امام سجدہ تلاوت کرے تو امام کے ساتھہ سجدہ کرے اور اگر اقتدا
بعد سجدہ امام کے کیا تو اوسکو سجدہ نکرنا چاہیئے اور اگر اوس امام کا اقتدا نکرے تو
سجدہ تلاوت خود کر لے ۔ اور جو سجدہ کہ نماز کے اندر واجب ہوا ہو وہ نماز کے باہر
قضا نکیا جاوے اور اگر آیت سجدہ نماز کے باہر پڑہی اور سجدہ کر لیا پہر نماز مین اوسی آیت
کو دوبارہ پڑہا تو دوسری دفعہ سجدہ کرے اور اگر سجدہ اول بار نہین کیا تہا تو ایک سجدہ

کفایت کرتا ہی جیسی دو شخص کہ آیت سجدہ کو ایک مجلس مین کئی بار پڑھے نہ کہ دو مجلسون مین
سینے اگر آیت سجدہ کو ایک مجلس مین کئی بار پڑہا تو ایک سجدہ واجب ہوگا اور اگر کئی مجلسون مین
پڑہا تو ہر مجلس مین ایک سجدہ واجب ہوگا۔ اور کیفیت سجدہ کی یہہ ہی کہ نماز کی شرائط کے
ساتھہ بدون ہاتھہ اوٹھانیکے اللہ اکبر کہکر سجدہ کرے اور پہر اللہ اکبر کہکر سر اوٹھاوے
التحیات اور سلام پہیرنا اسمین کچھہ نہین ۔ اور مکروہ ہی کہ کسی سورت کو پوری پڑھے
اور آیت سجدہ کو چہوڑ دے اور اسکا الٹا یعنی آیت سجدہ کو صرف پڑہنا اور سورت کو
نہ پڑہنا مکروہ نہین

باب مسافر کی نماز کے بیانمین۔ جو شخص کہ بارادہ سفر میانہ تین دنرات کے اپنے
شہر کے گہرون سے باہر نکلجاوی جنگل مین خواہ دریا مین خواہ پہاڑ مین تو وہ چار رکعت کے
فرضونکو دو رکعت پڑھے جاننا چاہیئے کہ نماز کے قصر کرنیکے لئی میانہ چال سی سفر تین دن
رات کا شرط ہے یعنی ایسی چال سے کہ قافلہ بھی پونہچ سکے پس جنگل اور دریا اور پہاڑ
مین اوسکا فاصلہ مختلف ہوگا اسلیئے ہر جگہہ مین اوسیکی موافق تین دنرات کے سفر کی
نیت کرنی چاہیئے اور امام شافعیؒ کے نزدیک دو دنرات کا سفر ہونا شرط ہی اور دلیل
امام اعظمؒ کی قول رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ مسافر موزون پر مسح کری تین
دنرات پس ہر مسافر کے لئی تین دنرات مدت مسح ہونی چاہیئے اور اس سی معلوم ہوتا ہی
کہ مسافرت کم تین دنرات سی نہین ہوتی ہے اور نیز امام شافعیؒ کے نزدیک سفر مین قصر
اور پوری نماز پڑہنی دونو جائز ہین اور امام اعظمؒ کے نزدیک قصر لازم ہی اور پوری
پڑہنی جائز نہین اس دلیل سے کہ حضرت عائشہؓ سی مروی ہی کہ اونہون نے فرمایا کہ نماز
دو دو رکعت فرض ہوئی تھی پس سفر کی نماز تو ویسی ہی رہی اور حالت قیام مین زیادہ
کی گئی اور نیز ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ اونہون نے فرمایا کہ تمہارے نبی کی زبان
اللہ تعالی نے چار چار رکعتین حالت قیام مین فرض کین اور دو دو حالت سفر مین

روایت کیا اسکو بخاری اور مسلم نے — پس اگر سفر مین پوری چار رکعتین پڑہین اور دو رکعت
کے بعد بیٹھا تو نماز درست ہوگی اور اگر دوسری رکعت کے بعد نہین بیٹھا تو نماز جائز نہوگی
اسلئے کہ مسافر کے حق مین اول قعدہ ہی قعدہ اخیر ہے جو فرض ہے تو اوسکے ترک سے
نماز نہین ہوگی — اور یہ حکم قصر کا جبتک ہی کہ مسافر اپنے شہر مین داخل ہو یا پندرہ روز
کے ٹھہرنے کی کسی شہر مین یا گانو مین نیت کرلے نہ مکہ اور منی مین یعنی پندرہ دن کی
نیت اگر دو جگہہ مین کریگا تو اس سے مقیم نہوگا اور ذکر مکہ اور منی کا مثال کی طور پر ہے —
اور اگر نیت ٹھہرنے کی پندرہ دن سے کم کرے خواہ کچھہ نیت نکرے اور برسون تک
رہے تو سفر ہی کا حکم رہیگا نماز قصر کئے جاوی یا نیت کرے پندرہ دن کے ٹھہرنیکی
کوئی لشکر کسی دار الحرب مین گو وہانکے کسی شہر کا محاصرہ کئی ہون یعنی لشکر اسلام غالب ہو
یا لشکر اسلام نے سرکشونکا محاصرہ دار الاسلام مین ایسی جگہہ کر رکھا ہو جو شہر نہو توان
صورتونمین بھی حکم سفر کا ہوگا نہ اقامت کا بخلاف اہل خیمون کے کہ جہان کہین گھاس
اور پانی پاتے ہین اپنے مواشی کے ساتھہ وہان ہی خیمہ ڈالدیتے ہین اونکا وطن وہی خیمہ
ٹھہر گیا ہی اور اس قسم کے لوگ ہمیشہ مقیم رہتے ہین نہ مسافر متن کنز مین لفظ اخبیہ جمع
خبا کی ہے جسکے معنی خیمہ کے ہین — اور اگر کوئی مسافر کسی مقیم کے پیچھے نماز پڑہے تو
اوس نماز کے وقت مین یہہ اقتدا درست ہی اور مقیم کی متابعت سے مسافر بھی پوری نماز پڑہے
اور اگر وقت نماز کا نہین یعنی مقیم قضا پڑہتا ہو اور مسافر بھی وہی نماز قضا پڑہنا چاہی تو
اقتدا درست نہین اور اگر مقیم مسافر کے پیچھے نماز پڑہے تو دونو صورتونمین اقتدا درست
ہی خواہ وقت نماز ہو یا وقت کے بعد پڑہتا ہو لیکن جب مسافر امام اپنی دو رکعت پڑھلے
مقیم اپنی نماز کو چار رکعتین کرلے — اور وطن اصلی دوسری وطن اصلی سے جاتا رہتا
ہے سفر سے باطل نہین ہوتا اور وطن اقامت دوسری وطن اقامت سی اور اوس جگہہ سے
وطن کو سفر کرنے سے باطل ہوجاتا ہے جاننا چاہیئے کہ وطن اصلی اوسکو کہتے ہین کہ

آدمی اپنی اور اپنے اہل و عیال کی بود و باش وہان مقرر کرے اور وطن اقامت وہ ہے
جہان پندرہ روز یا زیادہ ٹھہرنے کی نیت کرے پس اگر ایک وطن اصلی کو چھوڑکر دوسرا
وطن اصلی اختیار کرے تو وطن اصلی اول باطل ہو جاتا ہے اور اوسجگہہ سے چند روز کے
سفر کر جانے سے باطل نہین ہوتا اور وطن اقامت کو چھوڑکر اگر دوسرا وطن اقامت کرے
تب بھی باطل ہو جاتا ہے اور اگر اپنے وطن کو سفر کرے تب بھی جاتا رہتا ہی - اور سفر کی
قضا اور مقام کی قضا دو رکعتین اور چار رکعتین پڑہی جاوین یعنی سفر کی قضا دو رکعت ہین
اور حضر کی چار - اور سفر اور مقام مین معتبر وقت آخر نماز کا ہے تو آخر وقت مین اگر نمازی
مسافر ہو گا تو سفر کی پڑہنی پڑیگی اور اگر مقیم ہو گا تو اقامت کی - اور سفر کی اجازت مین
گناہگار دوسرون جیسا ہی یعنی اگر بارادہ رہزنی یا سرکشی کے مثلا سفر اختیار کرے تو
اوس سفر مین بھی اجازت قصر نماز اور افطار روزہ کی ہوتی ہے اسلئے کہ نافرمانی اوس
شخص کی دوسری بات مین ہے جو سفر کے بعد حاصل ہوگی اصل سفر مین نافرمانی نہین وہ
اپنی ذات سے مباح ہی - اور نیت اقامت اور سفر مین اصل کا اعتبار ہی تابع کا نہین یعنی
عورت اور غلام اور سپاہی کی نیت کا اعتبار نہین بلکہ شوہر اور آقا اور حاکم کی نیت کا اعتبار ہے
باب نماز جمعہ کے بیان مین - نماز جمعہ کی ادا کی یہہ شرطین ہین اول شہر کا ہونا اور شہر وہ جگہہ
ہے جہان کوئی حاکم ہو کہ حکم جاری کرتا ہوا ور قاضی ہو کہ حدود شرعی کو رائج رکہتا ہو خواہ
عیدگاہ کا ہونا کہ شہر کے کنارہ پر ہوا کرتی ہی وہ بھی سب یا تو نین شہر مین داخل ہے
اور امام شافعی کے نزدیک شہر شرط نہین اور دلیل قول حضرت علی رض کا حجت ہی کہ آپ
نے فرمایا کہ جمعہ اور تشریق اور عید فطر اور عید اضحی سوا شہر جامع کے اور جگہہ نہین
روایت کیا اسکو ابن ابی شیبہ نے اور اس روایت کی تصحیح کی ابن حزم اور عبد الرزاق
نے علاوہ ازین جب صحابہ اور تابعین نے ملک فتح کئے تو شہرونکے سوا اور جگہہ نہ نین
نہ منبر بنائے نہ جمعہ مقرر فرمایا - اور منی شہر ہے عرفات شہر نہین - اور ایک شہر مین جمعہ

شرائط نماز جمعہ

جمعہ

چند جا ادا کیا جاوی - دوسری شرط اذن جمعہ کی حاضر ہونا یا بادشاہ کا ہے یا اوسکی نائب
کا جو قاضی ہے اور اسمین امام شافعیؒ کا اختلاف ہے اور دلیل امام اعظمؒ کی ارشاد حضرت حسن
بصریؒ کا ہے کہ آپنے فرمایا کہ چار چیزین جو بادشاہ کو سپرد ہین اُن سب مین سے جمعہ اور عیدین ہے
- تیسری شرط وقت ظہر کا ہونا ہے پس اوسکی نکل جانے سے جمعہ باطل ہو جاویگا - چوتھی
شرط نماز جمعہ سے پہلے خطبہ ہے اور مسنون یہہ ہے کہ امام دو خطبہ طہارت کے ساتھہ کھڑا ہوکر
پڑھے اور دونو کے بیچمین کچھہ بیٹھے اور کفایت کرتا ہے ایکدفعہ الحمد للہ یا لاالہ الا اللہ یا
سبحان اللہ کہنا پانچوین شرط جماعت ہے اور وہ امام کے سوا تین آدمی ہین پس اگر سجدہ
کرنے سے پیشتر جماعت کے لوگ بھاگجاوین تو جمعہ باطل ہو جاویگا - چھٹی شرط اذن عام ہے
یہانتک کہ جو کوئی چاہے اگر نماز مین مشغول ہو جاوے - اور جمعہ کے واجب ہونیکی شرطین چھہ ہین
اول مقیم ہونا کہ مسافر پر جمعہ واجب نہین دوسرے مرد ہونا کہ عورت پر نہین تیسری تندرستی کہ
بیمار پر واجب نہین چوتھی آزاد ہونا کہ غلام پر جمعہ نہین پانچوین آنکھونکا سلامت ہونا کہ اندھے
پر واجب نہین چھٹی پانوکا درست ہونا کہ لنگڑے اور اپاہج پر جمعہ نہین - اور جو شخص کہ جمعہ اوسپر
واجب نہین اگر وہ جمعہ کو اُن شرائط کے ساتھہ جو گذرچکین ادا کرے تو یہہ جمعہ فرض وقت یعنے
ظہر کے بدلہ مین ادا ہو جاویگا - اور مسافر اور غلام اور بیمار کو جائز ہے کہ جمعہ مین امام
ہو جاوین اور جمعہ ان لوگون سے بھی ہو جاتا ہے یعنی اگر ایسے ہی لوگ ہون اونکے سوا اور نہو
اور جمعہ پڑھین تو جائز ہوگا - اور جس شخص کو کوئی عذر نہو اگر وہ ظہر کی نماز جمعہ سے پیشتر
پڑھلے تو مکروہ ہے پھر اگر نماز پڑھکر جمعہ کے لئے جاوے تو ظہر کی نماز اوسکی باطل ہوجاویگی
- اور معذور اور قیدی کو نماز ظہر جماعت کے ساتھہ شہر مین پڑھنا مکروہ ہے - اور جس شخص
کو کہ جمعہ کی نماز مین التحیات یا سجدہ سہو امام کے ساتھہ ملے تو وہ نماز جمعہ تمام کرے اور جس
وقت امام خطبہ کے لئے نکلے اوسوقت نہ کوئی نماز درست ہے نہ کلام اور واجب ہے جمعہ کیواسطے
چلنا اور خرید و فروخت کو چھوڑنا پہلی اذان کے ساتھہ پھر جب امام منبر پر بیٹھے تو اسکے سامنے

اذان دوسری دیجاوی اور خطبہ پورا ہو پر تکبیر نماز کہی جاوے واللہ اعلم

باب دونو عیدونکی نماز کے بیان مین۔ نماز عید کی اوس شخص پر واجب ہی جسپر جمعہ واجب ہے اور شرطین بھی وہی ہین جو جمعہ مین تہین سوا خطبہ کے کہ عید مین شرط نہین بلکہ سنت ہے۔ اور عید فطر مین مستحب یہہ ہی کہ کچہہ کہا وی اور غسل اور مسواک کرے اور خوشبو لگاوی اور سب سے عمدہ اپنے کپڑے پہنے اور صدقہ فطر دیکر عید گاہ کو چلے اسطرح کہ تکبیر پکار کر نکہی اور نہ نماز عید سے پہلے کوئی نفل پڑہے۔ اور نماز عید کا وقت آفتاب کے اونچا ہونے سے لیکر اوسکی زوال تک ہی اور نماز کی دو رکعتین پڑہے اور دعا شروع یعنی سبحانک اللہم زائد تکبیرون سے پہلے پڑہے زائد تکبیرین ہر رکعت مین تین تین ہین اور دونو رکعتونکی قرارت کو ملا دیوی یعنی اول رکعت مین تکبیرین قرارت سے پہلے کہی اور دوسری رکعت مین قرارت کے بعد۔ اور نماز کے بعد دو خطبہ پڑہے اور خطبہ مین صدقہ فطر کے احکام بیان کری اور کسی شخص کو امام کے ساتھہ نماز عید نملے تو قضا نہ پڑہے۔ اور مینہ وغیرہ کے عذر کے باعث نماز عید مین کل تک کی تاخیر کرین یعنی اگر اول روز نہ پڑہ سکین تو دوسرے روز پڑہ لین تیسرے روز پڑہنا جائز نہین اور یہی حکم نماز عید اضحے کا ہے مگر اتنا فرق ہی کہ اس عید مین کہانا بعد نماز کے کہاوی اور راستہ مین پکار کر تکبیر کہی اور خطبہ مین قربانی اور تکبیر تشریق کے احکام بیان کرے اور یہہ نماز تاخیر کیجاوے تیسرے دن یعنی بارہوین تاریخ تک۔ اور تعریف یعنی عرفہ کرنا کوئی مشروع بات نہین اور تعریف اسکو کہتی ہین کہ عرفہ کے دن احرام باندہکر حاجیون کیطرح ننگے سر جنگل مین لبیک کہتے ہوئے کہڑے رہین تو یہہ امر مشروع نہین ہے اسلئے کہ یہہ عبادت ایک خاص جگہہ مین مشروع ہی دوسری جگہونکو اوسپر قیاس نکرنا چاہیے۔ اور مسنون ہے عرفہ کے دنکی نماز فجر کے بعد سے آٹھہ نماز دن تک ہر نماز کے بعد ایکبار اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد کہنا بشرط مقیم ہونے اور شہری ہونے اور نماز فرض اور جماعت مستحب کے اور مستحب جماعت سے غرض مردونکی جماعت

مراد ہے ہونیکی جماعت کے بعد تکبیر واجب نہین - اور اقتدا کے سبب سے عورت
اور مسافر پر بھی واجب ہو جاتی ہے جاننا چاہیے کہ ایام تشریق کی تکبیرین واجب ہین اور کنز
مین جو مسنون کا لفظ ہے تو اسجہت سی ہے کہ اونکا ثبوت سنت سی ہوا ہے چنانچہ اسی
مسئلہ مین لفظ یجب وجوب پر دلالت کرتا ہی اور امام ابو یوسف اور امام محمد کے نزدیک آخر
ایام تشریق یعنے تیرہوین تاریخ کی عصر تک تکبیرات واجب ہین کہ تیئیس ۲۳ نمازین ہوتی ہین +

باب سورج گہن اور چاند گہن کی نماز کے بیان مین - سورج گہن مین امام جمعہ دو رکعتین
مثل نفل کی یعنی بدون اذان اور تکبیر کی جماعت کی ساتھ ایک ہی رکوع سے ہر رکعت مین پڑھے
اور قرارت پکار کر او خطبہ نہ پڑھے پہر دعا مانگے یہانتک کہ آفتاب کھلجاوے اور اگر امام
جمعہ نہو یا لوگ جمع نہوں تو اکیلے نماز پڑہین مثل چاند گہن کی اور اسیطرح اکیلی پڑہین سخت
اندہیری اور آندہی اور خوف مین مثل زلزلہ اور کڑک اور دشمن کے

باب مینہ کی طلب کے بیان مین - مینہ کی طلب مین نماز تو ہے مگر جماعت کے ساتھ نہین
اور دعا مانگنا اور استغفار پڑہنا ہے نہ چادر کا لوٹنا اور اہل ذمہ کا موجود ہونا بلکہ صرف
تین روز نماز کے لئی نکلین جاننا چاہیے کہ امام اعظم کے نزدیک مینہ کی نماز مین جماعت مسنون
نہین بلکہ مینہ کی طلب مین دعا مانگنا مینہ کے لئے اور اپنے گناہونکی مغفرت چاہنی ہے اور اگر
اکیلے اکیلے نماز پڑہین تو ہو سکتا ہی اور صاحبین کے نزدیک دو رکعتین جماعت سی پڑہین
جیسے عید کی نماز پڑھتے ہین اور چادر کو لوٹ لین یعنی ایک مونڈہی کی دوسری پر کرین
اور نیچے کی اوپر اور چاہیئے کہ اہل ذمہ نماز کی جگہہ مین حاضر نہون اور اس کام کے واسطے
تین دن نکلین واللہ اعلم

باب خوف کے وقت کی نماز کے بیان مین - جسوقت کہ دشمن خواہ درندہ سی خوف
زیادہ ہو تو امام اپنی جماعت کے دو گروہ کرے ایک کو دشمن کے سامنے کہڑا کرے اور
اور دوسرے کے ساتھ اگر مسافر ہو تو ایک رکعت پڑھے اور اگر مقیم ہو تو دو رکعتین پڑھے

پھر یہہ گروہ دشمن کے سامنے چلا جاوے اور سامنے والا گروہ ہٹکر امام کے پیچھے آوے اور
امام باقی نماز ان لوگونکے ساتھہ پڑھکر سلام پھیر دے امام کے سلام کے بعد یہہ گروہ
دشمن کے مقابل جاوے اور پہلا گروہ آکر اپنی نماز بدون قرارت کے تمام کرے اسلئے
کہ وہ لوگ شروع سے امام کے ساتھہ تھے اور سلام کے بعد یہہ لوگ پھر دشمن کے سامنے
جاوین اور دوسرا گروہ آکر اپنی نماز تمام کرین قرارت کے ساتھہ اسلئے کہ یہہ لوگ شروع
نماز مین امام کے ساتھہ نہ تھے اور جو پیچھے آکر ملتا ہے اوسکو قرارت پڑھنی چاہیئے اور جو
پہلے سے شامل ہے اور بیچ مین کسیوجہہ سے شامل نہین رہا اوسکو قرارت نہین چاہیے اسلئے قرات
پہلے گروہ پر ہوئی اور دوسرے پر ہوئی اور نماز مغرب مین اول گروہ کو دو رکعت پڑھاوے اور دوسرے
کو ایک رکعت اور جو شخص لڑنے لگے گا اوسکی نماز باطل ہوجاویگی - اور اگر خوف بہت زیادہ
ہو تو حالت سواری مین اکیلے اکیلے اشارہ سے نماز جس طرف کو قادر ہون پڑھین اور خوف کی
نماز بدون دشمن کے موجود ہونیکی جائز نہین ؛

باب جنازہ کے بیان مین - جنازہ جیم کے زبر سے یعنی مردہ کے ہی اور جیم کے کسرہ
سے اوس تختہ کو کہتے ہین جسپر مردہ کو رکھتے ہین - جب آدمی کی موت قریب ہو تو اوسکا
منہ قبلہ کیطرف دہنی کروٹ پر پھیرین اور اوسکو کلمہ شہادت سکھایا جاوے اور جب مر جاوے
تو اوسکے دونو جبڑے باندھے جاوین اور دونو آنکھین بند کیجاوین اور ایک تختہ کو
طاق مرتبہ یعنی ایک یا تین یا پانچ یا سات بار بسا کر اوسپر اوسکو اوتارین اور اوسکی برہنگی
ناف سے لیکر گھٹنون تک ڈھانپ کر کپڑے اوتارلین اور وضو بغیر کلی اور ناکمین پانی
دینے کے کرادین بعدہٗ اوسپر وہ پانی ڈالین جسمین بیری کے پتے خواہ اشنان جوش
دیا ہو ورنہ خالص پانی ڈالین اور اوسکے سر اور ڈاڑھی کے بالونکو گل خیرو سے دہووین
اور بائین کروٹ پر لٹا کر اتنا دہووین کہ پانی بدن کے اوس حصہ پر پونہچ جاوے جو تختہ سے
ملا ہو پھر دہنی کروٹ دیکر اوسیطرح نہلادین کہ پانی نیچے تک پونہچ جاوے پھر اوسکو سہارا

باب جنازے کے بیان مین

دیکر بٹھلاوین اور اوسکے پیٹ کو آہستگی اور نرمی سے سونتین اور جو کچھہ اوسکے پیٹ
مین سے نکلے اوسکو دہو ڈالین اور پھر دوبارہ غسل نہ دیوین اور اوسکی بدنکو کپڑے
سے پونچھکر خشک کرین اور خوشبو مرکب اوسکے سر اور ڈاڑھی مین لگاوین اور نماز
کی جگہون یعنی پیشانی اور ناک اور ہتھیلیون اور گھٹنون اور تلوون پر کافور ملین اور اوسکے
بالونین اور ڈاڑھی مین کنگھی نکرین اور نہ بال اور ناخن کترین ۔ اور مرد کا کفن مسنون
اندر کی چادر اور پیراہن یعنی کفنی گردن سے لیکر گھٹنون کے نیچے تک اور پوٹ کی
چادر ہے اور کفن کفایہ اندر اور پوٹ کی چادرین ہین اور مردہ پر کفن کو اوسکی بائین
طرف سے لپیٹین پھر داہنی طرف سے اور اگر خوف کفن کے اوڑنے اور کہلنے کا ہو تو
گرہ دیدین اور کفن ضرورہی جو کچھہ میسر ہو جاوے ۔ اور عورت کا کفن مسنون پانچ کپڑے
ہین کفنی اور اندر کی چادر اور دامنی اور سینہ بند جسکو اوسکی چھاتیون پر لپیٹا جاتا ہے اور پوٹ کی چادر
اور کفن کفایہ اوسکے لئے تین کپڑے ہین دونو چادرین اور دامنی جسکو اوڑہنی کہتے
ہین اور عورت کو اسطرح کفن پہنایا جاوے کہ اول کفنی پہناوین پھر اوسکے بالون کو
دو لٹین کرکے چھاتی پر رکھین اور دامنی پہناوین کفنی کے اوپر اور پوٹ کی چادر کے
نیچے پھر سینہ بند اور چادرین لپیٹین ۔ اور کفن کے کپڑونکو طاق مرتبہ پہنا نیسے پیشتر بسالین

فصل جنازہ کی نماز کے لئے بادشاہ لائق تر ہے اور یہہ نماز فرض کفایہ ہے یعنی
اگر کچھہ لوگ ادا کرین تو سبکے ذمہ سے ساقط ہو جاتی ہے ورنہ سب گناہگار ہوتے ہین
اور جنازہ کی نماز کی شرط مردہ کا مسلمان اور پاک ہونا ہے پس کافر پر نماز جائز نہین اسی
طرح غسل سے پہلی نماز درست نہین ۔ بعد بادشاہ کے لائق تر جنازہ کی امامت کے لئے
قاضی ہے اگر وہ نہ موجود ہون پھر محلہ کا امام پس مردہ کا ولی اور ولی کو جائز ہے
کہ اپنے سوا کسی دوسرے کو نماز پڑہانے کی اجازت دیدے پس اگر بادشاہ اور ولی
کے سوا کوئی اور نماز پڑہ لے تو ولی دوبارہ نماز پڑہ سکتا ہے اور ولی کے سوا

دوسرا شخص پھر نہین پڑھ سکتا اور اگر بدون نماز کے دفن کر دیا جاوے تو اوسکی قبر
پر نماز پڑہی جاوے جبتک کہ اوسکا بدن پہٹا نہووے اور نماز جنازہ چار تکبیرین ہین اول تکبیر کے
بعد سبحانک اللہم آخر تک پڑھکر اللہ اکبر کہے اسکے بعد درود پڑھے اور تیسری بار
اللہ اکبر کہے پہر دعا میت کیواسطے کرے پہر چوتھی تکبیر کہکر دونو طرف سلام
پھیر دے اور اگر امام پانچوین دفعہ تکبیر کہے تو مقتدی اوسکی پیروی نکرین یعنی
وہ پانچوین دفعہ اللہ اکبر نہ کہین اور دعا میت کیواسطے یون کہے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا
وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِيْرِنَا وَكَبِيْرِنَا وَذَكَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ
وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ اور لڑکے کے لئے استغفار نکہے بلکہ یہہ دعا پڑھے
اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا۔ اور مسبوق یعنی
جس سے پہلی کوئی تکبیر ہو چکی ہو انتظار امام کی تکبیر کا کرے کہ جب وہ اللہ اکبر کہے اوسکے
ساتھہ مسبوق بھی کہکر ملجاوے نہ وہ شخص کہ موجود ہو یعنی جو موجود ہے اور پہلی تکبیر
امام کے ساتھہ نہین کہی وہ امام کی تکبیر کا انتظار نکرے بلکہ خود تکبیر کہکر شریک ہو جاوے
اور دوسری تکبیر امام کے ساتھہ کہے اور مسبوق کو جو تکبیر رہگئی ہو نماز کے ہو چکنے کے
بعد قضا کرلے۔ اور امام مرد و عورت کے سینہ کے مقابل کہڑا ہوا اور اس نماز کو سوار
ہوکر نہ پڑہین اور نہ مسجد کے اندر ادا کرین اور امام شافعیؒ کے نزدیک مسجد مین جائز ہے
اور دلیل امام اعظم کی یہہ ہے کہ مسجد نماز پنجگانہ کے لیے بنی ہے نہ نماز جنازہ کے لئے
علاوہ اسکے احتمال مسجد کے آلودہ ہو جانیکا ہے اور زمانہ صحابہ اور تابعین مین جنازہ کی
نماز مسجد مین نہ پڑہتے تہے مگر جب کوئی خاص ضرورت اوسکی مقتضی ہوتی تہی تو پڑہتے تہے واللہ اعلم
—— اور جو بچہ کہ پیدا ہوکر آواز کرے اور مر جاوے اوسپر نماز پڑہی جاوے ورنہ نہین
پڑہنا چاہیئے جیسے وہ لڑکا کہ اپنی ماں خواہ باپ کے ساتھہ قید مین اگر مر جاوے تو اوسپر
نماز نہ پڑہین گے اسلئے کہ ماں باپ کی متابعت سے وہ بہی کافر گنا جاویگا لیکن جس صورت مین

لہ اس دعا میں جو و تعالیٰ جدک ہے وجل ثناءک بھی پڑھیں ۱۲

کہ باپ خواہ ماں مسلمان ہو جلوی تو اولاد سکی بتابعت مین بچہ کو مسلمان جانینگے اور اوسکی
نماز پڑہینگے یا وہ لڑکا خود مسلمان ہو جاوے بشرطیکہ عاقل ہو یا اوسکے ساتھ مین
اوسکا باپ خواہ ماں قید نہوئے ہون تو اسصورتمین بھی اوسکو دارالاسلام کی بتابعت
سے مسلمان تصور کرینگے اور نماز پڑہینگے - اور ولی اگر مسلمان ہو تو وہ کافر مردہ
کو نہلادی اور کفن دوی اور دفن کر دی مگر سنت کے طور پر یہہ امور نکرے بلکہ اوسپر
پانی ڈالکر اور کپڑے مین لپیٹکر گڈھے مین دبادے - اور جنازہ کی چارپائی کے
چارون پائے پکڑکر جلد جلد لیجاوین مگر دوڑین نہین اور نہ پہلے جنازہ رکہنی سی بیٹھین
اور نہ اوس سے آگے چلین - اور اوسکے سرہانے کو پہلے اپنے دہنے کندھے پر رکہے
پھر بائین پر پھر پائنتی کیطرف اول دہنے پر رکہے پھر بائین پر یعنی اگر اوٹھانیوالے بہت سے
ہون تو ہر ایک کو چاہئیے کہ نوبت بنوبت اسیطرح اُٹھاوین - اور قبر کہود کر لحد بنائی جاوے
اور قبلہ کیطرف سے گور مین اُتارا جاوی اور جو گور مین اوتاری وہ کہی بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی مِلَّۃِ
رَسُوْلِ اللّٰہِ اور گور مین رکہکر مُنہ قبلہ کیطرف کو کیا جاوی اور کفن کے بند کہولدئے جاوین
اور کچی اینٹین خواہ نل لحد کے اوپر رکہین پکی اینٹین اور لکڑی نرکہین اور عورت کی قبر
چھپائی جاوے نہ مرد کی پھر مٹی دیجاوے اور قبر کو اونٹ کی کوہان کیصورت بناوین
چوکہونٹی چبوترہ کی شکل نہ بناوین اور قبر کو چونہ کی نہ بناوین اور نہ مردہ کو قبر سی نکالین
مگر اوس صورت مین کہ زمین زبردستی سی چھینی ہوئی ہو ٭

باب شہید کے حکمون کے بیانمین - شہید وہ شخص ہے جسکو کافرون یا سرکشون
یا راہزنون نے مار ڈالا ہو یا میدان جنگ مین اوسکی نعش ملے اور زخم کا نشان
اوسپر ہو یا اوسکو کسی مسلمان نے براہ ظلم مار ڈالا ہو اور مارنیوالے پر خون بہا
لازم نہوا ہو یعنی دانستہ مارا ہو - تو ایسے شخص کو کفن دیا جاوی اور نماز پڑہی جاوی
بدون نہلانیکے اور خون اور کپڑون کے ساتھ دفن کیا جاوی مگر جو کپڑی کفن کی جنس

سے ہوں وہ اوتار لئے جاوین اور اگر کپڑے کفن سے کم ہون تو زیادہ کرکے
کفن پورا کر دین اور اگر زیادہ ہون تو کفن سے زیادہ کو نکال لین اور اگر حالت ناپاکی
مین مارا گیا ہو یا لڑکپن مین یا ابہر مین مرا ہو اسطرح کہ زخمی ہونے کے بعد کہاوے یا پیوے
یا سووے یا علاج کیا جاوے یا اوسپر ایکوقت نماز کا گذرے اور اوسکی ہوش بجا
ہون یا لڑائی کی جگہہ سے زندہ لایا جاوے یا وصیت کرے یا شہر مین مارا جاوے
اور یہہ نہ معلوم ہو کہ وہ ہتھیار سے براہ ظلم مارا گیا ہے یا حد مارنے کی سبب سے
مرگیا ہو یا دوسرے کے مار ڈالنے کی عوض مین مارا گیا ہو تو ان سب صورتون مین
غسل دیا جاویگا اور اگر کوئی شخص باغی ہونیکی جہت سے خواہ رہزنی کے باعث مارا گیا ہو
تو اوسکو نہ غسل دینا چاہئے نہ نماز پڑہنی چاہئے

باب کعبہ کے اندر نماز پڑہنے کے بیان مین۔ کعبہ کے اندر نماز فرض اور نفل دونو
درست ہین۔ اور جو شخص کہ کعبہ کے اندر اپنی پیٹھہ امام کی پیٹھہ کیطرف کو کریگا تو جائز
ہوگا لیکن منہ اگر امام کے منہ کیطرف ہوگا تو نماز درست نہوگی اور اگر گرد کعبہ کے
حلقہ کرین تو درست ہے نماز اوس شخص کی کہ کعبہ سے امام کی نسبت کر قریب تر ہو بشرطیکہ
وہ شخص امام کیطرف نہو اس مسئلہ کی صورت یہہ ہے کہ کعبہ کی چارون طرف نماز کو کہڑی
ہوئی تو جو شخص کہ اوس طرف مین ہے جدہر امام ہے اوسکو چاہئے کہ کعبہ کیطرف کو
اپنے امام سے نزدیک ہو جاوے اسلئے کہ امام سے آگے بڑہنا لازم آویگا اور جو شخص کہ اور
تین طرف ہین اونکو جائز ہے کہ امام کی نسبت کر کعبہ سے نزدیک زیادہ ہو جاوین

کتاب الزکوۃ اسمین زکوۃ کا بیان ہے۔ جاننا چاہئے کہ زکوۃ اسلام
کا تیسرا رکن ہے اور نماز کے بعد سب حکمون سے زیادہ اسکی تاکید ہے اسلئے کہ قران مین
اکثر جگہہ زکوۃ کے دینے کو نماز کے برابر رکہنے کی ساتہہ بیان فرمایا ہے اور بعد وفات آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی جب بعضی گروہ عرب کے زکوۃ کے دینے سے باز رہے حضرت ابوبکر صدیق رض نے

اونکے مرتد ہوجانیکا حکم فرماکر اونپر جہاد کیا - زکوۃ کے واجب ہونیکی شرطین یہہ ہین
اول عاقل ہونا دوم بالغ ہونا سوم مسلمان ہونا چہارم آزاد ہونا پس باؤلے اور لڑکے
اور کافر اور غلام پر واجب نہین پنجم مالک ہونا ایسے مال کا جو نصاب کی مقدار ہو اور
برس دن اوسپر گذر گیا ہو اور قرض اور حاجت اصلی سے بچا ہوا ہو اور بڑہنے والا ہو گو فرضاً
ہی بڑہے مثلاً سونا اور چاندی کہ اگرچہ بدون بڑہے اونپر برس گذر جاوے لیکن یہہ دونو چیزین
بڑہنے والے مال کے حکم مین ہین اسلیے کہ اگر تجارت کرتا تو اونکی مالیت زیادہ ہو جاتی - اور
شرط زکوۃ کے ادا کرنیکی نیت ہے خواہ دینے کیوقت ہو خواہ مقدار واجب کے علحدہ کرنے
کیوقت یا کل مال خیرات کر ڈالنا ہے

باب چرنے والے جانورونکی زکوۃ مین - چرنیوالے جانور وہ کہلاتے ہین کہ سال مین
بہت دن چرنے پر گذارہ کرین یعنی گو بعض اوقات گہر سے اونکو گہاس کہلایا جاوے مگر
اکثر چرنے پر کفایت کرتے ہون - اول اونٹ کی زکوۃ کا ذکر ہے کہ پچیس اونٹونمین ایک
بنت مخاض ہے اور وہ ایسا بوتہ ہے جو ایک برس کا ہوکر دوسرا سال اوسکو لگا ہو - اور اونٹ
اگر پچیس سے کم ہون تو ہر پانچ اونٹ کی زکوۃ ایک بکری ہے اور ۳۶ اونٹونمین ایک بنت لبون
دینی چاہیے وہ ایسا بوتہ ہے کہ دو برسکا ہوکر تیسری مین پانو دہرا ہو اور ۴۶ اونٹون کی
زکوۃ حقہ ہے یعنی وہ بوتہ کہ چوتھی سال مین ہو اور اکسٹھہ ۶۱ اونٹونمین ایک جذعہ ہے جسکو
پانچوان سال ہو اور چہہتر ۷۶ اونٹونمین دو بنت لبون ہین اور اکانوے ۹۱ اونٹونمین ایکسو بیس
تک دو حقے ہین پہر ۱۲۰ سے آگے ہر پانچ اونٹ پیچھے ایک بکری ہے یہانتک کہ تعداد ۱۴۵
ہو جاوے اسقدر مین دو حقے اور ایک بنت مخاض مقدار زکوۃ ہے اور ڈیڑہ سو اونٹونمین تین
حقے ہین پہر ہر پانچ اونٹ پر ایک بکری ہے اور ۱۷۵ اونٹ پر تین حقے اور ایک بنت مخاض
اور ۱۸۶ مین تین حقے اور ایک بنت لبون ہے اور ۱۹۶ مین چار حقے ہین دو سو اونٹون
تک پہر دو سو کے بعد نیا حساب کرے اوسطرح جیسا ڈیڑہ سو کے بعد کیا ہے یعنی ہر پانچ پر ایک

اونٹونکی زکوۃ

بکری اور ۲۵ پر بنت مخاض اور ۳۶ پر بنت لبون اور ۴۶ سے ۵۰ تک ایک حقہ۔ اور
بختی اونٹ مثل عرب کے اونٹونکی ہین اونکی زکوٰۃ بہی اسیطرح ہونی چاہئیے۔ اب گای
کی زکوٰۃ کو سنو کہ ۳۰ گایونمین ایک بچہڑا خواہ بچہڑی ایکسالہ ہی اور ۴۰ مین دو برسکا بچہڑا خواہ
بچہڑی ہی پہر ۴۰ سی اگر بڑہین تو اونکی زکوٰۃ حصہ رسد حساب کرلیجاوی یعنی اگر ۴۱ ہون تو ایک دو
برسکا بچہڑا اور اوسکی قیمت کا چالیسوان حصہ اونکی زکوٰۃ ہوگی اسیطرح اگر ۴۰ سی دو زائد ہون تو دو
چالیسوین حصی یعنی بیسوان حصہ قیمت کا بڑہا لیا جاویگا یہانتک کہ تعداد ساٹہہ ہو پس ساٹہہ گایون
مین برس برس کے دو بچہڑے ہونگی اور ستر مین ایک برس روز کا اور ایک دو برسکا اور اسی مین دو
بچہڑیان دو دو برسکی ہونگی پس مقدار زکوٰۃ ہر دہائی پر بدلتی جائیگی کہ ایک برس کے
بچہڑے کی جگہہ دو برس کا ہو جاویگا یعنی ہر دہائی پر دیکہنا چاہیئے کہ اوسمین کتنے
تیس ۳۰ ہین اور کتنے چالیس ۴۰ پس تیس ۳۰ کے عوض ایک برسکا بچہڑا لگالیوین اور ۴۰ کے
عوض دو برسکا مثلاً اگر تعداد نوّے ۹۰ ہو تو تیس اوس مین تین دفعہ پورے ہین
اسلئیے اونکی زکوٰۃ تین بچہڑے یک سالہ ہووینگے اور سو مین تیس ۳۰ دو دفعہ اور ۴۰
ایکدفعہ ہے تو اوسکی زکوٰۃ دو ایکسالہ بچہڑی اور ایک دو سالہ بچہڑا ہوگا اور علیٰ ہذا القیاس
اور بہینس مثل گای کے ہی زکوٰۃ کی بابمین۔ اور بکری کی زکوٰۃ اسطرح ہی کہ ۴۰ بکریون مین
ایک بکری ہے اور ۱۲۰ بکریونمین دو بکریان ہین اور دوسو ایک بکریونمین تین بکریان ہین اور
چارسو مین چار پہر ہر سو پیچہی ایک بکری دینی چاہئیے۔ اور بہیڑ مثل بکری کے ہی۔ اور بکریون
کی زکوٰۃ مین ایک برسکا بکرا دو دانت لینا چاہئیے جذع جو ایک برس سی کم کا ہوتا ہی نہ لینا چاہیئے
۔ اور گہوڑون اور گدہون اور خچرونمین اور صرف بہیڑ بکری کے بچون اور نری بچہڑون
اور کام کے مواشی اور گہر پر کہانے والون مین کچہہ زکوٰۃ واجب نہین اور نہ اوس
مقدار مین جو معاف ہی اور نہ اوسمین کہ بعد زکوٰۃ کے واجب ہونیکے ہلاک ہوگئی ہون یعنی
اگر فقط بچی ہی ہون بڑی مواشی نہون تو اونمین زکوٰۃ نہین اسیطرح جو جانور کہیتی وغیرہ مین

بنت مخاض ۔ بنت لبون ۔ بختی

بہینس ۔ بہیڑ

گہوڑون اور گدہون اور خچرون مین زکوٰۃ نہین ... ہی کہ ... نہ ہونی ... زکوٰۃ مثل مال تجارت کی دینی ہوگی

کام مین لگے ہون یا اونکو گہر سے کہاس دانہ دینا پڑتا ہو چرنے پر بسر کرتے ہون اونپر بہی زکوۃ نہین ایسا ہی دو نصابونکے بیچ مین جو عدد معاف ہین جیسے تیس اور چالیس گایون کے بیچمین مثلاً ۳۵ ہون تو ۳۵ کی زکوۃ ہی پانچ کی کچہہ نہین اور یہی حال ہے جبکہ مال بعد زکوۃ واجب ہونیکے جاتا رہی کہ مال کے جاتے رہنے سے زکوۃ واجب بہی جاتی رہتی ہے۔ اور اگر کسی عمر کے جانور کا دینا زکوۃ مین لازم آوے اور اوس عمر کا جانور زکوۃ کے گلہ مین نہ پایا جاوے تو زکوۃ دینے والیکو چاہیئے کہ تین باتون مین سے ایک کرے یا اوس جانور سے زائد عمر کا دیوے اور زکوۃ لینے والے سے اوپراون پھیرلے یا اوس سے کمعمر کا مع اوپراون زکوۃ لینے والیکے حوالہ کرے یا قیمت اوس جانور کی جو لازم ہوا ہے دیدے یہ مذہب حنفی کا ہے کہ مقدار واجب کی قیمت دینے مین امام شافعی خلاف کرتے ہین اور انکی اوپر قول حضرت معاذ بن جبل کا حجت ہی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف سے یمن والون سے زکوۃ لیتے تھے کہ اونہون نے فرمایا کہ تم چینے اور جو کے بدلے مین کپڑا دیدو کہ تم پر بہی آسان ہو اور مدینہ منورہ مین اصحاب کے کار آمد ہو روایت کیا اسکو بخاری نے اور ثابت ہوا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زکوۃ کے اونٹون مین ایک اونٹنی نہایت عمدہ دیکہی استفسار فرمایا کہ اسکو زکوۃ مین کیون لیا ہی لوگون نے عرض کیا کہ یہہ دو اونٹون کی عوض مین آئی ہے آپ نے فرمایا کہ خیر اس روایت سے بہی مقدار واجب کا بدل لینا ثابت ہوتا ہی واللہ اعلم۔ اور زکوۃ مین میانہ جانور لینا چاہیئے نہ سب سے اچہا ہو اور نہ سب سے برا۔ اور جو کچہہ جنس نصاب سے سال کے بیچ مین حاصل ہووے نصاب مین ملا لیا جاوے یعنی اگر بیچ سال کے بیچ مین اونٹ خواہ گائین یا بکریان اور حاصل ہوئین تو یہہ بہی اوسی جنس مین ملا لیجاوینگی کہ گویا برس بہر اونپر پورا ہو گیا اور اگر باغی خراج اور زکوۃ لیکی اہل زکوۃ سے لیوین تو دوسری بار نہ لینی چاہیئے۔ اور اگر مال والا اپنی مال کی زکوۃ کئی برسونکی خواہ کئی نصاب کی پیشتر سے ادا کردی تو جائز ہے +

باب نصاب مین
زکوۃ کے بیان مین

باب مال نقد کی زکوۃ کے بیان مین - چاندی اور سونا اگر وزن مین دو سو درم ہون
خواہ بیس دینار اونمین چالیسوان حصہ زکوۃ واجب ہوتی ہے خواہ اونکی ڈلیان ہون
خواہ زیور خواہ برتن خواہ روپیہ اشرفی - پھر ہر پانچوین حصہ مین درم اور دینار کی تعداد
اوسی حساب سے ہی یعنی دو سو پر جب ۴۰ درم وزن بڑہیگا اور ۴ دینار سونے پر جب چار
دینار زائد ہونگے تو اونکا بھی چالیسوان حصہ دینا پڑیگا - اور زکوۃ کے ادا کرنے اور واجب
ہونے مین درم اور دینار کا وزن معتبر ہی یعنی اگر چاندی یا سونے کے برتن کی قیمت مال
کی نسبت کر زیادہ ہو تو اوسکا اعتبار نہین بلکہ وزن کا اعتبار ہی اور درمونمین وزن سبعہ
معتبر ہے یعنی دس درم چاندی کے سات مثقال سونے کی برابر ہونے چاہئین - اور
جسمین چاندی غالب ہو وہ چاندی ہی نہ اسکا اولٹا یعنی اگر برتن یا روپیہ تانبے کا ملا ہوا ہو
تو جسمین چاندی زیادہ ہوگی وہ ایسا ہی جیسا خالص چاندی کا اور جسمین تانبا زیادہ ہی وہ
نرے تانبے کے حکم مین ہوگا - اور واجب ہی زکوۃ اسباب تجارت مین جبکی قیمت مقدار نصاب
چاندی خواہ سونیکو پونہچ جاوی یعنی اگر کپڑا خواہ لکڑی یا پتھر یا گھوڑا یا گدہا تجارت کیواسطے
لیا تو اگر اوسکی قیمت دو سو درم چاندی کے خواہ بیس دینار سونے کی برابر ہوگی تو
اوسکا چالیسوان حصہ زکوۃ دینی پڑیگی - اور سال کے بیچ مین مقدار مال کا نصاب سے کم
ہو جانا زکوۃ کے واجب ہونیکو مضر نہین بشرطیکہ سال کے دونو سرونپر پوری نصاب ہو
- اور اسباب تجارت کی قیمت نقد چاندی سونے مین ملا لیجاتی ہے اور سونے کو چاندی مین
قیمت کے اعتبار سے ملا لیا جاوی ہی نہ وزن کے اعتبار سے یعنی اگر سو درم چاندی کے اور دس
دینار سونے کے ہون جنکی قیمت سو درم ہو تو دو سو درم کی زکوۃ کہ پانچ درم ہوئے
دینے ہی اور وزن کے اعتبار سے نہ ملاوین مثلا اگر مثال مذکور مین دس دینار سو درم کے
نہون بلکہ تیرے درم کے ہون تو اسصورتمین گو وزن کے اعتبار سے آدہی نصاب چاندی
کی اور آدہی سونے کی ہی مگر زکوۃ لازم نہوگی ۔

باب زکوٰة لینے والیکے بیانمین جسکو عاشر کہتے ہین — عاشر وہ شخص ہی جسکو بادشاہ سوداگرون سی زکوٰة لینے کیواسطے مقرر کرے — پس اگر کوئی شخص سوداگرونمین سی کہی کہ میرے مال پر ابھی برس دن نہین گذرا یا میرے ذمہ قرض ہی یا مین نے خود ایک فقیر کو دیدی ہے یا دوسرے عاشر کو حوالہ کی ہی جو اسی سالمین ہوا ہی اور ان باتون پر قسم کہاوی تو اوسکی بات مان لیجاویگی یعنی زکوٰة اوس سی نہ لیوین — مگر چرنیوالونکی زکوٰة مین اوسکا قول آپ دیدینیکا نمانینگے یعنی اگر وہ کہی کہ مین نے خود ایک فقیر کو زکوٰة اُن چرنے والے جانورونکی دیدی ہی تو باوجود اوسکی قسم کہانیکے نمانینگے اور دوسری دفعہ اوس سی زکوٰة لینگے — اور جس باب مین مسلمان کا قول مانا جاوی اوسمین جزیہ دینے والے کا قول بھی مانا جاوی نہ کافر حربی کا لیکن اُم ولد کے بابمین کافر حربی کا قول بھی مانا جاتا ہی یعنی اگر کوئی حربی امن لیکر دار الاسلام مین سوداگری کو آوی اور اپنی لونڈی کو کہی کہ میری حرم ہی سوداگری کی نہین تو اوسکی قولکو مان لینگے — اور عاشر کو چاہیے کہ مسلمانون سی چالیسوان حصہ زکوٰة لے اور ذمی سے یعنی جو کافر جزیہ یعنی چَٹّی دیکر دار الاسلام مین رہتا ہو اوس سی بیسوان حصہ زکوٰة لیوے اور حربی سے دسوان حصہ بشرطیکہ نصاب پوری ہو اور حربی بھی مسلمانون سی لیتے ہون یعنی اگر کافر دار الحرب مین مسلمان سوداگرون سی راہداری لیتے ہون تو عاشر بھی کافر سوداگرون سی لیوی ورنہ نلیوی — اور بدون دار الحرب سی دوبارہ آنے کے ایک برسمین دوبار زکوٰة نہ لیجاوی یعنی اگر حربی ایک برسمین دوبار دار الحرب سی دار الاسلام مین آمد و رفت کرے تو اوس سی دوبار دہ یکی لیوین — اور شراب کی دہ یکی لیجاوی نہ سُؤر کی اسلئے کہ شراب مثلی چیزونمین سی ہی یعنی ایسی چیز ہے کہ اوسکی تلف کرنے سی ویسی ہی دینی پڑے تو اوسکی قیمت خود شراب نہوگی اور سُؤر قیمت والی چیزونمین سی ہی کہ اوسکی تلف سی قیمت دینی پڑتی ہی تو اوسکی قیمت اوسکی ذات کا حکم رکھتی ہی اور ان دو نو چیزونکی ذات کا لینا ممنوع ہے اور نہ اوس چیز کی زکوٰة لین جو اوسکی گہر مین ہو اور نہ اوس مال کی لیوین جو

کسی نے اوسکو تجارت کے لیئے دیا ہو اور نہ مال مضاربت کی اور نہ اوس مال کی جو اوسکے
غلام نے پیدا کیا ہو جسکو اوسنے تجارت کی اجازت دی رکھی ہو یعنی اگر کوئی سوداگر ایسا گذرے
جسکے گھر مین مال تجارت اتنا ہی کہ اوسپر زکوٰۃ واجب ہی تو زکوٰۃ اوسیقدر مال کی لین جو موجود
ہے اور جو اوسکے گھر مین ہی اوسکی نہ لین ایسا ہی حال زکوٰۃ سرمایہ تجارت اور مال مضاربت
اور غلام کی کمائی کا ہے کہ اوسکو بھی نہ لینا چاہئیے۔ اور دہ یکی دوبارہ لیجاوی اگر خارجیون
نے راہداری لے لی ہو یعنی اگر باغیون نے ملک بادشاہ پر غالب ہوکر حربی سوداگرون سے راہداری
لی ہو تو ان سے دوبارہ لیجاوی +

باب رکاز یعنی زمین کی چیزون مثل کان اور خزانہ مدفون کی زکوٰۃ کے ذکر مین۔ باب خمس معدن
کان اگر نقد کی ہو یعنی سونے اور چاندی کی خواہ لوہی جیسی چیز کی ہو مثل تانبی اور سیسی کی تو
اسطرحکی کان اگر زمین خراجی اور دہ یکی والی مین پائی جاوی تو اوسمین سے پانچوان حصہ
لیا جاوی اور اگر یہہ کان پانیوالیکے گھر مین یا اوسکی ملک کی زمین مین نکلی تو کچھہ نہ لیا جاوی اور ایسا ہی
پانچوان حصہ خزانہ مدفون کا لیا جاوی اور باقی چار حصے زمیندار قدیم کو ملینگے اور پارہ
مین سے بھی پانچوان حصہ لیا جاوی۔ اور جو دفینہ اور کان کہ دار الحرب مین نکلی خواہ
فیروزہ اور موتی اور عنبر دار الاسلام مین نکلی اوسمین سے پانچوان حصہ نلیوین +

باب عشر یعنے محصول زمین مین سے دہ یکی کے لینے کے بیان مین۔ دہ یکی واجب باب عشر
ہے زمین عشری کے شہد مین سے اور اوس زمین کے پیداوار سے جسکو مینہ کا خواہ ندی کا
پانی پہونچا ہو اور اوسمین کچھہ شرط مقدار نصاب کی اور باقی رہنی کی نہین یعنی ایسی چیزین
خواہ تھوڑی ہون خواہ بہت ٹھہرتی ہون یا نہین سب مین سے دہ یکی لیوین لیکن لکڑی اور نرکل
اور گھاس اگر پیدا ہو اوسمین دہ یکی نہین۔ اور بیسوان حصہ لیا جاوی اگر زمین کو چرس اور
بڑے ڈول سے پانی دیا ہو۔ اور مزدوری کا خرچ مجرا نہ دیا جاوی یعنی دہ یکی اور بیسوان
حصہ کل پیداوار سے لیا جاوی یہہ نکیا جاوی کہ بیلون اور کارکنون کا خرچ مجرا دیکر باقی کی

وہ بھی لیوین۔ اور پانچوان حصہ لیا جاوے تغلبی شخص کی زمین عشری کے پیداوار مین گو وہ
مسلمان ہوگیا ہو یا اوس سے کسی مسلمان یا جزیہ دینے والے نے خرید لی ہو اور تغلبی ایک فرقہ
نصارا مین کا ہے جو جزیہ کے عوض دوچند زکوۃ دیتے ہین اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کے عہد مبارک مین اسیطرح ٹھہر گیا ہے۔ اور اگر زمین عشری کو مسلمان کے پاس سے کوئی
ذمی مول لے لیوے تو خراج لیا جاویگا اور اگر زمین عشری مذکور کو اوس ذمی کے پاس سے
کوئی مسلمان حق شفعہ کی جہت سے لیوے یا وہ ذمی اوس زمین کو بیع فاسد ہونیکی جہت سے
پہیر بائع کو پہیر دے جو مسلمان تہا تو اسصورتمین زکوۃ لیجاویگی۔ اور اگر کوئی مسلمان اپنے گہر
کو باغ بنالے تو اوسکا مقدار واجب پانی کے ساتھہ بدلتا رہتا ہے یعنی اگر پانی عشر والا ہے
تو اوس باغکی پیداوار سے زکوۃ لیجاویگی اور اگر پانی خراج کا دیا تو خراج دینا پڑیگا
بخلاف جزیہ دینے والے یعنی ذمی کے کہ وہ اگر اپنے گہر کو باغیچہ کر دیگا تو اوسمین دونو صورتون
مین خراج ہی دینا پڑیگا اور ذمی کے گہر کی زمین آزاد ہے یعنی اوسپر کچھہ واجب نہین مانند
چشمہ قیر اور نفط کے زمین عشری مین کہ اوسپر بہی کچھہ واجب نہین اور اگر یہہ دونو چشمے
زمین خراج مین ہووین تو اونپر خراج واجب ہوتا ہے واضح ہو کہ عشر کا پانی مینہہ اور کنوؤن
اور دریاؤنکا ہے کہ کسیکے تابع حکم نہین اور خراج کا پانی اون نہرونکا پانی ہے جنکو عجم کے بادشاہون
نے کہدوایا ہے اور اون چشمون کا جو زمین خراجی مین ہون اور قیر اور نفط نون کے کسرہ
سے گوندکیطرحکی چیز ہے کہ آگ سے شعلہ لے اٹھتی ہے جیسے رال وغیرہ ۔

باب مال زکوۃ کے مصرف کے بیان مین۔ زکوۃ جسکو دیجاوے فقیر ہے اور مسکین اور مسکین فقیر
سے بہی خستہ حال ہے اسلئے کہ مشہور یہہ ہے کہ فقیر وہ ہے جو مالک نصاب نہو اور مسکین وہ ہے
جسکے پاس ایک رات دن کی غذا نہو۔ اور جو شخص بادشاہ کیطرف سے مال زکوۃ کی تحصیل کا
عامل ہو اور مکاتب یعنی وہ غلام اور لونڈی کہ اوسکو مالک نے ایک مقدار معین مال پر اوسکو
آزاد کیا ہو اور قرضدار اور شکستہ حال غازی یعنی وہ کہ جو گہوڑا اور ہتہیار نرکہتا ہو اور

مسافر کہ مال اپنی پاس نرکھتا ہو گو وطن مین مالدار ہو پس مال زکوٰۃ خواہ ان سب کو دیا جاوے خواہ ایک قسم کے شخص کو۔ اور زکوٰۃ ذمی کو نہ دیجاوے اور زکوٰۃ کے سوا اور صدقونکا اوسکو دینا جائز ہے۔ اور نہ مال زکوٰۃ سے مسجد بناوے اور نہ مُردہ کو کفن دے نہ مُردہ کا قرض ادا کرے نہ آزاد کرنیکے لئے غلام خریدے اور نہ اپنی اصل یعنی مان باپ دادا دادی نانا نانی وغیرہ کو دے اور نہ اپنی فرع یعنی بیٹا بیٹی اور اونکی اولاد کو دے نہ عورت اپنی خاوند کو دے نہ خاوند اپنی بیبی کو نہ اپنی غلام اور مکاتب اور مدبر اور اُم ولد کو اور نہ اوس غلام کو جسکا کچھہ حصہ آزاد ہو گیا ہی اور ایسی شخص کو بھی نہ دے جو توانگر ہو نصاب کے مالک ہونیسے اور نہ اوسکی لڑکے اور غلام کو دے اور بنی ہاشم کی قوم کو اور اونکی آزاد کئی ہوؤنکو بھی نہ دیوے جاننا چاہیئے کہ بعض روایتون کے بموجب بنی ہاشم کے فقراکو زکوٰۃ نہین دیسکتے اور بعض روایتون مین یہہ ہی کہ چونکہ ذوی القربیٰ کا حصہ اُن لوگون سی موقوف ہو گیا ہی تو ناچار زکوٰۃ کا مال اونکو دینا جائز ہی واللہ اعلم۔ اور اگر زکوٰۃ اٹکل سی دیدی پہر معلوم ہوا کہ جسکو دی وہ توانگر تھا یا ہاشمی تھا یا کافر تھا یا اوسکا باپ یا بیٹا تھا تو جائز ہی اور اگر یہہ معلوم ہوا کہ وہ شخص اوسکا غلام یا مکاتب تھا تو جائز نہین دوبارہ زکوٰۃ دے۔ اور مکروہ ہے زکوٰۃ کا اسقدر دینا کہ فقیر توانگر ہو جاوے مگر اتنا دینا مستحب ہی کہ اوس دن کے سوال کی اوسکو حاجت نرہے اور مکروہ ہی مال زکوٰۃ کو ایک شہر سے دوسرے شہر مین لیجانا بشرطیکہ دوسرے شہر مین کوئی اُسکا رشتہ دار نہین نہ اول شہر کی نسبت کر وہان زیادہ محتاج اور اگر دوسرے شہر مین اپنی رشتہ دار کے لئی لیجاوے یا اول شہر کی نسبت کر دوسرے مین زیادہ محتاج کے دینے کے لئے لیجاوے تو بلاکراہت درست ہے۔ اور جس شخص کے پاس ایکدن کی غذا ہو اوسکو سوال کرنا نچاہیئے ؛

ع مدبر وہ غلام جسکو آزاد کرنا ... موقوف ہو ... آزادی ... وہ لونڈی جس سے اولاد ...

باب صدقہ فطر کے بیانمین یعنی اوس صدقہ کے بیانمین جسکا دینا بعد رمضان کے روزون کے واجب ہوتا ہی۔ صدقہ فطر واجب ہی اوس شخص پر جو آزاد اور مسلمان صاحب نصاب ہو اور

وہ نصاب اوسکی گہر اور کپڑون اور اسباب اور گھوڑی اور ہتھیار اور غلامون سی علاوہ ہو
اور صدقہ فطر ہر خود اپنی طرفسے اور اپنی لڑکے کیطرفسی جو مالدار نہو اور اپنی خدمت کی غلامون
کیطرفسی اور مدبر اور ام ولد کیطرف سی دیوی اور اگر بچہ غنی ہو تو اوسکی طرف سی اوسکی ذمہ
واجب نہین - نہ اپنی بیبی کیطرف سی اور نہ بالغ لڑکی کیطرفسی اور نہ اپنی مکاتب کیطرفسے
اور نہ ایسی ایک غلام یا چند غلامون کیطرف سی جو مشترک ہون دو شخصو نمین اور اگر کسی غلام کو
جاکر بیچ یا ہی تو اوسکا صدقہ ملتوی رہیگا یعنی اگر خریدار نے واپس کر دیا اور اوس شخص
کی ملک مین آگیا تب تو اوسکو دینا پڑیگا اور اگر خریدار کی ملک مین جاویگا تو اوسپر لازم آویگا
- اور مقدار صدقہ واجب کی آدہا صاع گیہون خواہ اوسکا آٹا یا ستو یا خشک انگور یعنی کشمش
سے یا ایک صاع چھوہاری یا جو کا ہی - اور صاع آٹھ رطل کا ہوتا ہی اور رطل تخمیناً شاہجہانی
وزن کے آدہ سیر کی برابر ہے - اور وقت صدقہ کے واجب ہونیکا عید کے دنکی صبح سے
پس جو شخص کہ صبح سی پہلے مرجاوی یا صبح کے بعد مسلمان ہو یا پیدا ہوا وسپر صدقہ فطر واجب
نہوگا اور اگر صدقہ عید کی صبح سی پہلی خواہ پیچھی ادا کری تو درست ہے

کتاب الصوم اسمین روزہ کا بیان ہے - جاننا چاہئی کہ روزہ اسلام کی پانچون
رکن مین سی چوتھا رکن ہے اور قدیم سی فرض ہوا ہی کہ پہلی امتون پر بھی فرض تھا چنانچہ
اللہ تعالے فرماتا ہی كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ یعنی تم پر
روزہ کو فرض کیا گیا جیسی اُن لوگو نپر فرض کیا گیا جو تم سی پیشتر تھی - روزہ اسکو کہتی ہین
کہ جو شخص روزہ کا اہل ہے (یعنی مرد مسلمان اور عورت پاک حیض اور نفاس سی) وہ نیت کی ساتھ
کہانا اور پینا اور صحبت کرنی صبح صادق سی آفتاب کے ڈوبنی تک چھوڑ دی - اور رمضان کا
روزہ جو فرض ہی اور نذر معین کا روزہ جو واجب ہی مثلاً کہی کہ اس جمعرات کا روزہ رکہونگا
اور نفل کا روزہ ان تینون روزون کے لئی اگر نیت معہ تعیین رات سی لیکر دوپہر تک کر لی
خواہ مطلق نیت کرلے یعنی فرض اور واجب اور نفل کو معین نکری خواہ نفل ہی کی نیت کری

تو درست ہونگے اور ان تینون قسمون کے سوا اور روزے جو ہین مثلاً قضا و رمضان اور
کفارہ کے اور نذر غیر معین کے جیسے یون کہے کہ خدا کیواسطے روزہ رکھونگا تو یہ روزے
درست نہین ہوتے جبتک کہ نیت رات سے نکرے اور تعیین روزہ کی نہ کر دے۔ اور ر
رمضان چاند دیکھنے سے یا شعبان کے ۳۰ دن ہو جانیسے ثابت ہو جاتا ہے اور شک کے
روز یعنی تیسوین تاریخ شعبان کی اگر اونتیسوین کو ابر و غبار مین چاند معلوم نہوا ہو روزہ
نفل کی نیت کے سوا نرکھا جاوے جاننا چاہئے کہ روز شک کا روزہ امام شافعیؒ کے
نزدیک ممنوع ہے اسلئے کہ حدیث مین آیا ہے کہ جو کوئی شک کے روز روزہ رکھیگا وہ
میری نافرمانی کریگا اور برہان مین مذکور ہے کہ اوس روز کا روزہ امام احمدؒ کے نزدیک
واجب ہے اور امام اعظمؒ کے نزدیک نفل کی نیت سے روزہ رکھنا جائز ہے اور فرض رمضان
کی نیت سے ناجائز اور اس نیت سے بھی جائز نہین کہ اگر کل رمضان ہے تو روزہ رکھونگا اور اگر
نہین ہے تو روزہ نرکھونگا اور دلیل امام اعظمؒ کی یہہ ہے کہ حدیثون مین رمضان کے مہینے سے
بیشتر روزہ رکھنے سے ممانعت آئی ہے اور بعضی حدیثون مین شروع ماہ شعبان اور اوسکے آخر دن
کا روزہ رکھنے کے لئے حکم آیا ہے جو امام احمدؒ کے لئے دلیل ہے ان دونو حدیثونکی رعایت
کرنے سے روزہ نفل جائز ہوگا اور فرض رمضان کی نیت سے جائز نہوگا اور ہدایہ مین ذکر
کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ شک کے روز روزہ نرکھا جاوے مگر
نفل کی نیت سے اور یہہ حدیث خواہ مرفوع ہو یا موقوف یعنی اسکی اسناد حضرت تک پونہچی
ہو یا نہ پونہچی ہو اسی مذہب کے موافق ہے اور احتیاط زیادہ اسمین ہے کہ قاضی اور مفتی
اور خواص شک کے روز نفل کی نیت سے روزہ رکھین اور عوام کو افطار کا حکم کرین۔ اور
جو کوئی چاند رمضان کا خواہ عید کا دیکھ لے اور اوسکی گواہی نمانی جاوے تو اوس کو
چاہئے کہ روزہ رکھے پس اگر افطار کرلے تو صرف ایک روزہ قضا رکھے یعنی کفارہ اوپر
لازم نہین اور روزہ رمضان مین اوسپر بسبب چاند دیکھنے کے لازم ہے اور عید مین بسبب

[illegible]

مسلمانونکی پیروی کرے - اور آسمان مین ابر و غبار کی جہت سی ایک عادل کی خبر اگرچہ وہ غلام یا عورت ہو رمضان کے لئے مقبول ہوگی اور ماہ شوال کے لئے دو مردون خواہ ایکمرد اور دو عورتونکی گواہی لیجاویگی اور اگر آسمان مین ابر و غبار نہو تو بڑی جماعت کا دیکھنا معتبر ہوگا رمضان اور شوال دونون مین اور بڑی جماعت کے لئے ۵۰ آدمی مقرر کئے ہین اور عید اضحی مانند عید فطر کی ہے یعنی چاند کے دیکھنے مین اور گواہی کے قبول ہونے مین دونوکا ایک حکم ہے - اور مطلعونکا مختلف ہونا معتبر نہین یہانتک کہ اگر تمام جہانمین ایکہی جگہہ چاند دیکھین تو پورب سی پچہم تک اور شمال سی جنوب تک چاند معلوم ہونیکا حکم ہوگا اور بعضی علما کے نزدیک اختلاف اطراف کے مطلعونکا معتبر ہے اس روایت کے بموجب ہر ولایت مین اوسیکے مطلع کا حکم معتبر ہوگا +

باب اُن چیزونکے بیان مین جنسی روزہ فاسد ہوجاتا ہے اور جنسی نہین ہوتا

باب اُن چیزونکے بیانمین جنسی روزہ فاسد ہوجاتا ہے اور جنسے نہین ہوتا - اگر روزہ دار کہائے یا بیوی یا صحبت کرے مگر یہہ باتین بھولکر ہوجاوین یا خواب مین نہانے کی حاجت ہو یا شہوت سی دیکھنے کے باعث منی نکل پڑے یا تیل ملے یا سینگی سے خون نکلوادے یا سرمہ لگاوے یا بوسے لے یا اوسکے گلے مین غبار یا مکہی چلی جاوے اور اوسکو اپنا روزہ یاد ہو یا اپنے دانتونمین لگی ہوئی چیز کو کہاجاوے یا قے کرے اور وہ ہنکا اوسکے حلق مین خود چلی جاوے تو اوسکا روزہ نہ ٹوٹیگا - اور اگر قے خود نکلجاوے یا جان بوجہکر قے کرے یا کنکر یا لوہے کا ٹکڑا یعنی جو چیز کہانیکی نہو نگلجاوے تو ان صورتونمین صرف روزہ کی قضا کرے یعنی کفارہ لازم نہوگا - اور جو مرد صحبت کرے خواہ عورت صحبت کیجاوے یا غذا کہاوے یا دوا پیوے اور یہہ باتین جان بوجہکر ہون تو روزہ کی قضا کرے اور ظہار کا سا کفارہ دے یعنی ایک بردہ آزاد کرے یا ساٹھہ مسکینونکو کہانا کہلاوے یا دو مہینے برابر روزے رکہے - اور کفارہ لازم نہوگا اگر شرمگاہ کی سوا اور کسی عضو مین صحبت کرنے سے انزال ہوگا اور ایساہی حال ہے رمضان کے سوا اور روزہ کے توڑنیکا - اور اگر حقنہ کراوے

یا آنکہین دوا ٹپکا دی یا کان مین یا زخم پیٹ یا زخم کہوپری کا علاج کسی خشک خواہ تر دوا
سے کرے اور وہ دوا اوسکے پیٹ یا دماغ مین پونہچ جاوی تو اِن صور تونمین روزہ ٹوٹ
جاتا ہے - اور اگر سوراخ ذکر مین کوئی دوا ڈالے تو روزہ نجاویگا - اور مکروہ ہے
بدون عذر کے کسی چیز کا چکہنا اور چابنا اسیطرح علک کا چابنا جو ایک قسم کا گوند ہی اور
عذر یہہ ہی کہ لڑکے کے لئے چابنے کہ بدون اوسکے چارہ نہو یا کسی درد کے لئے
چبا دے کہ اوسکے چبانے سے آرام ہو اور سرمہ لگانا اور موچہون پر تیل ملنا اور مسواک کرنی
اور بوسہ لینا اِس شرط سی کہ خوف صحبت کر بیٹہنے اور انزال ہو جانیکا نہو مکروہ نہین ورنہ
مکروہ ہے اور امام شافعیؒ کے نزدیک دن ڈہلے سے غروب آفتاب تک مسواک کرنی
مکروہ ہے اور اُنپر حجت ارشاد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہی کہ فرمایا اگر مین اپنی امت
پر محنت نجانتا تو مسواک کا حکم نماز کیوقت کر دیتا اِس سی معلوم ہوتا ہی کہ رمضان مین
بہی مسواک ظہر اور عصر کی نماز کے لئی مسنون ہے اور ابراہیم نے عاصم سے پوچہا
کہ آیا روزہ دار تر مسواک کرے اونہون نے کہا البتہ اِسلئی کہ مسواک کی تری پانی کی تری
سے بڑہکر نہین یعنی کُلّی ہر وضو مین کرتے ہین اور تری مُنہ مین پونہچتی ہے پہر مسواک
کی تری تو اوس سی کم ہی ہے ابراہیم نے پوچہا کہ دن کے شروع مین مسواک کرے
یا آخر مین عاصم نے کہا کہ دونو وقتونمین ابراہیم نے پوچہا کہ یہہ بات تم کس شخص سے
روایت کرتے ہو اونہون نے کہا کہ مین انسؓ سے روایت کرتا ہون اور وہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم سے راوی ہین روایت کیا اِس حدیث کو بیہقی نے **فصل** جو شخص بیماری کے
بڑہ جانیکا خوف رکہتا ہو اوسکو روزہ کا افطار کرنا درست ہی اور جائز ہے افطار
کرنا مسافر کو بہی اور مسافر اگر روزہ رکہی تو مستحب ہی بشرطیکہ اوسکو ضرر نکری یعنے
مسافر کو اگر مشقت اور ماندگی سفر کی نہو تو باوجود افطار کے مباح ہونیکی روزہ رکہنا
مستحب ہی اور اگر مشقت ہو تو افطار کرنا مستحب ہے - اور بیمار اور مسافر اگر حالت

بیماری یا سفر مین مرجاوین تو اونپر روزہ کی قضا نہین یعنی بیمار اگر صحت نپاوی اور مسافر
نہ ٹھہرسکے تو اوسپر لازم نہین کہ اپنی وارثونکو وصیت کرے کہ میری ان روزونکا فدیہ دیدینا
۔ اور اگر وہ دونو اپنے وارثونکو وصیت کرجاوین تو اونکا وارث ہر روزہ کے عوض مین صدقہ
دیوی مثل صدقہ عید فطر کے اور بدون وصیت کے لازم نہین اور میت کیطرف سی روزہ اور نماز
درست نہین ۔ اور اگر وہ دونو روزہ رکہنے پر قادر ہوجاوین تو قضا رکہلین بدون شرط
پے درپے رکہنے کے یعنی رمضان کے روزونکی قضا مین یہ قید نہین کہ سب ایک ساتھ ہون
اگر جدا جدا رکہیگا تب بھی جائز ہی پس اگر اسعرصہ مین دوسرا رمضان آجاوی اور اونکی ذمہ قضا
کے روزے باقی ہون تو اونکو چاہیئے کہ رمضان حال کے روزے اول رکہلین اور قضا رمضان
کے پیچھے ۔ اور عورت حاملہ اور دودہ پلانیوالی کو افطار کرنا روزہ کا درست ہی بشرطیکہ
بچے کا خوف ہو اور جائز ہی افطار نہایت بوڑہی شخص کو جو ناطاقتی کے باعث روزہ نرکہہ سکی
اور آیندہ کو بھی توقع نرکہتا ہو اور صرف اسطرحکا بوڑہا اپنی روزہ کے عوضمین فدیہ دیوے یعنے
پیٹ والی عورت اور دودھ پلانیوالی کو فدیہ دینا لازم نہین ۔ اور جائز ہی نفل روزہ والے کو
افطار کرنا عذر کے ساتھ سب روایتو نمین اور بدون عذر کے ایک روایت مین اور اس روزہ
کی وہ قضا کری اسلئی کہ نفل کو شروع کرکے اگر توڑ ڈالیگا تو اوسکی قضا لازم ہوجاویگی ۔ اور اگر
رمضان کے دنونمین کوئی لڑکا بالغ ہو یا کوئی کافر مسلمان ہو تو اوس روز امساک کری یعنی افطار
کرنیوالی چیزونمین سے کچہہ نکری اور کوئی روزہ اوس دنکی عوض قضا نرکہی ۔ اور اگر کوئی مسافر افطار
کی نیت کرکے چلے پہر اپنے شہر کو پہر آوی اور روزہ کیوقت مین نیت روزہ کی کرلے یعنی دوپہر
ڈہلنے سی پہلے نیت کرلے تو اوسکا روزہ درست ہوگا اور اگر روزہ دار کو بیہوشی عارض ہوجاوے
تو بیہوشی کے ایام کے روزے قضا کرے مگر جس دن مین بیہوشی ہوئی ہو اوسکی دن کے روزہ کی
قضا نکرے یعنی اگر چند روز رمضان کے مہینے مین بیہوش رہا تو سب دنون کی قضا کرے اسلئی
کہ نیت روزہ کی نہین پائی گئی مگر اوس دن کی قضا نکری جسکی رات مین بیہوش ہوا ہو اسلئی کہ ظاہر

سہی ہی کہ اُس رات مین نیت اوس روزہ کی کی ہوگی ۔ اور قضا کرے روزہ کو بسبب ایسے جنون
کے جو مدت تک کا نہو یعنی مہینے مین کبھی ہوگیا ہوا ور کبھی نہوا ہو اور اگر تمام مہینے جنون رہا ہو
تو اوسپر قضا نہوگی اسلیئے کہ ماہ رمضان مین اوسکو موجود ہونا میسر نہوا جو کہ شرط روزہ کے
واجب ہونے کی ہے چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ
یعنی پس جو کہ حاضر ہووے تم مین سے مہینے مین وہ اوسکے روزے رکھے
اور بھی قضا کرے وہ شخص کہ افطار کی چیزون سے بدون نیت کے بازرہے یعنی اگر کوئی کچھہ نیت
نکرے نہ افطار کرنے کی اور نہ روزہ رکھنے کی رمضان کے روزونمین تو وہ شخص اون
روزونکی قضا رکھے اسلیئے کہ روزہ بدون نیت کے جائز نہین ہوتا ۔ اور اگر دنکو رمضان مین
مسافر اپنے شہر مین پہونچ جاوے یا حیض والی عورت پاک ہو خواہ رات کے گمان سے سحر
کہالے حالانکہ صبح ہوگئی ہو یا رات ہوجانیکے گمان پر افطار کرلے حالانکہ آفتاب موجود ہو
ایسے لوگ دنکو افطار کی چیزون سے بازرہین اور اوس روزہ کی عوض قضا رکھین اور کفارہ
ندین ۔ اور یہی حکم ہے بھولکر کھانے کے بعد جان بوجھکر کھالینے کا یعنی اگر کسی نے بھولکر
کھالیا اور نادانی سے یہہ سمجھا کہ میرا روزہ جاتا رہا پھر دانستہ کھایا تو اوسکو روزہ قضا
رکھنا پڑیگا کفارہ لازم نہوگا ۔ اسیطرح اگر سوتی ہوئی یا دیوانی عورت سے صحبت کیجاوے تو
اُن دونون پر قضا لازم ہوگی کفارہ نہوگا **فصل** اور جو شخص کہ قربانی کے دن یعنی عید اضحی
کے روزہ رکھنے کی منت مانے تو وہ اوس روز افطار کرے اور اوسکی عوض دوسرا روزہ رکھے
اور اگر اوس منت سے قسم مراد لے تو قسم کا کفارہ بھی دیوے اسلیئے کہ اوس دنکا روزہ رکھنا جائز
نہین اسلیئے افطار کرکے قضا رکھے اور قسم کی نیت مین قسم کا کفارہ بھی لازم آتا ہے اور یہی حکم
اور دنون کے روزہ کی نذر کا ہے جنمین روزہ رکھنا منع ہے جیسے ایام تشریق اور عید فطر کا روزہ
۔ اور اگر نذر کرے کہ اِس برس کے روزے رکھونگا تو چاہیئے کہ جن دنون مین روزہ ممنوع
ہے یعنی دو عیدونکے دن اور تین دن تشریق کے اِن پانچون روزونمین افطار کرے اور اونکی

فصل
[illegible]

عوض اور دن رکھی اور قضا اِن روزونکی لازم نہین جس صورتمین کہ اندنومین روزہ شروع کرکے افطار کرلیاہو یعنی جسطرح اور روزونمین ہی کہ اگر نفل مین شروع کرکے افطار کرنے سے قضا لازم آتی ہے قضا ان روزونکی لازم نہین ہوتی

باب اعتکاف کی بیانمین مسجدمین روزہ اور نیت اعتکافکی ساتھہ ٹھہرنا اعتکاف کہلاتا ہی اور وہ سنون ہے اور کمتر مدت نفل اعتکاف کی ایکساعت ہی اور عورت اپنی گہر کی مسجدمین اعتکاف کری — اور اعتکاف والا بدون حاجتِ شرعیہ یا طبیعت کی حاجت کے مسجد سی باہر نہ نکلی حاجت شرعی جیسے نماز جمعہ اور نماز جنازہ اور بیمار پرسی ہے اور حاجتِ طبعی مثل بول و براز کی ہی پس اگر بدون عذر کے ایک ساعت کو باہر نکلیگا اعتکاف جاتا رہیگا اور جائز ہی اعتکاف والیکو کھانا اور پینا اور سونا اور خرید و فروخت کرنا جس مسجدمین کہ اعتکاف کیا ہو اور مکروہ ہے بیچنے کی چیز کو مسجدمین لانا بلکہ صرف زبانی معاملہ داد و ستد کا کرے اور مکروہ ہی اوسکو چُپ رہنا اور نیک کلام کے سوا دوسری باتین کرنی — اور حرام ہے اوسکو صحبت کرنا اور اوسکی لوازم مثل بوسہ لینے اور گلے چمٹانے کے اور صحبت کرنے سی اعتکاف باطل ہوجاتا ہی — اور اگر چند روز کے اعتکاف کی نذر کرے تو ان روزونکی راتین بھی اوسپر لازم ہوجاتی ہین اور دو روز کی اگر نذر کرے تو دو راتین لازم ہونگی +

کتاب الحج اسمین حج کا بیان ہی جاننا چاہیئے کہ حج کرنا خانہ کعبہ کا اسلام کے پانچون رکنونمین سی پانچوان رکن ہی اسلئے کہ اللہ تعالی فرماتا ہے وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا یعنی اللہ کیواسطے ہے لوگونپر حج کرنا خانہ کعبہ کا جسکو قدرت ہو اوسکی راہ کی — حج عمربہر مین ایکبار بفور پائے جانے شرطونکی فرض ہی اور شرطین اوسکی یہہ ہین اول آزاد ہونا دوم بالغ ہونا سوم عاقل ہونا چہارم تندرستی مرض سی پنجم قادر ہونا راہ کے خرچ اور سواری پر جو زائد ہو اوسکی مکان اور ضروری چیزون سی ششم قادر ہونا خرچ آنے جانے اور گہر والونکے اخراجات پر ہفتم راستے کا امن ہونا ہشتم شرط عورت

کے لئی ھی کہ محرم یعنی باپ بیٹا یا خاوند ساتھہ ہو اوس صورت مین کہ اوسکی اور کعبہ کے درمیان مین فاصلہ سفر شرعی یا اوس سے بڑھکر ہو اور اگر کعبہ سی ایکدو منزل پر رہتی ہو تو محرم کا ہونا شرط نہین پس اگر کوئی لڑکا یا غلام احرام باندھے اور بعد احرام کے وہ لڑکا بالغ ہو جاوی یا غلام آزاد کیا جاوی اور پہر یہہ دونو باقی افعال حج کے بجالاوین تو اونکے ذمہ سی حج فرض یعنی حج اسلام ادا نہوگا اسلئی کہ احرام بالغ ہونے اور آزاد ہونے سے پیشتر باندھا تھا۔ اور میقات یعنی وہ جگہین جہان سی احرام باندہتی ہین اور بدون احرام آگے گذرنا جائز نہین پانچ ہین اول ذوالحلیفہ دوم ذات عرق سوم جحفہ چہارم قرن المنازل پنجم یلملم انمین سی ہر ایک جگہہ اُن لوگون کیواسطی جو وہان رہتے ہین اور جو ادہر کو گذرتے ہین احرام باندہنی کا مقام ہی۔ اور جائز ہے اُن جگہون سی پیشتر احرام کا باندہنا مگر ان سی آگے بڑہکر باندہنا جائز نہین۔ اور جو لوگ ان جگہون کے اندر رہتی ہین اونکے لئی احرام باندہنی کی جگہہ حل ہے یعنی حرم کے سوا اور مکہ کے رہنی والونکے لئی اگر حج کا احرام باندہین تو میقات حرم ہی اور عمرہ کے لئے باندہین تو حل ہے

باب احرام باندھنے کے بیان مین حج کے اعمال مین احرام مثل تحریمہ کے ہی افعال نماز مین۔ اور جب تو احرام باندہنا چاہی تو وضو کر اور نہانا مستحب ہی اور وضو خواہ نہانے کے بعد ایک تہمد اور چادر کہ دونو نئی ہون یا دہولی ہوئی پہن اور خوشبو لگا اور دو رکعتین پڑہکر یون کہہ کہ اللّٰھم انی ارید الحج فیسرہ لی وتقبلہ منی اور نماز کے بعد نیت حج سے تلبیہ کہہ یعنی یہہ الفاظ زبان پر لا لبیک اللّٰھم لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لا شریک لک اور ان الفاظ مین چاہے تو اور بڑہا دی مگر کم نکر جب تو نیت حج سی تلبیہ کہہ چکو تو اب تو احرام باندہ چکا تو اب بری باتون اور گناہون اور لڑائی جہگڑے اور شکار کی مارنے اور اوسکی طرف اشارہ کرنے اور اوسکو بتلانے اور کرتہ اور پاجامہ اور پگڑی اور ٹوپی اور قبا اور موزی پہننی سی پرہیز کر لیکن اگر جوتیان میسر نہون تو موزون کو ٹخنون کے نیچی سی کاٹکر

پہننے اور ورس اور زعفران اور کسم کا رنگا مت پہن مگر یہہ رنگین کپڑا اگر دہویا ہوا ہو کہ بو
نہ آتی ہو تو اوسکا مضایقہ نہین اور سر اور چہرہ کے ڈہانپنے اور اونکو گل خیرو وغیرہ سے
دہونے اور خوشبو لگانے اور اپنے سر کے بال منڈانے اور کترانے اور ناخن دور کرانے
سے بہی پرہیز کر۔ اور نہانے اور حمام مین جانے اور مکان کے خواہ کجاوہ کے سایہ مین
ٹہہرنے اور ہمیانی کمر مین باندہنے سے پرہیز کرنا ضرور نہین۔ اور جب تو نماز پڑہے یا اونچی
جگہہ پر چڑہے یا پستی مین اوترے یا سوارون سے ملے اور سحر کیوقت مین تلبیہ کثرت سے
پکار کے کہتا رہ۔ اور جسوقت مکہ مین داخل ہو تو اول مسجد حرام مین جا اور خانہ کعبہ کو
دیکہکر اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ زبان پر لا اور پہر حجر اسود کے سامنے جاکر اللہ اکبر لا الہ الا
اللہ کہتا ہوا اوسکو بوسے دے خواہ ہاتہہ لگا کر ہاتہہ کو بوسہ دے بدون دوسرے شخص کو
تکلیف دینے کے اور خانہ کعبہ کے گرد اپنی چادر داہنی بغل کے نیچے سے نکالکر بائین
کندہے پر ڈالکر حطیم کو شامل کرکے سات بار پہر (اور حطیم ایک دیوار کا ٹکڑا ہے کعبہ کے
ایک کنارہ کو) اور پہرنا گرد کعبہ کے اپنی داہنی طرف سے شروع کر اوس جگہہ سے جو دروازہ کعبہ
کے پاس ہے اور اول کے تین پہیرون مین رمل کر یعنی مونڈہے ہلاتا ہوا تیز دوڑ اور جب حجر اسود
کے پاس کو گذرے تو اگر ہو سکے تو بوسہ دے یا ہاتہہ لگا دے اور ختم کر گردش کو حجر اسود
کے بوسہ دینے پر بعد اسکے دو رکعت نماز مقام ابراہیم مین خواہ جس جگہہ مسجد مین
ہو سکے ادا کر اور یہہ طواف خانہ کعبہ کے سامنے آنیکا ہے یعنی اسکو طواف قدوم کہتے ہین اور
یہہ طواف مکہ کے رہنے والونکے سوا کے لئے سنت ہے کیونکہ یہہ طواف اول آنیکے واسطے ہے
اور اہل مکہ تو وہان ہی رہتے ہین دوسری جگہہ سے نہین آتے پہر مسجد مین سے نکلکر صفا
کی پہاڑی پر جا اور خانہ کعبہ کیطرف کو منہ کرکے تکبیر اور تہلیل کہہ اور آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم پر درود بہیج اور اپنے پروردگار سے اپنی مراد مانگ پہر وہان سے اوترکر مروہ
کیطرف چل اور سبز میلون کے درمیان مین دوڑ اور مروہ پر پہونچکر جو کچہہ صفا پر کیا تہا

وہی افعال بجالا اسیطرح ان دونوں کے درمیان سات پہیرے کر کہ شروع پہیرون کا
صفا سے اور ساتوان پہیرا تمام مروہ پر ہو۱؎ بعد اسکے مکہ مین احرام باندہے ٹہرا رہ جب
تیرا دل چاہے خانہ کعبہ کا طواف کیا کر پہر ساتوین تاریخ ذی الحجہ کو امام کو چاہیے کہ خطبہ
پڑہے اور اوسمین افعال حج کے بیان کرے اور آٹہوین تاریخ منی کو جا اور نوین کو صبح
کی نماز کے بعد عرفات۲؎ کو جا وہان امام خطبہ پڑہے اور افعال حج کے لوگونکو تعلیم کرے پہر
دوپہر ڈہلے ظہر اور عصر کی نماز ایک اذان اور دو تکبیرون سے پڑہ بشرطیکہ امام اور
احرام ہو یعنی اگر احرام نہ باندہے یا اکیلا ہو تو اسصورت مین ایک وقت مین دو نماز و نکو ساتہہ پڑہنا
چاہیے پہر موقف۳؎ کیطرف چل اور کوہ رحمت کے قریب ٹہر اور عرفات کا میدان سب ٹہرنے
کی جگہہ ہے سوای میدان عرنہ۴؎ کے اور وہان تحمید اور تکبیر اور تہلیل اور تلبیہ اور درود
اور دعائین پڑہتا رہ پہر دن چہپنے کے بعد مزدلفہ۵؎ کیطرف چل اور کوہ قزح کے پاس
اتر اور جماعت کے ساتہہ مغرب اور عشا کی نماز ایک اذان اور ایک تکبیر سے پڑہ اور نماز
مغرب کو راہ مین پڑہنا درست نہین پہر نماز فجر کی اندہیرے مین پڑہکر تکبیر اور تہلیل اور تلبیہ
اور درود اور دعائین پڑہتا ہوا توقف کر اور مزدلفہ میدان محسر۶؎ کے سوا سب جگہہ ٹہرنے
کی ہے پہر روشنی ہو جانے کے بعد منی کو چل اور وہان پونہچکر جمرۂ عقبہ کو میدان پست
کے بیچ مین کہڑا ہو کر سات کنکرین ایسی مار جنکو انگلی سے مار سکین اور ہر ایک کے ساتہہ
اللہ اکبر کہہ اور لبیک کہنا اول ہی کنکری کے مارنے سے موقوف کر پہر قربانی کر پہر سر کے
بال منڈا یا کترا اور منڈانا مستحب ہے ان کامونکے بعد تجہپر سب احرام کی ممنوع چیزین
سوا عورت سے صحبت کرنیکے جائز ہو جاوینگی پہر اسی تاریخ دسوین کو یا گیارہوین خواہ
بارہوین کو مکہ مین آ اور طواف رکن کر (جسکو طواف زیارت بہی کہتے ہین) سات پہیرے
بدون رمل اور صفا مروہ دوڑنیکے بجالا اگر یہہ دونو باتین طواف قدوم مین کر لی
ہون اور اگر نکی ہون تو طواف رکن مین کیجاوین اس طواف کے بعد تجکو عورت سے صحبت

۱؎ صفا سے مروہ تک جانا ایک پہیرا ہوا اور مروہ سے صفا تک دوسرا اسی طرح ساتوان پہیرا صفا سے مروہ تک ہوگا ۱۲
۲؎ ایک جگہہ کا نام ہے مکہ سے بارہ میل کے فاصلہ پر کہ حاجی وہان ٹہرتے ہین ۱۲
۳؎ حاجیونکے قیام کی جگہہ ۱۲
۴؎ عرفات مین ایک جگہہ کا نام وہان ٹہرنا نہین چاہیے ۱۲
۵؎ ایک گانون ہے عرفات اور منی کے درمیان ۱۲
۶؎ ایک مقام ہے مزدلفہ کے قریب ۱۲

کرنا درست ہو جاویگا اور مکروہ ہے اِس طواف کو ذبح کے دِنون یعنی دسوین گیارہوین بارہوین
تاریخ سے پیچھے ڈالنا - پہر طواف رکن کرنیکے بعد منیٰ کو جا اور قربانی کے دوسرے دن یعنے
گیارہوین کو دوپہر ڈھلے پیچھے تینون جمرونکو سات سات کنکرین مار اور شروع اوس جمرہ
سے کر جو مسجد خیف کے قریب ہی پہر جو اوس کے قریب ہی پہر جمرہ عقبہ کو مار اور جس کنکر مارنے
کے بعد دوسرا کنکر مارنا ہو تو اوسکے بعد کچہہ توقف کر یعنی جمرہ اول اور دوسرے کو کنکر مارنیکے
بعد توقف کر اور جمرہ عقبہ کو مارنیکے بعد توقف مت کر پہر گیارہوین کو اسیطرح کر اور بارہوین کو
بھی ایسا ہی کر اگر منیٰ مین ٹھہرا رہی اور اگر تیرہوین تاریخ کو کنکر مارے تو زوال سی پہلے کنکر
مارنا درست ہی آور اول اور دوم جمرہ کو کنکرین پیادہ ہوکر مارنی چاہیین اور تیسری کو سوار
ہوکر بھی مارنا درست ہی آور مکروہ ہی کہ اپنا اسباب سامان مکہ کو روانہ کردی اور خود کنکرین
مارنیکو منی مین ٹھہرا رہی - پہر محصب مین پہونچ اور محصب ایک پتھریلی زمین مکہ کے کنارے پر وہان
رات کو رہنا سنت ہی - پہر محصب سے مسجد حرام مین داخل ہوکر طواف رخصت کی سات پھیری پھر اور
یہہ طواف سوا اہل مکہ کی اور ونپر واجب ہی اسکو طواف صدر بھی کہتی ہین اور مکہ والون پر اسلئی نہین
کہ وہ اپنی وطن کو رخصت نہین ہوتی - پہر طواف رخصت کے بعد زمزم کا پانی پی اور ملتزم سی
لپٹ اور یہہ جگہہ حجر اسود سی لیکر دروازہ کعبہ تک ہی اور خانہ کعبہ کے پردونکو پکڑ اور دیوار
سے لگ کر اور دعا مانگ کر گریہ وزاری کرتا علحدہ ہو **فصل** اور جو شخص مکہ مین
نجاوی اور عرفات مین ٹھہری اوسکی ذمہ سی طواف قدوم جاتا رہیگا اور جو شخص عرفہ کے
روز زوال کے بعد سی دسوین کی صبح تک ایک ساعت بھی توقف کریگا تو اوسکا حج پورا ہو جائیگا
گو نہ جانے یا سوتے ہوئے خواہ بیہوشی کیحالت مین توقف کری اور اگر اوسکی طرف سی
بیہوشی کی جہت سی اوسکا رفیق احرام باندہلی تو جائز ہی یعنی اوسکا حج ہو جاویگا - اور حج
کے تمام افعال مین عورت کا حکم مثل مرد کے ہی اتنا فرق ہی کہ عورت اپنا منہ کہولے مگر سر
نہ کہولے اور لبیک بلند آواز سی نہ کہی اور نہ طواف مین مونڈہی ہلاوی اور نہ سبز میلون کے

فصل

درمیان دوڑے اور نہ سر منڈاوے بلکہ بال تھوڑے سے کتر ڈالے اور سیا ہوا کپڑا پہنے مترجم
کہتا ہے کہ عورت مرد مین ایک فرق یہہ بھی ہے کہ عورت کو باعث عذر حیض کے طواف رکن مین تاخیر
کرنی درست ہے۔ اور جو شخص کہ نفل کی بدنہ یعنی قربانی کے گلے مین خواہ نذر کی بدنہ کے
خواہ شکار کے عوض کے بدنہ کی گلے مین خواہ اوراسکی مانند مثل تمتع کے بدنہ کے کلادہ
باندہے اور اوسکو حج کے ارادہ سے اپنے ساتھہ لیکر کعبہ کیطرف متوجہ ہو تو اوسکا احرام بندھگیا
یعنی بدون تلبیہ کے اس عمل سے محرم ہو جاتا ہے اور اِس مسئلہ مین امام شافعیؒ کا خلاف ہے
اور دلیل اونپر ارشاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ آپ نے فرمایا جو کوئی کلادہ باندہے
بدنہ کو تو وہ محرم ہو گیا۔ پس اگر بدنہ کو اول روانہ کرے بعد اوسکے خود روانہ ہو تو محرم
نہو گا جبتک کہ راہ مین اوس سے نملے مگر بدنہ تمتع مین کہ بدون ملنے کے محرم ہو جاتا ہے۔ پھر
اگر اوس بدنہ پر جھول ڈالی یا اوسکی کوہان مین زخم لگا دیا یا بکری کے گلے مین کلادہ باندہا
تو محرم نہو گا۔ اور بدنہ شریعت مین اونٹ اور گاے کا معتبر ہے بکری کا نہین ؀

باب قران کے بیانمین جاننا چاہیے کہ حج کے افعال تین قسم ہین قِرَان اور تمتع اور
اِفراد قِران ایک احرام سے حج اور عمرہ کے اداکرنیکو کہتے ہین اور تمتع ایک سفر اور دو احرام
سے حج اور عمرہ کرنیکو کہتے ہین اور اِفراد اکیلا حج بدون عمرہ کے کرنیکو کہتے ہین۔ اِن تینوں
قسمون مین سے افضل قِران ہے اسلئے کہ اوسمین دو عمل اداکرنے ہوتے ہین اور احرام
بہت دنون تک رہتا ہے جسمین سب کامونکی نسبت کر زیادہ مشقت ہوتی ہے قِران کے بعد تمتع
ہے اسلئے کہ اوسمین بھی دو عمل ادا ہوتے ہین لیکن چونکہ احرام اول کے بعد حلال ہو جاتا ہے
اسلئے اسمین محنت کم ہوتی ہے بنسبت قِران کے اور تمتع کے بعد افراد ہے کہ اوسمین صرف
حج کا اداکرنا ہے نہ عمرہ کا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے آل محمد احرام
باندھو حج اور عمرہ کا ایک ساتھہ اس حدیث کو طحاویؒ نے بیان کیا ہے اور امام شافعیؒ کے
نزدیک قِران کی نسبت کر تمتع بہتر ہے واللہ اعلم۔ اور قِران کی صورت یہہ ہے کہ میقات یعنی

باب قران کے بیان مین

احرام باندھنے کی جگہ سے حج اور عمرہ کا احرام اکٹھا باندھی اور یہہ دعا پڑھی اَللّٰھُمَّ اِنِّی اُرِیْدُ الْحَجَّ وَالْعُمْرَۃَ فَیَسِّرْھُمَا وَتَقَبَّلْھُمَا مِنِّی پھر مکہ مین داخل ہوکر طواف اور سعی عمرہ کی کرے پھر بموجب بیان گذشتہ بالا کے حج ادا کرے - پس اگر حج اور عمرہ کے لئی دو طواف کریگا اور دو ہی سعی کریگا یعنی معًا اور مرہ مین دو بار دوڑیگا تو جائز ہوگا مگر برا کریگا یعنی اسطرح کرنا مکروہ ھی - اور جب قربانی کے روز جمرہ عقبہ کو کنکرین مار چکے تو ایک بکری یا بدنہ یا بدنہ کا ساتوان حصہ ذبح کرے اسلئی کہ یہہ ذبح واجب ہی اور جو شخص ذبح کرنے سے عاجز ہو وہ دس روزے رکھی اسطرح کہ تین تو ساتوین اور آٹھوین اور نوین تاریخ کو رکھی اور سات روز جبکہ افعال حج سی فارغ ہو چکے گو مکہ ہی مین ٹھہرا رہے - اور اگر قربانی کے دن تک روزہ نرکھیگا تو ذبح کرنے کے سوا اور کچھہ نہین ہو سکتا - اور اگر قران والا مکہ مین نجاوے کہ حج سی پہلی عمرہ ادا کرے اور عرفات مین توقف کرے یعنی حج کے ارکان شروع کردے تو اوسپر عمرہ کی چھوڑنیکا دَم دینا لازم ہوگا اور عمرہ کی قضا کرے بعد حج کے

باب تمتع کے بیان مین - اوسکی صورت یہہ ہی کہ میقات پر عمرہ کا احرام باندھی پھر طواف عمرہ کا اور سعی کرے اور سر کے بال منڈا دے یا کترا دے اور احرام کھولکر حلال ہو جاوے ایسا شخص طواف کے اول ہی پھیرے مین لبیک کہنا موقوف کردے پھر آٹھوین تاریخ ذی حجہ کی احرام حج کا حرم سی باندھی اور حج کرے اور ذبح کرے - پس اگر ذبح سی عاجز ہو تو اوسکا حکم گذر چکا کہ دس دن روزے رکھی - اور اگر تین روزے ماہ شوال مین رکھی یعنی حج کے مہینون مین سی کوئی سی تین دن رکھی اور روزون کے بعد عمرہ کرے تو یہہ روزے تمتع کی تین روزون کے عوض کافی نہونگی لیکن اگر عمرہ کا احرام باندھکر طواف عمرہ سی پیشتر تین روزے رکھیگا تو البتہ تمتع کے روزونکی عوض مین کافی ہونگی - پس اگر تمتع کرنیوالا قربانی اپنی ساتھہ لیجایا چاہی کہ یہہ دوسری قسم تمتع کی ہی تو وہ احرام باندھکر قربانی کو ہانکتا چلی اور اوسکی گلی مین توشہ دان یا جوتی ڈالدے مگر اوسکی کوہان مین زخم نکرے اور عمرہ کرنیکے بعد احرام

کی قید بن لگی رکہی حلال نہو جاوی اور آٹھوین تاریخ کو حج کے لئے احرام باندھو اور آٹھوین سے پہلے باندہنا مستحب ہی پہر جب سوین کو بال منڈا چکے اوسوقت دونو احرامون یعنی عمرہ اور حج سے حلال ہو جاوی۔ اور مکہ اور اوسکی قریب کے باشندونکو تمتع اور قران درست نہین۔ پس اگر تمتع کرنیوالا اپنے شہر کو عمرہ کے بعد لوٹ آوی اور قربانی کو روانہ نکیا تو اوسکا تمتع باطل ہوجاویگا اور اگر قربانی روانہ کرچکا تہا اور عمرہ کے بعد اپنی شہر کو واپس آیا تو تمتع باطل نہوگا۔ اور جو شخص عمرہ کی طواف مین کمتر پھیرے یعنی تین پھیری یا اوسسی کم حج کے مہینون کے پیشتر کرلے اور حج کے مہینونمین اوس طواف کے باقی پھیرے پوری کری اور حج ادا کرے تو تمتع اوسکا باقی رہیگا اور اسکی عکس کیصورت مین یعنی حج کے مہینونمین زیادہ پھیرے نکرے بلکہ کمتر کرے تو وہ تمتع والا نرہیگا۔ اور حج کے مہینے ماہ شوال اور ذی قعدہ اور دس روز ذیحجہ کے ہین اور حج کے لئے ان مہینون سی پیشتر احرام باندہنا جائز ہی مگر مکروہ ہی۔ اور اگر کسی کوفہ کے رہنی والے نے حج کے مہینون مین عمرہ کیا اور مکہ مین خواہ بصرہ مین ٹھہر گیا یعنی اپنی وطن کو واپس نگیا اور حج کیا تو اوسکا تمتع جائز ہوگا اور اگر عمرہ کو فاسد کردیا اور مکہ خواہ بصرہ مین ٹھہر اور عمرہ فاسد کو قضا کرکے حج کیا تو اسصورتمین تمتع والا نرہیگا مگر ایک صورت سی کہ اپنی وطن کو واپس جاوے اور پہر آوی اور عمرہ فاسد کو حج کے مہینون مین قضا کرکے حج ادا کرے اسصورتمین البتہ اوسکا تمتع درست ہوگا۔ اور انمین سی جونسی کو فاسد کردی چاہئیے کہ اوسکی افعال کرتا رہی اور ذبح لازم نہوگا اسلئیکہ حج خواہ عمرہ کے فاسد کردینی سی تمتع والا نرہا اور اگر کسی نے تمتع کیا اور قربانی کی تو یہہ قربانی تمتع کی دم کے عوض نہوگی اسلئیکہ تمتع کا دم قربانی کے سوا ہی۔ اور اگر عورت احرام باندہنی کیوقت حائض ہوگئی تو طواف کے سوا سب ارکان حج کے ادا کری اور اگر طواف رخصت کرنیکے وقت حائض ہو تو طواف رخصت کو چھوڑ دی اور اپنی وطن کو چلی جاوی یعنی اوس طواف کے چھوڑنے سی اوسپر کچھہ لازم نہوگا جیسی وہ شخص کہ مکہ مین رہنا اختیار کرلے یعنی حج کی بعد

اگر کوئی شخص مکہ کی اقامت اختیار کری تو اوسپر بھی طواف رخصت لازم نہین رہتا +

باب احرام اور حج کے اعمال مین قصورونکے بیان مین ۔ ذبح کرنا ایک بکری کا واجب ہوتا ہی اگر محرم اپنی ایک عضو کامل پر خوشبو لگا دی اور اگر ایک عضو سی کم کو لگا دی تو صدقہ دیوے اور اگر اپنی سر کو مہدی سی رنگین کری یا زیتون کا تیل ملے یا کپڑا سیا ہوا پہنی یا دن بھر سر کو چھپا دی تو ان صورتون مین بکری ذبح کرے اور ایک روز سی کم اگر سر کو چھپا دی تو صدقہ دی ۔ اور اگر چوتھائی سر کے خواہ داڑھی کے بال منڈا دی تو دم دی اور چوتھائی سے کم مین صدقہ دی مثل مونڈنیوالیکے یعنی اگر محرم کسیکے بال مونڈے تو اوسپر صدقہ واجب ہوتا ہی اور اگر گردن کے بال خواہ دونو بغلون کے یا ایک کے یا پچھنے لگانے کی جگہ کے منڈا دی تو ان سب صورتون مین دم دی اور ایک موچھہ منڈانے مین حکم ایک مرد عادل کا ہی کہ جو کچھہ وہ کہے صدقہ دیڈالے اور محرم شخص اگر حلال آدمی کی موچھین مونڈے یا ناخن کترے تو تھوڑا کھانا دی ۔ اور اگر دونو ہاتھہ پانو کے ناخن ایک مجلس مین کاٹے یا ایک ہاتھہ خواہ ایک پانو کے کاٹے تو دم دی اور اگر اس سی کم کترا دی تو صدقہ دیوے اور یہی حال ہی اگر پانچ ناخن متفرق دونو ہاتھہ پانو مین سی ڈالے ۔ اور اگر ٹوٹا ہوا ناخن دور کری تو کچھہ واجب نہین ہوتا ۔ اور اگر کسی عذر کی جہت سی مثلا بیماری کے باعث خوشبو لگا دی یا سیا ہوا کپڑا پہنی یا سر منڈا دی تو بکری ذبح کرے یا تین صاع گیہون چھہ مسکینونکو دی یا تین روزی رکھی اور بدون عذر کے ان چیزون کے مرتکب ہونے سی ذبح کرنے کے سوا اور کوئی چیز درست نہین

فصل اور کچھہ واجب نہین ہوتا اسصورت مین کہ محرم کسی عورت کی شرمگاہ کیطرف شہوت سے دیکھی اور منی نکل پڑی اور اگر بوسہ دیوے خواہ شہوت سی اوسکو چھو دی یا اپنی حج کو فاسد کر دی اسطرح کہ عرفات مین ٹھہرنے سی پیشتر صحبت کر بیٹھی تو دم دی اور اعمال حج کے کئے جاوی اور اوسکی قضا کرے اور مرد و عورت جنہون نے ہم بستری کی ہو قضا کرنے مین حج کے (آیندہ سال مین ۱۲) یہہ ضرور نہین کہ جدا جدا ہون ۔ اور اگر عرفات پر ٹھہرنیکے بعد صحبت کی ہو تو بدنہ واجب ہوگا

اور حج فاسد نہوگا - اور اگر صحبت کرے حج مین بعد سر منڈانیکی یا عمرہ مین طواف کے اکثر
پھیرون یعنے چار یا زیادہ سے پیشتر تو دم دے اور عمرہ اس صحبت سے فاسد ہوجاویگا اسکی
اعمال بجالاوے اور اوسکو قضا کرے اور اگر عمرہ مین طواف کے اکثر پھیرون کے بعد صحبت
کریگا تو عمرہ فاسد نہوگا مگر اسصورتمین دم دینا لازم ہوگا - اور بھولکر صحبت کرنی مثل جانبوجھکر
صحبت کرنیکے ہے - اور بکری ذبح کرے جس صورتمین کہ طواف رکن بیوضو کرے اور بدنہ ذبح
کرے اگر طواف رکن حالت ناپاکی مین کرے اور اوس طواف کو اسصورتمین دوبارہ کرے اور اگر
طواف قدوم کو یا طواف رخصت کو بیوضو کرے تو صدقہ دے - اور بکری ہے اگر طواف رکن
مین کے کمتر پھیرے چھوڑ دے اور اگر زیادہ پھیرونکو اس طواف کے چھوڑ دیگا تو محرم ہی
بنا رہیگا چاہیے کہ اوسکو دوبارہ کرے بدون نئے احرام کے - اور بکری دے اگر طواف
رخصت کو ترک کرے یا اوسکو حالت ناپاکی مین کرے اور اگر اس طواف مینسے کمتر پھیرے
یعنی تین یا دو یا ایک ترک کرے تو صدقہ دے اور بکری دے اگر طواف رکن بیوضو کرے یا
طواف رخصت کو ایام تشریق کے آخر دنمین یعنی تیرہوین تاریخ کرے - اور اگر طواف رکن کو
حالت جنابت مین کرے تو دو دم واجب ہوتے ہین - اور بکری ذبح کرے اگر عمرہ کا طواف
اور سعی بیوضو کرے لیکن اس عمرہ و اور سعی کا دوبارہ کرنا لازم نہین - اور بکری ہے اگر
عرفات پرسے امام سے پیشتر چلا آوے یا مزدلفہ مین رہنا چھوڑ دے یا سب دنونکی کنکرین مارنیکو
خواہ ایک دن کی کنکرین مارنیکو ترک کرے یا بال بارہوین تاریخ کے بعد منڈاوے یا طواف
رکن کو بارہوین کے بعد کرے یا سر کو حرم کے باہر حل مین منڈاوے - اور اگر قران کرنیوالا
ذبح سے پیشتر سر کے بال منڈاوے تو دو دم دینے لازم ہونگے **فصل** اگر کوئی محرم شکار
کو مار ڈالے یا ایسے شخص کو شکار بتلاوے جو اوسکو مار ڈالے تو اوسپر جزا واجب ہوتی
ہے اور جزا شکار کی وہ قیمت ہے جو دو مرد عادل اوسکے مار ڈالنے کی جگہہ مین یا اوسکے قریب
شہر اوین اور امام شافعیؒ کے نزدیک صورت مذکورہ مین ایسے شکار کی صورت کا جانور دا جب

ہوتا ہی اور دلیل اونپر یہہ ہی کہ اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہی کہ مثل شکار پر تم مین کے دو صاحب عدل
حکم کرین اگر صورت کا مثل اس سی مراد لیا جاوی تو دو شخصون کے حکم کی کیا حاجت ہی صورت کے
یکسان ہونیکو تو ہر کس اور ناکس سمجہتا ہی پس ضرور ہوا کہ مثل سے غرض مالین یکسان ہونا ہی اور
وہ قیمت ہی صورت نہین - پس اس قیمت سی ہدی خرید کر کے ذبح کرے اگر قیمت مین ہدی
قربانی کا جانور ۱۲
کی گنجایش ہو اور اگر اتنی قیمت نہو تو اوس سی جو اور گیہون خرید کر مساکین پر صدقہ کری مثل
صدقہ فطر کے یعنی ہر مسکین کو ایک صاع جو اور نصف صاع گیہون دی یا ہر مسکین کی اوس صدقہ کی
عوض مین ایک روزہ رکہی یعنی حساب کری کہ یہہ اناج کتنی مساکین کو تقسیم ہوگا اوسیقدر روزہ
رکہلی اور اگر حساب مین مسکینونکو دیکر نصف صاع سی کم بچرہی تو اوسکو خیرات کر دی یا اوسکی عوض ایک
دن روزہ رکہی - اور اگر شکار کو زخمی کری یا اوسکا عضو کاٹ ڈالی یا بال اکہاڑے تو ان افعال
سے جسقدر نقصان شکار کی قیمت مین ہو جاوی اوسیقدر دام لیکر صدقہ کر دی - اور اگر شکار کے
شہپر اکہاڑ ڈالے یا اوسکی ہاتھہ پانو کاٹ ڈالے یا اوسکا دودھہ دوہی یا اوسکا انڈا توڑے
اور اوسمین سی مردہ بچہ نکلی تو ان سب صورتونمین ہر ایک کی پوری قیمت واجب ہو گی - اور
کوی اور چیل اور بہیڑیے اور سانپ اور بچہو اور چوہی اور باولے کتی اور مچہر اور چیونٹی اور
پسو اور کلنی اور کچہوے کے مار ڈالنی سی کچہہ لازم نہین ہوتا اور جوان اور ٹیری کے مار ڈالنے
مین جو چاہی صدقہ دی مثلا ایک مٹہی اناج خواہ اور ایسی ہی چیز دیدی - اور درندہ کے
مار ڈالنی مین ایک بکری سی زیادہ قیمت نکیجاوی گی یعنی اگرچہ قیمت درندہ کی زائد ہو مگر بکری سے
زیادہ واجب نہین ہوتی اور اگر درندہ محرم پر حملہ کرے تو اوسکی مار ڈالنی سی کچہہ واجب نہین
ہوتا - بخلاف بے اختیار کے یعنی اگر محرم بہوک سی مجبور ہو کر شکار کو کہانیکے لئی ماری تو اوسپر
جزا لازم نہین آتی - اور محرم کو ذبح کرنا بکری اور گای اور اونٹ اور مرغی اور گہر کی پلی
بطخ کا جائز ہے اور اگر پالتو کبوتر کو یا پلے ہوئے ہرن کو ذبح کرے تو جزا لازم ہوتی ہی
- اور اگر محرم کسی شکار کو ذبح کرے تو وہ حرام ہو جاتا ہی اور تاوان دے اور اگر اوسکو کہالے

۵۵ ... جانور شکاری نہین

یعنی اگر ذبح کئے ہوئے کو کہاوے تو قیمت اوسکی مساکین پر صدقہ کری اور اگر اوس جانور کو
دوسرا محرم کہاوے تو اوسپر کچھہ تاوان واجب نہین ــ اور محرم کو اوس شکار کا گوشت حلال ہے
جسکو حلال شخص نے مارکر ذبح کیا ہو بشرطیکہ محرم نے اوسکو شکار نہ بتلایا ہو اور نہ حکم شکار مارنے
کا کیا ہو ــ اور مرد حلال اگر حرم کے شکار کو ذبح کرے تو واجب ہی کہ اوسکی قیمت خیرات کری
نہ روزہ رکہنا یعنی روزہ نرکہی جیسا شکار مارنیمین رکہتا تہا ــ اور جو شخص کہ حرم مین شکار ساتہہ
لاوی تو اوسکو چہوڑ دینا چاہئیے پس اگر اوسکو بیچ لے اور شکار موجود ہو تو اوس بیع کو واپس
کرانا چاہیے اور اگر شکار مرجاوی تو اوس شخص بائع پر جزا لازم ہوگی ــ اور اگر کوئی شخص احرام
باندھی اور اوسکی گہر مین یا اوسکی ساتہہ پنجری مین شکار ہو تو اوسپر لازم نہین کہ اوس شکار کو
چہوڑ دی ــ اگر کوئی حلال شخص شکار پکڑکر احرام باندہ لے تو جو کوئی اوسکو چہوڑ دیوے ڈانڑ
بہرے اسلئی کہ احرام کی حالت کے سوا مین شکار ممنوع نہتا جو پکڑنیوالا نقصان اوٹہاوی تو
اوسکی چہوڑنیوالے پر تاوان لازم ہوگا اور اگر کوئی محرم اوس شکار کو پکڑ لے تو چہوڑنیوالا
تاوان ندی اسلئی کہ پکڑنا شکار کا حالت احرام مین ممنوع ہی تو اوسکی چہوڑنیوالے پر تاوان
نہوگا پہر اگر کسی دوسرے محرم نے اوس کو مارڈالا تو دونو محرم تاوان دین اول تو شکار پکڑنے کی
جہت سی اور دوسرا اوسکو مارڈالنی کے سبب سی اور جسنی شکار پکڑا تہا وہ اپنا تاوان مارنیوالے
سے بہرلے اسلئی کہ اگر وہ نمارتا تو شاید پکڑنیوالا اوس شکار کو خود چہوڑ دیتا تو اوسکی ذمہ
کچہہ بہی واجب نہوتا اب جو تاوان دینا پڑا تو اوسکی مارڈالنی کی جہت سی دینا پڑا ــ پس اگر
محرم حرم کا گہاس کاٹے یا ایسا درخت جو کسیکی ملک نہوا اور نہ اُن چیزو نمین سی ہو جنکو لوگ
بویا کرتے ہین تو اوسکی قیمت کا تاوان دے لیکن اگر گہاس اور درخت خشک ہو تو اوسمین کچہہ
تاوان نہین ــ اور حرام ہی حرم کی گہاس کا چرانا اور کاٹنا سوا اِذخر کے اور وہ ایک گہاس
خوشبودار ہی اوسکا کاٹ لینا حاجت کیواسطی درست ہی اور جو قصور ایسی ہین کہ اونکی باعث
تنہا حج کرنیوالے پر ایک دم لازم آتا ہی تو اونکی جہت سی قران والے پر دو دم لازم آتی ہین

ایک حج کیواسطے اور ایک عمرہ کے لئے مگر ایک صورتمین کہ قران والا احرام باندھنے کی جگہہ سے بدون احرام کیے آگے بڑھجاوے تو اسصورتمین تنہا حج کرنے والے اور قران والے پر دونوپر ایکدم سے زیادہ لازم نہین - اور اگر دو محرم ملکر ایک شکار مارین تو جزا دو دینی پڑینگی اور اگر دو حلال ملکر حرم کا شکار مارین تو ایک جزا سے زیادہ لازم نہوگی اسلئے کہ یہہ جزا حرم محترم کی تعظیم کے لئے ہی اور وہ ایک ہی ہی اور پہلی جزا احرام مین امر ممنوع کرنیکی جہت سے ہی اور وہ دو شخصون سے سرزد ہوا ہی - اور اگر محرم شکار کو بیچے یا خریدے تو یہہ خرید و فروخت باطل ہی اور اگر کوئی شخص حرم مین سے ہرنی پکڑ لاوے اور اوسکے بچہ پیدا ہوا اور دونو مرجاوین تو اوسکو دونو کا تاوان دینا چاہئیے اور اگر وہ ہرنی کا تاوان دیکر اوسکے بعد وہ بچہ جنے اور دونو مرجاوین تو بچہ کا تاوان نہ دے

باب میقات پر سے بدون احرام کے آگے بڑھنے کے بیان مین - جو شخص بدون احرام کے میقات سے گذر جاوے اور پھر میقات کو احرام باندھکر لبیک کہتا ہوا لوٹ آوے یا بدون احرام آگے بڑھ گیا تھا پھر عمرہ کا احرام باندھ لیا اور عمرہ کو فاسد کرکے اوسکو قضا کیا اسطرح کہ دوسرا احرام میقات پر سے باندھا تو جو ذبح کرنا اوسکے ذمہ میقات پر سے بدون احرام نکلجانیکے باعث لازم ہوا تھا وہ ساقط ہوجاویگا - اور اگر کوفہ کا کوئی رہنے والا یا کسی اور شہر کا بھی عامر کے باغ مین کسی اپنے کام کو آوے (اور یہہ باغ حرم کے باہر میقاتون کے اندر واقع ہے) تو اوس شخص کو مکہ مین بدون احرام داخل ہونا جائز ہی اور حج کیواسطے اوس شخص کی میقات وہی باغ ہی - اور جو کوئی مکہ مین بدون احرام کے داخل ہو پھر اوسی سال مین اپنے ذمہ پر کے حج اسلام کو ادا کرے تو یہہ حج عوض اوس حج کے جو اوسکے ذمہ پر مکہ مین بدون احرام داخل ہونے سے ہوا تھا جائز ہوگا اور اگر سال بدلجاوے یعنی حج اسلام دوسری برس کرے تو اوسکے عوض جائز نہوگا غرضکہ جو کوئی مکہ مین بدون احرام چلا آتا ہے اوسپر حج لازم ہوجاتا ہی اور اگر اوسی سال مین حج اسلام ادا کرے تو دوسرے حج کی ضرورت نہین ایک

یعنی میقات پر سے بدون احرام آگے بڑھنے کے بیان مین

ہی دو نوں کے عوض ہو جائیگا

باب ایک احرام پر دوسرا احرام کر لینے کے بیان مین - ایک مکہ کے رہنے والے نے عمرہ کے طواف کا ایک پھیرا کیا پھر حج کا احرام باندھ لیا تو حج کو ترک کرے اور اوسپر حج اور عمرہ دونوں کی قضا اور دم لازم ہوگا واسطے ترک کرنے حج کے پھر اگر حج اور عمرہ کے افعال پورے کر دے تو جائز ہوگا اور دم لازم آویگا کہ مکے ہو کر دونوں کو اکٹھا کیا - اور اگر کسی شخص نے حج کا احرام کیا پھر قربانی کے دن یعنی دسوین تاریخ دوسرے حج کا احرام کر لیا تو اگر اول حج مین اوسنے بال منڈا لئے ہین تو اوسکو دوسرا حج کرنا لازم ہوگا اور دم دینا نہ پڑیگا اور اگر بال نہ منڈائے ہون تو حج و دم ہی لازم ہوگا اور دم دینا بھی پڑیگا گو بال کترا دے یا نہ کترا دے یعنی دوسرے احرام مین کہ پہلے احرام کے بعد باندھے بال کترانے سے دم ساقط نہوگا اور کترانے سے مراد دور کرنا بالونکا ہے خواہ منڈانے سے ہو یا کترانے سے - اور جو شخص سوا بال منڈانیکے اپنے عمرہ کے سب افعال سے فارغ ہو جاوے پھر احرام دوسرے عمرہ کا باندھ لے تو اوسپر دم لازم آویگا اسلئے کہ اوسنے دو احراموں کو جمع کر دیا - اور جس شخص نے احرام حج کا باندھا پھر عمرہ کا احرام کر لیا پھر عرفات مین ٹھہرا تو اوسنے عمرہ کو ترک کیا اور اگر صرف عرفات کیطرف کو چلے تو جبتک وہان توقف نکریگا عمرہ کا ترک کرنا متحقق نہوگا - پھر اگر حج کا طواف کر کے عمرہ کا احرام باندھے اور اوسکے اعمال بجا لاوے تو ذبح کرنا اوسپر واجب ہے اور مستحب ہے کہ اوس عمرہ کو ترک کرے - اور اگر قربانی کے روز عمرہ کا احرام باندھے تو عمرہ لازم ہو جاتا ہے مگر اوسوقت اوسکا ترک کرنا لازم ہے اور اوس عمرہ کی قضا مع دم کے لازم ہے اگر اوسوقت عمرہ کو چھوڑا اور حج اور عمرہ کے افعال دونوں کئے تو جائز ہو جاویگا اور دم دینا پڑیگا اور جس شخص سے حج فوت ہو جاوے پھر وہ عمرہ یا حج کا احرام کرلے تو دونوں کو اوس وقت ترک کرے اور عمرہ کی قضا مین تو صرف عمرہ کرے اور حج کی قضا مین حج اور عمرہ دونوں کرے ✦

باب حج اور عمرہ سے رُکجانیکے بیان مین - جو شخص کہ دشمن یا مرض کی جہت سے حج خواہ
عمرہ سے رُک گیا ہو اوسکو چاہیے کہ ایک بکری روانہ کرے اور اگر قران والا ہو تو دو دم
کرے یہہ دم اوسکی طرف سے ذبح کیا جاوے اوسکے بعد وہ احرام کھولدے اور اس دم کا
ذبح ہونا حرم مین چاہیے یہہ نہین کہ قربانی کے روز ذبح ہو - اور جو کوئی کہ حج سے رُک کر
حلال ہو جاوے تو اوسپر قضا ایک حج اور ایک عمرہ کی ہے اور اگر عمرہ سے رُکا ہے تو ایک عمرہ
کی قضا ہے اور قران والے پر ایک حج اور دو عمرہ کی قضا ہے - پھر اگر ہدی کے روانہ
کرنیکے بعد رُکاوٹ جاتی رہی اور وہ شخص ہدی کو پکڑ سکتا ہے اور حج ادا کر سکتا ہے تو
حج کو چلا جاوے ورنہ نجاوے ہدی رکاوٹ کو کافی ہوگی اور حج یا عمرہ کی قضا کرے - اور
جب عرفات مین ٹھہر چکا تو پھر روکا جانا معتبر نہین ہو سکتی کہ اوسکا حج پورا ہو گیا اور جو رکن
سب مین عمدہ تھا وہ تو ادا ہو گیا باقی رہا طواف رکن اور طواف رخصت اور سر منڈانا
تو ان اعمال کو دیر سے ادا کریگا - اور جو شخص دو رکنون سے روکا جاوے یعنی عرفات پر
ٹھہرنے اور طواف رکن کرنے سے وہ اگرچہ کہ مکہ معظمہ مین ہی ہو روکا ہوا کہلائیگا ورنہ روکا ہوا نہوگا

باب حج کے نملنے کے بیان مین - جس شخص کا حج عرفات پر نہ ٹھہرنیکے باعث فوت ہو جاوے
تو اوسکو چاہیے کہ عمرہ کرکے حلال ہو جاوے اور اوسپر سال آئندہ مین حج بدون ذبح
لازم ہوگا یعنی حج کی قضا مین دم دینا واجب نہوگا - اور عمرہ فوت ہونیکی چیز نہین اور
عمرہ یہہ ہے کہ احرام کے بعد طواف اور سعی کرے اور سر منڈادے یا بال کترا دے اور یہہ تمام سال مین
جائز ہے مگر عرفہ کے روز اور قربانی کے دن اور ایام تشریق مین مکروہ ہے واللہ اعلم +

باب دوسرے کیطرف سے حج کرنیکے بیان مین - عبادت مالی مین جیسے زکوۃ یا صدقہ فطر کے
دینے مین نیابت دونو صورتو مین ہو سکتی ہے آدمی خود قادر ہو یا نہو اور عبادت بدنی
مین مثل نماز اور روزہ کے کسی صورتین نیابت نہین چل سکتی اور جو عبادت کہ مرکب ہو
مالی اور بدنی سے جیسا حج اور عمرہ ہے اوسمین نیابت جب چل سکتی ہے کہ نائب کرنیوالا عاجز

ہوا اور اگر خود قادر ہو تو نیابت درست نہین — اور حج کرانیکے لئی یہہ شرط ہی کہ جسکی طرف
سے حج ہو وہ ہمیشہ کو اپنے مرنے تک عاجز ہو اور یہہ شرط حج فرض کے لئی ہی نہ نفل کے
لئے یعنی نفل حج مین دوسرا شخص اگر قادر بھی ہو تو باوجود قدرت کے نائب کر دینا جائز
ہے — اور جو شخص دو آدمیونکی طرف سی احرام باندھے وہ جتنا خرچ ہوا ہو اُن دونکو
ہٹا دی اسلئی کہ حج ہر ایک کیطرفسی جدا جدا چاہئی تھا وہ ثابت نہین ہوا — اور روکے جانیکا دم
بھیجنے والیکے ذمہ ہی اور قران اور قصور کا دم نائب کے ذمہ ہے — پس اگر نائب حج کے
راستہ مین مرجاوی تو جسکی طرفسی حج کو گیا تہا اوسکے ترکہ مین سی جسقدر رہا ہو تہائی
لیکر حج اوسکی طرفسی اوسی جگہہ سی کرایا جاوی جہان وہ رہتا تہا نہ اوس جگہہ سی جہان
نائب مرا ہی — اور جو شخص حج کے لئی اپنی ماباپ دونوکیطرفسی احرام باندھی پھر اسکی بعد
اونمین سی ایک کے لئی معین کردی تو جائز ہوگا +

باب ہدی کے بیانمین جو حرم مین ذبح کی لئی بھیجی جاوی — کم سی کم ہدی بکری ہی کہ
اوس سی کمتر درست نہین اور ہدی اونٹ اور گای اور بکری سبکی ہوسکتی ہی اور جو جانور
قربانی کے لئی درست ہین وہ ہدی مین جائز ہین — اور بکری ہر قصور مین درست ہی مگر جو طواف
فرض یعنی طواف رکن ناپاکی مین کیا ہو یا بعد عرفات پر ٹھہرنیکے صحبت کی ہو تو ان صورتونمین
بکری جائز نہین بدنہ لازم آتا ہی جو اونٹ اور گای کا ہوتا ہی — اور ہدی نفل اور تمتع اور
قران کا کہانا درست ہی یعنی اگر صاحب ہدی چاہی تو اونمین سی کہاوی — اور تمتع اور قران
کے دم کا ذبح کرنا قربانی کے روز مخصوص ہی صرف اوسی روز ذبح کری اور اونکی سوا
اور دم کا ذبح کرنا حرم مین مخصوص ہے جب چاہی ذبح کری اور تمام اقسام ہدی کے حرم مین
مخصوص ہین فقیر حرم پر مخصوص نہین بلکہ حرم کے غنی شخصونکو بھی اونکا کہانا درست ہی
— اور واجب نہین ہدی کا عرفات کو لیجانا اور ہدی کی جہول کو صدقہ کردی اور قصائی
کی مزدوری اوسمین سی نہ دی اور بدون سخت ضرورت کے اوسپر سوار نہو اور نہ اوسکا دودھ

یعنی ایک شخص [illegible]

باب ہدی کے بیان مین

نکالے اور اوسکی تھنونپر ٹھنڈا پانی چھڑکدے کہ دودھ نہ ٹپکی نُنزمین جو نُقاخ کا لفظ ہی وہ نون کے پیش اور قاف اور خاء معجمہ سے آب سرد کے معنو تمین ہے - پس اگر ہدی واجب مرجاوے یا عیبدار ہو یعنی اوسمین ایسا عیب ہو جاوی جو ہدی مین درست نہین تو اوسکی جگہہ دوسری ہدی قائم کرے اور عیب دار اوسکی خود کی رہیگی اوسکو جو چاہی کری اور اگر ہدی نفل کی ہو اور عیب دار ہو جاوے تو اوسکو ذبح کردی اور اوسکی خون سے اوسکی سم بھر دے اور ایک چھاپہ خون کا اوسکی گردن کیطرف لگا وی جس سی معلوم ہو کہ ہدی ہی اور اوسکو کوئی غنی نہ کہاوی - اور کلاوہ صرف نفل کے بدنہ اور قران اور تمتع کے بدنہ کے گلی مین باندہا جاوی یعنی اونکی سوا اور دم مثل رکجا نیکے اور قصور کے دم کے گلی مین کلاوہ باندہی - اور اگر لوگ ایسا انکی گواہی دین کہ حاجی عرفات مین عرفہ سی ایک روز پہلے ٹہہرے ہین تو اونکی گواہی قبول کیجاویگی یعنی دوسرے روز پہر عرفات پر ٹہہرنا چاہیئے اور اگر یہہ گواہی دین کہ عرفہ سے ایک روز بعد ٹہہری ہین تو قبول نکیجاویگی اور مراد گواہی سی ماہ ذیحجہ کے چاند دیکھنی کی گواہی ہی اسطرح کہ عرفات پر ٹہہرنا عرفہ کے روز سی ایکدن پہلے یا پیچھی لازم آوی حاصل یہہ ہی کہ اگر عرفات پر ٹہہرنیکی خطا کا تدارک ممکن ہو تب تو گواہی قبول کیجاویگی ورنہ مقبول نہوگی - اور اگر کوئی شخص اول جمرہ کو کنکرین مارنی گیارہوین تاریخ ترک کری تو اوسکی قضا مین چاہی اسکو ترتیب کنکرین ماری خواہ صرف اول کو ماری اور یہی حال بارہوین اور تیرہوین تاریخ کا ہی بخلاف روز اول کے یعنی دسوین کے کہ اوسمین سوا جمرہ عقبہ کے اور جمرات کو کنکرین نہین مارتے - اور جو شخص اپنی اوپر حج کو پیادہ واجب کرلے مثلاً نذر وغیرہ سی تو اوسکو چاہیئے کہ سوار نہو جبتک کہ طواف رکن نکرلے اسلئے کہ یہہ طواف فرض ہی اور حج کے ارکان اوسپر تمام ہو جاتے ہین بعد اس طواف کے اوسکو اختیار ہی چاہی سوار ہو یا پیادہ رہی - اور جو شخص کہ محرم لونڈی خریدی اور اوس سی صحبت چاہی تو چاہیئے کہ اوسکو حلال کرلے پہر صحبت کرے یعنی لونڈی کے احرام مین یہہ سمجہا ہی کہ اوس سے صحبت

کرے اور اپنی صحبت سے اوسکو حلال کرے بلکہ پہلے اسکو حلال کر لے پھر صحبت کرے واللہ اعلم بالصواب

کتاب النکاح

نکاح کا بیان

اسمین نکاح کا بیان ہے جاننا چاہیئے کہ نکاح دنیا کی ضروری باتون مین سے ہے مثل کھانے اور پینے اور لباس اور رہنے کے مکان کے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ نکاح کرنا میری سنت سے ہے جو شخص کہ میری سنت سے منہ پھیرے وہ میری امت مین سے اور میرے طریق پر نہین۔ نکاح ایک معاملہ ہے کہ عورت سے فائدہ لینے کے لئے قصداً ہوا کرتا ہے یعنی اوس معاملہ مین قصد اصلی صحبت کا حلال کرنا ہوتا ہے ورنہ لونڈی کے خریدنے مین بھی صحبت حلال ہو جاتی ہے مگر قصد اولی سے نہین ہوتی بلکہ اول ملک اُس لونڈی کی خود کی ہوتی ہے اوسکی تبعیت مین صحبت حلال ہو جاتی ہے۔ اور نکاح سنت ہے اور جبکہ خواہش صحبت زیادہ ہو اوسصورتمین نکاح واجب ہے تاکہ زنا مین مبتلا ہونے سے محفوظ رہے۔ اور نکاح ایک کے ایجاب اور دوسرے کے قبول سے ہو جاتا ہے مگر شرط یہہ ہے کہ ایجاب اور قبول ایسے الفاظ سے ہون جو زمانہ گذشتہ کے لئے بنائے گئے ہون خواہ دونو زمانہ گذشتہ کے لئے موضوع ہون یا ایک مثلاً مرد کہے کہ مین نے تجھہ سے نکاح کیا اور عورت کہے کہ مین نے قبول کیا یہان دونو ماضی ہین یا عورت کہے کہ مجھہ سے بیاہ کر لے اور مرد کہے کہ مین نے تجھہ سے بیاہ کر لیا اسمین ایک لفظ ماضی ہے۔ اور نکاح لفظ نکاح اور تزویج اور اُن لفظون سے درست ہوتا ہے جو اوسیوقت چیز کے مالک کر دینے کے لئے بنائے گئے ہین مثلاً ہبہ کے لفظ سے درست ہو جاویگا لیکن اجارہ کے لفظ سے درست نہوگا اسلئے کہ لفظ اجارہ چیز کی ملکیت کیواسطے نہین بنا بلکہ نفع کے مالک کر دینے کو بنا ہے اور وصیت کے لفظ سے بھی درست نہین اسلئے کہ وصیت اوسیوقت چیز کی ملکیت کے لئے نہین ہے بلکہ بعد موت کے مالک کر دینے کو بنی ہے۔ اور شرط یہہ ہے کہ ایجاب و قبول دو آزاد مرد یا ایک آزاد مرد اور دو آزاد عورتون کے سامنے ہوا اور وہ دونو عاقل اور بالغ اور مسلمان

ہون اگرچہ گناہگار ہون یا گالی دینے کے بدلے مین اونکو سزا شرعی ہوتی ہو یا دونو اندھے
ہون یا دونو خاوند بی بی کی اولاد ہون — اور اگر کوئی مسلمان مرد کسی ذمی عورت سے
دو ذمیونکے سامنے نکاح کرے یعنی گواہ نکاح کے دو ذمی ہون تو یہہ نکاح درست ہے —
اور جس شخص نے کسی دوسرے سے کہا کہ میری صغیر لڑکی کا نکاح کر دے اور اوسنے ایکمرد کے
سامنے نکاح کر دیا اور باپ موجود تھا تو نکاح درست ہوگا اور اگر وہ موجود نہوگا تو نکاح
درست نہوگا اسلیئے کہ باپکے موجود ہونے سے باپ خود نکاح پڑہنے والا مانا جاویگا اور وہ مرد اجنبی اور
ایک جسکو نکاح کر دینے کو کہا تہا دونو گواہ ٹھہرینگے اور اگر باپ موجود نہوگا تو صرف ایک
شخص اجنبی گواہ رہیگا اور یہہ درست نہین **فصل** اُن عورتونکے بیان مین جنسے نکاح کرنا حرام ہے
— حرام ہے نکاح کرنا اپنی ماں سے اور بیٹی سے اگرچہ دور کی ہون یعنی نانی ہو یا دادی یا نواسی
ہو یا پوتی ایکمرتبہ کی ہو یا کئی مرتبہ کی اور حرام ہے نکاح کرنا اپنی بہن اور بھانجی اور بھتیجی اور
پھوپھی اور خالہ اور ساس اور اپنی بیبی کی لڑکی سے بشرطیکہ بیٹی سے صحبت کر چکا ہو اور اگر صحبت نکی ہو
تو نکاح اوسکی لڑکی سے درست ہے — اور اپنے باپ کی بیبی سے اور اپنی بہو سے اگرچہ باپ اور
بیٹا دور کا ہو یعنی دادا ہو یا پوتا انکی بیبی سے نکاح کرنا حرام ہے اور یہہ سب رشتے دودھ کے
ناتے سے بھی حرام ہین جیسے نسب مین حرام ہین اور حرام ہے جمع کرنا دو بہنونکا نکاح مین یا
صحبت مین خریدنے کی جہت سے یعنی دو بہنونکو نہ نکاح مین جمع کرنا چاہیے نہ خرید کر ایک ساتھہ
محرم بنانا چاہیے — پس اگر کوئی شخص اپنی لونڈی سے صحبت کر لے پھر اوسکی بہن سے نکاح کرے
تو اب دونو مین سے ایک کے ساتھہ بھی ہم بستر نہو اسلیئے کہ دو بہنونکا جمع کرنا صحبت مین
لازم آجاویگا گو ایک کی صحبت نکاح سے ہوگی اور دوسری کی ملکیت کی جہت سے
جبتک کہ خریدی ہوئی لونڈی کو بیچ نڈالے اوسکی فروخت کے بعد منکوحہ سے صحبت
جائز ہو جاویگی — اور اگر کسی مرد نے دو بہنون سے دو عقد مین نکاح کیا اور یہہ معلوم
نہین کہ اول کسکا ہوا تو اوس مرد اور اون دونو بہنون مین جدائی کر دیجاوے اور اُن دونو

بہنونکو آدہا مہر ملیگا اسلئے کہ صحبت سے پہلے جدا ہونیکی صورتمین آدہا مہر لازم آتا ہی اور یہہ معلوم
نہین کہ کسکو ملنا چاہئے اسواسطے یہہ آدہا مہر دونوکو نصف نصف ملیگا - اور نہین درست ہی
جمع کرنا ایسی دو عورتونکو کہ جونسی اونمین سے مرد فرض کیجاوے تو دوسری کے ساتھہ اُسکا
نکاح درست نہو مثلاً پھوپھی اور بھتیجی کو ایک ساتھہ نکاح مین نرکہے اسلئے کہ انمین سے جسکو مرد
فرض کرین تو اوسکا نکاح دوسری سے درست نہین - اور زنا کرنا اور شہوت سے ہاتھہ لگانا اور
مرد کو شہوت سے عورت کی شرمگاہ کا دیکھنا یا اسکا عکس ان سب باتون سے حرمت دامادی ثابت
ہو جاتی ہی یعنی جسطرح منکوحہ کی ماحرام ہی اوسیطرح جس عورت سے زنا کیا ہو یا اوسکو شہوت سے
ہاتھہ لگایا ہو یا اوسکی شرمگاہ کو شہوت سے دیکھا ہو اوسکی ماسے بھی نکاح کرنا حرام ہے
- اور حرام ہی اپنی طلاق دی ہوئی بی بی کی بہن سے نکاح کرنا جبتک کہ وہ طلاق کی عدت مین ہو
اور اسیطرح اپنی لونڈی سے نکاح کرنا اور غلام کو اپنی مالکہ سے نکاح کرنا اور مسلمان کو مجوسی
اور بت پرست عورت سے نکاح کرنا ناجائز ہی - اور درست ہی کتابیہ عورت سے یعنی یہودی
خواہ نصرانی سے نکاح کرنا اور صابئیہ عورت سے نکاح کرنا صابئی ایک فرقہ نصاریٰ کا ہی جو
زبور پڑہتے ہین اور بعضے ستارونکی تعظیم کرتے ہین لیکن اونکی تعظیم عبادت کے طور پر
نہین کرتے تاکہ مشرک ہو جاوین - اور درست ہی احرام والی عورت سے نکاح کرنا اگرچہ
مرد بھی محرم ہو اور دوسریکی لونڈی سے نکاح کرنا گو وہ لونڈی اہل کتاب مین سے ہو -
اور درست ہی لونڈی کے نکاح پر آزاد عورت سے نکاح کرنا نہ اسکا عکس یعنی یہہ جائز
نہین کہ آزاد عورت اگر نکاح مین ہو تو اوسپر لونڈی سے نکاح کرے گو یہہ لونڈی کا نکاح
اوس عورت آزاد کے عدت کے دنو مین ہو تاہم جائز نہوگا - اور نکاح کرنا صرف چار
عورتون آزاد کا خواہ چار لونڈیونکا درست ہی یعنی چار عورتونکے سوا نکاح مین جمع
کرنا درست نہین خواہ وہ آزاد ہون یا لونڈیان - اور نکاح اوس عورت کا جسکو
زنا سے پیٹ ہو درست ہی نہ دوسری طرحکا پیٹ یعنی جس عورتکو حمل زنا سے نہو اوسکا

نکاح درست نہین — اور جائز ہی نکاح ایسعورت کا جس سے صحبت ملک کے باعث یا زنا
کے طور کی ہو یعنی بوجہ صحبت نکے نکاح اوس سی درست ہی — اور درست ہے نکاح
اوس عورت کا جو حرام عورت کے ساتھہ عقد مین آئی ہو اِسطرح کہ ایک عقد مین دو عورتون
سے نکاح کیا کہ ایک اُن دونوین سے اوسپر حرام تھی تو دوسری کا نکاح درست ہوگا
اور مہر جتنا ٹھہرایا ہو تمام و کمال اوس حلال عورت کا ہوگا اوس حرام عورت کو کچھہ نملیگا
— اور باطل ہے نکاح متعہ اور میعادی متعہ کی صورت یہہ ہی کہ کسی عورت سی کہی کہ مجہہ سی
اسقدر روپیہ لیے تاکہ مین تجہہ سی اتنی دنون کام نکالون اور یہہ معاملہ شروع اسلام مین
مشروع تہا پہر منسوخ ہوگیا اور میعادی نکاح کی صورت یہہ ہی کہ کسی عورت سی نکاح کی
سب شرطون کے ساتھہ نکاح کری اور کہی کہ مین نے ایک مہینے کیواسطی تجہہ سی نکاح کیا ہی اس
نکاح کا حال بھی متعہ کا سا ہی — اور جائز ہی مرد کو صحبت کرنی ایسی عورت سی جو یہہ دعوی
کری کہ تو نے مجہہ سی نکاح کیا ہی اور گواہونکی رو سی اوسپر حکم نکاح کا کردیا جاوے حالانکہ
واقع مین نکاح نہوا ہو یعنی ایک عورت نے قاضی کے سامنی دعوی کیا کہ اس مرد نے
مجہہ سی نکاح کیا ہی اور اس دعوی پر گواہ گذرانے اور قاضی نے گواہی مانکر دونون مین حکم
نکاح کا کردیا تو اِسصورت مین اوس مرد کو اوس عورت سی صحبت کرنی جائز ہی گو واقع مین
نکاح نہین ہوا تہا اور گواہون نے جہوٹی گواہی دی تہی اور اس مسئلہ مین امام شافعیؒ کا
خلاف ہی وہ کہتے ہین کہ چونکہ حقیقت مین نکاح نہ تہا اسلئی صحبت درست نہین اور دلیل امام
اعظم کی یہہ ہی کہ اگر پہلے نکاح نہ تہا تو اب ہوگیا یعنی قاضی کے حکم دینے گویا نیا عقد
کردیا لیکن یہہ عورت کا حلال ہوجانا اس امر پر مشروط ہی کہ کوئی اور سبب مانع نکاح کا
اوس مرد و عورت مین نہو مثلا ایکدوسری کی محرم نہون اور دودھ کا رشتہ نہوا ور روایت
صحیح ہی کہ یہہ مقدمہ حضرت علی رضؓ کی خلافت مین واقع ہوا تہا کہ ایک شخص نے ایک عورت پر
دعوی نکاح کا کیا اور جہوٹے گواہ گذرانے حضرت علی رضؓ نے اُن دونوین نکاح کا

حکم کردیا عورت نے عرض کیا کہ بہتر اگر اب کچھ چارہ نہیں تو میرا نکاح اوس مرد سے کردو اسلیئے کہ واقع مین نکاح نہیں ہوا آپ نے فرمایا کہ انہیں گواہون نے تیرا نکاح کردیا یعنی جبکہ بار دیگر نکاح کی نہین۔

باب بیان مین ولیون اور کفوون یعنی ہمسرون کے - جو عورت کہ آزاد اور عاقل اور بالغ ہو اوسکا نکاح بدون اجازت اوسکی ولی کے جائز ہے اور اس مسئلہ مین امام شافعیؒ کا خلاف ہی کہ اونکے نزدیک بدون ولی کی اجازت کے نکاح نہین ہوتا اور دلیل امام اعظمؒ کی یہہ ہی کہ آیات قرانی مین معاملات کی نسبت عورتونکی طرف بہت جگہہ ہی چنانچہ اس آیت مین فَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيمَا فَعَلْنَ فِي أَنفُسِهِنَّ اور اس آیت مین فَلَا تَعْضُلُوهُنَّ أَن يَنكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ اور اس سی معلوم ہوتا ہی کہ عورت مالک عقد کی ہوتی ہی - اور باکرہ عورت یعنی کنواری اگر بالغ ہو تو ولی کو نہین پہونچتا کہ زبردستی سی اوسکا نکاح کردی اس مسئلہ مین بھی امام شافعیؒ کا خلاف ہی اور دلیل امام اعظمؒ کی قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ کنواری سی اوسکی خود کی باب مین اجازت طلب کیجا دی اور اوسکا چپ رہنا اجازت ہے اور اسیکے موافق بہت سی قصون مین ابوداؤد اور نسائی اور ابن ماجہ اور احمد اور دارقطنی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہی - پس اگر ولی نے کنواری سے اجازت مانگی اور وہ چپ ہو رہی یا ہنس پڑی یا یہہ کہ ولی نے اوسکا نکاح کردیا اور وہ نکاح کو سنکر چپ ہو رہی تو یہہ اذن مین داخل ہی لیکن اگر ایسا شخص اجازت مانگی جو ولی نہو تو زبان سے اجازت دینی ضرور ہی جیسی اوس عورت کی اجازت جو کنواری نہو یعنی اوسکا چپ رہنا یا ہنس دینا اجازت مین کافی نہین زبان سی کہنا معتبر ہی اور جس عورت کی بکارت کودنے سی خواہ حیض سی خواہ زخم سی خواہ بہت دنون ٹھہرنے سی خواہ زنا سی جاتی رہی ہو تو وہ زبردستی نکاح کرنے اور اجازت مانگنی مین مثل کنواری کے ہی - اور اگر عورت اور ولی جسنے اوس سی اجازت مانگی تھی چپ رہنی مین مختلف ہون تو عورت کا قول معتبر ہوگا - اور ولی کو اختیار ہی چھوٹے لڑکے اور لڑکی کے نکاح کرنے کا خواہ ولی باپ ہو یا کوئی اور ہو -

اور ولی عصبہ ہوتا ہی وراثت کی ترتیب پر یعنی جو شخص ارث مین مقدم ہی وہ ولی نکاح ہونیمین بہی مقدم ہے - اور اُن دونوکو بعد بالغ ہونیکے اختیار عقد کے توڑنیکا ہے بشرطیکہ نکاح باپ دادی کے سوا کسی اور نے کیا ہو اور قاضی کا حکم بھی واسطے اس عقد کے توڑنیکے شرط ہی یعنی نابالغ کو چاہیئے کہ بعد بالغ ہونیکے قاضی کے یہان رجوع کرے تاکہ وہ اوس نکاح کو توڑ دیوے اور صغیرہ کا اختیار جاتا رہتا ہے جس صورتمین کہ حال نکاح کا اوسنی اپنی کنواری پن مین جانا اور بعد بالغ ہونیکی چپ ہو رہی اور صغیر کا اختیار بعد بلوغ کے چپ رہنے سی نہین جاتا جب تک راضی نہو جاوے گو رضامندی حال کی دلالت سی معلوم ہوتی ہو - اور اگر اُن دونومین سی نکاح کے ٹوٹنی سے پیشتر کوئی مرجاویگا تو دوسرا اوسکی ترکہ سی وراثت پاویگا - اور غلام اور نابالغ اور دیوانہ کو ولی ہونیکا حق نہین اور نہ مرد کافر مسلمان عورت کا ولی ہوسکے - اور جس صورتمین کہ عورت کے کوئی عصبہ نہو تو ولایت مان کو ہی پہر حقیقی بہن کو پہر علاتی بہن کو پہر اخیافی بہائی یا بہن کو پہر ذوی الارحام کو مثلا نواسہ کو یا بہانجہ کو اور اگر یہہ بہی نہون تو حاکم کو حق ولایت ہی یعنی بادشاہ یا قاضی کو - اور اگر ولی قریب موجود نہو بلکہ اتنی فاصلہ پر ہو کہ وہان تک جانے مین نماز قصر سی پڑہی جاوی تو دور کے ولی کو اختیار نکاح کردینی کا ہی اور اسکا نکاح کیا ہوا قریب تر کے ولی کے آنے سی جاتا رہیگا بلکہ بدستور صحیح رہیگا اور دیوانی عورت کا ولی اوسکا لڑکا ہوتا ہے باپ نہین ہوتا

فصل

ہمسری کے بیان مین

فصل جو عورت غیر کفو سی نکاح کرلے تو ولی خاوند بی بی کو جدا کردی اور تہوڑی سے ولیونکا راضی ہونا ایسا ہی جیسا سبکا راضی ہونا اور اوسکی خاوند سی مہر کا لینا یا اور اسیطرحکی بات کرنی مثلا اوسکی جہیز کا سامان کردینا رضامندی ہی چپ ہو رہنا رضامندی نہین - اور ہمسری اور برابری نکاحمین نسب کی راہ سی معتبر ہوتی ہی پس قریشی آپسمین ایکدوسرے کے کفو اور برابر ہین اور عرب کے لوگ سوائے قریش کے سب آپسمین کفو ہین اور برابری کا اعتبار آزادی اور مسلمان ہونے مین بھی چاہیے اور جسکا باپ اور دادا آزاد اور مسلمان ہو وہ مثل اوس شخص کے ہی جسکی پشت ہا پشت

ایسی ہی ہون یعنی جو شخص باپ اور دادی سی مسلمان اور آزاد ہو وہ ایسی شخص کا کفو ہی جسکی بہت پشتین آزاد مسلمان ہون اور برابری کا اعتبار پرہیزگاری اور بدکاری اور توانگری اور پیشہ وری کی راہ سی بھی چاہیئے جیسے لوہار اور بڑہئی اور جولاہا اور گندہی اور چمار اور جاروبکش کہ انمین سی ہر ایک اپنی ہم پیشہ کی برابر ہین اور اگر عورت اپنے نکاح مین مہر مثل سی گہٹا دی تو ولی کو اختیار ہے کہ نکاح توڑ دی یا مہر کو کامل کر دی۔ اور اگر کوئی شخص اپنے بچہ کا نکاح غیر کفو سی کر دی یا مہر بہت سا گہٹا کر باندہی تو نکاح درست ہی مگر سوا باپ دادی کے اور کسیکو یہہ امر جائز نہین **فصل** چچا کے بیٹے کو اختیار ہی کہ اپنی چچا کی دختر کا نکاح اپنی آپ سی کر لے اور اگر عورت نے کسیکو وکیل اپنی نکاح کر دینی کا کیا ہو تو اوسکو بھی اختیار ہی کہ اوس وکیل کرنیوالیکو اپنی نکاح مین لے آوی اسلیئے کہ یہہ دونو اگر اپنی سوا کسی دوسری سی ان عورتو نکا نکاح کر دین تو جائز ہوتا ہی اگر خود اپنی ذات سی کرینگی تب بھی درست ہوگا۔ اور اگر غلام یا لونڈی بدون اجازت آقا کے اپنا نکاح کرے تو یہہ نکاح آقا کی اجازت پر موقوف رہیگا جیسی فضولی کا نکاح کہ وہ بہی طرفین کی اجازت پر موقوف رہتا ہی اگر وہ اجازت دین تو درست ہو جاتا ہی ورنہ باطل نکاح مین فضولی اوسکو کہتی ہین کہ مرد و عورت کی اجازت کے بدون خواہ بغیر ایک کی اجازت کے بالا بالا نکاح کر دی۔ اور نصف عقد غائب شخص کے قبول کرنے پر موقوف نہین رہتا یعنی اگر ایک طرف سی ایجاب ہوا اور دوسری جانب وہان موجود نہین تو یہہ ایجاب اوسکی حاضری پر موقوف نرہیگا بلکہ اوسکے آنیکے بعد نئے سرسے ایجاب کرنا چاہیئے پہلا ایجاب جو ہوا تھا بیکار گیا۔ اور اگر کسی شخص نے دوسری کو وکیل کیا ہو کہ میرا نکاح ایکعورت سی کر دی اور وہ دو عورتون سے اوسکا عقد کر دی تو وہ شخص اوسکے حکم کا خلاف کرنیوالا ہوگا یعنی اوسکا عقد کسی کی اجازت پر موقوف رہیگا اور اگر لونڈی سے اوسکا عقد کر دیگا تو پہلی ہی اجازت سی جائز ہوگا+

باب مہر کے بیان مین

باب مہر کے بیانمین ــ نکاح بدون ذکر مہر کے بھی درست ہے اور مہر کم سے کم دس درم ہے
اور امام شافعیؒ کے نزدیک جو چیز کہ کسی کار آمد شی کی قیمت ہو سکے خواہ تہوڑی ہو یا بہت وہ
مہر ہونیکی لیاقت رکھتی ہے اور دلیل امام اعظمؒ کی قول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کا ہے کہ مہر دس درم سے کمتر نہین روایت کیا اس حدیث کو حاکم نے اور قول حضرت علی
کرّم اللہ وجہہٗ کا بھی ایسا ہی ہی روایت کیا اوسکو دارقطنی اور بیہقی نے ــ پس اگر مہر دس
درم ٹھہرایا یا اوس سے کم تو صحبت کرنے سے خواہ میان بیبی مین سی ایک کے مرجانے
سے دس درم واجب ہو جاتے ہین اور قبل صحبت کے طلاق دینی سی مہر ند کور آدھا رہجاتا
ہے ــ اور اگر مہر معین نکیا ہو یا یہہ کہا ہو کہ مہر ندونگا تو ان صور تون مین عورتکو مہر مثل یعنی
اوس جیسی عورت کا مہر بشرط صحبت یا مرجانے خاوند کے ملیگا اور اگر صحبت سی پیشتر خاوند
اوسکو چہوڑ دی تو جوڑا ملیگا اور اوسمین تین کپڑے ہین پیراہن اور دامنی اور چادر ــ
اور جو چیز کہ عقد نکاح کے بعد ٹھہری ہو یا مہر پر بڑہائی گئی ہو اوسکو نصف نکرین یعنی اگر
صحبت سی پیشتر طلاق دین تو اصل مہر کا نصف دلادین جو زیادتی بعد ہوئی ہو اوس کو
نصف نکرین ــ اور جائز ہی عورت کا اپنے مہر کو گہٹا دینا یعنی اگر مہر زیادہ بندہا ہو اور عورت
کہی کہ مین اسقدر کم کئی دیتی ہون تو جائز ہی اور عورت سی خلوت کرنی بدون مرض کے
کہ نہ خود مریض ہو نہ عورت اور بدون حیض اور بدون اپنی اور اوسکی احرام کے اور
بدون روزہ فرض کے صحبت کرنیکے حکم مین ہی اگرچہ مرد ذکر کٹا یا نامرد یا خصیہ نکالا
ہوا ہو کہ ان سبکا عورت کے ساتھہ علحدہ ہونا اسی طرح کہ عذر شرعی صحبت کی نکرنیکا موجود
نہو خلوت صحیحہ ہوتی ہے ــ اور عورت کو ان سب صورتون مین بعد طلاق کے یا خاوند کے
مرنیکے احتیاطاً عدت واجب ہی اگرچہ واقع مین صحبت کا ہونا ان شخصون سے محال ہے
ــ اور مستحب ہی جوڑا دینا سوا مفوضہ کے اور عورتونکو جنکو پہلے صحبت سی طلاق دی ہو
اور اگر مفوضہ کو پہلے صحبت کی طلاق دی ہو تو اوسکو جوڑا دینا واجب ہی اور مفوضہ وہ

عورت ہی جسکا نکاح بدون ذکر مہر کے ہوا ہو۔ اور نکاح شغار مین مہر مثل واجب ہی اور
شغار اوس نکاحکو کہتی ہین کہ ایک شخص اپنی لڑکی خواہ بہن کا نکاح دوسری شخص سی اس شرط
سے کرے کہ دوسرا بھی اپنی لڑکی خواہ بہن کو اول شخص سی بیاہ دی اور سوای اس شرط
کے اور مہر کچھہ نہ ٹھہری پس اسصورتمین یہہ شرط لغو ہوگی اور مہر مثل لازم آویگا۔ اور اگر
نکاح اس شرط پر کیا کہ شوہر آزاد منکوحہ کی خدمت بجا لاویگا یا اوسکو قرآن پڑہا دیگا
توان دونو صورتونمین بہی مہر مثل واجب ہوتا ہی نہ خدمت اور قرآن کا پڑہانا ہان اگر شوہر
غلام ہو اور شرط خدمت کرے تو البتہ اسصورتمین عورتکو بجای مہر مثل کے شوہر سے خدمت
لینی لازم ہوگی۔ اور اگر کسی عورت کا مہر ہزار تہا اور خاوند سی ہزار مہر کی بابت لیکر
اوسیکو ہبہ کر دئی پہر اوس عورتکو صحبت سی پہلے طلاق ہوگئی تو خاوند آدہا مہر یعنی پانسو عورت
سے اور لے اسواسطیکہ ہزار جو مہر کے واجب تہے وہ اوسنی دئی تھی مگر پہلے صحبت کے طلاق
دیدینی سی اوسکی ذمہ صرف پانسوہی لازم ہوئی اسلیئے پانسو عورت سی پہالیوی اور وہ جو
ہزار لیچکا ہی وہ ہبہ کے تہے مہر سے اونکو کچھہ علاقہ نہین پہر اگر ایسی صورت ہو کہ عورت
ہزار نہ لے یا پانسوہی لے اور ہزار خاوندکو ہبہ کری یا جو اسباب کہ مہر مین تہا اوسکو
قبضہ کرنے سی پہلی یا پیچہی خاوندکو ہبہ کر دی اور پہر صحبت سی پہلے طلاق دیجادی تو اس
صورتمین خاوند اوس سی کچہہ نہ پہیرے اسلئے کہ اسصورتمین عورت کے پاس کچہہ زائد نہین پہنچا
ہے کہ خاوند اوس سی واپس کری آور صورت مہر کی اسباب کو قبضہ سی پہلے ہبہ کرنیکی یہہ
ہے کہ خاوندنے کوئی چیز مہر کے ادا کرنیکو ٹھہرائی تھی عورتنے وہ چیز مول لیکر خاوندکو
ہبہ کر دی۔ اور اگر کسی عورت سی اس شرط سی نکاح کیا کہ اوسکو اوسکی وطن سی باہر
نہ لیجاؤنگا یا اوسپر دوسرا نکاح نکرونگا اور ہزار مہر کے ٹھہرائے یا یہہ شرط کی کہ اگر اوسکو
اوسکی وطن مین رکہونگا تو ہزار دونگا اور وطن سی باہر لیجاؤنگا تو دو ہزار دونگا پس اگر
شرطکو پورا کیا اور اوسکی وطن ہی مین رہا تب تو اوسکو ہزار دینی پڑینگے اور اگر شرط

پوری نکی اور اوسکی وطن مین اوسکی ساتھہ نہ ٹھہرا تو اوسکو مہر مثل دینا ہوگا - اور اگر مہر عورت کا نکاح مین دو غلامون سی ایک کو کہا معین نہین کیا کہ کونسا ہی اور اُن دونو غلامونکی قیمت مختلف ہی تو اسصورتمین مہر مثل کو حکم کیا جاویگا یعنی مہر مثل جس غلام کی قیمت کے موافق ہوگا وہی غلام مہر مین دیگا اور اگر نکاح کیا کسی گہوڑی یا گدہی کی عوض یعنی گہوڑا اور گدہا معین نکیا تو بیچ کی جنس دینی واجب ہوگی یعنی نہ بہت اچہا نہ بہت بُرا دینا پڑیگا خواہ میانہ جانور کی قیمت واجب ہوگی - اور اگر مہر ایک تہان کپڑے کا مقرر کیا یا شراب یا سُؤر کو ٹھہرایا یا کہا کہ اس سرکہ پر نکاح کرتا ہون اور وہ شراب تھی یا کہا کہ اس غلام خاص پر اور وہ آزاد تہا تو ان سب صورتونمین مہر مثل واجب ہی - اور اگر دو غلامون معین کو مہر ٹھہرایا اور اونمین سے ایک ازاد نکلا تو مہر صرف وہی غلام باقیماندہ ہوگا اور نکاح فاسد مین مہر مثل صرف صحبت سی واجب ہوتا ہی اور وہ بھی جسقدر خاوند بیبی نے مقرر کیا تہا اوس مقدار سی زائد دینا نچاہیے اور نکاح فاسد سی بچہ کا نسب ثابت ہوتا ہی یعنی ولد الزنا نہ کہلاویگا اور عدت بھی عورت پر لازم ہوتی ہے - اور مہر مثل عورت کے باپ کی قوم کا معتبر ہوتا ہی جب دونو عورتین عمر مین اور خوبصورتی مین اور مال اور شہر اور زمانہ اور عقل اور دینداری اور کنواری ہونیمین برابر ہون اور اگر اسطرحکی عورت باپکی قوم مین نپائی جاوی تو اجنبی عورتونکا جو اوسکی برابر ان چیزون مین ہون مہر معتبر ہوگا - اور اگر عورت کا ولی خاوند کیطرف سی مہر کا ضامن ہو جاوی تو درست ہے اور عورتکو اسصورتمین اختیار ہی چاہی مہر کا مطالبہ اپنے ولی ذمہ دار سی کری خواہ خاوند سے مانگی - اور عورتکو پہونچتا ہی کہ اپنی مہر کے لینے کیواسطے مرد کو صحبت کرنے سی اور دوسرے شہر مین لیجانے سی روکے گو اول اوس سی صحبت کرچکا ہو - اور اگر عورت و مرد مہر کی مقدار مختلف بیان کرین تو مہر مثل کو حکم کیا جاویگا جسکے بیان سی مہر مثل ملتا ہوگا وہی معتبر ہوگا اور اگر پہلے صحبت سی طلاق دیدی ہو اور مہر مین اختلاف واقع ہو تو اسصورتمین جوڑے کو حکم کیا جاویگا اور اگر اصل مہر مین تکرار ہو کہ ایک کہی کہ مہر کچہہ ٹھہرا ہے اور دوسرا کہی کہ کچہہ

[illegible]

یعنی عورت کی پہوپہیان خالہ [illegible] وغیرہ کا معتبر نہین

[illegible]

نہین ٹھہرا تو مہر مثل واجب ہوتا ہی گو دونو خاوند بی بی مرجاوین - اور اگر خاوند بی بی کے وارث بعد اُن دونو کی مرجانیکی مقدار مہر مین اختلاف کرین تو مرد کی وارثونکا قول معتبر ہوگا عورتکی وارثونکا نہوگا اور جو شخص اپنی بیبی کو کچھہ بہیجے پہر وہ عورت دعوی کرے کہ وہ چیز ہدیہ تھی اور مرد کہی کہ وہ مہر مین تھی تو اِس صورتمین قول مرد کا معتبر ہوگا اُن چیزونمین جو کہانے کی جنس سی نہون یعنی کہانے کی چیزونکو مہر مین سی تصور نکرینگے گو مرد بیان کری کہ مین نے مہر کی نیت سی بہیجی تہی اسلئے کہ ظاہر حال سی وہ جہوٹا معلوم ہوتا ہی - اور اگر کوئی جزیہ دینی والا مرد جزیہ دینی والی عورت سے نکاح کرے کسی مردار جانور کے عوض مین خواہ بدون مہر کے اور یہہ امر اونکی یہان جائز ہووے اور اوس سی صحبت کیجاوی یا قبل صحبت کے طلاق دیجاوی یا خاوند مرجاوے تو اوس عورت کا مہر کچھہ نملیگا اور یہی حال حربی عورتونکا ہی کفرستان مین کہ اِن صورتونمین اونکو مہر نملیگا یعنی اگر وہ عورتین قاضی کے یہان نالش کرینگی تو قاضی خاوند پر مہر کا حکم ندیگا - اور اگر کوئی ذمی کسی ذمی عورت سی معین شراب کی عوض یا معین سور کے عوض مین نکاح کری پہر وہ دونو مسلمان ہوجاوین یا ایک اونمین سے مسلمان ہوجاوی تو عورتکو وہی شراب اور سور ملینگے اور اگر شراب اور سور کو معین نکرے تو شراب کی قیمت ملیگی اور سور کی صورت مین مہر مثل دلایا جاویگا +

باب غلام کے نکاح کے بیان مین - غلام اور لونڈی اور مکاتب اور مدبر اور خاوند والی لونڈی کا نکاح بدون مالک کی اجازت کے جائز نہین پس اگر کوئی غلام آقا کی اجازت سی نکاح کری تو مہر مین بیچڈالا جاویگا اور مدبر اور مکاتب یعنی جو آقا کے مرنیکے بعد یا کسیقدر مال پر آزاد ہو تو یہہ دونو مہر مین بیچی نجاوینگی بلکہ کما کر مہر ادا کرینگے - اور اگر آقا کو غلام کے نکاح کر لینے کی خبر ہوئی اور اوسنی غلام سی کہا کہ اوس عورتکو طلاق رجعی دیدی تو یہہ لفظ اجازت نکاح کی متصور ہوگا اسلئے کہ طلاق رجعی وہی ہی جسمین پہر عورت سی رجوع کرنا درست ہو اور اگر اوسنی یہہ کہا کہ اوس عورت کو طلاق دیدی یا الگ کردی تو اِن الفاظ سی نکاح کی اجازت نہوگی - اور اجازت نکاح فاسد کو بہی شامل ہی یعنی آقا نے اگر اجازت دی

باب غلام کے نکاح کے بیان مین

اور غلام نے نکاح فاسد کیا تو یہہ نکاح بھی آقا کی اجازت سی شمار ہوگا - اور اگر مالک اپنی کسی
غلام کا نکاح کسی عورت سی کردی اور اوس غلام کو تجارت کی اجازت دی رکھی ہو تو یہہ نکاح
جائز ہوگا اور عورت اپنی مہر کے بابین اور قرضخواہونکی شریک ہوگی یعنی غلام پر اگر لوگونکا
تجارت مین قرض ہوگا تو عورت کا مہر بھی منجملہ اُن قرضون کے متصور ہوگا - اور جو شخص
اپنی لونڈی کا نکاح کردی تو اوسکی ذمہ یہہ لازم نہین کہ اوسکی لئی کوئی جگہہ بھی علحدہ سونے
کی مقرر کردی بلکہ وہ عورت آقا کی خدمت کری اور خاوند کو جب موقع ملی اوس سی ہم بستر ہو
- اور آقا کو اپنی غلام اور لونڈی کا نکاح زبردستی کرنا درست ہی یعنی اونکا دل چاہی یا
نچاہے آقا کو اختیار ہی کہ نکاح کردی - اور آقا اگر اپنی لونڈیکو شوہر کی صحبت سی پہلی مار ڈالی تو
اوسکا مہر ساقط ہو جاتا ہی لیکن اگر آزاد عورت اپنی آپکو صحبت سی پہلے مار ڈالے تو اُسکا مہر
نجاویگا اوسکی وارثونکو مہر کا دعوی پونہچتا ہے - اور عزل کے بابین اجازت آقا کی چاہئی
لونڈی کا قول معتبر نہین عزل اوسکو کہتی ہین کہ صحبت کیوقت انزال سی پیشتر ذکر نکال لے
تاکہ نطفہ باہر گری اور حمل نرہے اور یہہ حرکت کراہت کی ساتھہ درست ہی - اور اگر کوئی لونڈی
یا مکاتبہ نکاح کے بعد آزاد ہو جاوی تو اونکو نکاح کے باقی رکہنے اور توڑ دینے کا اختیار دیا جاویگا
اگرچہ اونکا شوہر آزاد ہوا اور جس صورتمین کہ غلام بعد نکاح کے آزاد ہو جاوی تو وہ بطریق اولی
مختار ہوگا اور اگر لونڈی بدون اجازت آقا کے نکاح کری اور پہر آزاد کیجاوی تو اُسکا نکاح
کہ موقوف تھا اب بدون اختیار کے جاری ہو جاویگا پہر اگر اوسکا شوہر اوسکے آزاد ہونی سی
پیشتر اوس سی صحبت کری تب تو مہر آقا کو ملیگا اور اگر بعد آزاد ہونے کے صحبت کری تو مہر لونڈی
کا ہوگا - اور اگر کوئی شخص اپنی بیٹے کی لونڈی سے صحبت کرے اور اوس سی بچہ پیدا ہوا اور وہ
اوسکا دعوی کری کہ میرا ہی تو اوس بچہ کا نسب باپ سی ثابت ہوگا اور وہ لونڈی اوسکی حرم ہو جاویگی
اور اوسکی قیمت اپنی بیٹی لونڈی کے مالک کو دینی پڑیگی صحبت کا تاوان اور بچہ کی قیمت نہ دینی
ہوگی اور اگر باپ نہو اور دادا بھی بات کری تو دادی کا حال بھی باپ ہی کا سا ہی - اور اگر

بیٹا اپنی لونڈی کا نکاح باپ سے کر دے اور اوس سے اولاد ہو تو وہ لونڈی باپ کی حرم نہوگی
بلکہ اوسکی منکوحہ ہے اور اسصورت مین باپ پر اوسکی قیمت نہ واجب ہوگی بلکہ مہر واجب ہوگا
اور اوسکی اولاد آزاد ہوگی اسلئے کہ لونڈی کی اولاد کا مالک وسکا آقا ہوا کرتا ہے اور اسصورت
مین آقا اولاد کا علاتی بھائی ہے اسی جہت سے وہ بھائی پر آزاد ہوگی — جو آزاد عورت کہ
غلام کے نکاح مین ہو وہ اگر اپنے شوہر کے آقا سے کہے کہ اسکو میری طرف سے ہزار کے عوض آزاد
کر دے اور وہ ویسا ہی کرے تو نکاح فاسد ہو جاویگا اسلئے کہ اس کلام کے کہنے سے عورت خاوند کو
خاوند کی مالک ہو جاتی ہے اور پھر وہ آزاد ہوتا ہے اور عورت کو اپنے شوہر کا مالک ہونا نکاح کا
مفسد ہے اور اگر ہزار کے عوض نہ کہے تو البتہ نکاح فاسد نہوگا اسلئے کہ عورت شوہر کی مالک نہوتی
اور اسصورتمین غلام کی ولا آقا کو پونہچیگی نہ اوس عورت کو کیونکہ آزاد کرنیوالا وہی ہے اور پہلی
صورتمین ولا عورت کو پونہچیگی کہ وہ آزاد کرنیوالی ہے اور آقا صرف وکیل ہے ولا اوس مال کو
کہتے ہین کہ مرنیکے بعد اگر میت کا کوئی وارث قرابت دار نہو تو اوسکی آزاد کرنیوالیکو وہ ترکہ پونہچے
باب کافر کے نکاح کے بیان مین — اگر کوئی کافر کسی عورت سے بدون گواہون کے نکاح [illegible]
کرلے یا ایسی عورت سے نکاح کرے جو دوسرے کافر کی عدت مین تھی اور یہہ امر اونکے دین مین
درست ہو تو اب اگر وہ دونو مسلمان ہو جاوینگے تو اونکا وہی پہلا نکاح قائم رکھا جاویگا
لیکن اگر عورت اوس مرد کی محرم ہوگی مثلاً بہن یا بیٹی وغیرہ تو اسصورتمین ان دونوکو جدا
کر دیا جاویگا اگرچہ اونکے دین مین درست ہو — اور جو مرد خواہ عورت کہ مرتد ہو گئے ہون
یعنی دین اسلام سے پھر گئے ہون وہ کسی سے نکاح نکرین یعنی نہ مسلمان سے نہ ذمی سے نہ مرتد سے
اسلئے کہ مرتد کا نکاح جائز نہین — اور لڑکا ماں باپ مین سے دین مین بہتر کا تابع ہوتا ہے یعنی اگر
شوہر مسلمان ہو اور عورت اہل کتاب مین سے تو اونکی اولاد کو مسلمان تصور کرینگے اور آتش پرست
بنسبت یہودیون اور نصرانیونکے برا ہے اس سے یہہ نکلا کہ جو اولاد اہل کتاب مرد اور آتش پرست
عورت سے ہوگی وہ اہل کتاب ہوگی — اور اگر میان بی بی مین ایک مسلمان ہو جاوے تو دوسرے

کو مسلمان ہونیکو کہا جاوے اگر وہ بھی مسلمان ہو جاوے تو بہتر ہے نکاح باقی رہیگا ورنہ دونوکو جدا کر دیا جاوے اور اگر مرد مسلمان ہونے سے انکار کریگا تو اوسکا انکار طلاق تصور ہوگا لیکن عورت کا انکار طلاق نہوگا بلکہ صرف جدا ہونا ہوگا۔ اور اگر دونو مین سے ایک دار الحرب مین مسلمان ہو تو عورت نکاح سے جدا نہوگی جتبک کہ تین بار حیض سے نہولے اور اگر کتابی والی عورت کا شوہر مسلمان ہو جاوے تو دونوکا نکاح باقی رہیگا اسلئے کہ مسلمان کو کتابی عورت کا نکاح جائز ہے۔ اور دو ملکونکا علحدہ ہونا جدائی کا سبب ہے نہ قید مین آنا یعنی اگر مرد و عورت مین سے ایک مسلمان ہو کر کفرستان سے دار الاسلام مین چلا آوے تو جدائی ہو جائیگی اور اگر کسیکو اونمین سے قید کرکے اوسی ملک مین رکہین تو جدائی نہوگی جبتک کہ اوسکو دار الاسلام مین نہ لاوین اور جو عورت کہ دار الحرب سے ہجرت کرکے دار الاسلام کو چلی آوے اور اوسکو حمل نہو وہ بدون عدت مین بیٹھنے کے نکاح کرلے تحاریکی جو عبارت کنز مین ہے اوسکے معنی جو عورت حاملہ نہو۔ اور دونو مین سے کسیکا مرتد ہو جانا اوسیوقت نکاح کا ٹوٹجانا ہے پس جس عورت سے صحبت کی ہو اوسکا تمام مہر لازم ہوگا اور جس سے صحبت نکی ہو اوسکو نصف مہر دینا پڑیگا یعنی جس صورت مین کہ مرد مرتد ہو جاوے اور اگر عورت مرتد ہو تو اوسکو مہر نملیگا۔ اور مسلمان ہونے سے انکار کردینا مرتد ہونیکے حکم مین ہے یعنی جب دونو مین سے ایک مسلمان ہو جاوے اور دوسریکو مسلمان ہونیکو کہا جاوے اور وہ انکار کرے اور اس انکار سے دونو مین جدائی واقع ہو تو مہر کے واجب ہونے اور نہونے مین اس انکار کا حکم مرتد ہونیکا سا ہے جو اوپر مذکور ہوا۔ اور اگر دونو اکہٹے مرتد ہو جاوین اور ساتھ ہی مسلمان ہوں تو عورت و مرد مین جدائی نہوگی

لیکن اگر آگے پیچھے مسلمان ہونگے تو جدائی ہو جاویگی*

باب عورتونکی نوبت کے بیانمین۔ نوبت کے بابمین کنواری اور بیاہی برابر ہے اور نئی اور پرانی اور مسلمان عورت اور کتاب والی بھی برابر اور آزاد عورت کی باری لونڈی کی نسبت کر دونی ہے اگر ایکروز منکوحہ لونڈی کی باری کا ہو تو دوروز آزاد منکوحہ کے مقرر کرے

— اور مرد کو اختیار ہے کہ جس بیبی کے ساتھ چاہی سفر کرے اوسمین باری کی رعایت نہین مگر قرعہ ڈالنا مستحب ہی جسکے نام قرعہ نکلی اوسیکو ساتھ لیجاوی اور عورتکو اختیار ہے کہ اگر اپنی باری دوسری عورتکو بخشدی ہو پہر اوس سی لیلی واللہ اعلم

کتاب الرضاع

کتاب الرضاع اسمین دودھ پینی کا بیان ہے — دودھ پینا اسکو کہتی ہین کہ شیرخوار بچہ ایک خاص وقت مین کسی عورتکی چھاتی سی دودھ پیوی اور اوسکی باعث اگرچہ ۳۰ مہینے کے اندر کم ہی پیا ہو وہ رشتی حرام ہو جاتے ہین جو قرابت نسب سے تھی مگر دودھ کی بہن کی مان اور اوسکی بیٹی کی بہن کہ نسب مین حرام تھی اور دودھ مین حرام نہین ہین اسلئے کہ نسبی بہن کی ما یا اپنی حقیقی ما ہوگی یا باپ کی بیبی ہوگی جو دونو حرام ہین اور نسبی لڑکے کی بہن یا اپنی بیٹی ہوگی یا اپنی اوس زوجہ کی بیٹی ہوگی جس سے صحبت کرچکا ہے اور یہہ دونو بھی حرام ہین بخلاف دودھ کی کہ اوسمین یہہ رشتی حلال ہین واضح ہو کہ امام شافعیؒ کے نزدیک دودھ پینے سے حرمت کی شرط یہہ ہی کہ پانچ بار دودھ پیوے اور امام اعظمؒ کے نزدیک ایکبار کے پینے سے بھی حرمت ثابت ہی اور اونکی دلیل قول اللہ تعالے کا ہے وَاُمَّهَاتُكُمُ الّٰتِیْٓ اَرْضَعْنَكُمْ کہ اسمین مطلق دودھ پلانا ارشاد ہوا پانچ بار کی قید نہین اور قول آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ہی کہ دودھ پینی سی وہ رشتی حرام ہین جو نسب سے ہین اسمین بھی شرط گنتی اور تھوڑی اور بہت کی نہین اور اسیطرح حضرت ابن عباسؓ اور ابن مسعودؓ سی مروی ہی اور نیز امام شافعیؒ کے نزدیک دودھ پینی کی مدت دو برس ہی یعنی اسکی اندر پینی سی حرمت ثابت ہوتی ہی اور امام اعظمؒ کے نزدیک ۳۰ مہینے ہین اور اونکی دلیل یہہ آیت ہی وَحَمْلُهٗ وَفِصَالُهٗ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ظاہرا اس آیت سی معلوم ہوتا ہی کہ حمل اور دودھ چھوڑانیکی ہر ایک کی مدت ۳۰ مہینے ہین لیکن چونکہ حمل کی مدت دو برس سی زیادہ نہین ہوتی تو دودھ چھوڑانیکو ۳۰ مہینے قائم رکھی اور اگر یہہ بھی مان لیا جاوی کہ جو مدت اس آیت مین مذکور ہی وہ دونو چیزونکی مجموعہ کے لئی ہی تو جس صورتین کہ حمل کی کمتر مدت چھہ مہینے اختیار فرمائی ہی تو دو برس بھی کمتر مدت دودھ

کی ہوگی۔ اور دودھ پلانیوالیکا خاوند جس سے اوسکو دودھ پیدا ہوا ہے وہ شیرخوار بچہ
کا باپ ہوگا اور اوسکا بیٹا اوس بچہ کا بھائی اور اوسکی بیٹی بچہ کی بہن اور اوسکا بھائی بچہ کا
چچا اور اوسکی بہن اوسکی پھوپھی ہوگی۔ اور اپنے بھائی کی دودھ کی بہن اور نسبی بہن حلال
ہوسکتی ہین دودھ کی صورت تو ظاہر ہے مگر نسب کیصورت یہہ ہے کہ ایک شخص کے دو لڑکے دو
بیبیون سے ہون اور ان بیبیون مین سے ایک سے ایک لڑکی بھی ہو دوسرے خاوند سے تو یہہ لڑکی دوسری
بی بی کے لڑکے کو حلال ہوگی اسلئے کہ ان دونون مین کوئی قرابت نہین مگر اوسی بیبی کے لڑکے
کو حلال نہین اسلئے کہ وہ اخیافی بہن اوسکی ہے۔ اور دو شیرخوار جنہون نے ایک چھاتی سے
دودھ پیا ہو اونمین حلت نہین یعنی اون دونونکا نکاح نہین ہوسکتا اسلئے کہ وہ دونون بہن
بھائی ہین اور نہ کوئی دودھ پلانیوالی اپنے دودھ پینیوالے کے لڑکے یا پوتے کو حلال
ہوسکتی ہے جاننا چاہیے کہ یہہ مسئلہ پہلی عبارت سے بھی سمجھہ مین آتا ہے لیکن مصنف نے
تاکید اور تصریح کے لئے جو اس باب مین مناسب ہے اسکو دوبارہ بیان کیا اور دودھ کے
مسائل کی جامع یہہ بیت مشہور ہے ؎ از جانب شیردہ ہمہ خویش شوند + وز جانب شیرخوار
زوجان و فروع + یعنی دودھ پینیوالے کے اصول مثل باپ دادے کے اور اونکی اولاد یعنی
شیرخوار کے بھائی اور چچا یہہ لوگ دودھ پلانیوالی اور اوسکی بیٹی پوتی پر حرام نہین ہوتے
۔ اور جو دودھ کہ بچہ کو کہانے مین ملا کر دیا جاوے خواہ دودھ غالب ہو یا کہانا وہ حرام نہین
کرتا اسلئے کہ حکم کہانیکا ہے نہ دودھ کا ہان اگر دودھ کو پانی مین یا دوا مین یا بکری کے دودھ
مین یا دوسری عورت کے دودھ مین ملا کر دیا تو ان صورتون مین اگر دودھ غالب ہوگا تب تو
حرمت ہوگی اور اگر دوسری چیز غالب ہوگی تو وہی کہلاویگی اور حرمت اوس سے متعلق نہوگی
اگر دو عورتون کے دودھ کیصورت مین ایک کی حرمت ضرور ہوگی جسکا کہ دودھ غالب ہوگا۔
اور کنواری عورت کے اگر دودھ اوتر آوے اور مری ہوئی عورت کا دودھ وہ تو حرام کرتا ہے
ہین لیکن اگر دودھ کا حقنہ بچہ کو کیا جاوے یعنی پاخانہ کی راہ سے دودھ اندر پہنچایا جاوے

یا مرد کے دودھ اوتر آدے یا بکری کا دودھ دو بچے پیوین تو ان صورتون مین حرمت نہو گی - اور اگر کوئی عورت اپنی دودھ پیتی سَوت کو دودھ پلادے تو یہ دونو مرد پر حرام ہو جاتی ہین اسلئے کہ ما بیٹی کا نکاح مین رکھنا حرام ہے اور اس صورت مین بڑی کو مہر نملیگا اگر اوس سے شوہر نے صحبت نکی ہو اور چھوٹی کو نصف مہر دیوے اور یہہ آدھا مہر بڑی سے لیوے اگر اوسنے جان بوجھکر نکاح کو فاسد کیا ہو ورنہ کچھہ نہ لے اور جس گواہی سے مال ثابت ہوتا ہے اوسی سے دودھ کا پینا بھی ثابت ہوتا ہے یعنی دو مرد ون خواہ ایک مرد دو عورتون کی گواہی سے دودھ کا پینا ثابت ہو جاتا ہے

کتاب الطلاق اسمین عورت کو چھوڑ دینے کا بیان ہے واضح ہو کہ سب مباح چیزونمین سے زیادہ بری طلاق ہے اسلئے کہ اسمین نکاح کا دور کرنا ہے جو سنت یا واجب ہے لیکن جب بعد نکاح کے ناموافقت ہو تو جدائی کے سوا کوئی علاج نہین اسواسطے شریعت نے اوسکو درست کیا - جو قید کہ شریعت سے نکاح کے باعث ہوتی ہے اوسکی دور کردینے کو طلاق کہتے ہین پہر طلاقکی تین قسمین ہین ایک یہہ ہے کہ عورتکو ایسے طہر مین جسمین صحبت نکی ہو ایک طلاق دیکر چھوڑ دے یہانتک کہ اوسکی عدت پوری ہو جاوے اس طرحکی طلاق کو احسن کہتے ہین دوم یہہ کہ تین طہرون مین تین طلاق دے اسکو حسن اور سنی کہتے ہین یعنی انکا واقع ہونا سنت سے ثابت ہوا تیسری یہہ کہ تین طلاقین ایک طہر مین یا ایک لفظ مین دے مثلاً یہہ کہے کہ مین نے تجکو تین طلاقین دین اسکو بدعی کہتے ہین یعنی منسوب بدعت کیطرف ہے - اور جس عورت سے صحبت نہوئی ہو اوسکو طلاقِ سنی حالت حیض مین بہی ہو سکتی ہے یعنی اوسکی حق مین حیض حکم طہر کا رکھتا ہے طلاق کے بابمین اور جس عورتکو حیض نہ آتا ہو اوسکی طلاق کو مہینونپر منقسم کرنا چاہیے یعنی اگر ایسی عورتونکو طلاقِ سنی دیجاوے تو ہر طہر کے عوض مین ایک مہینا ہوگا اور صحبت کے بعد بہی اونکو طلاق دینا جائز ہے اور جس عورت سے صحبت کرلی ہو اوسکو حالتِ حیض مین طلاق دینی بدعت ہے پس ایسی طلاق کے بعد عورت سے رجعت کرلے اور دوسرے طہر مین اوسکو طلاق

دی - اور اگر اپنی صحبت کی ہوئی سی کہا کہ تجھکو تین طلاق ہین بطور سنت کے تو ہر طہر پر ایک
طلاق واقع ہوگی اور اگر شوہر نیت کرلے کہ تینون طلاقین اوسی ساعت مین پڑجاوین یا
ہر مہینے مین ایک ایک پڑے تو جائز ہے - اور طلاق ایسے شوہر کی پڑا کرتی ہی جو عاقل
اور بالغ ہو گو اوس سی کسی نے زبردستی طلاق دلوائی ہو اور مست اور گونگے کی طلاق
اشارہ سے اور غلام کی بھی واقع ہوتی ہے مگر لڑکے کی اور دیوانہ کی اور سوتے ہوئے
شخص کی اور آقا کی طلاق جو اپنی غلام کی منکوحہ کو دی نہین پڑتی - اور طلاقکی گنتی کا اعتبار
عورتون سے ہی اور وہ آزاد عورت کے حق مین تین ہین گو شوہر آزاد ہو یا غلام اور لونڈی
کے حق مین دو ہین اگرچہ شوہر آزاد ہو یا غلام +

باب صریح طلاق کے بیانمین - صریح طلاق کے یہہ الفاظ ہین کہ تو طلاق والی ہی
یا طلاق دی ہوئی ہے یا مین نے تجھکو طلاق دی اور ان الفاظ سی ایک طلاق رجعی پڑتی
ہے اگرچہ نیت زیادہ کی کرے یا بائن کرنیکی یا کچھہ نیت نکرے - اور اگر یہہ الفاظ کہی
اَنْتِ الطَّلَاقُ وَاَنْتِ طَالِقُ الطَّلَاقَ وَاَنْتِ طَالِقٌ طَلَاقًا تو ان لفظون سی ایک طلاق رجعی
پڑیگی بشرطیکہ نیت کچھہ نہو یا نیت ایک طلاق کی خواہ دو کی کرے لیکن اگر نیت تین
طلاقونکی کریگا تو تین پڑجاوینگی - اور اگر طلاق کو تمام عورت کیطرف منسوب کیا یا ایسی چیز
کیطرف جس سی تمام بدن بیان کیا جاتا ہی مثلا گردن اور گلا اور روح اور بدن اور جسم
اور شرمگاہ اور سر اور چہرہ یا اوسکی حصہ غیر معین کیطرف منسوب کیا جیسے آدہا اور تہائی
ہی تو ان صور تونمین طلاق پڑجاویگی - اور اگر ہاتھہ اور پانو اور انگلی اور مقام پاخانہ
کیطرف نسبت کیا مثلا کہا کہ تیری انگلی پر طلاق ہی تو طلاق نہ پڑیگی اسلئے کہ ان اعضا سی
تمام بدنکو تعبیر نہین کرتے - اور اگر کہی کہ آدہی طلاق ہی یا تہائی طلاق ہی تو پوری طلاق
ہوگی اور دو طلاق کے تین نصف کہو تو تین طلاقین ہونگی اور اگر یون کہی کہ ایک طلاق سی
لیکر دو تک یا کہی کہ جو کچھہ ایک طلاق سی دو تک کے درمیانمین ہی تو ایک طلاق پڑیگی اور

ایک سی تین تک خواہ ایک ہی تین تک کے درمیان مین کہنی سی دو طلاقین ہوتی ہین —
اور اگر کہی ایک دَر دُو تو ایک طلاق ہوگی اگر کچھہ نیت نکرے یا نیت ضرب کی کرے اور اگر
ان لفظون سی ایک اور دو مراد لے تو اسصورت تین تین پڑینگی جاننا چاہئے کہ ضرب کے معنی
فقہا کے نزدیک یہہ ہین کہ مضروب کے اجزا بقدر مضروب فیہ کے زیادہ ہوجاوین پس ایک
کی ضرب تین مین سے یہہ کہ ایک کی تین جز ہو گئی یہہ معنی نہین کہ ایک کو تین بار اعتبار کرین جیسا حساب مین ہوتا ہی —
اور دو دَر دو کہنے مین دو طلاقین ہونگی گو ضرب کی نیت کرے - اور اگر کہی کہ یہان سے
شام تک طلاق ہی تو اس سی ایک طلاق رجعی ہوگی اور اگر کہی کہ مکہ کے پاس یا مکہ کے اندر یا
گہر کے اندر طلاق ہے تو یہہ طلاق اوسیوقت پڑجاتی ہی اور اگر یون کہی کہ جب تو مکہ مین داخل
ہو تجہی طلاق ہی تو یہہ الفاظ متعلق یعنی مشروط کرنیکے ہین جب عورت مکہ مین داخل ہوگی اوسوقت
طلاق پڑیگی اور مخفی نرہے کہ شام اور مکہ کا ذکر مثال کے لئی ہی ورنہ ہر ایک شہر اور گانو کا یہی
حکم ہے **فصل** جس صورتین کہ کہی کہ تو طالق یعنی طلاق والی ہی کل کو یا کل مین تو اوسیر
طلاق صبح ہونے پر پڑیگی اور اگر شوہر ان لفظون سی نیت عصر کے وقت کی کری تو صرف دوسرے
لفظ مین جائز ہوگی یعنی اگر کہا کہ کل مین طالق ہی - اور اگر کہا کہ تو طالق ہی آجکل یا کل آج تو
ایسی الفاظ مین اول لفظ کا اعتبار کیا جاتا ہی دوسرے کا اعتبار نہین پس جو لفظ زبان سے
اول کہا ہی اوسمین طلاق پڑیگی - اور اگر کہی کہ تو طالق ہی پیشتر اس سی کہ مین تجہہ سی نکاح
کرون یا تو کل طالق تہی حالانکہ اوس سی نکاح آج کیا ہی تو یہہ طلاق لغو ہی اسلئی کہ نکاح
سے پہلے طلاق دینے کے کچہہ معنی نہین اور اگر اوس سے نکاح کل سے پیشتر کر چکا تہا
تو طلاق اوسوقت پڑیگی اسلئی کہ گذری ہوئی زمانہ مین طلاق پڑ نہین سکتی تو ضرور ہوا کہ
جس وقت (یعنے کہنے کیوقت) طلاق دیتا ہی اوسوقت پڑی - اور اگر یون کہی کہ تو طالق ہی جس وقت مین کہ
مین تجکو طلاق نہ دون اور یہہ کہکر چپ ہو رہا تو طلاق پڑجاویگی اسلئی کہ جب چپکا ہوا تو
اوسوقت ایسا ثابت ہوا کہ اوسمین طلاق ندی حالانکہ وہ وقت طلاق دیدینی کی قابل تہا

پس اوسوقت مین طلاق پڑجاویگی - اور اگر یہہ کہا کہ تو طالق ہے اگر مین تجکو طلاق ندون تو
یہہ طلاق نہین پڑتی جبتک کہ ایک اون دونومین سے نہ مرجاوے - اور اگر یون کہے کہ تو طالق ہے
اوسوقت مین کہ مین طلاق ندون تو طالق ہے تو اِس پہلے لفظ سے طلاق پڑجاویگی - اور اگر
کہے کہ تو طالق ہے جسروز کہ مین تجہہ سے نکاح کرون اور نکاح اوس سے راتکو کیا تو طلاق پڑجاویگی
اسلئے کہ مراد مرد کی روز سے مطلق وقت تہا دن ہو یا رات بخلاف اِس صورت کے کہ اپنی عورت
سے کہے کہ تیرا اختیار تیرے ہاتہہ مین ہے جسروز ایسا معاملہ ہوا دراس اختیار دینے سے اوسکی نیت
طلاق کی ہو پہر وہ معاملہ رات کو واقع ہو تو طلاق نہ پڑیگی - اور اگر کہے کہ مین تجہہ سے طلاق والا
ہون تو یہہ لفظ لغو ہے اگرچہ طلاق کی نیت کرے اسلئے کہ طلاق مرد کیطرف سے عورتکو ہوا کرتی ہے
نہ مرد کو عورت کیطرف سے - اور اگر یہہ کہے کہ مین تجہہ سے جدا ہون یا حرام ہون تو عورت جدا
ہو جاتی ہے - اور اگر یہہ کہے کہ تو طلاق والی ہے ایک طلاق سے یا نہین یا تو طلاق
والی ہے میرے مرنیکے ساتہہ خواہ اپنی مرنیکے ساتہہ تو یہہ الفاظ لغو ہین اِنسے طلاق نہین
ہوتی - اور اگر شوہر عورت کے کل کا یا جزو کا مالک ہوجاوے یا عورت اپنی شوہر کے کل خواہ
جزو کی مالک ہو تو نکاح جاتا رہتا ہے پہر اگر شوہر اپنی منکوحہ لونڈی کو خریدکر طلاق دیگا
تو نہ پڑیگی اسلئے کہ خریدنیکے بعد نکاح جاتا رہا وہ عورت طلاق کی جگہہ ہی نرہی - اگر یون کہے
کہ جب ہی تیرا آقا تجہے آزاد کرے تب ہی تجکو دو طلاق ہین پس آقا نے اوسے آزاد کردیا تو
شوہر کو اوس سے رجوع کرلینے کا اختیار ہے اسلئے کہ طلاق آزادی کے ساتہہ پڑی ہے تو دو طلاق
سے وہ بائن نہوگی لونڈی رہتی تو بائن ہو جاتی - اور اگر لونڈی کا آزاد ہونا اور دو طلاقین
کل کے آنے پر مشروط کرد یجاوین تو کل کے آنے پر شوہر کو رجوع کا اختیار نرہیگا اور
اوس عورت کی عدت تین حیض ہونگے اِس مسئلہ کی صورت یہہ ہے کہ شوہر نے اپنی منکوحہ
لونڈی کو کہا کہ جب اگلی کل ہو تو تجکو دو طلاقین ہین اور اُس لونڈی کے آقا نے کہا کہ جب
کل ہو تو تو آزاد ہے پس جسوقت دوسرا دن ہوگا وہ عورت دو طلاق سے بائن ہو جاویگی

اور رجعت کے قابل نرہیگی اسلئے کہ طلاق کے پڑنیکے وقت وہ لونڈی تھی مگر عدت اوسکی تین حیض ہونگے کہ عدت کیوقت مین بلاشبہہ آزاد ہی اور آزاد کی عدت تین حیض ہین اور فرق اول مسئلہ اور دوسرے مین یہہ ہے کہ اول مین لونڈی کے آزاد ہونیکے بعد طلاق پڑتی ہے کیونکہ عرف مین اوس عبارت سے یہی سمجھا جاتا ہی اور دوسرے مین آزادی سے پہلے پڑتی ہی - اور اگر کہے کہ تو طلاق ہے اتنی اور اشارہ تین انگلیونسے کرے تو تین طلاقین پڑینگی - اور اگر کہے کہ تو طلاق ہے بائن یا بتہ یا سب سے فاحش تر طلاق یا شیطان کی طلاق یا بدعت کی طلاق یا سخت تر طلاق یا پہاڑ جیسی یا مثل ہزار کے یا گھر بھر کر یا طلاق سخت یا لنبی یا چوڑی تو ان سب لفظون سے ایک طلاق بائن پڑیگی بشرطیکہ تین کی نیت نکرے اور اگر تین کی نیت کرے تو تین پڑینگی **فصل** صحبت سے پہلے طلاق دینے کے بیان مین - جو عورت غیر مدخولہ ہو یعنی شوہر نے اوس سے صحبت نکی ہو اوسکو اگر شوہر تین طلاقین اکٹھی دیوے تو تینون پڑجاوینگی اور اگر جدا جدا کر کے دیوے تو عورت پہلی ہی طلاق مین نکاح سے باہر ہوجاویگی اور اگر طلاق کہہ چکا تھا اور ہنوز شمار ذکر نکرنے پایا تھا کہ عورت مرگئی تو طلاق لغو ہوئی اسلئے کہ شوہر نے کلام پورا نکیا تھا تو گویا کچھہ منہ سے نکالا ہی نہ تھا - اور اگر کہا کہ تو طلاق ہے ایک اور ایک یا ایک سے پہلے ایک یا ایک جس کے بعد ایک ہو تو ان سب صورتون مین ایک ہی پڑیگی اسلئے کہ عورت غیر مدخولہ تھی ایک سے بائن ہوگئی دوسری کا محل نرہی اور اگر کہا کہ تو طلاق ہے ایک کے بعد ایک طلاق سے یا ایک طلاق سے جسکے پہلے ایک ہو یا ایک سے جسکے ساتھہ ایک ہو تو ان سب مین دو طلاقین واقع ہوتی ہین اسلئے کہ دونو ایک ساتھہ پڑین آگے پیچھے نہ پڑین اور اگر آگے پیچھے تھین تو بولنے سے پیشتر صرف خیال اور تصور مین تھین اسلئے ایکبارگی پڑین - اور اگر یون کہے کہ جب تو داخل ہو تو تو طلاق ہی ایک اور ایک پس وہ داخل ہوتی تو ایک طلاق پڑیگی اور اگر شرط کو پیچھے بولے یعنی یون کہے کہ تو طلاق ہی ایک اور ایک جب داخل ہو تو دو پڑینگی +

باب کنایہ کے لفظون سی طلاق دینے کے بیان مین - کنایات سی عورتکو طلاق نہین پڑتی
مگر نیت سی یا قرینہ کے باعث اشارہ اگر شوہر یہہ کہے کہ تو عدت مین بیٹھہ اور اپنے رحم کو صاف کر
اور انتِ واحدۃ تو ان صورتون مین ایک طلاق رجعی پڑتی ہے اور ان الفاظ کے سوا
اگر دوسری کنایات بولیگا تو ایک طلاق بائن پڑیگی اگرچہ دو کی نیت کرے اور جائز ہے
تین طلاق کی نیت کرنی کنایات مین اس مسئلہ مین امام شافعی کا خلاف ہے کہ انکے نزدیک
کنایات مین طلاق رجعی پڑتی ہے اور دلیل امام اعظمؒ کی یہہ ہے کہ طلاق بائن دینے کی ضرورت
تو ہوا ہی کرتی ہے پس شوہر اپنی ملک مین اگر اس قسم کا تصرف کرے تو جائز ہوگا بلکہ صریح
طلاق مین بھی قیاس یہی ہے لیکن نص کی ضرورت سی صریح مین حکم رجعت کا کیا گیا ہے اور روایت
کیا ہے عبدالرزاق نے کہ کنایات سی طلاق بائنہ کا واقع ہونا اکثر صحابہؓ کا قول ہے سوا
حضرت ابن عمر اور ابن مسعودؓ کے اور امام محمدؒ نے اپنی کتاب الآثار مین اسیطرح کہا ہے -
اور الفاظ کنایات کے یہہ ہین کہ تو بائن اور بتہ اور بتلہ یعنی جدا ہے حرام ہے خالی ہے
پاک ہے تیری ڈور تیری مونڈہ پر ہے اپنے میکے مین جا یا مین نے تجھے تیرے میکے کو دیا اپنے لئے نکاح کر
تجھے مین نے جدا کیا مین تجہہ سے الگ ہوا تو جا نے تیرا کام آزاد ہے پسند کر گھونگھٹ
نکال جا اور نہین چھپ جا دور ہو باہر نکل اٹھہ کھڑی ہو شوہر تلاش کر - اگر شوہر نے
کہا کہ تو تین حیض شمار کر اور اول سی نیت طلاق کی کی اور دوبار حیض کی شمار سی عدت
مراد لی تو اوسکا قول مانا جاویگا اور اگر ان دو پچھلی حیضون کے شمار کرنے سی کچھہ نیت
نکی تو تین طلاقین ہونگی - اور اگر کہا کہ تو میری بیوی نہین یا مین تیرا خاوند نہین اور طلاق
کی نیت کی تو طلاق پڑ جاویگی - اور طلاق صریح طلاق صریح اور بائن دونو سی ملتی ہے اور
بائن صرف صریح سی ملتی ہے نہ بائن سے مگر جس صورتمین کہ بائن کسی شرط پر موقوف ہو تو
اوس صورتمین بائن سی بھی ملجاتی ہے اول مسئلہ کی صورت یہہ ہے کہ ایک شخص نے اپنی عورت
کو کہا کہ مین نے تجھکو طلاق دی یا طلاق کنایہ سی دی پھر اوس طلاق کی عدت مین دوسری

طلاق صریح دی تو یہہ دوسری طلاق بھی پہلی طلاق سے ملجاویگی اور اوسپر دو طلاقتین
واقع ہونگی اسیطرح اگر پہلی طلاق صریح دی اور پہر بائن دی تو وہ صریح سے ملجاویگی لیکن اگر
پہلی بائن دی اور دوبارہ پہر بائن دی تو یہہ اول کے ساتھہ نملیگی اسلئے کہ جب طلاق اول سے
عورت جدا ہوچکی تو پہر طلاق کی محل نرہی ہان اگر پہلی طلاق بائن کسی شرط پر موقوف ہوگی تو
اوسکا پڑنا شرط کے ہونے پر ہوگا اوس سے پہلے نہوگا اسلئے دوسری بھی اس اثنا مین پڑسکتی ہے

باب عورت کو طلاق کے سپرد کرنیکے بیان مین — اگر شوہر اپنی بیبی سے کہے کہ اختیار کر اور
اس سے نیت طلاق کی کرے اور وہ عورت اوسی مجلس مین اپنے آپکو اختیار کرلے تو ایک
طلاق سے بائن ہوجاویگی اور اسصورتمین اگر شوہر تین طلاقونکی نیت کریگا تو درست نہوگی پہر
اگر وہ عورت وہان سے اوٹھکر اور کام کرنے لگے تو اوسکا اختیار جاتا رہیگا — اور اس
باب مین یعنی اختیار کے ثابت ہونے مین یہہ شرط ہے کہ ذکر نفس کا یا اختیار کا دونو مین
سے ایک کے کلام مین پایا جاوے مثلا یا مرد کہے کہ اختیار کر اپنے نفس کو خواہ طلاق کو
یا عورت کہے کہ مین نے اپنے نفس کو خواہ طلاق کو اختیار کیا اور اگر دونو کے کلام مین
سے کسی مین نپایا جاویگا تو اختیار کا ثبوت درست نہوگا اور اگر شوہر نے عورت سے
کہا کہ تو اختیار کر اور عورت نے جوابدیا کہ مین اپنی ذات کو اختیار کرتی ہون یا مین نے
اپنی ذات کو اختیار کیا تو طلاق پڑجاویگی — اور اگر عورت سے تین بار کہے کہ اختیار کر اختیار کر
اختیار کر اور عورت جوابدے کہ مین نے اول کو یا دوئم یا پچھلی کو اختیار کیا تو تین طلاقین
بدون نیت کے پڑجاوینگی اور اگر کہے گی کہ مین نے اپنی ذات کو طلاق دیلی یا اپنی
ذات کو ایک طلاق سے اختیار کیا تو اسصورتمین ایک طلاق سے بائن ہوجاویگی — اور اگر شوہر عورت
سے کہے کہ تیرا معاملہ تیرے ہاتھہ ہے ایک طلاق کے باب مین یا یہہ کہ ایک طلاق اختیار
کرلے اور اوسکی جواب مین عورت اپنی ذات کو اختیار کرلے تو ایک طلاق رجعی پڑیگی اسلئے کہ
شوہر کے کلام مین صریح لفظ طلاق کا موجود ہے اور صریح طلاق مین حکم رجعت کا ہے —

اور اگر شوہر نے کہا کہ تیرا معاملہ تیرے ہاتھ ہے اور تین طلاقونکی نیت کی اور عورت نے
جواب دیا کہ مین نے اپنی ذات کو اختیار کیا تو تین طلاقین پڑینگی اور اگر کہیگی کہ مین نے اپنے
نفس کو ایک طلاق دی یا اپنی ذات کو ایک طلاق سے اختیار کیا تو ایک طلاق ہے بائن
ہو جاویگی ۔ اور اگر شوہر کہے کہ تیرا معاملہ تیرے ہاتھ ہے آج اور پرسون تو اس قول مین رات
داخل نہوگی یعنی اختیار اونکو رہیگا رات کو نہوگا اور اگر عورت اختیار اوس دن نکا نمانے تو
اوس روز کا اختیار باطل ہو جاویگا اور پرسون کا اختیار اوسکو رہیگا اور اگر اختیار مین
شوہر نے قید آج اور کل کی لگائی تو اسمین رات بھی شامل رہیگی اور اگر اوس روز کے اختیار
کو عورت نمانیگی تو اوسکی کل کو بھی اوسکو اختیار نرہیگا اسلیے کہ اختیار کے وقتین کوئی ما
اختیار نرہنے کا نہین ۔ اور اگر اختیار دئے جانیکے بعد عورت نے ایک دمکی دیر کی اور کھڑی ہوئی
یا کھڑی تھی بیٹھ گئی یا بیٹھی تھی تکیہ لگا لیا یا تکیہ لگائے تھی بیٹھ گئی یا اپنے باپ کو مشورہ کیلئے
بلایا یا گواہونکو گواہ کرنیکو طلب کیا یا سواری پر تھی سواری کو روک لیا تو ان سب صورتون
مین اوسکا اختیار باقی رہیگا اور اگر سواری کو اشارہ چلنے کا کیا تو اختیار نرہیگا اور کشتی کا
حال گھر کا سا ہے یعنی کشتی اگرچہ چلتی ہو عورت کا اختیار باقی رہتا ہے سواری کیطرح نہین
کہ چلنے سے اختیار جاتا رہتا ہے ۔ اور اگر شوہر نے کہا کہ تو اپنے نفس کو طلاق دیلے اور اس سے
کچھ نیت نکی یا ایک طلاق کی نیت کی اور عورت نے طلاق دیلی تو ایک طلاق رجعی پڑیگی اور اگر
تین طلاقین دیلیوےگی اور شوہر نے تین کی نیت کی ہوگی تو تینون پڑ جاوینگی اور اگر عورت
کہے کہ مین نے اپنی ذات کو جدا کیا تو طلاق پڑ جاویگی لیکن اگر کہے کہ مین نے اختیار کیا تو
نہ پڑیگی ۔ اور اس اختیار دینے سے مرد رجوع کرنیکا مالک نہین رہتا اور اختیار عورت کی
مجلس تک رہتا ہے یعنی بعد اوس مجلس کے ہو چکنے کے اوسکو اختیار طلاق کا نہین رہتا ۔ اور
اگر شوہر اختیار دینے مین یہہ بھی کہدے کہ جب تو چاہے ایسا کر تو اس صورت مین عورت اوس
مجلس کے بعد بھی اپنے آپ کو طلاق دے سکتی ہے ۔ اور اگر شوہر کسی آدمی سے کہے کہ میری منکوحہ

کو طلاق دیدے تو یہہ اجازت فقط اوسی مجلس پر منحصر رہیگی اوس مرد کا جب دل چاہے طلاق
دیدے لیکن اگر شوہر یون کہے کہ تو چاہے تو طلاق دیدے اسصورت مین بعد اوس مجلس کے گذر جانیکے
اختیار رہیگا۔ اور اگر شوہر اپنی منکوحہ سے کہے کہ اپنی ذات کو تین طلاقین دیلے اور عورت
نے ایک طلاق دیلی تو یہہ طلاق پڑجاویگی اور اسکے اُلٹے مین یعنی مرد کہے کہ ایک طلاق دیلے
اور عورت تین طلاقین دے تو واقع نہوگی اور اگر مرد کہے کہ تین طلاقین دیلے اگر چاہے اور عورت
ایک دے اور مرد کہے کہ ایک دیلے اگر چاہے اور عورت تین دیلے اسصورتمین کچھہ واقع نہوگی نہ
ایک نہ تین۔ اور اگر شوہر نے اوسکو طلاق بائن یا رجعی کے دینے کو کہا اور عورت نے
اوسکی اجازت کے برعکس کیا تو اسصورتمین وہی پڑیگی جسکی اجازت شوہر نے دی تہی۔ اور
اگر شوہر نے کہا کہ تو طالق ہے اگر چاہے اور عورت نے کہا کہ مین نے چاہا اگر تو چاہے پہر
شوہر نے کہا کہ مین نے چاہا اور اس کلمہ سے طلاق کی نیت کی یا یہہ کہ عورت نے کہا کہ مینے
چاہا بشرطیکہ ایسا ہو اور ایک امر معدوم کا نام لیدیا تو دونو صورتو مین یہہ قول
باطل ہوجاویگا اور اگر کسی ایسے امر کا ذکر عورت نے کیا جو گذر گیا ہو تو طلاق پڑجاویگی
۔ اور اگر عورت سے کہا کہ تو طالق ہے جب چاہے یا جب کبھی چاہے اور عورت اسکو رد کردے
تو رد نہوگا اور نہ مجلس پر مقید ہوگا مگر اس لفظ سے صرف ایک طلاق اپنے آپکو دیسکتی ہے۔
اور اگر شوہر نے کہا کہ جتنی بار کہ تو چاہے طالق ہے تو عورت کو اختیار ہے کہ تین طلاقین
علحدہ علحدہ دیلے اور ایک ساتھہ تین نہین دیسکتی اور اگر اس اختیار کی رو سے بعد نئے
شوہر کے پہر طلاق دیوے تو واقع نہوگی یعنی دوسرا نکاح کرکے اگر پہر شوہر اول کے
پاس اتفاقاً آوے تو اوسوقت وہ پہلا اختیار باقی نہین رہتا۔ اور اگر کہا کہ تو طالق ہے
جہان اور جسجگہہ چاہے تو طلاق نہوگی بجز اسکے کہ اوسی مجلس مین چاہے اور اگر کہا کہ جسطرح
چاہے اور عورت نے طلاق دیلی تو رجعی پڑیگی اور اگر عورت نے طلاق بائن چاہی یا تین
طلاقین اور شوہر کی نیت بہی یہی تہی تو وہی پڑجاویگی۔ اور اگر شوہر نے کہا کہ تو طالق ہے جتنی چاہے

اور جو چاہے تو عورت جو چاہے اوسی مجلس مین طلاق دیلے اور اگر عورت اس اختیار کو رد کر دے تو پھر ہٹ آتا ہے- اور اگر شوہر کہے کہ اپنی ذات کو تین مین سے جتنی چاہے طلاق دیلے تو عورت کو تین سے کم کا اختیار ہوگا یعنی ایک یا دو کے دینے کا +

باب طلاق کو کسی شرط پر مقید کرنیکے بیان مین- طلاق کا مشروط کرنا اوسصورتمین درست ہے کہ شرط ملک نکاح مین واقع ہو یا خود ملک نکاح سے وابستہ ہو مثلا شوہر اپنی منکوحہ سے کہے کہ اگر تو میرے پاس آویگی تو طلاق ہے تو یہہ شرط لگانا عین ملک نکاح مین ہے اور اگر اجنبی سے کہے کہ اگر مین تجھہ سے نکاح کرون تو تو طلاق ہے تو یہہ شرط ملک نکاح کی ہونے پر ہوئی ہے تو ایسی صورتمین شرط کے بعد طلاق پڑجاتی ہے یعنی نکاح یا پاس آنے کے بعد اوپر کی مثالونمین طلاق ہوجاتی - اور اگر اجنبی عورت سے کہا کہ اگر تو میرے پاس آویگی تو تو طلاق والی ہے پھر اوس سے نکاح کیا اور وہ آئی تو طلاق نہوگی اسلئے کہ شرط نہ تو نکاح مین تھی نہ خود نکاح کو شرط کیا تھا- اور الفاظ شرط کے یہہ ہین اگر جو جو کچھہ ہر چیز جتنی بار جب جب کبھی ان الفاظ مین اگر شرط پائی جاویگی تو قسم تمام ہوجاویگی یعنی حکم مشروط کرنیکا ختم ہوجاویگا مگر لفظ کلما یعنی جتنی بار مین حکم شرط کا تمام نہوگا اسلئے کہ وہ فعل کے عام ہونیکو چاہتا ہے جیسے لفظ کل جسکے معنی ہر چیز ہین اسمون کے عام ہونیکو چاہتا ہے پس اگر شوہر کہے کہ جتنی بار مین تجھہ سے نکاح کرون تو طلاق ہے تو ہر بار کے نکاح کرنے سے عورتکو طلاق ہوگی گو وہ عورت دوسرے شوہر کے بعد اس سے نکاح کرے- اور ملک نکاح کے جاتے رہنے سے شرط باطل نہین ہوتی پس اگر شرط ملکت مین پائی جاوے تو عورت طلاق ہوجاویگی اور حکم شرط کا پورا ہوجاویگا اور اگر شرط ملک نکاح مین نپائی جاویگی تو عورت کو طلاق نہوگی مگر حکم شرط کا اس صورتمین بھی تمام ہوجاویگا مثلا شوہر نے کہا کہ اگر تو گہر مین جاوے تو تجھے طلاق ہے پھر اگر وہ عورت نکاح کی حالت مین جاویگی تو طلاق بھی پڑیگی اور شرط بھی جاتی رہیگی اور اگر نکاح نرہنے کے بعد عدت گہر مین جاویگی تو طلاق بھی نہ پڑیگی اور شرط بھی بیکار ہوجاویگی یعنی آیندہ اگر بعد نکاح کے وہ عورت پہر گہر مین

جاویگی تو پہلی شرط کی روسے اوسکو طلاق نہ پڑیگی - اور اگر شرط کے واقع ہونے مین عورت
مرد اختلاف کرین تو مرد کی بات معتبر ہوگی مگر جس صورت مین کہ عورت گواہ اپنے دعوے کے
پیش کرے تو اوسیکا قول معتبر ہوگا - اور جو امور ایسے ہین کہ وہ عورت ہی کے بتانے سے معلوم
ہوسکتے ہین او نمین عورت ہی کا قول معتبر ہوگا مگر خاص اوسیکے بابمین مثلاً اگر شوہر نے کہا کہ جب
تو حیض سے ہو تو تو اور فلانی عورت طالق ہے یا یہہ کہا کہ اگر تو مجہہ سے محبت رکہتی ہے تو تو اور فلانی
عورت طالق ہے پس عورت نے کہا کہ مین حیض سے ہوئی یا مین تجہسے محبت رکہتی ہون تو اِسصورت
مین صرف وہی عورت طالق ہوگی دوسری پر صرف اوسکے کہنے سے طلاق نہ پڑیگی - اور جس
صورتمین کہ طلاق کو حیض پر مشروط کیا ہو تو بفور خون دیکہنے کے طلاق نہ پڑیگی پس اگر خون
تین دن تک رہیگا تو طلاق اُسیوقت سے پڑیگی جب سے خون دیکہا ہوگا اور اگر یہہ کہا ہو کہ اگر تجکو ایک حیض آوے تو طلاق
ہے تو اسصورتمین طلاق اوسوقت پڑیگی جب وہ حیض سے پاک ہوگی اسلئے کہ ایک حیض سے حیض کامل
مراد ہوتا ہے - اور اگر شوہر نے کہا کہ تیرے لڑکا پیدا ہو تو تو ایک طلاق سے طالق ہے اور اگر
تیرے لڑکی ہو تو دو طلاقون سے پس اوس عورت کے لڑکا اور لڑکی توأم ہوئے اور یہہ معلوم
نہوا کہ اول کون ہوا تو قاضی کے حکم کی روسے تو اوسپر ایک طلاق پڑیگی اور احتیاط کی
روسے دو پڑینگی اور عدت بہی اوسکی گذر جاویگی اسلئے کہ اول بچہ ہونے سے تو اوسکو طلاق
پڑگئی اور دوسرے کے ہونے پر عدت پوری ہوگئی کیونکہ حاملہ عورت کی عدت بچہ ہونے تک
ہوتی ہے - اور ملک نکاح دو شرطون مین سے پچہلے کے لئے شرط ہے مثلاً اگر کہے کہ اگر تو زید اور عمر
سے کلام کریگی تو تو طالق ہے بعد اوسکے اوس عورتکو دوسری طلاق دیکر باین کردیا اور اوس
عورت نے زید سے کلام کیا پہر شوہر اول نے اوس سے نکاح کرلیا پہر اوسنے عمرو سے کلام کیا
تو طلاق پڑجاویگی اور اگر زید سے کلام کرنیکے وقت تو نکاح مین ہو اور عمرو سے کلام کرنیکے
وقت منکوحہ نہو تو طلاق نہ پڑیگی - اور اگر تین طلاقونکو ایک شرط پر موقوف کیا اور پہر تین
طلاقین اوسیوقت دیدین تو پہلی شرط اوس سے باطل ہوجاویگی - اور اگر تین طلاقون کو

یا لونڈی کے آزاد ہونے کو صحبت پر شروط کیا تو صحبت کیوقت زیادہ ٹھہرنے سے
اجرت زنا کی دینی نہ پڑیگی اور طلاق رجعی کیصورت مین اس زیادہ ٹھہرنے سے رجعت ثابت نہوگی
ہان اگر اپنے ذکر کو نکالکر دوبارہ پھر داخل کریگا تو رجعی کیصورتمین رجعت ثابت ہوگی اور
اول صورت مین زنا کی اجرت دینی پڑیگی اسلئے کہ صحبت کرنے مین ایک ہی حال پر زیادہ توقف
کرنا دوسری بار صحبت کرنا نہین کہ اوس سے اجرت یا رجعت درست ہو۔ اور اگر شوہر کہے کہ اگر
فلانی عورت سے مین تیرے اوپر نکاح کرون تو اوسکو طلاق ہے پھر منکوحہ کو طلاق بائن دیکر
اوس عورت سے نکاح کیا تو اوسکو طلاق نہ پڑیگی اسلئے کہ شرط نہین پائی گئی کیونکہ طلاق بائن
کے بعد حکم نکاح کا باقی نہین رہتا گو کہ عورت عدت مین ہو اور اگر مرد نے کہا کہ تجکو طلاق
ہے انشاء اللہ اور کلمہ انشاء اللہ ملاکر کہا تو طلاق نہ پڑیگی اگرچہ عورت انشاء اللہ کہنے سے
پہلے مرجاوے۔ اور اگر شوہر کہے کہ تجکو ایک کم تین طلاقین ہین تو دو پڑینگی اور ایک کم دو
کہیگا تو ایک پڑیگی اور اگر کہے کہ تین کم تین طلاقین ہین تو تین پڑینگی اسلئے کہ ایک یا دو کا نکالنا
تین مین سے ہوسکتا ہے مگر تین کو تین مین سے نکالنا ناممکن ہے اسواسطے استثنا لغو ہوگیا اور تین
طلاقین پڑگئین ٭

بیمار کی طلاق

باب بیمار کے طلاق دینے کے بیان مین۔ اگر شوہر اپنے مرض مین منکوحہ کو طلاق
رجعی یا بائن دے اور اوسکی عدت مین مرجاوے تو وارث ہوگی اور اگر بعد عدت کے مرے تو
وارث نہوگی۔ اور اگر طلاق بائن عورتکی اجازت سے دے یا عورت مال دیکر طلاق لیوے یا شوہر
کے اختیار دینے کی جہت سے وہ اپنی ذات کو اختیار کرلے تو وارث نہوگی۔ اور جس
صورتمین کہ عورت شوہر سے کہے کہ مجکو طلاق رجعی دیدے اور شوہر اوسکو تین طلاقین دیوے تو وارث
ہوگی۔ اور اگر شوہر اپنے مرض مین عورتکی اجازت سے اوسکو بائن کردے یا حالت صحت مین
اوسکو بائن کردینے اور عدت ہوچکنے پر مرد وعورت ایکدوسرے کو سچا کہہ چکے ہون پھر شوہر
عورت سے قرض کا اپنے ذمہ اقرار کرے یا اوسکو کسیقدر مال کے دینے کی وصیت کرے

تو عورتکو قرضہ خواہ وصیت اور ترکہ مین سے جو کم ہوگا وہ ملیگا یعنی جو کچھہ اوسنے اقرار کیا ہو یا وصیت کی ہو اگر وہ ترکہ کے حصہ سے کم ہو تو وہ ملیگا نہین تو ترکہ مین کا حصہ ملیگا - اور جو شخص دوسرے کو لڑنے کے لئے بلا دیا قصاص مین مارا جانے کو خواہ سنگسار کیا جانیکو پیش ہو اور اس صورتمین اپنی منکوحہ کو بائن کردے تو وارث ہوگی بشرطیکہ اوسی صورت مین مارا جاوے یا مر جاوے اور اگر گھر گیا ہو یا لڑائی کی صف مین ہو اور اپنی بی بی کو بائن کردی تو اس صورتمین مر جانے سے وہ عورت وارث نہوگی اسلئے کہ اسمین مرجانا یقینی نہین اور پہلی دو نو صورتونمین مرنا یقینی ہے - اور اگر شوہر نے اپنی عورت کی طلاق کو کسی اجنبی مرد کے کام پر مشروط کیا مثلا کہا کہ زید اگر سفر سے آوے تو تو بائن ہے یا کسی وقت کے آنے پر مشروط کیا مثلا کہا کہ ماہ رمضان آوے تو تو بائن ہے اور شرط کا وجود اور مشروط کرنا دونو مرض ہی مین ہون یا مشروط کیا خاص اپنی کام پر اور عین مرض مین مشروط کرنا اور اوس کام کا کرنا پایا گیا خواہ شرط کا ہونا ہی مرض مین پایا گیا اور مشروط پہلے کیا تہا یا عورت کے ایسے فعل پر مشروط کیا کہ اوسکو خواہ نخواہ کرنا پڑے مثلا کہدیا کہ اگر تو کہاویگی یا پیویگی تو بائن ہو جاویگی اور اسمین خواہ دونو باتین مرض مین ہون خواہ صرف شرط کا وجود مرض مین ہو تو ان سب صورتونمین وارث ہوگی اور انکے سوا اور صورتونمین وارث نہوگی - اور اگر اپنی بیبی کو مرض مین بائن کردیا پہر اچہا ہو گیا اور اوسکے بعد مر گیا یا بائن کر چکا تہا اور وہ عورت مرتد ہو گئی اور پہر مسلمان ہو گئی اوسکے بعد شوہر مرا تو ان صورتونمین وارث نہوگی - اور اگر عورت شوہر کے لڑکے سے ہم بستر ہو گئی یا شوہر سے لعان کیا یا شوہر نے بحالت مرض اوس سے ایلا کیا تو وارث ہوگی اور اگر ایلا بحالت صحت کیا تہا اور ایلا کے باعث حالت مرض مین بائن ہو گئی تو وارث نہوگی اور قاعدہ کلیہ یہ ہے کہ جس صورت مین شوہر کا طلاق دینا اس وجہ سے معلوم ہوتا ہو کہ عورت کو وارث کرنے سے گریز کرتا ہے تو اوس صورت مین عورت وارث ہوگی اور اگر وہ وارث کرتا ہے

ے لعان اور ایلا کی تفسیر آگے آویگی

باب رجعت

گریز نہین کرتا اور نہ احتمال گریز کا ہو تو وارث نہوگی ؛

باب رجعت یعنی طلاق کے بعد عورت سی شوہر کے رجوع کرنیکے بیان مین ۔ رجعت اسبات کو کہتی ہین کہ جو نکاح مرد و عورت مین قائم تہا اوسکو عدت کے دنو نمین جون کا تون بنا رکہین اور یہہ رجعت اوس صورتمین درست ہی کہ عورتکو تین طلاقین نہوئی ہون اگرچہ عورت رجعت پر راضی نہو ۔ اور صورت اوسکی یہہ ہے کہ شوہر طلاق کے بعد عدت مین منکوحہ سی کہدے کہ مین نے تجہہ سی رجعت کی یا اور کسی سی کہدی کہ مین نے اپنی منکوحہ سی رجعت کی اور ایک یہہ ہی کہ جن افعال سی حرمت دامادی ثابت ہو وہ فعل بیبی کے ساتہہ کرے مثلاً شہوت سی ہاتہہ لگا دے یا بوسہ لے یا اوسکی شرمگاہ کو دیکہے غرضکہ رجعت قول سی ہی ہوتی ہی اور فعل سے بہی اور مستحب ہی کہ رجعت کے لئے گواہ کر دے ۔ اور اگر شوہر نے عدت ہو چکنے کے بعد عورت سی کہا کہ مین نے عدت مین تجہہ سی رجعت کر لی اور عورت نے اوسکی تصدیق کی کہ ٹہیک ہی تو رجعت درست ہی اور اگر تصدیق نکی تو درست نہوگی جیسی اسصورتمین کہ شوہر اوس سی کہے کہ مین نے تجہہ سی رجعت کی اور وہ جواب دے کہ میری عدت ہو چکی تو رجعت درست نہوگی ۔ اور اگر لونڈی کا شوہر عدت کے بعد اوس سی کہے کہ مین نے عدت مین تجہہ سی رجعت کر لی تہی اور اسبات کا یقین اوسکی آقا کو ہو گیا مگر لونڈی نے یقین نکیا یا لونڈی نے شوہر کے رجوع کرنیکے وقت کہا کہ میری عدت ہو چکی اور اوسکی آقا اور شوہر نے یہہ بات نمانی تو ان صورتون مین لونڈی کا قول معتبر ہے یعنی رجعت درست نہین ۔ اور حکم رجعت کا اوس وقت جاتا رہتا ہے جبکہ عورت حیض اخیر سی پاک ہو جاتی ہی پہر اگر دس روز پر پاک ہوئی تو بفور پاک ہونے کے وقت رجعت جاتا رہا گو غسل نکیا ہو اور اگر دس روز سے کم مین پاک ہوئی تو غسل تک وقت رجعت رہیگا یا یہہ کہ پاک ہونیکے بعد ایکوقت نماز کا گذر جاوے یا اتنا وقت گذر جاوے کہ اوسمین عورت نہا کر نیت نماز کی کرلے یا وہ تیمم کرنکے نماز پڑہ لے جس صورتمین کہ پانی اوسکو مضر ہو اور اگر عورت نے غسل کیا اور ایک عضو سی کم دہونا ہو لگئی تو حق رجعت نرہیگا اور اگر عضو کامل کا دہونا ہو لگئی ہو تو حق رجعت باقی رہیگا

اسلئی کہ ابہی پورا غسل نہین کیا - اور اگر شوہر اپنی عورت حاملہ یا بچہ والیکو ایک طلاق دیکر اور کہے کہ مین نے اِس سی صحبت نہین کی یعنی ایک طلاق سی یہہ بائن ہو گئی تو وہ اسصورت مین عورت سی رجعت کرسکتا ہی اسلئی کہ عورت کا حاملہ خواہ بچہ والی ہونا شوہر کو جہوٹا کرتا ہی اور اگر عورت سی خلوت کرے اور کہے کہ مین نے صحبت نہین کی بعد اوسکی ایک طلاق دی تو رجعت نکری اسلئی کہ ممکن ہے کہ خلوت مین صحبت نکی ہو تو ایک ہی طلاق سی بائن ہوجاویگی پس اگر اسصورت مین رجعت کی اور رجعت کے بعد اوس عورت کے دو برس سے کم مین بچہ پیدا ہوا تو وہ رجعت درست ہوگی اِسلئی کہ جب دو برس سے کم مین بچہ ہوا تو معلوم ہوا کہ وقت رجعت کے حمل موجود تہا اور شوہر کا یہہ کہنا کہ مینے صحبت نہین کی غلط تہا اور عورت ایک طلاق سی بائن نہین ہوئی تہی اِسلئی اوسکی رجعت درست ہوئی - اگر شوہر نے اپنی منکوحہ سی کہا کہ اگر تو بچہ جنی تو تو طالق ہے پہر اوسکی بچہ پیدا ہوا پہر دوسرے حمل سی دوسرا بچہ ہوا تو یہہ دوسرا بچہ رجعت کا باعث ہوگا اوس طلاق سی جو اول بچہ ہونے پر اوسکو ہوئی تہی - اور اگر شوہر نے یون کہا کہ جتنی بار تو بچہ جنی تو تو طالق ہے پہر اوسکی تین بچے علحدہ علحدہ حمل سی ہوئی تو دوسرا اور تیسرا بچہ پہلی دو طلاقون سی رجعت کے سبب ہونگی اسلئی کہ پہلے بچہ کے ہونے پر شرط کے بموجب ایک طلاق ہوئی اور حمل دوسری بچہ کا اوس سی رجعت کا سبب ہوا پہر دوسرے کے پیدا ہونے پر دوسری طلاق ہوئی تیسرےکا حمل اوس سی رجعت کا باعث ہوا پہر تیسرے کے پیدا ہونے پر طلاق گاڑہی پڑ گئی اب رجعت نہین ہوسکتی - اور جس عورتکو طلاق رجعی ہوئی ہو وہ اپنا بناؤ سنگار کرے تاکہ شاید اوسکا شوہر اوس سی رجوع کرلے اور مستحب یہہ ہے کہ شوہر بدون اطلاع اوسکے پاس نجاوی اور جبتک اوس سی رجعت نکرلے تبتک اوسکے ساتھ سفر نکری - اور طلاق رجعی سے صحبت کرنا حرام نہین ہوتا مگر عدت کے بعد البتہ حرام ہی - اور جو عورت کہ بائن ہو گئی ہو وہ شوہر سے نکاح عدت مین اور بعد عدت کے کرسکتی ہی مگر جو تین طلاقون سی بائن ہوئی ہو بشرطیکہ آزاد ہو اور دو سی بائن ہوئی ہو اوس صورت مین کہ لونڈی ہو وہ شوہر سی نکاح

نہین کر سکتی جب تک کہ وہ دوسری شوہر سے نکاح صحیح نکرلے اور وہ دوسرا اوس سے صحبت
نکر چکے اگرچہ وہ مرد قریب بالغ ہونیکے ہو اور پھر وہ دوسرا اوسکو طلاق دے اور اسکی عدت
پوری ہو جاوے تو اب البتہ شوہر اول سے نکاح کر سکتی ہے صحبت کرنا ملک کے باعث یعنی اگر
شوہر اپنی منکوحہ لونڈی کو دو طلاقین دے اور بعد عدت کے اوسکا مالک اوس سے صحبت کرے
تو اس صحبت سے یہہ عورت اپنی شوہر کو حلال نہوگی بلکہ صحبت کے لئے نکاح صحیح شرط ہے اور
مکروہ ہے حلال کرنیکی شرط سے نکاح کرنا یعنی اسطرح کہ بعد نکاح کے طلاق دیدونگا ہر چند دوسرے
شوہر کے طلاق دینے سے شوہر اول پر وہ عورت حلال ہو جاتی ہے گو نکاح حلالہ کرنیکی شرط
سے کیا ہو تاہم ایسی شرط سے نکاح کرنا مکروہ ہے۔ اور دوسرا شوہر پہلے شوہر کی طلاق کا
حکم دور کر دیتا ہے بشرطیکہ طلاقین تین سے کم ہون یعنی جب عورت دوسری شوہر سے نکاح کرے
اور اوسکی طلاق کے بعد پھر اول شوہر کے نکاح مین آوے تو شوہر اول تین طلاق کا مالک ہو جاویگا
۔ اور اگر تین طلاقون والی عورت خبر دے کہ شوہر اول اور شوہر دوم کی طلاق کی عدتین ہو چکین
اور زمانہ اتنا ہو کہ اوسمین دونو عدتین ہو سکتی ہین تو شوہر اول کو اختیار ہے کہ اوسکی بات
مان لے اگر ظن غالب اوسکو ہو کہ یہہ سچ کہتی ہے یعنی اوس سے اسصورت مین نکاح کر سکتا ہے ٭

باب ایلا کے بیان مین۔ ایلا کے معنی لغت مین قسم کے ہین اور شریعت کی اصطلاح
مین یہہ ہین ــ شوہر کا قسم کہانا اپنی منکوحہ سے چار مہینے یا اوس سے زیادہ صحبت نکرنے پر
ایلا کہلاتا ہے مثلا یون کہے کہ خدا کی قسم مین تجہہ سے چار مہینے صحبت نکرونگا یا یہہ کہے کہ بخدا مین
تجہہ سے صحبت نکرونگا پس اگر قسم مدت معین کی کی اور مدت چہار ماہ مین صحبت کی تو کفارہ
دے اپنی قسم کا اور ایلا جاتا رہیگا اور اگر صحبت نکریگا تو عورت نکاح سے جدا ہو جاویگی اور قسم
جاتی رہیگی یعنی کفارہ لازم نہوگا۔ اور قسم جاتی رہتی ہے اگر چار مہینے کے لئے قسم کہائی ہو اور
اگر قسم ہمیشہ کے لئے کہائی ہو تو قسم باقی رہتی ہے یعنی جس صورت مین کہ یون کہا کہ بخدا تجہہ سے
صحبت نکرونگا اور چار مہینے تک صحبت نکی اور وہ عورت نکاح سے باہر ہو گئی اور پھر شوہر نے

اوس سے دوبارہ نکاح کیا تو حکم قسم کا باقی ہے یعنی اگر چار مہینے کے اندر صحبت کریگا توکفارہ
لازم آویگا ـ پہر اگر اوس سے دوسری بار اور تیسری بار نکاح کیا اور دونو دفعہ مدت چار چار
مہینے کی بدون صحبت گذر گئی تو وہ عورت دو اور طلاقون سے بائن ہو جاویگی پہر اگر بعد دوسرے
شوہر کے نکاح کے اوس سے نکاح کیا تو طلاق نہوگی اور اگر اوس سے صحبت کرے توکفارہ دے
قسم کے باقی رہنے کی جہت سے صورت مسئلہ کی یہہ ہے کہ اپنی بیبی سے ایلا کرے اور چار مہینے
کی مدت مین اوس سے صحبت نکرے تو وہ بائن ہو جاویگی اور اگر دوبارہ اوس سے نکاح کرے اور چار
مہینے اوس سے ہم بستر نہو تو پہر ایک طلاق سے بائن ہو جاویگی اِسیطرح اگر تیسری دفعہ نکاح کرکر
چار مہینے قربت نکرے تو پہر ایک طلاق سے بائن ہو جاویگی اب چونکہ طلاقین تین ہو گئین بدون
نکاح دوسرے شوہر کے حلال نہوگی پس اگر بعد نکاح و طلاق شوہر ثانی کے پہر اوس عورت سے
نکاح کرے تو ایلا کا حکم نرہیگا اور قسم باقی رہیگی یعنی اگر اوس سے صحبت نکریگا تو بائن نہوگی اور اگر
صحبت کریگا توکفارہ دینا پڑیگا ـ اور چار مہینے سے کم مدت مین ایلا معتبر نہین یعنی اگر ترک
صحبت کی قسم چار مہینے سے کم پر کہا دیگا اور اوس مدت مین صحبت نکریگا تو طلاق نہ پڑیگی لیکن
اگر صحبت کریگا توکفارہ لازم ہوگا اور اگر شوہر نے کہا کہ بخدا دو مہینے یہہ اور دو مہینے ان کے
بعد تجہسے صحبت نکرونگا تو یہہ ایلا ہو گیا اِسلئے کہ چار مہینے ہوئے اگرچہ اونکو دو دفعہ مین بیان کیا
اور اگر پہلے یون کہا کہ تجہسے دو مہینے صحبت نکرونگا پہر ایک روز ٹہر گیا اور اوسکے بعد کہا کہ
بخدا تجہسے پہلے دو مہینون کے بعد دو مہینے اور صحبت نکرونگا یا یون کہے کہ تجہسے ایکدن کم
برس روز صحبت نکرونگا یا یہہ قسم بصرہ مین کہا دے کہ مین کوفہ مین نجاؤنگا اور اوسکی منکوحہ
کوفہ مین ہو تو ان صورتون مین ایلا نہین ہوتا ـ اور اگر شوہر نے صحبت کو حج یا روزہ یا صدقہ
یا آزاد کرنے یا طلاق پر مشروط کیا مثلا یون کہا کہ اگر مین صحبت کردن تو مجہپر حج یا روزہ
یا صدقہ لازم ہے یا رجعی طلاق والی سے ایلا کرے تو ان سب صورتون مین ایلا کرنیوالا ہوگا
لیکن اگر طلاق بائن والی عورت یا اجنبی عورت سے ایلا کریگا تو درست نہوگا ـ اور لونڈی

منکوحہ کی ایلا کی مدت دو مہینے ہین- اور اگر ایلا کرنیوالا اپنی بیماری یا عورت کے مرض یا اوسکی شرمگاہ کے بند ہونے یا اوسکے صغیر سن ہونے یا فاصلہ دراز پر ہونے کی جہت سے اوس سے صحبت نکر سکے تو ایلا سے رجوع کرنا یون ہوسکتا ہی کہ اپنی زبان سے کہدے کہ مین نے اپنی منکوحہ سے رجوع کی اور اگر چار مہینے کی مدت مین صحبت پر قادر ہوجاوے تو رجوع کرنا صرف صحبت ہی یعنی چار مہینے کے اندر اگر یہہ موانع برطرف ہون تو زبانی رجوع کا اعتبار نہین بلکہ صحبت کرنی چاہیئے- اگر شوہر نے اپنی منکوحہ سے کہا کہ تو مجھپر حرام ہی اور اوس عورت کی حرام ہونے کو اپنے اوپر نیت کی یا نیت کچھہ نکی تو اس جملہ سے ایلا ہوجاویگا اور اگر اس سے ظہار کی نیت کریگا تو ظہار ہوگا اور اگر جھوٹ کی نیت کریگا تو جھوٹ ہوگا اور طلاق کی نیت کریگا تو بائن طلاق ہوگی اور تین طلاقونکی نیت کریگا تو تین پڑینگی اور قول مفتی بہ یہہ ہی کہ جب کوئی شخص اپنی منکوحہ سے کہی کہ تو مجھپر حرام ہی اور حرام اوسکے نزدیک طلاق کے معنی مین ہو لیکن اوسنے طلاق کی نیت نکی ہو تو طلاق پڑجاویگی اور عرف کی روسے طلاق کی نیت کرنیوالا ٹھہرالیا جاویگا یعنی اگر اوسکے علم مین حرام کے معنی طلاق کے ہونگے تو طلاق ہوجاویگی گو اوسنے ان لفظون سے طلاق کی نیت نکی ہووے ؁

باب خلع بیان مین

باب خلع کے بیان مین- خلع اوسکو کہتے ہین کہ عورت اپنے شوہر کو کچھہ مال دیکر طلاق لیوے - خلع نکاح سے جدا ہونیکا نام ہی اور خلع کے لفظ سے اور مال کے عوض طلاق کے لفظ سے طلاق بائن پڑتی ہی اور عورت پر جسقدر مال ٹھہرایا ہو لازم ہوجاتا ہی اور مکروہ ہی شوہر کو طلاق کی عوض مین کچھہ لینا بشرطیکہ سرکشی اور ناموافقت مرد کیطرف سے ہو اور اگر عورتکی طرف سے ہو تو مکروہ نہین اور جو چیز مہر ہونیکی لیاقت رکھتی ہی وہ خلع کا عوض ہوسکتی ہی- پس اگر عورت سے شراب یا سور یا مردار پر خلع کیا یا اوسکو طلاق دی تو خلع کی صورت مین طلاق بائن پڑیگی اور دوسری صورت مین رجعی مگر مفت پڑینگی عورت کو کچھہ دینا نہ آویگا جیسا اسصورت مین کہ عورت کہی کہ مجھہ سے خلع کرلے اور جو کچھہ میرے قبضہ مین ہی لیلے اور اوسکے قبضہ مین کچھہ نہو تو اسصورت مین

اگر شوہر خلع کر لیگا تو طلاق مفت بدون عوض کے پڑیگی اور اگر عورت اتنا اور بڑہا دے کہ
میرے قبضہ مین جو مال اور درم ہین لیلے تو اسصورتمین عورت یا اپنا مہر واپس کرے یا
تین درم شوہر کو دے - اور اگر شوہر عورت سے خلع کرے ایک بھاگے ہوئے غلام پر جو عورت
کی ملک مین ہو اور وہ عورت شرط کرے کہ مین اوسکی ضامن نہین تو وہ اس شرط سے بری
نہو جاویگی - اگر عورت نے کہا کہ مجکو تین طلاق تین ہزار کے بدلے دیدے پس شوہر نے اوسکو
ایک طلاق دی تو اوسکو ہزار کی تہائی ملیگی اور وہ عورت بائن ہو جاویگی اور اگر عورت کہے کہ تین
طلاقین مجکو ہزار پر دیدے اور وہ ایک دیوے تو اسصورتمین طلاق رجعی مفت پڑیگی اسواسطے کہ اول
صورتمین لفظ بدلے کا تھا اور بدلہ کیصورتمین عوض مُعَوَّض پر بٹ جاتا ہے اور دوسری صورتمین
لفظ پر بمعنی شرط ہے اسمین نہین منقسم ہوتا - اگر شوہر نے منکوحہ سے کہا کہ تو اپنی نفس کو
تین طلاقین ہزار کے بدلے یا ہزار پر دیلے اور اوسنے ایک طلاق دی تو کچھہ نہ پڑیگی اور اگر مرد نے
کہا کہ تو طالق ہے ہزار کے بدلے یا ہزار پر اور عورت نے قبول کر لیا تو ہزار اوسپر لازم
ہونگے اور بائن ہو جاویگی اور اگر اپنی منکوحہ سے کہا کہ تو طالق ہے اور تجہپر ہزار ہین یا غلام
سے کہا کہ تو آزاد ہے اور تجہپر ہزار ہین تو طلاق اور آزادی مفت ہو جاویگی کچھہ دینا نہ پڑیگا
- اور اختیار کی شرط خلع مین عورت کو لینی درست ہے مرد کو جائز نہین اگر شوہر اپنی بیبی
سے کہے کہ مینے تجکو کل ہزار کے بدلے طلاق دی ہے مگر تو نے نہین مانا اور عورت نے کہا
کہ مین نے قبول کر لیا تہا تو شوہر کا قول سچا جانا جاویگا بخلاف بیچنے کے اگر بیچنے والا کہے کہ
مین نے اپنی چیز کل ہزار کے بدلے بیچی تھی اور تو نے منظور نکی اور مشتری کہے کہ مینے منظور
کر لی تھی تو اسصورت مین لینے والیکا قول مانا جاویگا - اور خلع کرنا اور حقوق سے بری الذمہ
کرنا ان حقونکو دور کر دیتا ہے جو مرد و عورتنکو ایکدوسرے پر نکاح کے باعث ہون یہانتک
کہ اگر مال کے عوضمین شوہر اپنی منکوحہ سے خلع کرے یا بری الذمہ ہونیکا معاملہ کرے تو شوہر کو
وہی مال ملیگا جو اس معاملہ مین ٹھہرا ہو اور حقوق زوجیت ایکدوسرے ذمہ باقی نرہینگے

مثلا دعوی مہر کہ لے لیا ہو یا نلیا ہو صحبت سے پہلے ہو یا بعد ہو کسیکو اونمین سے
ایکدوسرے پر نہین پونہچتا - اور اگر چہوٹی لڑکی کا ولی شوہر سے خلع کری اور اسکی
عوض صغیرہ کا مال ٹھہراوی تو اوس مال کے بدلہ مین خلع درست نہوگا اور طلاق پڑجاویگی
یعنے صغیرہ کے ذمہ مال لازم نہ آویگا اور ولی ہزار کے بدلہ مین اگر خلع کرے اس شرط پر
کہ مین ضامن ہون تو طلاق پڑجاویگی اور ہزار ولی کے ذمہ رہینگی واللہ اعلم

باب ظہار کے بیان مین جو ایک طرحکی طلاق ہی - ظہار یہہ ہے کہ اپنی منکوحہ کو شوہر ایسی
عورت سی تشبیہ دی جو اوسپر ہمیشہ کو حرام ہو مثلا اپنی ما اور بہن اور بیٹی سی تشبیہ دی
بخلاف سالی سے تشبیہ دینے کے کہ وہ ظہار نہوگا اسلئی کہ سالی کی حرمت ہمیشہ کو نہین
بلکہ منکوحہ کی زندگی یا نکاح تک ہی - اگر شوہر اپنی منکوحہ کو کہی کہ تو مجہپر مثل میری ما کی
پشت کے ہے تو ان لفظون کے بعد اوسکو عورت سی صحبت کرنا اور ایسی باتین جو
صحبت کے سامان ہون مثل بوس وکنار کے حرام ہوجاتے ہین جبتک کفارہ نہ دیلے
اور اگر کفارہ سی پیشتر صحبت کر بیٹھی تو صرف اپنے پروردگار سے استغفار کرے تیسنے
کفارہ لازم نہین ہوتا اور یہہ جو قران مجید مین لفظ ثُمَّ يَعُودُونَ لِمَا قَالُوا آیا ہی یعنے پھر
پھرتے ہین اپنے قول سی اس پھرنے سی مراد عورت سی صحبت کرنیکا قصد ہی نہ خود صحبت کرنا کہ
صحبت کفارہ دینی سے پہلے درست ہو - اور پیٹ اور ران اور شرمگاہ ان تینون اعضا
کا حکم مثل پیٹہہ کے ہی حرمت کے لازم ہونیمین - اور مرد کی بہن اور پہوپہی اور ما دودہ
کی راہ سی مثل حقیقی ما کے ہے یعنی انکے ساتھہ مشابہت دینی سے بھی حرمت ثابت
ہوگی - اور عورت کو یہہ کہنا کہ تیرا سر اور تیری شرمگاہ اور تیرا چہرہ اور تیری گردن اور تیرا
آدہا اور تیرا تہائی ایسا ہی جیسا یہہ کہا کہ تو ایسی ہی یعنی ان اعضا کو تشبیہ دینی سی محرمات کے
اعضا سے حرمت ثابت ہوگی - اور اگر شوہر نے کہا کہ تو مجہپر مثل میری ما کے ہی اور ان الفاظ
سے نیت اوسکی خدمت اور سلوک کی کی یا ظہار کی یا طلاق کی تو جو نیت کریگا وہی ہوگا اور

اگر کچھہ نیت نکی ہو تو یہہ قول لغو ہے ۔ اور اگر یہہ کہا کہ تو مجھپر حرام ہی مثل میری مان
کے اور ظہار یا طلاق کی نیت کی تو جو نیت کریگا وہی ہوگا اور اگر یہہ کہا کہ تو مجھپر مثل میری
مان کی پشت کے ہی اور اوس سی طلاق یا ایلا کی نیت کی تو ظہار ہوگا یہہ دونو چیزین نہونگی
اور ظہار صرف اپنی منکوحہ بیبی سے ہوا کرتا ہے یعنی اگر الفاظ ظہار کے اپنی لونڈی یا
اُم وَلد سی کہیگا تو ظہار نہوگا ۔ پس اگر ایکعورت سی بدون اوسکی اجازت کے نکاح کیا
اور اوس سی ظہار کیا اور ظہار کے بعد اوس عورت نے نکاح کو جائز رکہا تو ظہار باطل
ہوجاویگا اسلئی کہ نکاح کی اجازت سی پیشتر وہ عورت اوسکی منکوحہ نہتی ۔ اگر اپنی سب عورتون
کو کہی کہ تم مجھپر مثل میری ما کی پشت کے ہو تو سب سی ظہار ہوا اور کفارہ ہر ایک کیواسطے
جدا جدا دی ۔ اور ظہار کا کفارہ یہہ ہے کہ ایک بردہ آزاد کری اور آزاد کرنا ایسی بردہ کا جو
اندہا ہو یا دونو ہاتھہ کٹی ہوئی ہون یا ہاتہونکی دونو انگوٹھی کٹی ہون یا دونو پانون کٹی ہون
یا دیوانہ ہو یا مدبر اور ام ولد ہو یا ایسا مکاتب ہو جو کچھہ مال دیچکا ہو اِن اسباب مین جائز
نہین ہان اگر مکاتب نے کچھہ ندیا ہو اور اوسکو کفارہ مین ازاد کردی تو جائز ہے اسلئی کہ وہ
بردۂ کامل ہے یا یہہ کہ کفارہ کی نیت سی اپنی کسی رشتہ دار قریب کو خرید کری یا کفارہ مین
آدہا غلام اپنا پہلے آزاد کر دے اور آدہا پہر آزاد کرے یہہ سب صورتین درست ہین
۔ اور اگر کفارہ مین آدہا غلام مشترک آزاد کردی اور آدہی کی قیمت کا اوسکی مالک کیواسطے
ذمہ کرے یا آدہا بردہ کفارہ مین آزاد کری اور جس عورت سی ظہار کیا تہا پہر اوس سی صحبت
کرے اور بعد صحبت کے آدہا آزاد کرے تو یہہ صورتین درست نہونگی اسلئی کہ آزادی پوری
بردہ کی صحبت سی پہلے نہوئی اور پوری بردہ کا ازاد کرنا صحبت سی پیشتر بموجب نص قرانی
کے شرط ہی ۔ پس اگر بردہ آزاد کرنیکو نملے تو دو مہینے پے درپے روزہ رکہی اسطرح
کہ ان دونو مہینونمین رمضان اور ایسی دن واقع نہون جنمین روزہ رکہنا ممنوع ہی یعنی دو
روز عید کے اور تین روز بعد عید اضحے کے اُن دونو مہینونمین نہ پڑین پہر اگر اُن دونو

مہینوں کے اندر عورت مذکورہ سے رات کو یا بہولکر دن کو صحبت کریگا یا ایکدن بھی افطار کریگا
تو نئے سرسے پہر روزے رکہنے پڑینگے اسلئے کہ ان روزونمین پے در پے ہونا اور
صحبت سے پیشتر رکہنا شرط ہے - اور اگر شوہر خود غلام ہو تو اوسکو سوا ہے روزہ رکہنے کے
دوسری چیز جائز نہین اگرچہ اوسکی طرفسے اوسکا آقا بردہ آزاد کردے یا کہانا کہلا دے
اسلئے کہ غلام خود تو مالک نہین تاکہ کہانا کہلا دے یا بردہ آزاد کرے اور آقا کا آزاد کرنا
اور کہانا کہلانا اوسکی طرفسے معتبر نہین - پہر اگر روزہ رکہنے کی طاقت نہو تو ساٹھہ مسکینون کو
کہانا کہلا دے جیسا صدقہ فطر مین مذکور ہوا یا کہانے کی قیمت دے پس اگر اپنی طرف سے دوسرے
شخص کو اجازت دے کہ ظہار کے کفارہ مین کہانا کہلا دے اور وہ حکم کی تعمیل کرے تو
درست ہے - اور کفارونکی سب اقسام مین کہانیکا مباح کردینا درست ہے یعنی ظہار کی اور روزہ
کی قضا اور قسم اور احرام کے شکار کے کفارونمین اور نیز شیخ فانی کو روزہ کے فدیہ ادا کرنے
مین کہانیکا مباح کرنا جائز ہے مگر صدقات مین مثل زکوٰۃ اور صدقہ فطر اور عشر زمین مین
مباح کرنا کافی نہین بلکہ تملیک شرط ہے اور مباح کرنا اسطرح ہے کہ کہانا لاکر فقیرونکو اوسکے
کہانے کی اجازت دیدے اور تملیک یہہ ہے کہ وہ کہانا فقیرونکو دیڈالے اور اونکی ملک کردے
- اور کہانا کہلانے مین یہہ شرط ہے کہ ہر فقیر کو پیٹ بہر کر دو صبح یا دو شام یا ایک صبح
اور ایک شام کا کہانا دے یعنی دو وقت کہلا دے خواہ ایکدن مین ہو یا دو دنمین اور اگر
ایک فقیر کو دو مہینے تک کہلا دے تو درست ہے لیکن اگر ایک فقیر کو ۶۰ حصے ایکدنمین دیدے تو
جائز نہوگا مگر خاص اوسدن کے ایک آدمی کے کہلانیمین شمار ہوگا اور اگر کہانا کہلانیکے
درمیان مین عورت سے صحبت کرے تو کہانا نئے سرسے نہ کہلا دے جیسا روزونمین تہا - اور اگر
دو ظہارونکے کفارونمین ساٹھہ فقیرونکو ایک ایک صاع گیہون حوالہ کرے تو ایک ظہار کا کفارہ
جائز ہوگا دوسرے کا اعادہ دینا چاہیئے اور اگر ایک کفارہ افطار کا تہا اور ایک ظہار کا
اور کہانا مثل مذکورہ بالا دیا یا دو ظہار مین دو بردے آزاد کئے اور معین نکیا کہ کونسا کس ظہار

مین آزاد کرتا ہون تو ان صورتون مین دونو کفارونکی طرف سی جائز ہوگا اور اسی جیسا ہے
دونو ظہارونکے عوض مین روزی رکہنا اور کہانا کہلانا یعنی متعین نکری کہ کسکے عوض روزے
رکہتا ہون اور کسکی عوض کہانا کہلاتا ہون تو دونو ظہار کا کفارہ ہوجاویگا - اور اگر دونو
ظہارونکے کفارہ مین ایک بردہ آزاد کرے یا دو مہینے کے روزی رکہی تو ایک ظہار کا کفارہ
ہوگا دوکا نہوگا - اور اگر ایک کفارہ ظہار کا ہوا اور ایک قتل کا اور وہ شخص ایک کفارہ بلا
تعین ادا کردی تو کسیکی طرف سے جائز نہوگا غرضکہ دونو کفاری اگر ایک جنس کے ہونگی تو جائز
ہے کہ کفارہ دینی والا بعد کفارہ دینی کے اونمین سے ایک کی نیت کرلے اور اگر دو جنس
کے کفارے ہون تو اُن مین بعد کفارہ دینے کے اگر معین کریگا تو کافی نہوگا واللہ اعلم

باب لعان کے بیان مین جس سی مرد وعورت مین جدائی ہوجاتی ہے لغت مین اسکی معنی
آپسمین لعنت کرنیکے ہین اور شریعت مین لعان چند گواہیان مرد وعورت کی ہین جو تاکید
اور قسم اور لعنت خدا کے ساتھہ بیان کرین اور یہہ لعان مرد کے حق مین گالی دینی کی
سزا کے قائم مقام ہے اور عورت کے حق مین زنا کی سزا کے - پس اگر شوہر لیاقت گواہی
کی رکہتا ہو یعنی آزاد اور عاقل اور بالغ اور مسلمان ہو اور وہ اپنی عورتکو زنا کی تہمت کرے
اور وہ عورت ایسی ہو کہ اوسپر تہمت زنا کرنیوالیکو سزا ملتی ہو یعنی پارسا منکوحہ ہو یا وہ
شوہر اوس عورت کی بچہ کو کہی کہ یہہ میرا نہین اور عورت اوس شوہر کو زنا کی تہمت کی سزا
دلوانا چاہی تو اسصورت مین لعان واجب ہی - پس اگر شوہر لعان سی انکار کرے تو اوسکو قید
کیاجاوی یہانتک کہ خواہ لعان کری یا اپنی آپکو جہوٹا کہی اور گالی کی سزا اسپر لگے پہر جب شوہر
لعان کری تو عورت پر لعان واجب ہی اور اگر وہ انکار کرے تو قید کیجاوی یہان تک کہ
لعان کری یا شوہر کی تہمت کو سچا کرے اور زنا کی سزا کو پہونچے - پہر اگر شوہر مین لیاقت
گواہی کی نہو تو اوسکو گالی کی سزا ملیگی اور اگر شوہر مین تو لیاقت گواہی کی ہو مگر عورت ایسی نہو
جسکی تہمت لگانیوالیکو سزا گالی کی دیجاوی یعنی پارسا نہو تو اوسپر نہ سزا واجب ہے نہ لعان

باب بیان سزای تہمت

۔ اور صورت لعان کی وہ ہی جو کلام مجید مین ارشاد ہوئی ہی یعنی قاضی شوہر سے شروع کرے اور وہ چار مرتبہ اسطرح گواہی دے کہ مین خدا کے نام سی گواہی دیتا ہون کہ مین نے جو نسبت زنا کی اس عورت پر کی ہی اوسمین مین سچا ہون اور پانچوین مرتبہ یون کہی کہ اگر اسباب مین مین جھوٹا ہون تو خدا تعالی کی لعنت مجھپر ہو بعد اسکی عورت چار بار گواہی دے کہ مین خدا کے نام سی گواہی دیتی ہون کہ یہہ مرد جو مجکو زنا لگاتا ہی اسمین جھوٹا ہی اور پانچوین مرتبہ یون کہی کہ اگر یہہ مرد میرے ذمہ زنا لگانے مین سچا ہو تو مجھپر خدا کا غضب ہو پس جب اسطرحسی لعان کرچکین تو عورت اور مرد حاکم کے حکم سے علحدہ ہو جاوین اور اگر مرد نے تہمت اسطرح کی ہو کہ عورت کے بچہ کو کہا ہو کہ میرا نہین تو حاکم اوس بچہ کا نسب اوس مرد سی دور کری اور اوسکو اوس عورت کیطرف لگا دے اور اگر مرد اپنے آپکو جھوٹا کہی کہ مین نے جھوٹ کہا تھا تو اوسکو گالی کی سزا دیجاوے۔ اور ہوسکتا ہی کہ مرد اوس عورت سے بعد لعان کے اور قاضی کے جدا کردینے کے نکاح کرلے اور اسیطرح اگر اپنی بیبی کے سوا کسی اور عورت کو زنا کی تہمت کرے اور اوسکی سزا مرد کو ملے یا عورت زنا کری اور اوسکو زنا کی سزا ملے تو ان صورتون مین مرد کو اختیار ہی کہ اوس عورت سی نکاح کرے۔ اور شوہر اگر گونگا ہو اور وہ زنا کی تہمت اپنی منکوحہ کو کری یا کوئی شخص اپنی بیبی کے حمل کو کہی کہ میرا نہین تو ان صورتون مین لعان واجب نہین اسلئے کہ پوری تہمت کلام کے ساتھہ ہوتی ہی اور وہ گونگے سے ناممکن ہی اور حمل کے انکار کرنے مین بھی پوری تہمت نہین اسلئے کہ ہوسکتا ہی کہ بچہ پیٹ مین نہو ویسی ہی پھول گیا ہو یا کوئی مرض ہو۔ اور اگر شوہر کہی کہ تونے زنا کیا اور یہہ حمل زنا کا ہی تو لعان واجب ہی اسلئے کہ اسصورتمین صریح نسبت زنا کی کی ہی اور قاضی کو چاہئے کہ اس لڑکے مین حمل کو اوسکی باپ سی جدا نکرے اسلئے کہ بچہ ہونے سی پیشتر حمل کے ہونے اور نہونے ہی مین شبہہ باقی ہی۔ اور اگر لوگ اوسکو مبارکباد دی لڑکے کی دیوین اور اوسوقت وہ کہی کہ یہہ بچہ میرا نہین یا اسباب بچہ کے تولد کے خریدنیکے وقت ایسا کہی تو یہہ نسب کو دور کرنا

اپنی اوپر سی درست ہی اور ان وقتونکے بعد اگر کہیگا تو جائز نہوگا اور لعان دونو صورتونمین
کرے یعنی خواہ تہنیت کیوقت لڑکے کو اپنا نہ بتاوے خواہ تہنیت کے بعد خواہ سامان
ولادت خریدنے سے پہلے خواہ پیچھے - اور اگر جڑوان بچونمین سی اول کو اپنا نہ کہی
اور دوسرے کو اپنا بتادی تو گالی کی سزا اوسکو دیجاوے اور اگر اول کا اقرار کرے اور دوسرے
کا انکار تو لعان کری اور نسب دونو بچونکا دونو صورتونمین اوسی سی ہوگا ٭

باب عنین یعنی نامرد کے بیانمین جو عورت سے صحبت نکرسکے - عنین اوسکو کہتی ہین
جس سی عورتون سی صحبت نہوسکی یا کنواریونکی صحبت پر قادر نہو اور ونکی صحبت پر قادر ہو -
اگر عورت اپنی شوہر کو ہیجڑا یعنی ذکر کٹا ہوا دیکھی تو قاضی آن دونوکو اوسیوقت جدا کردے
اور جس صورتمین کہ نامرد اور خصیہ نکالا ہوا ہو تو ایک سال ٹھہرے اگر اس برسمین وہ صحبت کرے
تو بہتر ورنہ اگر عورت اوس سی جدا ہونا چاہی تو قاضی جدا کردی - پس اگر شوہر کہی کہ مین نے
صحبت کی ہی اور عورت انکار کری اور دوسری عورتین کہین کہ وہ عورت باکرہ ہی تو اوس
عورت کو جدا ہوجانیکا اختیار دیا جاویگا اور اگر وہ کہین کہ یہہ عورت مرد رسیدہ ہے تو
شوہر کا قول بشرط قسم کہانیکی سچا جانا جاویگا اور اگر عورت شوہر کو پسند کرلے تو اوسکے
بعد جدا ہونیمین اوسکا حق باطل ہوجاویگا - اور مرد وعورتمین سی کسیکو دوسرے کے عیب کے
باعث اختیار نہ دیا جاوی یعنی جس صورتمین کہ ایک کو جذام یا جنون یا برص وغیرہ ہوجاوے
تو دوسریکو جدا ہوجانیکا اختیار نہین - اور اس مسئلہ مین امام شافعیؒ کا خلاف ہی کہ انکی نزدیک
پانچ مرضونمین عورت مختار ہوتی ہی تین جو اوپر مذکور ہوئے چوتھا رتق ہی کہ عورت کی شرمگاہ
کے مُنہ پر گوشت اُبہر آوی جو صحبت کا مانع ہو پانچوان قرن ہی کہ اوس جگہہ پر ہڈی مانع
صحبت کی ہو اور دلیل امام اعظمؒ کی قول عطا نخعی اور عمر بن عبد العزیز اور اوزاعی اور
سفیان ثوری اور ابن ابی لیلی کا ہے اور وجہ یہ سی کہ جن معاملات مین رضامندی کامل شرط
ہی اون مین یہہ بات ہوتی ہے کہ اگر رضامندی کی تقویت مین کوئی عیب خلل کرتا ہی تو اوس

معاملہ کو واپس کر دیتے ہین اور نکاح کا لازم ہونا کامل رضامندی پر موقوف نہیں کہ نکاح تو ہنسی کے الفاظ سے بھی لازم ہو جاتا ہے ٭

باب عدت کے بیان مین - عدت اوس انتظار کو کہتے ہین کہ عورت کو طلاق کے یا شوہر کی موت کے بعد کرنا لازم ہے - عدت آزاد عورت کی طلاق کے لئے اور بعد صحبت کے نکاح کے ٹوٹنے کے لئے تین حیض ہین جسکو حیض آتا ہو اور جسکو حیض نہ آتا ہو اوسکی عدت تین مہینے ہین اور شوہر کے مرنے کی عدت چار مہینے دس روز ہین اور لونڈی کی عدت اگر حیض آتا ہو تو دو حیض ہین اور اگر حیض نہ آتا ہو تو آزاد عورت کی عدت کا نصف ہوگا یعنی طلاق اور نکاح ٹوٹنے مین ڈیڑھ مہینا اور خاوند کے مرنے مین دو مہینے پانچ روز اور حاملہ عورت کی عدت بچہ کا جننا ہے اور فار کی منکوحہ کی عدت وہ ہے جو دونو مدتون مین سے زیادہ تر دور ہو فار اوس مرد کو کہتے ہین کہ اپنی بیبی کو مرض کیحالت مین طلاق دیوے اور اوسی مرض مین مر جاوے تو ایسی عورتکی عدت چار مہینے دس روز اور تین حیضونکی مدت مین سے جو زیادہ ہو وہی ہوگی - اور جو عورت کہ طلاق رجعی کی عدت مین آزاد ہو جاوے اوسکی عدت کا حکم مثل آزاد عورت کے ہے اور اگر طلاق بائن کی عدت مین یا خاوند کے مرنے کی عدت مین آزاد ہووے تو حکم آزاد کا سا نہوگا لونڈی کی عدت کریگی - اور جس عورتکو تین مہینے عدت کے بعد حیض پھر آنے لگے تو اوسکی عدت حیض کے اعتبار سے ہوگی نہ مہینون کے اعتبار سے - اور جس عورت کا نکاح فاسد ہوا ہو یا اوس سے شبہہ مین صحبت ہوئی ہو اوسکی عدت اور ام ولد کی عدت باعتبار حیض کے ہے شوہر کے مرنے وغیرہ کے لئے - اور شوہر اگر چھوٹا ہو اور اوسکی زوجہ اوسکے مرنیکے وقت حاملہ ہو جاوے تو اوسکی عدت بچہ کا جننا ہے اور اگر اوسکے مرنیکے بعد حاملہ ہو تو عدت چار مہینے دس روز کی ہوگی اور ان دونو صورتون مین نسب اوس بچہ کا اوس شوہر خورد سال سے نہ لگایا جاویگا - اور جس حیض مین عورتکو طلاق دیگئی ہو اوسکا اعتبار نکیا جاوے یعنی اگر طلاق حیض کیحالت مین دی ہو تو اوس حیض کو عدت مین شمار

نکرین بلکہ تین حیض اوسکے سوا شمار کرین - اور جو عورت کہ عدت مین ہو اگر اوس سے
شبہ سے صحبت کا اتفاق ہو تو وہ عورت دوسری عدت کرے اور یہہ دونو عدتین
ایکدوسرے مین آجاوینگی اور جو حیض صحبت کے بعد عورتکو ہوگا وہ دونو عدتونمین شمار
ہوگا اور وہ عورت جب پہلی عدت پوری ہوچکے تو دوسری کو تمام کری یعنی مرد نے عدت
والی عورت سی شبہ کے ساتھہ صحبت کی تو اوس عورت پر ایک عدت اور لازم ہوگی اور جو
حیض اب آویگا وہ دونو عدتونمین شمار ہوگا اور یہی معنی ہین دونو عدتونکے ایکدوسرے
مین آجانیکے اور جب پہلی عدت پوری ہوچکے تو دوسری عدت تمام کری - اور شروع
عدت کا طلاق کے پڑنے اور مرنیکے بعد سے ہے اور نکاح فاسد مین جدائی کے بعد
سے یا اوسوقت سی کہ شوہر نے قصد اوس سے صحبت کے ترک کا کیا - اور اگر عورت نے
دعوی کیا کہ میری عدت گذر گئی یعنی اب رجعت درست نہین اور شوہر نے اوسکا قول نمانا
تو قاضی کے یہان معتبر عورت ہی کا قول ہوگا بشرطیکہ قسم سے بیان کری - اور اگر شوہر
نے اپنی عدت والی عورت سی نکاح کیا اور اوسکو صحبت سی پیشتر طلاق دیدی تو اِس نکاح کا
مہر پورا دینا واجب ہوگا نہ آدہا اور نئے سر سے عدت عورت پر لازم ہوگی - اور اگر کوئی ذمی
اپنی ذمی منکوحہ کو طلاق دے تو وہ عدت نکری یعنی اوس صورت مین کہ اونکے مذہب مین عدت
واجب نہو **فصل** جس عورتکو طلاق بائن ملی ہو یا شوہر مرگیا ہو وہ سوگ کری یعنی زیب
وزینت اور خوشبو لگانا اور سرمہ اور تیل ڈالنا چھوڑدے اور مرض کے عذر سے تیل و سرمہ درست
ہے اور مہندی لگانا اور سرخ و زرد کپڑا پہننا ترک کرے بشرطیکہ عورت بالغ اور مسلمان ہو
اور اگر آزادی کے عدت مین ہو یا نکاح فاسد کی عدت مین جیسے بدون گواہونکے نکاح ہوا ہو
تو ایسی عدتونمین سوگ نکرے - اور عدت والی عورت سی صراحتہً پیام نکاح کا ندیا جاوے اور
اشارۃً پیام دینا صحیح ہی - اور جو عورت طلاقکی عدت مین ہو اوسکو اپنے گہر سی نکلنا نچاہیے
اور جو موت کی عدت مین ہو وہ دنکو اور شروع رات مین نکلے اور یہہ دونو عدت اوسی

فصل

گھر مین بیٹھین جسمین عدت اوسپر واجب ہوئی ہو یعنی طلاق یا موت جس گھر مین ہوئی ہو اوسی مین عدت چاہیئے لیکن اگر اوسمین سے کوئی نکالدے یا وہ گھر گر جاوے تو دوسرے مکانمین رہین — جو عورت کہ سفر مین بائن ہو یا شوہر مر جاوے اور اوسمین اور اوسکے شہر مین فاصلہ تین روز سے کم ہو تو اپنے شہر کو واپس آوے اور اگر تین دنکی مدت ہو تو خواہ اپنے شہر کو چلی آوے یا جدہر جاتی ہے اوسطرف چلی جاوے دونو صورتونمین اوسکے ساتھ محرم ہو یا نہین اور اگر کسی شہر مین ایسا اتفاق ہو تو اوسی جگہہ عدت کرے اور بعد عدت کے وہانسے محرم کے ساتھ نکلے

باب نسب کے ثابت ہونیکے بیان مین۔ اگر کوئی مرد کہے کہ فلانی عورت سے اگر مین نکاح کرون تو اوسکو طلاق ہے پھر اوس سے نکاح کیا اور جبسے نکاح کیا تہا چھہ مہینے کے بعد اوس عورت کے بچہ ہوا تو اوسکا نسب اوس شوہر پر لازم ہوگا اور مہر پورا دینا آویگا اور جو عورت کہ طلاق رجعی کی عدت مین ہو اوسکے بچہ کا نسب شوہر سے ثابت ہوگا اگرچہ وہ دو برسکے بعد جنے بشرطیکہ شوہر عدت کے ہو چکنے کا اقرار نکرے اور اس بچہ کا ہونا رجعت کے حکم مین ہوگا دو برس سے زیادہ پر اگر ہوا ہوگا اور اگر دو برس سے کم مین ہوا ہوگا تو رجعت نہوگی اسلیئے کہ حمل دو برس سے زیادہ نہین ٹھہرتا پس اول صورتمین معلوم ہوا کہ شروع حمل کا عدت مین ہوا اسلیئے باعث رجعت ہوگیا اور دو برس سے کم کی صورت مین یہہ شک ہے کہ شاید یہہ حمل نکاح کے دنونکا ہو تو اسیواسطے موجب رجعت نہوا — اور اگر عورت طلاق بائن کی عدت مین ہو تو دو برس سے کم مین اگر بچہ ہوگا تو نسب ثابت ہوگا ورنہ ثابت نہوگا اسلیئے کہ طلاق بائن مین احتمال رجعت کا نہین ہان اگر شوہر بچہ کا دعوی کرے تو ثابت ہوگا اور یہہ مان لیا جاویگا کہ شبہہ سے صحبت کی ہوگی — اور جو عورت بالغ ہونیکے قریب ہو اور وہ عدت مین طلاق رجعی یا بائن کی ہو اوسکے بچہ کا نسب اگر نو مہینے سے کم مین ہوگا تو ثابت ہوگا اور اگر پورے نو مہینے یا زیادہ مین ہوگا تو ثابت نہوگا — اور جو عورت موت شوہر کی عدت مین ہو اوسکے بچہ کا نسب دو برس سے کم مین ثابت ہوگا — اور جو عورت کہ اپنی عدت

ہو چکنے کا اقرار کرتی ہو اوسکے بچہ کا نسب وقت اقرار سے چھہ مہینے سے کمتر مین اگر ہوگا تو ثابت ہوگا ورنہ ثابت نہوگا - اور جو عورت عدت مین ہو اور اوسکے بچہ ہونیکو لوگ نمانین تو اوسکا نسب کسی طرح ثابت ہو سکتا ہی یا یہہ کہ دو مرد یا ایکمرد اور دو عورتین گواہی اوس بچہ کے ہونے کی دین یا یہہ کہ حمل ظاہر ہو یا یہہ کہ شوہر اوس بچہ کو کہی کہ میرا ہے یا اگر شوہر مرجاوے تو اوسکی وارث اوسکی تصدیق کرین - اور عورت منکوحہ کے بچہ کا ثبوت اس شوہر سے اسصورتین سے کہ اوسکے بچہ چھہ مہینے خواہ زیادہ مین وقت نکاح سے پیدا ہو اگرچہ شوہر چپ رہی کچہہ اقرار یا انکار نکرے اور اگر انکار کرے تو ایک عورتکی گواہی سے ثابت ہوگا جو بیان کرے کہ اس عورت کے بچہ پیدا ہوا ہے - پہر اگر بچہ پیدا ہونیکے بعد عورت مرد مین اختلاف ہو عورت کہی کہ تو نے مجہہ سے چھہ مہینے ہوئی کہ نکاح کیا ہے اور شوہر دعوی کرے کہ چھہ مہینے سے کم ہوئی ہین تو اسصورت مین عورت کا قول معتبر ہوگا اور وہ بچہ اوس مرد کا ٹھہریگا - اور اگر شوہر طلاق کو مشروط بچہ ہونے پر کردے اور ایک عورت اوسکے بچہ ہونے پر گواہی دے تو طلاق نہوگی اور اگر مرد نے خود اقرار حمل کا کرلیا ہو تو بدون کسیکی گواہی کے عورت پر طلاق پڑجاویگی - اور مدت حمل کی زیادہ سے زیادہ دو برس ہین اور کم سے کم چھہ مہینے اور امام شافعیؒ کے نزدیک زیادہ مدت حمل کی چار برس ہین اور دلیل امام اعظمؒ کی قول حضرت عائشہؓ کا ہی کہ بچہ پیٹ مین دو برس سے زیادہ نہین رہتا - پس اگر کسی لونڈی سے نکاح کرکے اوسکو طلاق دی پہر اوسکو خرید لیا اور وقت خرید سے چھہ مہینے کے اندر اوسکے بچہ ہوا تو وہ بچہ اوسیکے سر پڑیگا اور اوسیکا لڑکا ہوگا اور چھہ مہینے یا زیادہ مین بچہ جنیگی تو بدون دعوی کے اوسکا نہ ٹھہریگا - اور اگر کسی شخص نے اپنی لونڈی سے کہا کہ اگر تیری پیٹ مین بچہ ہے تو وہ میرا ہے اور گواہی دے ایکعورت بچہ ہونیکی تو وہ لونڈی اوس مرد کی ام ولد ہوجاویگی یعنی نسب اوس بچہ کا

بدون دعوی کے ثابت ہوجاویگا لیکن یہہ اوس صورتمین ہے کہ بچہ اوس لونڈی کے مرد کے اقرار سے چھ مہینے سے کم مین ہووے۔ اور جو شخص کسی لڑکی کو کہی کہ یہہ میرا بیٹا ہے اور مرجاوے پس اوس لڑکے کی ما کہی کہ مین اوسکی بیبی ہون اور یہہ اوسکا بیٹا ہے تو یہہ دونو اوس مُردہ کے وارث ہونگی پہر اگر اوس عورت کی آزادی معلوم نہو اور وارث مردہ کا یعنی وہ لڑکا کہی کہ تو میرے باپ کی اُم ولد ہی نکاحی بیبی نہین تو اوس عورت کو میراث نملیگی +

باب بچہ کے گود لینے یعنی پرورش کے بیانمین۔ سب سے زیادہ مستحق اور بہتر بچہ کے رکہنی کے لئے اوسکی مان ہی باپ سی جدا ہونیکی پیشتر اور بعد جدائی کے بھی اور بعد مان کے نانی ہی اور اوسکے بعد دادی اور اوسکے پیچہی بہن حقیقی اور اوسکے بعد بہن اخیافی عہ اور اوسکی بعد بہن علاتی پہر خالہ اسیطرح یعنی حقیقی سب سی مقدم اوسکی بعد اخیافی اوسکی بعد علاتی پہر پہوپہیان اسیطور پر۔ اور جو عورت کہ بچہ کے غیر محرم سی نکاح کرلے یعنی اوسکا شوہر بچہ سی قرابت قریب نرکہتا ہو تو اوس عورت کا حق گود لینی کا جاتا رہیگا اور اگر وہ عورت اوس شوہر سی جدا ہوجاوے تو حق مذکور پہر ہٹ آویگا بعد ان مذکورین کے گود لینی کے مستحق عصبات ہین ارث کی ترتیب عہ پر۔ اور ما اور نانی دادی لڑکے کی پرورش کی مستحق تر ہین جس وقت تک کہ وہ اپنی حاجات ضروری سی بے پروا ہوجاوے یعنی کہانا پینا کپڑا پہننا استنجا کرنا خود بدون کسیکی مدد کے کرسکے اور اسکا انداز لڑکے کے حق مین سات برس کا ہی کہ اس عمر کا لڑکا یہہ باتین اپنے آپ کرلیا کرتا ہی اور لڑکی کی مستحق اوسوقت تک ہین کہ وہ حائضہ ہوا اور ما اور جدہ کے سوا اورونکو اوسوقت تک حق ہی کہ لڑکی مشتہاۃ عہ یعنی مردونکی خواہش کے لائق ہوجاوے۔ اور لونڈی کو اپنی اولاد کے بابمین اور ام ولد کو اپنی بچون کے بابمین حق گود لینی کا نہین جب تک کہ آزاد نہو جاوین اور آزاد ہونیکے بعد آزاد عورت کیطرح اونکو حق گود مین لینے کا ہوگا اور عورت ذمی اپنی مسلمان بچہ کے رکہنی کی اوسوقت تک مستحق ہی کہ وہ دین کو

عہ یعنی جسکو عرف مین سگی بہن کہتی ہین

عہ اخیافی کو اسلیے مقدم کیا کہ قرابت اوسکی ماکی طرف سے ہی اور اسباب مین ماکی قرابت مقدم ہی بلحاظ محبت مادری کے ۱۲

عہ یعنی اول باپ پہر دادا پہر بہائی حقیقی پہر علاتی ۱۲

عہ اوسکا انداز نو برسکا رکہا گیا ہی کذا فی الدر المختار ۱۲

نہ سمجھی اور بعد دین کے سمجھہ آنیکے اوس بچہ کا مستحق اوسکا باپ مسلمان ہوگا ۔ اور بچہ کا
اسمین اختیار نہین یعنی اوسکو اختیار نہین کہ چاہی مان کے ساتھہ رہی چاہی باپکے
ساتھہ اسلئی کہ اوسکو عقل نہین اور غالب یہی ہی کہ اوسکے نزدیک جو بہتر ہوگا اور اوسکو
آرام ملیگا وہی صورت اختیار کرے لیکن یہہ امر تربیت کی مصلحت کے خلاف ہی اسلئی کہ تربیت
مین دہمکی اور گوشمالی ضروری ہے ۔ اور جس عورتکو طلاق دیگئی ہو وہ اپنی بچہ کو لیکر
کہین سفر نکرے ہان اگر اپنی وطن کو جہان اوسکا نکاح ہوا تھا لیجاوی تو مضائقہ نہین

باب نفقہ کے بیانمین

نفقہ کہانا وغیرہ دینی کو کہتی ہین ۔ عورت کا کہانا اور کپڑا شوہر کی
موافق حیثیت دونو کے واجب ہے یعنی کہانے اور پوشاک مین دونو کے حال کی رعایت
مفلسی اور توانگری کے اعتبار سے کرنی چاہیئے اگرچہ عورت اپنا مہر لینیکیواسطی صحبت
شوہر کو نکرنے دیتی ہو لیکن جو عورت کہ سرکش ہو یعنی خاوند کے گہر سے نکلجاوی اور اسکی
بات نمانے اوسکا نفقہ اور لباس شوہر پر واجب نہین آورنہ اوس عورت کا جو کم سن قابل
صحبت کے نہو آورنہ اوسکا جو قرضدار ہونیکی جہت سی قید ہو آورنہ اوسکا جو زبردستی شوہر
سے چہن گئی ہو آورنہ اوسکا جو حج کو شوہر کے سوا کسی اور کے ساتھہ چلی گئی ہو آورنہ
اوسکا جو بیماری کے سبب شوہر کے حوالہ نہوئی ہو ۔ اور اگر شوہر توانگر ہو تو عورت کی
خادم کا نفقہ بہی اوسکی ذمہ پر ہوگا آور اگر شوہر نفقہ دینی سے عاجز ہو تو عورت کو اوس سے
جدا نکیا جاوی بلکہ اوسکو اجازت دیجاوی کہ شوہر کے نام قرض لے یعنی قاضی حکم کردے
کہ اپنی شوہر پر قرض لیکر کہا وی ۔ اور اگر شوہر کو توانگری عارض ہو جاوے تو توانگری
کے نفقہ کو پورا کرے گو نفقۂ مفلسی کا حکم ہو چکا ہو یعنی اگر قاضی نے شوہر کو حکم دیا
ہو کہ مفلسون کا سا نفقہ عورتکو دیدے اور بعد اسکی وہ توانگر ہو جاوے تو اوسکو توانگری کا
نفقہ پورا دینا پڑیگا ۔ اور جو مدت گذرچکی ہو اوسکا نفقہ بدون قاضی کے حکم کے یا
رضامندی شوہر کے واجب نہین ہوتا ۔ اور شوہر اور عورت مین سی اگر ایک مر جاوے

تو جو نفقہ کہ حاکم نے مقرر کیا ہو وہ جاتا رہتا ہی اور جو نفقہ کہ شوہر عورت کو دیچکا ہو اگر شوہر
مر جاوے تو عورت سے وہ واپس نلیا جاویگا - اور شوہر اگر غلام ہو اور منکوحہ کا نفقہ
ندے تو اوسکے نفقہ مین بیچڈالا جاویگا - اور لونڈی منکوحہ کا نفقہ جگہ دینی ہی واجب
ہوتا ہے یعنی اگر لونڈی کے آقا نے لونڈی اور اوسکے شوہر کو جگہ علیحدہ رہنے کی
دی ہوگی تو اوسکا نفقہ شوہر پر واجب ہوگا ورنہ واجب نہوگا - اور شوہر پر عورت کی لئے
الیکان رہنے کو دینا واجب ہی جو شوہر کے گہروالون اور عورت کے گہروالون سے خالی ہو
اور جائز ہے عورت کے گہر والونکو اوس عورت کیطرف دیکہنا اور اوس سے باتین کرنی
جب اونکا دل چاہے - اور جو شخص کہ غائب ہو اوسکی لڑکے اور مان باپ اور منکوحہ
کا نفقہ اوسکو اوس مال مین مقرر کیا جاوی جو دوسرے شخص کے پاس ہو اور وہ اقرار کری کہ یہہ
فلانی کا مال ہی اور یہہ بھی اقرار کرے کہ یہہ عورت اوسکی منکوحہ ہے اور منکوحہ سے ضمانت
لے لیجاوی کہ اگر اوسکی منکوحہ نہوئی تو نفقہ واپس کرنا پڑیگا - اور واجب ہی نفقہ اوس
عورت کے لئے جو طلاق کی عدت مین ہو نہ شوہر کی موت کی عدت والیکو اور نہ ایسی جدائی
کی عدت والیکو جو عورت کیطرف سے ہوئی ہو مثلا عورت کے مرتد ہونیکے باعث جدائی ہوئی
ہو تو اوسکی عدت کا نفقہ شوہر پر نہوگا - اور اگر عورت کو تین طلاقین بائن ملین اور
اوسکے بعد وہ مرتد ہو گئی تو جو نفقہ عدت کا اوسکی لئے لازم ہوتا وہ ساقط ہو جاویگا
اور اگر عورت مذکور شوہر کے پسر کو اپنی ہم بستری پر قادر کر لے تو نفقہ مذکور ساقط نہوگا
- اور واجب ہی آدمی پر نفقہ اپنے بچے محتاج کا - اور ما پر زبردستی نکیجاوی کہ بچے کو
دودہ پلاوی بلکہ باپ کسی دودہ پلانیوالی کو نوکر رکہلے کہ ما کے پاس اوسکو دودہ پلاوے
اور اگر اوسکی مان منکوحہ ہو یا عدت مین تو اوسکو اجرت دودہ پلانے کی ندی اور
بعد عدت کے مان کو دودہ پلانے پر اجرت لینے کا زیادہ استحقاق ہی بشرطیکہ زیادہ
اجرت نمانگے - اور واجب ہی آدمی پر نفقہ اپنے ماباپ اور اجداد اور جدات کا اگر وہ

محتاج ہون — اور دین کے مختلف ہونے سے نفقہ واجب نہین رہتا مگر منکوحہ ہونے سے
یا باپ بیٹا ہونے سی یعنی اگر دو شخصون کے دین مین اختلاف ہو تو ایک کا نفقہ دوسری پر
نہین واجب ہوتا لیکن دو صورتون مین اول یہہ کہ منکوحہ اہل کتاب مین سی ہو دوم یہہ کہ
ما باپ کافر ہون یا بیٹا اور پوتا کافر ہون کہ ان صورتون مین باوجود دین کے مختلف ہونیکے
نفقہ لازم ہے — اور باپ اگر اپنی اولاد کو نفقہ دے یا لڑکا اپنے ماباپ کو نفقہ دے تو
اِس نفقہ مین کوئی اور شریک نہوگا — اور جو رشتہ دار محرم کہ محتاج اور کمانے سی عاجز
ہو اوسکا نفقہ وارثون پر بقدر وراثت ہوگا اگر وہ توانگر ہون مثلاً ایک شخص فقیر اور اپاہج
ہے اور اوسکے ایک بھائی اور ایک بہن ہے تو اوسکا نفقہ بھائی پر دو حصہ اور بہن پر
ایک حصہ واجب ہوگا بشرطیکہ دونو غنی ہون — اور اپنی بیٹے کے نفقہ کے لئے اوسکا
اسباب بیچنا درست ہی مگر زمین اوسکی فروخت کرنی درست نہین — اور اگر کسی شخص نے اپنی
امانت دوسریکے پاس رکھی اور اوس دوسرے نے اوسکی بدون اجازت کے اوسکو اوسکی
ماباپ کے نفقہ مین اٹھا ڈالا تو اوسکا تاوان دینا پڑیگا اور اگر ماباپکے پاس کچھہ مال بیٹی کا
ہو اور وہ خرچ کر ڈالین تو اونپر کچھہ تاوان نہین پس اگر ماباپ یا بیٹی یا قریب کے لئے
قاضی نے حکم نفقہ کا دیا اور ایک مدت گذر گئی کہ وہ نفقہ اونکو نہ پونہچا تو نفقہ ایام
گذشتہ کا ساقط ہو جائیگا ہان اگر قاضی اونکو حکم قرض لینے کا کر دے اور وہ قرض
لے لیوین تو ساقط نہوگا اوس شخص کے ذمہ لازم رہیگا — اور واجب ہے نفقہ غلام کا
آقا پر اور اگر وہ انکار کرے نفقہ دینے سے تو غلام کا نفقہ اوسکی کمائی مین ہے یعنی جو
کچھہ غلام کما وے اوسمین سی کہا وے اور اگر کوئی پیشہ اوسکو نہ آتا ہو تو اوسکی فروخت
کر دینے کا حکم دیا جائیگا تا کہ ہلاک نہو

کتاب العتاق

اِسمین آزاد کرنیکے مسئلے ہین جاننا چاہیئے کہ آزاد کرنا ایک عمل
مستحب ہے کہ حدیثون مین اوسکے فضائل بہت واقع ہین اونمین سی یہہ ہے کہ رسول خدا

صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی آزاد کرے مسلمان بردہ کو اللہ تعالی اوسکے
ہر عضو کے بدلہ مین آزاد کرنیوالیکے ہر عضو کو دوزخ کی آگ سی آزاد کرے - آزادی ایک ایسی
قوت شرعی ہے جو غلام مین بعد آقا کی ملک کے دور ہونے اور بندگی کے جاتے رہنے کے ثابت
ہوتی ہے - اور وہ درست ہوتی ہے جسوقت آزاد عاقل اور بالغ اپنے غلام لونڈی کو یہہ
کہی کہ تو آزاد ہے یا ایسا لفظ کہی جس سے تمام بدن بیان کیا جاتا ہے مثلا کہی کہ تیری گردن
یا تیرا سر یا روح آزاد ہی یا تو عتیق ہے یا معتق ہے یا محرر ہے یا مین نے تجکو آزاد کیا اِن
الفاظ سی آزاد ہوجاویگا نیت کری یا نکری اسواسطی کہ یہہ کلمات صریح آزاد کرنیکے ہین انمین
نیت کی کچہہ حاجت نہین - اور اگر آقا یہہ کہے کہ میری ملک تجہپر نہین خواہ یون کہے کہ
میری بندگی تجہپر نہین یا یہہ کہ مجکو تجہپر اختیار نہین تو انمین اگر نیت آزادی کی کریگا
تو غلام آزاد ہوجاویگا - اور اگر یہہ کہے کہ یہہ غلام میرا بیٹا یا باپ ہی یا یہہ لونڈی
میری مان ہی یا کہی کہ یہ میرا مولی ہے یا یون پکارے کہ اے میرے مولی یا اے آزاد یا اے
عتیق تو اِن الفاظ سی آزاد ہوگا لیکن اگر یون کہے کہ اے بیٹے یا اے بھائی یا مجکو تجہپر غلبہ نہین
یا الفاظ طلاق کہی یا یون کہی کہ تو مثل آزاد کے ہی تو آزاد نہوگا - اور آزاد ہوتا ہی اِن الفاظ سی
تو نہین ہے مگر آزاد اور تو آزاد ہی خدا کی رضا کے لئی یا شیطان کی رضا کے لئی یا بت کی لئی
اور آزاد ہوجاتا ہی قریب رشتہ دار جو ذی رحم محرم ہو مالک ہونیکے سبب سی اگرچہ مالک لڑکا
یا دیوانہ ہو یعنی قریب بمجرد مالک ہونیکے آزاد ہوجاتا ہی - اور اگر کوئی زبردستی سی آزاد کرادے
یا حالت نشہ مین آزاد کرے تب بھی آزاد ہوجاویگا اور اگر آزادی کو مالک ہونے یا کسی اور شرط
پر مشروط کریگا تو درست ہوگا مثلا یون کہی کہ اگر مین مالک ہوں اس بندہ کا تو آزاد ہی یا فلان شخص
آوی تو میرا غلام آزاد ہی - اور اگر حاملہ لونڈی کو آزاد کری تو وہ اور اوسکا بچہ دونو آزاد ہوجاینگے
مترجم کہتا ہی کہ یہ صورت اوسوقت ہی کہ بعد آزادی کے چہہ مہینے سے کمتر مین بچہ پیدا ہوا اور اگر
بعد آزادی مہینے کے پیدا ہوگا تو بچہ بالا مالت آزاد نہوگا بلکہ ما کی تبعیت سے آزاد ہوگا - اور اگر

حمل کو آزاد کریگا تو صرف بچہ آزاد ہوگا اوسکی ما آزاد نہوگی۔ اور بچہ ملک اور آزادی اور غلام ہونے مین اور مدبر اور مکاتب اور ام ولد ہونے مین ما کا تابع ہوتا ہی پس اگر لونڈی ام ولد ہوگی اور اوسکے بچہ آقا کے سوا کسی اور شوہر سے ہوگا تو وہ بھی ام ولد کے حکم مین ہوگا یعنی بعد آقا کے مرنیکے ما کے ساتھہ مین آزاد ہو جاویگا۔ اور جو بچہ کہ لونڈی کے آقا سے ہو وہ آزاد ہے +

باب اوس غلام کے بیان مین جسکا کچھہ حصہ آزاد ہو جاوے۔ جو شخص کہ اپنی غلام کا کچھہ حصہ آزاد کر دے تو وہ سب آزاد نہین ہوتا بلکہ اوسیقدر آزاد ہوتا ہی جو مالک نے ازاد کیا ہے اور جو مقدار کہ آزاد نہین ہوتی اوسکی لئی آقا کو روپیہ کما دے اور اوسکا حکم مثل مکاتب کی ہی یعنی مالک کو اختیار ہی چاہی باقی کو آزاد کر دے یا باقی کی قیمت اوسکی کمائی سے لیوے اتنا فرق ہے کہ اگر یہہ غلام کمانے سی عاجز ہو جاوی تو جسقدر آزاد ہو گیا ہی وہ پہر سی غلام نہوگا بخلاف مکاتب کے کہ وہ عاجزی کیصورت مین پہر غلام ہو جاتا ہی۔ اور اگر ایک غلام مین دو شریک تھے اور ایک نے اپنا حصہ آزاد کر دیا تو دوسرے شریک کو اختیار ہی چاہی اپنا حصہ بھی آزاد کر دے خواہ غلام سی اوسقدر کموا لے اور اسصورتین ولا یعنی ترکہ غلام کا دونو شریکونکو پہونچیگا یا یہہ کرے کہ جسنے اپنا حصہ آزاد کر دیا ہے اوس سی اپنی حصہ کے دام بھر لے بشرطیکہ وہ روپیہ والا ہو اور وہ آزاد کرنیوالا یہہ دام غلام سی بعد آزادی کے لیوے اور اسصورتین ولا صرف آزاد کرنیوالیکو پہونچیگی دوسرے شریک کو نہ پہونچیگی۔ اور اگر دونو شریک ایکدوسرے کے حصہ کے آزاد کرنے پر گواہی دین یعنی ہر ایک یون کہی کہ اس شریک نے اپنا حصہ آزاد کر دیا ہی تو وہ غلام دونو مالکونکو اونکی حصہ کا روپیہ کما دے اور آزاد ہو جاوے اور اگر دونو شریکونمین سی ایک تو کسی شخص کے آنے پر کل کے روز مین آزاد ہونیکو مشروط کرے اور دوسرا اوسکی برعکس مشروط کرے اور کل گذر جاوے اور معلوم نہو کہ دونو شرطونمین سی کونسی ہوئی تو غلام نصف آزاد ہو جاویگا اور اپنی آدہی

باب اوس غلام کے بیان مین جسکا کچھ حصہ آزاد ہو جاوے

[illegible]

قیمت دونو شریکونکو کما دیگا مثلاً ایک شریک نے کہا کہ اگر زید کل کو آویگا تو میرا غلام آزاد ہی
اور دوسرے شریک نے کہا کہ اگر کل کو زید نہ آوی تو میرا غلام آزاد ہی اور کل کے روز مین
معلوم نہوا کہ زید آیا یا نہ آیا تو غلام مذکور نصف آزاد ہو جاویگا اور نصفی اپنی قیمت دونو کو
کما دیگا۔ اور اگر دو شخصون نے اسیطرح قسم کہائی اپنی غلام کے علیحدہ علیحدہ آزاد ہونیکی تو دو نو
غلامو نمین سے کوئی بھی آزاد نہوگا مراد قسم سے یہان وہی مشروط کرنا ہی مثلاً ایک شخص نے
کہا کہ اگر زید کل آوی تو میرا غلام آزاد ہی اور دوسرے نے کہا کہ نہ آوی تو آزاد ہی تو اگر
آنا نہ آنا متحقق نہوگا تو کوئی آزاد نہوگا اور فرق دونو مسئلو نمین یہہ ہے کہ پہلے مسئلہ مین
غلام مشترک تھا اور اِس مسئلہ مین دونو کے غلام الگ الگ ہین۔ اور اگر باپ دوسرے
شریک کے ساتھہ مین اپنی بیٹے کا مالک ہو تو حصہ باپ کا آزاد ہو جاویگا اور اوسکو
شریک ثانی کو کچھہ دینا نہ پڑیگا اور شریک کو اختیار ہی کہ یا اوسکو آزاد کردے یا اپنے
حصہ کی قیمت کموا لے۔ اور اگر ایک غلام کے نصف کو ایک اجنبی نے خریدا پھر باقی نصف
کو اوس غلام کے باپ نے خریدا تو مشتری اول کو پہنچتا ہی کہ وہ یا باپ سے اپنی حصہ کا تاوان
لیلے خواہ بیٹے سے کموا لے۔ اور اگر باپ نے اپنی بیٹے کا نصف کسیکے پاس سے مول لیا جو
کل کا مالک تہا تو اِسصورت مین باپ اوس بائع کو تاوان نہ دیگا بلکہ بائع یا باقی کو آزاد
کر دے یا اوسکی قیمت اوس بیٹے سے کموا لے ایک غلام تین توانگرون کی شرکت مین ہے
ایک نے اوسکو مدبر کر دیا اور دوسرے نے آزاد کر دیا تیسرا چپ رہا پہہ تیسرا شخص اپنے
حصہ کا تاوان مدبر کرنیوالے سے لیوے اور مدبر کرنیوالا آزاد کرنیوالے سے تہائی قیمت غلام
مدبر کی نہ لے اوسقدر نہ لے جتنی کہ اوسنے تیسرے کو دی ہی اسلیے کہ وہ تو پوری غلام کی تہائی
تھی اور مدبر کا دام پوری کی دو تہائی کہتے ہین تو چونکہ مدبر اسی نے کیا ہی تو اسیلیے
مدبر ہی کی تہائی بھی لینی چاہیے۔ اور اگر ایک شریک نے دوسرے سے کہا کہ یہہ لونڈی
تیری ام ولد ہی اور اوسنے انکار کیا تو وہ لونڈی ایک روز منکر کی خدمت کرے اور ایک روز

بیٹھی رہے یعنی مدعی کی خدمت نکرے اور ام ولد کی کچھہ قیمت نہین تو اگر اُن دونونمین
سے کوئی اپنا حصہ آزاد کر دیگا تو دوسرے کو کچھہ تاوان دینا نہ پڑیگا - ایک شخص کے
تین غلام مین دو کو اونمین سے کہا کہ تم مین سے ایک آزاد ہے اس کلام کے بعد ایک چلا
گیا اور تیسرا جو نہین تہا وہ چلا آیا پہر اوسنے وہی کہا کہ تم مین سے ایک آزاد ہے اور اپنی
نیت کا حال بدون بیان کئے مر گیا تو اِس صورت مین جو غلام دونو دفعہ مین وہان موجود رہا
اوسکی تین چوتھائی آزاد ہونگی اور جو ایک دفعہ رہا یعنی دونو باقی اونکا نصف آزاد ہوگا اور
اگر یہہ معاملہ مالک کے مَرَض مین ہوا ہوا اور وہ بیان کرنے سے پہلے مر جاوے تو سوم حصہ ان
سہامون پر تقسیم کیا جاویگا اِسلئے کہ مرض مین آزاد کرنا وصیت کے حکم مین ہے اور وصیت
ترکہ کی تہائی سے جاری ہوتی ہے پس سات سہام کو تقسیم کرینگے تین سہام دونو دفعہ والیکو
اور دو دو سہام اُن دونو کو اور یہہ سات سہام مال مالک کی تہائی مین سے ہونے چاہئیں
- اور بیچنا اور آزاد کرنا اور مرنا اور ہبہ کرنا اور مدبر کرنا مبہم آزاد کرنیکا بیان ہوتا ہے
یعنی اگر دو غلامونکو کہا کہ تم مین سے ایک آزاد ہے بعد اوسکے اونمین سے ایک کو بیچ ڈالا یا آزاد
کر دیا یا وہ مر گیا یا مدبر کر دیا یا ہبہ کیا تو دوسرا آزاد ہوگا - اور صحبت کرنا بیان نہین
یعنی اگر اپنی دو لونڈیونکو کہا کہ ایک تم مین سے آزاد ہے بعد اوسکے ایک کے ساتھہ
صحبت کی تو اس سے یہہ معلوم نہوگا کہ دوسری کی آزادی مراد تھی اور صحبت اور موت طلاق
مبہم کا بیان ہوا کرتی ہین مثلاً اگر اپنی دو بیبیونکو کہا کہ تم مین سے ایک کو طلاق ہے پہر ایک
کے ساتھہ صحبت کی یا ایک مر گئی تو اِس سے معلوم ہوگا کہ طلاق دوسریکو ہوئی اور اگر شوہر
کہے کہ اول بچہ جو تو جنے اگر وہ لڑکا ہو تو تو آزاد ہے پہر اوسکے ایک لڑکا اور لڑکی توام ہوئے
اور معلوم نہوا کہ پہلے کونسا ہوا تو لڑکا تو غلام رہیگا اور لڑکی اور اوسکی ما نصف آزاد
ہو جاوینگی اسلئے کہ لڑکے کا اول پیدا ہونا شرط آزادی کی ہے تو وہ ہر حالین غلام ہے
خواہ اول پیدا ہو یا پیچہے اور اوسکی ما اور بہن مین آگے پیچہے ہونے ولادت کی رو سے شبہہ

آزادی کا ہے کہ شاید لڑکا اول ہوا ہوگا تو آزاد ہونگی اسلیئے دونو آدھی آزاد ہونگی ما اصل
مین آزاد ہوگی اور لڑکی اوسکے ساتھ ہین - اور اگر دو گواہ کسی شخص پر گواہی دین کہ اوسنے
اپنے دو غلامون یا دو لونڈیون مین سے ایک کو آزاد کیا ہے تو یہہ گواہی لغو اور نامقبول ہوگی
اسلیئے کہ جسکے لئے گواہی دیتے ہین وہ معلوم نہین ہان اگر یہہ صورت وصیت مین واقع ہو کہ مرض
مین اوسنے ایسا کیا ہی یا طلاق مبہم مین اسطرحکی گواہی ہو تو مقبول ہوگی اسواسطے کہ وصیت مین
طرف ثانی یا وصی ہوگا یا وارث ہوگا اور وہ معلوم ہین اور طلاق مین اسلئے مقبول ہوگی کہ دعوی
طلاق مین شرط نہین ہے پس بدون معلوم ہونے طرف ثانی کے بھی شہادت مانی جاویگی +

باب آزادی کو کسی چیز پر شرط کرنیکے بیان مین - اگر کسی شخص نے یون کہا کہ مین اگر
گھر مین جاؤن تو اوس روز میرے جتنے مملوک ہون آزاد ہین تو ان لفظون سے وہ مملوک
آزاد ہو جاوینگے جو اوسکے ملک مین بعد اس شرط کرنیکے آئی ہین اور اگر لفظ اوس روز
نکہیگا تو جن مملوکون کا مالک بعد اس شرط کے ہوگا وہ آزاد نہونگے - اور کلمہ مملوک حمل پر
واقع نہین ہوتا تو حمل اس شرط سے خارج رہیگا اور اگر یہہ کہے کہ جتنے میرے مملوک ہین یا مین
اونکا مالک ہون وہ کل کو آزاد ہین یا میرے مرنیکے بعد آزاد ہین تو اسمین صرف وہ مملوک
شامل ہونگے جنکا وہ شخص شروع اس شرط لگانے سے مالک ہی وہ نہ شامل ہونگے جنکو بعد اس
شرط کے خریدیگا اور اگر وہ شخص مر جاویگا تو اوسکے مال کی تہائی سے وہ مملوک بھی آزاد
ہونگے جنکا وہ بعد شرط کے مالک ہوا ہے جیسے شرط کیوقت کے مملوک آزاد ہوتے ہین
اسلیئے کہ یہہ اسکا قول وصیت کے حکم مین ہے تو اسلیئے سوم حصہ مال سے جاری ہوگی +

باب مال کے عوض مین آزاد کرنیکے بیان مین - اگر کوئی شخص اپنے بندہ کو مال پر آزاد کرے
اور وہ غلام اوسکو قبول کرلے تو آزاد ہو جاویگا اور اگر آزاد ہونیکو مال کے ادا کرنے پر
مشروط کردے تو وہ غلام تجارت مین ماذون ہوگا یعنی اجازت تجارت کی اوسکو آقا کی
طرف سے ہو جاویگی اور مال مشروط کو آقا کے سامنے رکھنے سے آزاد ہو جاویگا یعنی یہہ ضرور

نہین کہ غلام کے آزاد کرنیکو مالک قبول بھی کرے بلکہ مال کا سامنے رکھدینا کافی ہی۔ اور اگر کہی کہ تو میری موت کے بعد ہزار کے بدلہ مین آزاد ہے تو غلام کا قبول کرنا مالک کی موت کے بعد معتبر ہوگا اور اگر غلام کو اپنی ایک سال کی خدمت کے عوض آزاد کرے اور وہ غلام قبول کرلے تو اوسیوقت آزاد ہوجاویگا اور مالک کی خدمت ایک برس کرنی ہوگی اور اگر مالک خدمت لینی سے پہلے مرجاوی تو اوس غلام آزاد کو اپنی قیمت مالک کی ورثہ کو دینی پڑیگی۔ اور اگر ایک شخص نے لونڈی کے مالک سی کہا کہ تو اوسکو ہزار کے عوض اس شرط سی آزاد کردی کہ اوسکا نکاح مجھہ سی کردی پس مالک نے اوسکو آزاد کیا اور لونڈی نے اوس شخص کے ساتھہ نکاح کرانے سے انکار کیا تو وہ مفت مین آزاد ہوجاویگی اسلئی کہ شرط ہزار کی پوری نہوئی اور اگر اوس شخص نے اتنا اور زیادہ کہا کہ اوس لونڈی کو میری طرف سے ہزار کی عوض آزاد کردی الخ تو اسصورت مین ہزار کو اوس لونڈی کی قیمت اور اوسکی مہر مثل پر بانٹا جاویگا تو جسقدر اوسکی قیمت کے مقابل حصہ ہزار مین سی ہوگا وہ اوس شخص کو مالک کے حوالہ کرنا واجب ہوگا اور جسقدر مہر مثل کے مقابل پڑیگا وتنا دینا نہ آویگا وہ نکاح نہونے کی جہت سی جاتا رہا +

باب مملوک کے مدبر کرنیکے بیان مین مدبر کرنا یہہ ہی کہ آزادی کو اپنی موت مطلق پر مشروط کردی مثلا یہہ کہی کہ جب مین مرون تو تو آزاد ہے یا تو آزاد ہی جسدن مین مرجاؤن یا میرے بعد تو مدبر ہے یا تجکو مین نے مدبر کیا پس اسطرحکا غلام نہ بیچا جاوے نہ ہبہ کیا جاوی لیکن اوس سی کار خدمت لیا جاوی اور مزدوری پر بیجا جاوی اور اگر لونڈی ہو تو اوس سی صحبت کیجاوی اور اوسکا نکاح کردیا جاوے اب مالک کے مرنے پر مدبر کے تین حال ہین اگر مالک توانگر ہو تب تو مدبر اوسکے تہائی مال مین سے بالکل آزاد ہو جائیگا اور اگر وہ فقیر ہو تو تہائی آزاد ہوگا اور اپنی دو تہائی قیمت مالک کے وارثون کو دینی پڑیگی اور اگر مالک قرضدار ہو تو اپنی کل قیمت کا دینی ہوگی اور جس صورتمین کہ مالک کہی کہ اگر مین اپنی اس

باب بیع مین

مرض خواہ اس سفر سے مرجاؤن یا دس برس تک مرجاؤن تو تو آزاد ہی یا بعد فلان شخص کے مرنیکے تو آزاد ہے تو ان صور تو نمین اوسکا بیچنا درست ہی یعنی وہ مدبر نہوگا اور اگر ان صور تو نمین شرط پائی جاویگی تو وہ آزاد ہو جاویگا اسلئے کہ یہہ صورتین مشروط آزادی کی ہین مدبر کرنے کی نہین +

باب امّ ولد بنانیکے بیان مین - اگر کسی لونڈی کے مالک سے اولاد ہو تو اوسکو دوسریکی ملک کرنا یعنی بیچنا اور ہبہ کرنا درست نہین لیکن اوس سے صحبت کرنی اور خدمت لینی اور مزدوری کرانی اور دوسرے سے اوسکا نکاح کرنا جائز ہے - پہر اگر دوسری دفعہ اوسکی اولاد ہو تو اوس بچہ کا نسب مالک سے بدون اوسکی دعوی کے ثابت ہوگا بخلاف اول دفعہ کی اولاد کے کہ وہ بدون دعوی مالک کے ثابت نہوگا اور دوسری دفعہ کے بچہ کے نسب کا اگر مالک منکر ہوگا تو اوسکا نسب اوس سے الگ ہو جاویگا اور وہ لونڈی مالک کے مرنے پر اوسکے کل مال مین سے آزاد ہو جاویگی اور اپنی قیمت مالک کی قرضخواہ کیواسطے نہ کماویگی - اور اگر نصرانی شخص کی ام ولد مسلمان ہو جاوے تو چاہیئے کہ وہ اپنی قیمت مالک کو کما دے اسلئے کہ مسلمان عورت کا نصرانی کے ماتحت رہنا جائز نہین - اور اگر کوئی لونڈی نکاح کے سبب بچہ جنے پہر اوسکا شوہر اوسکا مالک ہو جاوے تو وہ لونڈی اوس شخص کی ام ولد ہو جاویگی - اور اگر ایک لونڈی دو مردونمین مشترک ہو اور وہ بچہ جنے اور اون دونو مین سے ایک اوسکا مدعی ہو تو اوس بچہ کا نسب اوس سے ثابت ہوگا اور وہ لونڈی اوسکی ام ولد ہو جاویگی اور اوسکو لازم ہوگا کہ آدہی قیمت لونڈی کی اور آدہی اجرت صحبت کی حوالہ اپنی شریک کے کرے اوس بچہ کی قیمت کچہہ ندیوے اور اگر وہ دونو شریک اوس بچہ کے مدعی ہون تو اوسکا نسب دونو سے ثابت ہوگا اور وہ لونڈی دونو کی ام ولد ہوگی اور ہر ایک پر اونمین سے نصف اجرت صحبت کی لازم ہوگی آپسمین مجرا دیوین یعنی نہ یہہ اوس سے لے نہ وہ اس سے اسلئے کہ ہر واحد پر دوسرے کا حق برابر ہے اور اگر

اِن شریکونمین سے کوئی مرگیا تو وہ بچہ ہرایک کے ترکہ مین سے پوری میراث بیٹے کی پاویگا اور اگر وہ انکے سامنے مرجاویگا تو اوسکے ترکہ مین سے ان دونونکو ایک باپ کا حصہ ملیگا اوسکو دونو باہم تقسیم نصفا نصف کرلین - اگر ایک شخص کے پاس غلام مکاتب ہی اور مکاتب کے پاس لونڈی ہی اوس شخص نے اوس لونڈی کے بچہ کا دعوے کیا اور مکاتب نے اوسکے قول کی تصدیق کی تو نسب لازم ہوگا اور اجرت صحبت کی اور قیمت بچہ کی اپنے مکاتب یعنی لونڈی کے مالک کو حوالہ کرنی پڑیگی اور وہ لونڈی اوس شخص کی ام ولد نہوگی اور اگر مکاتب نے اوسکو دعوی مین جھٹلایا تو نسب اوس سے ثابت نہوویگا +

کتاب الایمان

اسمین قسمونکا بیان ہے - قسم اوسکو کہتے ہین کہ خبر کے سچ یا جھوٹ کو ایسی چیز کے ذکر سے مضبوط کرے جسکے نام کی قسم کہائی ہی - پہر قسم کی تین قسمین ہین اول یہہ کہ کسی گذشتہ معاملہ پر جان بوجھکر جھوٹی قسم کہاوی اسکو غموس کہتے ہین دوسرے یہہ کہ ظن غالب کی راہ سی قسم کہاوی وہ قسم لغو ہی اول صورت مین گناہگار ہوتا ہے دوسری مین نہین ہوتا تیسری یہہ ہی کہ کسی امر آیندہ پر قسم کہاوی یہہ قسم منعقد ہے اور صرف اسمین اگر قسم کے خلاف کریگا تو کفارہ لازم آویگا یعنی غموس اور لغو قسم مین کفارہ واجب نہین - اور قسم منعقد کو کسیکی زبردستی سی کہاوی یا بھول کر کہاوی اور اوسکا خلاف خواہ کسیکی زبردستی سی کری یا بھولکر کرے سب طرح سی کفارہ لازم آتا ہے - اور قسم خدا تعالی کی اور رحمن اور رحیم اور اوسکی عزت اور اوسکی بزرگی اور اوسکی کبریا کی ہوتی ہے اور اوسکے الفاظ یہہ ہین قسم کہاتا ہون اور حلف کرتا ہون اور گواہی دیتا ہون گو خدا کی گواہی دیتا ہون نہ کہو اور لعمر اللہ اور ایم اللہ اور عہد خدا کی قسم اور پیمان خدا کی قسم اور مجہپر نذر ہے یا خدا تعالی کی نذر ہے اور اگر مین یہہ کام کرون تو کافر ہون یہہ سب کلمات قسم کے ہین - اور خدا کے علم اور غضب اور

ترجمہ

غموس کہا
یعنی ڈبونیوالا
مین ڈالنیوالی قسم
اوسی کو گناہ مین
ڈبونی کی وجہ سے
غموس نام ہوا ۱۲

غصہ اور رحمت کی قسم اور اوسکی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی اور قران کی اور کعبہ کی اور خدا
کے حق کی قسم کہانے سے قسم نہین ہوتی اور اگر یہ کام کرون تو مجہپر خدا کا غضب اور
غصہ ہو یا مین زانی یا چور یا شراب خوار یا سود خوار ہون ان کلمات سے بھی قسم نہین
ہوتی اور قسم کے حروف عربی مین ب اور و اور ت ہین مثلا باللہ اور واللہ اور
تاللہ اور کبھی حرف قسم پوشیدہ بھی ہوتا ہے جیسے اللہ کہے اور مراد واللہ کہنے
سے ہو۔ اور اگر قسم کے خلاف کام کرے تو اوسکا کفارہ ایک بردہ کا آزاد کرنا
یا دس مسکینونکو کہانا کہلانا ہے جسطرح ان دونو باتونکا ذکر ظہار مین گذر چکا ہے
یا دس آدمیونکو کپڑا پہنانا اسطرح کہ اونکا بدن اکثر ڈہک جاوے پس اگر یہہ دونو باتین
نہوسکین تو تین روزے پیہم رکہے اور قسم کے خلاف کرنے سے پیشتر کفارہ نہ دے۔ اور جو
شخص کسی گناہ کے کام کرنے کے لئے قسم کہا دے[ع] تو اوسکو چاہیئے کہ اپنی قسم
کے خلاف عمل کرے اور قسم کا کفارہ دیوے۔ اور کفارہ قسم کا کافر پر لازم نہین گو
قسم کے خلاف حالت مسلمانی مین کرے۔ اور جو کوئی اپنی ملک کو اپنے اوپر حرام کرلے
وہ حرام نہین ہوتی پس اگر اوسکو استعمال مین لاوے تو کفارہ دے۔ اور اگر یون کہے کہ
ہر ایک حلال چیز مجہپر حرام ہے تو یہہ قسم کہانے اور پینے کی چیزون پر ہوگی اور فتوی اسپر
ہے کہ اس کلام سے اوسکی بی بی بدون نیت طلاق کے بائن ہو جاتی ہے[علہ]۔ اور جو شخص
کوئی نذر مطلق یا مشروط کسی شرط پر کرے اور وہ شرط پائی جاوے تو اپنی نذر پوری
کرے خواہ نذر مطلق ہو یا مشروط لیکن اگر قسم مین کلمہ انشاءاللہ ملاوے تو قسم نہوگی اور
اوسکے خلاف کرنیسے کچہہ لازم نہ آویگا

باب اندر جانے اور نکلنے اور رہنے اور آنے وغیرہ پر قسم کہانیکے بیان مین

۔ اگر کسی نے قسم کہائی کہ مین گہر کے اندر نجاونگا تو کعبہ مین اور مسجد مین اور گرجا اور
یہود دیونکی معبد مین اور گہر کی ڈیوڑہی اور برآندہ اور صفہ مین جانے سے اوسکی

ع [illegible]

علہ کیونکہ حلال کو حرام کرنا طلاق پر زیادہ بولا جاتا ہے ۱۲

[illegible] نہین

قسم نہ ٹوٹیگی مسقف اوسکو کہتے ہین کہ تین دیوارون پر چھت ڈالدی جاوے — اور اگر
قسم کہائی کہ کسی گہر مین نجاونگا اور پہر گہر مین ڈہنے کے بعد داخل ہوا تب بھی قسم
نہ ٹوٹیگی — اور اگر قسم کہائی کہ اِس گہر مین نجاونگا اور اوسکے گر جانے کے بعد
اوس مین جاوے تو قسم کے خلاف ہوجاویگا اگرچہ وہ مکان ٹوٹ کر دوسرا
بنگیا ہو — اور اگر مکانکو ٹوٹنے کے بعد باغ یا مسجد یا حمام یا کوٹھری ہوگیا ہو تو
اوسمین جانے سے قسم نہ ٹوٹیگی اسیطرح اگر کہی کہ اس کوٹھڑی مین نجاونگا اور وہ ویران
ہوجاوے یا اوسکے جگہہ دوسرا مکان بنجاوی تو اوس مین جانے سی قسم نہ ٹوٹیگی — اور جو شخص
کہ گہر کی چہت پر کہڑا ہو وہ مکانمین داخل ہے اور اگر دروازہ کی محراب مین کہڑا ہو وہ
مکان کے اندر نہین — اور پوشاک اور سواری اور رہنے پر ٹھہرا رہنا ایسا ہی کہ گویا اب
شروع کیا ہے یعنی اگر یون قسم کہا کہ مین اس کپڑے کو نہ پہنونگا حالانکہ پہنے ہوتی ہے
یا کہی کہ اس گہوڑے پر سوار نہونگا اور اوسوقت سوار ہی یا کہی کہ اِس گہر مین نرہونگا
حالانکہ رہتا ہی اور اسی حالت پر ٹھہرا رہے تو قسم ٹوٹ جاویگی اور اگر یون کہی کہ مین
اس گہر مین داخل نہونگا اور اوسمین موجود ہو اور ٹھہرا رہے تو اس ٹھہرنے سی قسم ٹوٹیگی
— اور اگر یہہ قسم کہاوی کہ مین اس مکان مین یا اِس کوٹھڑی یا اس محلہ مین نرہونگا اور
خود تو چلا گیا مگر اوسکا اسباب اور گہر کے لوگ رہگئی تو قسم توٹ جاویگی بخلاف شہر کے
یعنی اگر اسبات کی قسم کہائی کہ شہر مین نرہونگا اور خود نکل گیا اور اسباب اور اہل و
عیال شہر مین رہے تو قسم نہ ٹوٹیگی — اور اگر قسم کہاوی کہ مین نہ نکلونگا پہر اوسکی اجازت
سے لوگ اوسکو اوٹھالائی تو قسم ٹوٹجاویگی اور اگر اوسکی اجازت سی اوسکو نہین اٹھایا
بلکہ خود لے آئی خواہ وہ راضی تہا یا زبردستی سی لے آئے تو قسم نہ ٹوٹیگی جیسی اسصورت
مین کہ قسم کہائی کہ مین صرف جنازہ ہی کے لئی نکلونگا اور پہر جنازہ کے لئی نکلے اور
جنازہ کے بعد اپنی کسی کام کو جاوی تو قسم نہ ٹوٹیگی — اور اگر قسم کہائی کہ مکہ کو نہ نکلونگا

[illegible]

یا نجاؤنگا پھر مکہ کی ارادے سے نکلی اور انتشار رہی پھر آوی تو قسم ٹوٹجاویگی اور اگر یون کہی کہ مکہ مین داخل
نہونگا اور وہی صورت ہو جو مذکور ہوئی تو قسم ٹوٹیگی آور اگر قسم کہاوے کہ مین فلان شخص کے پاس ضرور آؤنگا اور
نہ آیا یہانتک کہ مرگیا تو اسکی قسم زندگی کی آخر مین ٹوٹیگی آور اگر قسم کہاوے کہ مجھسے ہوسکیگا تو فلان کے پاس ضرور آؤنگا
تو اس ہوسکنے سی مراد بدن کی تندرستی ہوگی یعنی بشرط خیریت ضرور آؤنگا اور بشرط قدرت مراد
نہوویگا جسکے یہہ معنی ہین کہ تمام اسباب وپر پیچے کے موجود ہون اور سب موانع اندر باہر کے برطرف
ہون کہ اس حالین معلول کا موجود ہونا واجب ہوجاتا ہی اور اگر وہ شخص ان الفاظ سی بشرط
قدرت ہی ارادہ کرے تو دیانت کی راہ سے مان لیا جاوی یعنی یہہ نیت اوس معاملہ
مین کہ اوس سی اور خدا تعالے سے پڑیگا مقبول ہوگی مگر قاضی کی عدالت مین مقبول نہوگی
اوسکی نزدیک بشرط خیریت ہی سمجھا جاویگا - اور اگر قسم کہائی کہ میری منکوحہ بجز میری
اجازت کے نہین نکلیگی تو ہر نکلنے کیواسطے علیحدہ اجازت شرط ہوگی ورنہ قسم ٹوٹ
جاویگی بخلاف اسکی کہ یون کہی کہ میری عورت نہ نکلے مگر یہہ کہ مین اجازت دون یا نہ نکلے
جبتک کہ مین اجازت ندون تو اسصورت مین ہر نکلنے کے لئی علیحدہ اجازت ضرور نہوگی
بلکہ اول بار نکلنے کیواسطے اجازت چاہیئے - اور اگر عورت نے نکلنے کا ارادہ کیا یا
اپنی غلام کو مارنا چاہا تو شوہر نے کہا کہ اگر تو نکلے یا غلام کو ماری تو تو طالق ہے تو
یہہ طلاق اوسی نکلنے اور مارنے پر مشروط ہوگی یعنی اگر عورت اوسوقت نکلنی یا مارنے
سے باز رہی اور پھر نکلے یا مارے تو طلاق نہ پڑیگی - اور قسم کے ٹوٹنے مین غلام کی
سواری خود اوس شخص کی ہوگی بشرطیکہ وہ غلام کی سواری کی بھی نیت قسم مین کرلی
اور ایک یہہ کہ غلام کے ذمہ قرض کسیکا نہو اور اگر قرض ہوگا تو غلام کی سواری خود
اوسکی نہوگی گو وہ نیت بھی کرلے اس مسئلہ کی صورت یہہ ہی کہ مالک کہی کہ مین اگر اپنی سواری
پر سوار ہون تو مثلا میرا غلام آزاد ہے اور نیت کرے کہ سواری خواہ میری ہو یا
میرے غلام کی مگر اوس غلام پر کسیکا قرض نہو تو اسصورت مین اگر وہ اپنی غلام کی سواری

پر سوار ہوگا تو اوسکا غلام آزاد ہوجاویگا

باب کہانے پینے کلام کرنے پر قسم کے بیان مین ۔ اگر قسم کہاوی کہ اس درخت مین سے نہ کہاؤنگا تو اوسکا میوہ کہانے سی قسم ٹوٹجاویگی ۔ اور اگر یون کہا کہ ان کچے چہوہارون یا ان کو نہ کہاؤنگا یا اس دودھ کو نہ پیونگا تو جس صورتمین کچے کو معین کیا تھا اوسمین پکونکے کہانے سے اور پکونکی صورت مین خشک کے کہانیسے اور دودہ کیصورت مین اوسکی دہی کے کہانیسے قسم نہ ٹوٹیگی ۔ لیکن اگر کہا کہ اس لڑکے سے یا اس جوان سے نبولونگا یا اس بہیڑکے بچہ کو نہ کہاؤنگا تو اگر اوس لڑکے سے جوانی مین بولیگا یا جوان سی اوسکی بوڑہا ہونے پر کلام کریگا یا بچہ کو بڑا ہونے پر کہاویگا تو قسم ٹوٹجاویگی ۔ اور اگر کہی کہ مین کچے چہوہارے نہ کہاونگا اور پختہ کہاوی تو قسم نہ ٹوٹیگی ۔ اور اگر کہی کہ پختہ چہوہاری یا کچے نکہاؤنگا یا یون کہی کہ نہ پکے کہاؤنگا نہ خام تو مُذَنَّب یعنی گدرے کہانے سے قسم ٹوٹجاویگی اور مُذَنَّب کچے چہوہارے کو کہتی ہین جو ایک طرفسی پکنا شروع ہوگیا ہو یا پکا ہو اور تہوڑا سا کچا رہا ہو ۔ اور اگر کہی کہ مین تر چہوہاری نہ خریدونگا پہر خوشہ کچے چہوہارونکا مول لے جسمین کچہہ تر بہی ہون تو قسم نہ ٹوٹیگی اور اگر کہی کہ گوشت نکہاونگا تو مچہلی کہانے سے قسم نہ ٹوٹیگی ۔ اور سؤر اور انسان کا گوشت اور کلیجی اور اوجہ گوشت ہے یعنی اگر قسم کہاوی کہ گوشت نکہاؤنگا تو ان چیزدن کے کہانے سی قسم ٹوٹجاویگی ۔ اور اگر کہی کہ چربی نہ کہاؤنگا اور پیٹہہ کی چربی کہاوی یا کہی کہ گوشت کو یا چربی کو نہ کہاؤنگا اور پہر دُنبہ کی چکتی کہاوی یا کہی کہ ان گیہودنکو نہ کہاؤنگا اور اونکی روٹی کہاوی تو ان صورتونمین قسم ٹوٹجاویگی ۔ اور اگر کہی کہ اس آٹے کو نکہاؤنگا تو اوسکی روٹی کہانی سے قسم ٹوٹیگی خشک کہانے سے نہ ٹوٹے گی اور روٹی کی اگر قسم کہاوی تو اوس سے وہ مراد ہوگی جو اوسکی شہر والونکو عادت ہو ۔ اور بہنے اور پکے کی قسم سی گوشت مراد ہوتا ہے ۔ اور سِری کہانے کی قسم مین وہ مراد ہوگی جو اوس شہر مین بکتی ہو یعنی جونسی سری

[illegible]

شہر مین بکتی ہو خواہ گاے کی ہو یا بکری کی قسم مین وہی معتبر ہوگی - اور میوہ سے غرض سیب اور خربزہ اور زرد آلو سے انگور اور انار اور خربار تر اور کہیرا لکڑی مراد نہین - اور سالن کی قسم سے وہ مراد ہوگا جسمین روٹی ترکیجاوی جیسی سرکہ اور نمک اور زیتون کا تیل اِسمین گوشت اور بریان انڈا اور پنیر داخل نہین - اور صبح کے کہانے سے مراد فجر سے لیکر ظہر کے وقت تک ہی اور شام کے کہانے سے غرض ظہر کیوقت سے آدہی رات تک ہی اور سحر سے مراد آدہی رات سے صبح تک ہی - اگر کہے کہ مین اگر کہاؤن یا پیون یا پہنون تو ایسا ہو اور نیت کرے کسی معین کہانے پینے پہننے کی چیز کی تو اوسکی نیت نہ حکم قاضی مین مانی جاویگی نہ دیانت کی روسے ہان اگر یون کہیگا کہ مین اگر کہانیکی چیز کہاؤن یا پینے کی چیز پیون یا کپڑا پہنون تو ایسا ہو تو اس صورتمین اگر معین چیز کی نیت کریگا تو دیانت کی راہ سے مان لیا جاویگا مگر قاضی کے یہان معتبر نہوگا اگر قسم کہاوی کہ مین گنگا سے پانی نہ پیونگا تو مراد مُنہ سے پانی پینے سے ہوگی بدون کسی برتن کے بخلاف اسکے کہ کہے کہ گنگا کا پانی نہ پیونگا اِسصورتمین اگر برتن مین لیکر بہی پیونگا تو قسم ٹوٹجاویگی - اگر یون کہے کہ اگر مین آج اس کوزہ کا پانی نہ پیون تو ایسا ہو حالانکہ اوس کوزہ مین پانی نہو یا ہو اور اوسکو گرا دیا جاوے یا وہ شخص ان الفاظ کو مطلق کہے قید آج کی نہ لگاوے اور کوزہ مین پانی نہو تو ان سب صورتونمین قسم نہ ٹوٹیگی اور اگر پانی ہو اور گرا دیا جاوے تو قسم ٹوٹ جاویگی - اگر قسم کہاوی کہ مین آسمان پر چڑہونگا یا اِس پتہر کو سونا بناؤنگا تو اوسیوقت قسم ٹوٹجاویگی اور کفارہ دینا پڑیگا اسلئے کہ یہہ امور ممکن نہین - اگر قسم کہاوی کہ فلانے سے نبولونگا پہر اوسکو سوتے مین پکارا کہ وہ جاگ اوٹہا تو قسم ٹوٹجاویگی اور اگر یہہ کہا تہا کہ اوس سے بدون اوسکی اجازت کے کلام نکرونگا اور اوس شخص نے اجازت تو دی مگر اسکو اجازت کا حال معلوم نہوا اور کلام کی تب بہی قسم ٹوٹجاویگی - اور اگر یون کہے کہ مین ایک مہینے تک نبولونگا تو شروع اس مہینے کا اوسوقت

[illegible]

سے معتبر ہوگا جب سے کہ اوسنے قسم کہائی ہے اور اگر یہہ کہی کہ مین تکلم نکرونگا اور
قرآن یا تسبیح پڑھے تو قسم نہ ٹوٹیگی اسلیئے کہ عرف مین اسکو تکلم نہین کہتی بلکہ تلاوت اور
تسبیح پڑہنا بولتے ہین — اگر یون کہی کہ جس دن مین فلان شخص سے بولون تو ایسا ہو تو
اس سے دن اور رات دونو سمجھے جاوینگے اور اگر اوسنے قسم کیوقت اس کلام سے
دن ہی کی نیت کی نہ رات کی تو مان لیا جاویگا لیکن اگر یہہ کہے کہ جس رات فلان سے بولون
تو ایسا ہو تو اس کلام سے خاص رات ہی مراد ہوگی دن اسمین متصور نہوگا — اور اگر کہی کہ اس
سے نبولونگا مگر اوسصورتمین کہ زید آجاوی یا کہی کہ مگر اوسصورتمین کہ وہ اجازت دے یا جبتک کہ وہ اجازت
دی پہر اوسنے زید کی آنے سی پہلے اور اوسکی اجازت سی پیشتر کلام کیا تو قسم ٹوٹ جاویگی اور اگر
ان دونو باتونکے بعد بولیگا تو قسم نہ ٹوٹیگی — اور اگر زید مرجاوے تو حکم قسم کا جاتا رہیگا
— اور اگر قسم کہاوی کہ فلانے کا کہانا نہ کہاؤنگا یا اوسکے گہرمین نجاؤنگا یا اوسکا کپڑا
نہ پہنونگا یا اوسکی سواری پر سوار نہونگا یا اوسکی غلام سی نبولونگا ان صورتونمین اگر ان
چیزونکی طرف اشارہ کرکے کہی کہ اوسکی اس کہانے کو یا اس گہرمین یا اس کپڑے کو
وغیرہ اور پہر ان چیزون پرسے مالک کی ملک جاتی رہے اور قسم والا وہ کام کرے
تو اوسکی قسم نہ ٹوٹیگی جیسے کہ نئی ملک مین یعنی مالک اگر دوسرا کہانا یا گہر مول لے تو اس
کہانا نئے کہانے اور نئے گہر کے اندر جانے سے قسم نہ ٹوٹیگی اور اگر ان چیزونکی طرف اشارہ
نکرے تو مالک کی ملک کے جاتے رہنے کے بعد ان کامون کے کرنے سے قسم
نہ ٹوٹیگی مگر اوسکی نئی خریدی ہوئی چیزون سے قسم ٹوٹجاویگی — اور اگر کہی کہ فلان کے
دوست یا اوسکی بیبی سے نبولونگا اور اشارہ کردیا تو ان دونون سی جب اوسکی دوستی
اور زوجیت جاتی رہیگی اوسوقت بھی اگر کلام کریگا تو قسم ٹوٹجاویگی اور اگر اشارہ
نکریگا تو قسم نہ ٹوٹیگی ہان اگر اوسکی نئے دوست اور نئی منکوحہ سی بولیگا تو ٹوٹیگی — اور
اگر یہہ کہا کہ اس چادر کے مالک سی نبولونگا اور مالک نے وہ چادر بیچڈالی تب اوسنی

اوس سے کلام کیا تو قسم ٹوٹ جاویگی۔ اگر قسم مین لفظ الحین اور الزمان یا ان دونوکو
نکرہ بولے یعنی حین اور زمان کہدیا تو یہہ وقت چھہ مہینے کا ہوگا مثلاً اگر کہی کہ یہہ کام
ایک حین تک نکرونگا تو چھہ مہینے مراد ہونگے اور اگر الدہر اور الابد کہا تو تمام عمر ہوگی
اور اگر دہر کو نکرہ کہا تو مجمل ہے یعنی اسکی مقدار یقینی معلوم نہین اور اگر الایام یا ایام
کثیرہ کہا یا مہینون اور برسون کہا تو دس مراد ہونگے اور اگر اونکو نکرہ بولے گا تو
تین مراد ہوونگے

باب طلاق دینے اور آزاد کرنیکی قسمون

باب طلاق دینے اور آزاد کرنیکے باب مین قسم کے بیان مین۔ اگر کوئی شخص یون کہی
کہ اگر تو بچہ جنے تو تو طلاق ہے یا لونڈی کو کہی کہ تو آزاد ہی اور ان کے بچہ مردہ پیدا
ہو تو اس شخص کی قسم ٹوٹجاویگی یعنی طلاق پڑجاویگی اور لونڈی آزاد ہوجاویگی لیکن اگر
اوسنے کہا تہا کہ تو بچہ جنے تو وہ بچہ آزاد ہی اور اوسکی بچہ مردہ پیدا ہوا تو اوس بچہ کے
آزاد ہونیکا حکم نکرینگے اور اوسکی قسم باقی رہیگی۔ اور اگر یون کہا کہ جس غلام کو مین
اول مالک ہون تو وہ آزاد ہی پس اگر ایک غلام کا مالک ہوگا تو وہ اس قسم کی روسے
آزاد ہوجاویگا اور اگر پہلے دو غلامونکا مالک ایک ساتھہ ہو پہر تیسریکا مالک ہو تو ان
تینون مین سے کوئی بہی آزاد نہوگا۔ اور اگر یون کہی کہ جس تنہا غلام کو مین اول مالک
ہوں وہ آزاد ہی تو البتہ اس صورت مین تنہا کی قید سے تیسرا غلام آزاد ہوجاویگا اور اگر
یون کہا کہ پچہلا بندہ جسکا مین مالک ہون وہ آزاد ہی پہر وہ مالک ہوا ایک غلام کا پہر
دوسرے غلام کا اور اسکے بعد مرگیا تو دوسرا غلام اوس شخص کی ابتداء ملکیت سے آزاد
ہوگا۔ اگر یہہ کہی کہ جو غلام مجکو خوشخبری فلان معاملہ کی سناویگا وہ آزاد ہی پہر تین
غلامونے علحدہ علحدہ وہی خوشخبری اوسکو سنائی تو جسنے اول سنائی ہوگی وہ آزاد
ہوگا اور اگر تینون نے ایک ساتھہ سنائی تو سب آزاد ہوجاوینگے۔ اور اداء کفارہ کے
لئے اپنے باپ کا خریدنا درست ہی اور یہی حکم ہے ہر ایک ذی رحم محرم کے خریدنے مین کہ

اگر نیت کفارہ کی کرلے اور وہ بمجرد خریدنیکے آزاد ہوجائی تو کفارہ ادا ہو جاویگا لیکن اگر کسی غلام کی آزادی کو اپنی خرید پر مشروط کر دیا ہو اور اوسکے خریدنے مین نیت کفارہ کی کرلے تو وہ شرط کی جہت سی آزاد ہوگا نہ کفارہ کی عوض مین اور یہی حال ہی ام ولد کے خریدنے کا کہ وہ بھی کفارہ کے عوض نہوگی اور اوسکی صورت یہہ ہے کہ کوئی شخص اپنی منکوحہ سی جو لونڈی ہو اور اوس سی اولاد رکھتی ہو کہی کہ اگر مین تجھی خریدون تو تو آزاد ہے اور خریدنے کیوقت نیت کفارہ کی کرلے اگر کہے کہ اگر مین حرم بناؤن تو وہ آزاد ہے تو یہہ قول اوسوقت درست ہی کہ جس لونڈی کو کہا ہو وہ اوسوقت اوسکی ملک مین ہو اور اگر مشروط کرنیکے وقت ملک مین نہو تو آزاد نہوگی - اگر یون کہی کہ جتنے میرے مملوک ہین سب آزاد ہین تو اِس لفظ سی اوسکے غلام اور ام ولد اور مدبر سب آزاد ہو جاوینگے مگر مکاتب آزاد نہونگے کہ وہ پورے مملوک نہین ہوتے - اگر کہی کہ یہہ منکوحہ طالق ہے یا یہہ اور یہہ تو تیسری کو طلاق پڑجاویگی اور پہلی دو مین شوہر کو اختیار دیا جاویگا کہ جسکو چاہے طلاق کے لئے معین کرے اور یہی حکم ہے بندون کے آزاد کرنیکا اور لوگون کے لئے مال کے اقرار کرنیکا

باب خرید و فروخت اور نکاح اور روزہ و نماز وغیرہ مین قسم کہانیکے بیان مین

جو کام کہ اونکو اپنی آپ کرنے سے قسم ٹوٹتی ہے اور دوسرے کو اونکی کرنے کی اجازت دینے سے قسم نہین ٹوٹتی وہ یہہ ہین بیچنا مول لینا ٹھیکہ دینا مزدوری پر کام لینا کسی مال کے عوض صلح کرنا تقسیم کرنا مقدمات کی جوابدہی کرنا لڑکے کو مارنا ان کامون مین اگر قسم کہا دی کہ مین نکرونگا تو اپنے آپ نکرے اور اگر دوسرا شخص اوسکی اجازت سے یہہ امور کرے تو اوسکی قسم نہ ٹوٹیگی اور جو کام ایسے ہین کہ اونکو خواہ آپ کری یا دوسرے کو اونکے کرنیکی اجازت دیدے دونو صورتون مین قسم ٹوٹ جاتی ہے وہ یہہ ہین نکاح اور طلاق اور عورت سی خلع کرنا اور آزاد کرنا اور مکاتب بنانا اور قتل عمد سی صلح

کرنی اور ہبہ کرنا اور صدقہ دینا اور قرض دینا اور قرض لینا اور غلام کو مارنا اور جانور کو ذبح کرنا
اور گھر بنانا اور سینا اور امانت سونپنی یا رکھنی اور مانگی چیز دینی یا لینی اور قرض ادا کرنا یا اپنا
وصول کرنا اور کپڑا پہنانا اور کسی چیز کو اٹھا کر سواری پر لادنا کہ ان امور کو اگر خود کریگا یا
دوسرے سے کرنیکو کہیگا تو دونو صورتوں مین قسم ٹوٹ جاویگی — اور داخل ہونا لام تخصیص کا جسکی
معنی واسطے کے ہین بیع اور شرا اور اجارہ اور زرگری اور درخت اور مکان بنانے پر
اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ فعل اس شخص کی اجازت سے ہوا ہی جسکے ساتھہ اوسکو مشروط
کیا ہے گو وہ شخص مالک اوس چیز کا ہو یا نہو مثلاً یہہ کہی کہ اِنْ بِعْتُ لَکَ ثَوْباً یعنی اگر تیرے
واسطے بیچون یا خرید کرون کپڑا وغیرہ تو اوسکے یہہ معنی ہین کہ تیری اجازت سے بیچون
اور اگر لام کسی چیز کی ذات پر داخل ہو مثلاً یون کہی کہ اِنْ بِعْتُ ثَوْباً لَکَ یعنی اگر مین بیچون
کپڑا جو تیرا ہے یہان لام ثوب پر داخل ہے نہ بیع پر تو اسصورتمین اس بات پر دلالت کریگا کہ وہ
چیز اوس شخص کی ملک ہے خواہ اوسنے اجازت بیچنے خریدنے وغیرہ کی دی ہو یا نہین جیسے
مثال دوم سے معلوم ہوتا ہی اور اگر وہ شخص نیت اسکی سوا کرے یعنی لفظونمین تو لام کو فعل پر
بولے اور معنی وہ لے جو لام کو چیز پر داخل کرنے سے ہوتے ہین یا اسکا الٹا کرے تو اُسکی
بات مانی جاویگی ایسی صورتمین کہ اوسکی نیت کے مطابق معنی لینے سے اوسکا نقصان ہوتا ہو
اور اگر اوسکی مراد کے موافق معنی لینے سے اوسکا فائدہ ہوتا ہوگا تو نہ لئی جاوینگی واضح
ہو کہ لام کے آنے سے غرض اوسکا متعلق ہونا ہی اسطرح کہ جار مجرور متعلق فعل کے ہون
یا چیز کی صفت پڑین یہہ غرض نہین کہ لام مقدم لایا جاوی اسلئی کہ مقدم تو دو نو مثالونمین
ہمیں خطاب پر ہے اگر یہہ کہا کہ مین اگر اس بندہ کو خرید کرون یا بیچون تو آزاد ہی پہر اوسکو جائز
خریدا یا بیچا تو قسم ٹوٹجاویگی یعنی غلام مذکور آزاد ہوجاویگا اور یہی حال ہی اگر بیع فاسد کی
دوسرے کی اجازت پر موقوف رکھی لیکن اگر بیع باطل کی تو اوسمین قسم نہ ٹوٹیگی — اگر یہہ
کہا کہ مین اسکو نہ بیچون تو ایسا ہو پہر اوسکو آزاد یا مدبر کر دیا تو قسم ٹوٹجاویگی اِسلئی کہ

نہ بیچنا متحقق ہوگیا۔ عورت نے اپنے شوہر سے کہا کہ تو نے مجہپر نکاح کرلیا اوسنے
جواب دیا کہ میری جو منکوحہ ہو اوسکو طلاق ہی تو اوس عورت پر بھی طلاق پڑجاویگی اور دوسری
اگر ہونگی وہ بھی طالق ہونگی۔ اگر کہی کہ مجہپر پیادہ جانا خانہ خداکو یا کعبہ کیطرف واجب ہی تو
حج یا عمرہ پیادہ پاکرے اگر اونمین سوار ہوگا تو دَم دینا پڑیگا یعنی بکری ذبح کرنی پڑیگی بخلاف
اسصورت کے کہ کہی مجہپر نکلنا یا خانہ خداکو جانا یا پیادہ روانہ ہونا حرم خواہ صفا یا مروہ کو
واجب ہی کہ ان صور تونمین حج پیادہ کرنا لازم نہین ہوتا بلکہ پاپیادہ گہر سی نکلنا لازم ہوتا
ہے۔ اگر کہے کہ میرا غلام آزاد ہے اگر مین اس برس حج نکرون پہر وہ مدعی حج کا ہوا اور دو
گواہ گواہی دین کہ نحر کے دن وہ کوفہ مین تہا تو قسم نہ ٹوٹیگی اور غلام آزاد نہوگا اسلئے
کہ ہوسکتا ہی کہ حج کرکے نحر کے (دسوین ذی حجہ ۱۲) روز کوفہ مین چلا آیا ہو۔ اور اگر کہی کہ مین روزہ نرکہونگا تو روزہ
کی نیت سی ایکساعت کا روزہ رکہنی سی بہی قسم ٹوٹجاویگی اور اگر کہی کہ مین ایک روزہ یا ایکدن
کا روزہ نرکہونگا تو تمام دن کے روزہ رکہنی سی قسم ٹوٹیگی۔ اور اگر کہے کہ مین نماز نہ پڑہونگا
تو ایک رکعت کے پڑہنی سی قسم ٹوٹیگی اور اگر پوری نماز کہیگا تو دوگانہ پڑہنی سی قسم ٹوٹیگی ایک رکعت پڑہنی سی ٹوٹیگی
۔ اگر عورت سی کہی کہ اگر مین تیرا کاتا ہوا پہنو تو وہ ہدی ہی پہر وہ شخص روئی کا مالک ہوا اور عورت سے
اوسکو کاتا اور کپڑا بُنا گیا اور مرد نے پہنا تو وہ ہدی ہوجاویگی اوسکو کعبہ کو بہیجنا
پڑیگا۔ اور سونے کی انگوٹھی اور موتیونکا ہار پہننا زیور کا پہننا ہے مگر چاندی کی انگوٹھی زیور
مین نہوگی یعنی اگر قسم کہائی کہ مین زیور نہ پہنونگا تو سونے کی انگوٹھی اور موتیون کی لڑی
پہننے سے قسم ٹوٹجاویگی لیکن چاندی کی انگوٹھی پہننے سے قسم نہ ٹوٹیگی۔ اگر یون کہی کہ مین
زمین پر نہ بیٹھونگا پہر فرش پر یا چٹائی پر بیٹھے یا کہی کہ اس فرش پر نسوؤنگا پہر اوسپر
ایک دوسرا فرش بچہایا گیا اور اوسپر سورہا یا کہی کہ اس چوکی پر نہ بیٹھونگا اور اوسپر
دوسری چوکی بچہائی گئی اور دوسری پر بیٹہا تو ان صور تونمین قسم نہ ٹوٹیگی لیکن اگر
فرش پر پلنگ پوش بچہاکر سوویگا یا چوکی پر فرش یا چٹائی ڈالکر بیٹھیگا تو قسم ٹوٹجاویگی

باب زد و کوب اور جان سے مار ڈالنے وغیرہ پر قسم کہانیکے بیان مین - اگر کوئی شخص دوسرے سے کہے کہ اگر مین تجکو مارون یا کپڑا پہناؤن یا تجہہ سے بات کرون یا تیرے پاس آؤن تو ایسا ہو تو یہہ افعال دوسرے کی زندگی کے حال سے متعلق ہوتے ہین اگر بعد موت کے یہہ کام کریگا تو قسم نہ ٹوٹیگی بخلاف اِس صورت کے کہ کہے اگر مین تجکو نہلاؤن یا اوٹھاؤن یا ہاتھہ لگاؤن تو ایسا ہو کہ یہہ امور اگر دوسرے کے مرنیکے بعد بھی کریگا تو قسم ٹوٹجاویگی - اگر قسم کہاوے کہ مین اپنی بیبی کو نمارونگا پھر اوسکے بال کھینچے یا گلا دبا دے یا کاٹ کہاوے تو قسم ٹوٹجاویگی اِسلئے کہ یہہ باتین مار مین داخل ہین اور اگر کہا کہ مین اگر فلان شخص کو جان سے نمارون تو ایسا ہو اور وہ شخص اِس قسم سے پہلے مرچکا ہے تو اگر اسکو اوسکی موت کا علم ہوگا تب تو قسم ٹوٹیگی اور اگر اوسکے مرنے کو نہین جانتا تو نہ ٹوٹیگی - اور اگر قسم مین زمانہ قریب یا بعید کہیگا تو مہینے سے کم مدت قریب ہے اور ایک مہینا اور اوس سے زیادہ مدت دراز ہے - اگر قسم کہاوے کہ فلان کا قرض آج اداکرونگا پھر ایسے درم اداکئے جو کھوٹے ہون یا چلتے نہون یا کسی اور کے ہون تو قسم پوری ہو جاویگی اور اگر رانگ کے ہونگے یا تین پرت کے تو قسم ٹوٹجاویگی - اور قرض کے عوض مین کوئی چیز بیچڈالنی ادا قرض کے حکم مین ہے لیکن اگر قرضخواہ قرضدار کو قرض ہبہ کردے تو ادا کے حکم مین نہوگا یعنی ادا پر قسم کہانیکی صورت مین اگر مدیون کوئی چیز عوض قرض کے قرضخواہ کے ہاتھہ بیچڈالیگا تو قسم جھوٹی نہ پڑیگی اور اگر قرضخواہ قرض معاف کردے تو ادا ثابت نہوگا اور قسم ٹوٹ جاویگی - اگر قسم کہائی کہ مین اپنے قرض کے وصول کرنے مین ایک درم کو بدون دوسرے کے نہ لونگا یعنی قرض مین سے کچھہ نچھوڑونگا سب لونگا اور جدا جدا وصول نکرونگا اکٹھا لونگا پھر کچھہ قرض قبضہ مین لایا تو قسم نہ ٹوٹیگی جبتک کہ تمام قرض کو جدا جدا وصول نکرے اور ضروری جدائی سے قسم نجاویگی کہ قرض کے ادا مین اوسقدر علیحدگی ضرور ہوا کرتی ہے مثلا روپیہ کا گننا اور تولنا اور پرکہنا کہ ان امور سے قسم نہین جاتیکی - اگر کہے کہ میرے

پاس تنخواہ اوس سے سوا ہون تو ایسا ہو تو اِسصورت مین تنخوکے یا اوس سے کمتر
کے مالک ہونے سے قسم نہ ٹوٹیگی بلکہ سو سے زیادہ کے مالک ہونے سے قسم ٹوٹیگی
- اگر کہی کہ مین ایسا نکرونگا تو اوس کام کو ہمیشہ کو چھوڑ دے یعنی ایک بار بھی کرنے سے
قسم جاتی رہیگی اور اگر قسم اسبات پر کرے کہ فلان کام ضرور کرونگا تو اوسکو ایک بار
کرنے سے قسم پوری ہو جاویگی - اور اگر کسی شخص سے حاکم وقت قسم لے کہ ہمکو مفسد
لوگون اور ہر طرحکی روگون کی اطلاع کرتے رہو تو یہہ قسم اوس حاکم کی حکومت تک مقید
رہیگی یعنی بعد اوسکے معزول ہو جانیکے اطلاع دینی لازم نہوگی - قسم پوری ہوتی ہے
ہبہ کرنے سے بدون موہوب لہ کے قبول کرنیکے بخلاف بیع کے بدون قبول مشتری
کے یعنی اگر قسم کہائی کہ اس چیز کو فلانی کو ہبہ کرونگا اور پہر اوسنے اوس شخص کو ہبہ
کردی مگر اوسنے قبول نکی تو واہب کی قسم سچی ہوگئی اور اگر بیع کی قسم کہانیکے بعد فروخت
کی اور مشتری نے قبول نکی تو قسم سچی نہوگی - اور اگر قسم کہائی کہ ریحان نہ سونگھونگا
تو گل گلاب اور چمبیلی کے سونگھنے سے قسم نہ ٹوٹیگی اسلئے کہ ریحان اوس سبزۂ خوشبو
کا نام ہے جسمین تنہ نہو کہڑا رہے پس اوسکو گلاب کے پہول اور چمبیلی کے پھول پر
نہ بول سکینگے - اور بنفشہ اور گلاب اگر قسم مین مذکور ہو تو اوس سے پہول کی پتی
مراد ہوگی نہ اوسکی پیڑ کی شاخین اور پتیان - اگر قسم کہائی کہ مین نکاح نکرونگا اور
اوسکا نکاح کسی اجنبی شخص نے کردیا اور اوسنے زبان سے اوس شخص کے نکاح کو جائز
رکہا تو قسم ٹوٹجاویگی اور اگر زبان سے کچھہ نہ کہا بلکہ ایسا فعل کیا جس سے نکاح کی اجازت
پائی جاوے مثلا اوس عورت کا مہر بہیجدیا تو اسصورتمین قسم نہ ٹوٹیگی - اور گہر کا اعتبار
ملک اور کرایہ سے ہے یعنی اگر قسم کہائی کہ اپنے گہر مین نہ گہسونگا پھر اپنے غلام کے گہر
مین گیا یا اپنے کرایہ کے مکان مین گیا تو قسم ٹوٹجاویگی - اور اگر قسم کہاوے کہ میرے
پاس مال نہین حالانکہ اوسکا قرض کسی مفلس کے ذمہ ہو یا نادہند تونگر کے ذمہ

تو اوسکی قسم نہ ٹوٹے گی۔

کتاب الحدود ۔ اسمین حدون یعنی سزاؤنکا بیان ہے ۔ حدود سزا ہی جو خدا تعالے
کے حقوق کے لئے واجب ہوتی ہی پس جو سزا اسطرحکی ہو کہ اوسمین بندہ کا حق ہو تو اوسکو
حد نہین کہتے جیسے قصاص ہے ۔ اور زنا اوس صحبت کو کہتے ہین جو ایسی شرمگاہ مین ہو کہ
وہ ملک اور شبہہ ملک سی خالی ہو اور زنا ثابت ہوتا ہی چار آدمیونکی گواہی سی لفظ زنا کی
ساتھہ اور اگر لفظ وطی اور جماع سی گواہی دینگے تو ثابت نہوگا پس اون گواہون سے
حاکم شرع یون پوچھے کہ زنا کیا چیز ہے اور کسطرح ہوا اور کہان ہوا اور کب ہوا اور کس
عورت سی زنا کیا پس اگر وہ گواہ سب باتین بیان کرین اور یون کہین کہ ہمنی اس مرد کو
اوس عورت سی زنا کرتے ایسے دیکھا جیسے سرمہ دانی مین سلائی اور اون گواہونکی عدالت
بھی ظاہر طہور اور خفیہ تحقیق کرلیا وے تو قاضی اوسوقت حکم زنا کے ہونیکا کردے ۔
اور زنا اسطرح بھی ثابت ہوتا ہی کہ جسنی زنا کیا ہو وہ چار مرتبہ اپنی چار مجلسون مین اقرار زنا
کا کرے اور جب وہ اقرار کرے تو قاضی اوسکی اقرار کو نمانے اور اوس سی زنا کی
حقیقت اور وقت اور جگہہ اور کیفیت وغیرہ امور مذکورہ بالا پوچھے پس اگر وہ سب بیان کردے
تو اوسکو سزا دی اور اگر سزا سی پیشتر اپنے اقرار سے منکر ہو یا عین سزا کے بیچ مین منکر ہو تو
اوسکو رہا کرے اور مستحب ہی کہ قاضی اوسکو انکار کی وجہہ ان لفظون سی تعلیم کرے کہ شاید
تو نے بوسہ لیا ہوگا یا ہاتھہ لگایا ہوگا یا شبہہ سی صحبت کی ہوگی ۔ پہر اگر زانی محصن ہو تو اوسکو
ایک میدان مین سنگسار کرین یہانتک کہ مرجاوے اور سنگسار کرنا گواہ شروع کرین پہر حاکم پہر
دوسرے لوگ اور اگر گواہ سنگسار کرنے سی انکار کرین تو حد جاتی رہتی ہی اور اگر زانی خود مقر
ہو تو اوسکو اول حاکم پتھر مارے پہر اور لوگ ۔ اور اگر زانی محصن نہو تو اوسکی حد یہہ ہی کہ
آزاد ہو تو سو کوڑے اور مملوک ہو تو پچاس اور کوڑا ایسا ہو کہ اوسکی چوٹی مین گرہ نہو اور
چوٹ متوسط مارین نہ بہت زور سی نہ بہت آہستہ اور مرد کے کپڑے اوتار دین اور

سر اور چہرہ اور شرمگاہ کو بچاکر تمام بدن پر الگ الگ لگاوین اور حد مارنیکے وقت مرد
کو کہڑا کہین اور غیر ممدود سے مارین غیر ممدود سے یا یہہ مراد ہی کہ زمین پر لٹاکر اور کہینچکر نمارین
یا یہہ کہ کوڑے سے کو ماکر نہ کہینچین کہ زخم کردی یا یہہ کہ کوڑا مارتے وقت ہاتھہ کو سر پر
نہ کہینچین تاکہ چوٹ سخت نہ لگے - اور عورت کے کپڑے سوا پوستین اور روئی دار کے
نہ اتار سے جاوین اور اوسکو حد بٹہلاکر مارین اور اوسکی سنگسار کرنیکو ایک گڑہا کہود لین
نہ مرد کے لیئے - اور مالک اپنے غلام کو بدون اذن بادشاہ کے حد نہ مارے - اور محصن ہونا
جو سنگسار کرنے مین معتبر ہے وہ یہہ ہے کہ آزاد اور عاقل اور بالغ اور مسلمان ہو اور پہلے
اس زنا سے نکاح صحیح سے کسی عورت کے ساتھہ صحبت کئی ہوئے ہو اور ان دونو یعنی مرد
و عورت مین صفت محصن ہونیکی موجود ہی یعنی جب شوہر و عورت آزاد اور عاقل اور بالغ اور
مسلمان ہون اور نکاح صحیح سے آپسمین صحبت کرلین تو دونو کو محصن کہین گے - اور کوڑی
مارنا اور سنگسار کرنا اکٹہے نکئی جاوین یعنی دونو سزا دینی چاہئین اسیطرح کوڑے مارنے اور
جلا وطن کرنا نچاہیے ہان اگر حاکم کسی مصلحت کیواسطے چند روز کو جلا وطن کردے تو درست
ہے - اور بیمار پر اگر سزا سنگساری کی ثابت ہو تو سنگسار کیا جاوے الا کوڑے نہ لگائی جاوین
جبتک کہ اچہا نہولے اسلئے کہ سنگسار کرنیمین تو مقصود مارڈالنا ہی اوسمین بیمار اور تندرست
برابر ہین اور کوڑے مارنے مین غرض جہڑکدینا ہی نہ مارڈالنا پس شاید بیمار حالت مرض مین
کوڑون سے مرجاوے اسلئے انتظار صحت ضروری ہی اور حاملہ عورتکو کوڑونکی حد نماری جاوے
جبتک کہ وہ بچہ جنکر نفاس سے فارغ نہولے +

باب اوس صحبت کے بیانمین جس سے حد واجب ہوتی ہی اور جس سے واجب نہین ہوتی —
جس عورت سے صحبت کی ہو اگر اوسمین شبہہ حلال ہونیکا ہو گو اوس شخص کو ظن غالب اوسکے
حرام ہونیکا ہو تو اوسکی صحبت سے حد نہین آتی مثلاً اپنے بیٹے یا پوتے کی لونڈی سے صحبت
کرنی یا جو عورت کہ کنایہ کی طلاق کی عدت مین ہو اوس سے ہمبستر ہونا موجب حد نہین

باب صحبت ... [illegible]

اِسلئی کہ اونمین شبہہ حلال ہونیکا ہے گو وہ شخص گمانِ غالب انکی حرمت کا رکھتا ہو اور نفس
صحبت مین اگر شبہہ حلت کا ہو اور وہ مرد بھی اپنے گمانِ غالب مین حلال جانکر کریگا تب بھی
حد واجب نہوگی مثلاً جو عورت کہ تین طلاقونکی عدت مین ہی اوس سی صحبت کرنی یا اپنے
ما باپ کی لونڈی یا بیوی کی لونڈی سے یا اپنے آقا کی لونڈی سی صحبت کرنی کہ اس صحبت
کو اگر اپنے گمان مین حلال جانتا ہوگا تو حد لازم نہ آویگی اور اگر حرام جانتا ہوگا تو حد
لازم آویگی اور نسب صرف اول صورتمین ثابت ہوگا نہ دوسری مین ــ اور اگر اپنی بھائی اور
چچا کی لونڈی سی زنا کرے تو حد ماری جاویگی گو اوس صحبت کو حلال خیال کرے اور یہی حال
ہے اگر کوئی اجنبی عورت اپنی بستر پر دیکھی اور اوس سی صحبت کری لیکن اگر کوئی عورت بیگانہ
اسکی پاس بھیجدی جاوے اور کہدیا جاوے کہ یہہ تیری دُلہن ہی اور وہ اوس سے ہمبستر ہو تو حد واجب
نہوگی بلکہ اوسکا مہر یعنی اُجرت صحبت کی دینی پڑیگی ــ اوران صورتونمین بھی حد واجب نہین
ہوتی اول یہہ کہ جو عورت مرد پر حرام تھی اور اوس سی اتفاقاً نکاح ہوگیا اور اس سے صحبت
کی تو نکاح کے شبہہ سی حد جاتی رہتی ہی یا یہہ کہ اجنبی عورت سی پیشاب گاہ کے سوا اور
جگہہ مین صحبت کرے یا یہہ کہ اوس سی اغلام کرے یا چارپایہ سی صحبت کری یا دار الحرب
مین جا کر خواہ سرکشون کے یہان پہنچکر زنا کرے یا دار الحرب مین رہنے والا ذمی عورت
سے زنا کرے تو مرد پر حد نہوگی مگر عورت پر حد جاری کرنی چاہیئے یا لڑکا یا دیوانہ عورت
بالغ مسلمان عاقل سی زنا کرے اور اگر اسکا الٹا ہو یعنی مرد کسی لڑکی یا دیوانہ عورت سی
زنا کرے تو حد واجب ہوگی مرد پر یا زنا کرایہ کی عورت سی کرے یعنی اگر زنا کے لئے
کسی عورت کی خرچی مقرر کری تو حد واجب نہین ہوتی یا زنا زبردستی سی کری یعنی کسیکی زور سی اس حرکت کا مرتکب ہو
تو حد لازم نہوگی یا زنا کا اقرار کری اور طرف ثانی اُسکا انکار کری تو اس سی بھی حد جاتی رہتی ہی اور جو شخص
کسیکی لونڈی سی زنا کری اور وہ اس فعل سی مرجاوے تو اوسپر حد بھی واجب ہوگی اور اوس لونڈی کی قیمت مالک کے
حوالہ کرنی پڑیگی ــ اور بادشاہ سی قصاص کا اور مالونکا مواخذہ کیا جاوے اور حدونکا مواخذہ نکیا جاوے یعنی بندون

سے حقوق کا مواخذہ اوس سے کرین اللہ تعالی کے حقوق کا نکرین ؛

باب زنا پر گواہی دینے اور گواہی سے پہر جانیکے بیان مین ۔ گواہون نے ایک پرانی
بات پر گواہی دی جو موجب حد تھی سوا بہتان زنا کے تو اوس شخص پر حد نہ لگائی جاویگی
اور اگر گواہی چوری کی ہوگی تو اوس شخص سے تاوان اسباب مسروقہ کا لیا جاویگا مگر ہاتھہ
نہ کاٹا جاویگا ۔ اور اگر گواہ ثابت کردین کہ اس مرد نے ایک غائب عورت سے زنا کیا ہی یعنی
عورت موجود نہو تو اوس مرد پر حد ماری جاویگی بخلاف چوری کے کہ اگر غیر موجود شخص
کے مال چورانیکا ثبوت کرینگے تو ہاتھہ کاٹنا لازم نہوگا ۔ اور اگر مرد زنا کا اقرار ایکعورت
نا معلوم سے کرے تو اوسکو حد ماریجاوے اور اگر گواہ کہین کہ اسنے ایکعورت نا معلوم سے زنا
کیا ہے تو حد نہ لگائی جاوے جیسے اسصورت مین کہ گواہان مذکور عورت کی خواہش اور مجبوری
مین اختلاف کرین مثلا دو کہین کہ وہ راضی تہی اور دو کہین کہ اوس سے زبردستی کیا یا جس شہر
مین زنا ہوا اوسکی نام مین اختلاف کرین اگرچہ ہر زنا کے فعل پر چار گواہ ہون لیکن حد ساقط
ہوجاویگی اور اگر گواہ کوٹھری کے گوشون مین اختلاف کرین تو اسصورت مین مرد و عورت
دونوکو حد لگائی جاوے اور اگر گواہون نے ایک عورت کے زنا پر شہادت دی حالانکہ وہ
باکرہ ہے یعنی مرد کے ساتھہ ہم بستر نہین ہوتی یا گواہ بدکار ہین یا گواہی دیوین کہ
چار گواہون معتبر نے اس شخص پر زنا کی گواہی دی ہی گو وہ اصل گواہ بہی بعد کو اس زنا
پر گواہی دین تو اسصورت مین کسی پر حد جاری نہوگی نہ جسپر گواہی دی اور نہ گواہون پر ۔
اور اگر گواہ اندہے ہون یا کسیکی گالی کے بہتان مین حد اونکو لگ چکی ہو یا چار کی جگہہ تین
گواہ ہون تو ان صورتون مین گواہون پر حد لگیگی نہ اوس شخص پر جسپر کہ اونہون نے
گواہی دی ہے ۔ اور اگر کسی شخص کو گواہونکی گواہی سے حد ماری گئی بعد کو معلوم ہوا
کہ ایک گواہ غلام تہا یا بہتان کی علت مین سزا پاچکا ہی تو چارون پر حد گالی کے بہتان
کی جاری ہونی چاہیئے اور اوس اول مرد کو جان کے سبب سے حد لگی اور زخم یا چوٹ پہنچی

باب زنا پر گواہی دینے اور گواہی سے پہر جانیکے بیان مین

اوسکا تاوان گواہون پر لازم نہ آویگا اور اگر اونکی گواہی سے وہ سنگسار ہوگیا ہوگا تو اوسکا
خون بہا وارثونکو بیت المال سے دیا جاویگا اور اگر بعد اوسکے رجم کے ایک گواہ پہر گیا تو اوسکو
سزا گالی دینے کی دیجاویگی اور چوتھائی خون بہا کا تاوان لیا جاویگا اور اوسکی سنگسار
ہونے سے پیشتر اگر کوئی گواہ پہر گیا تو چارونکو حد لگیگی اور رجم ثابت نہوگا اور اگر پانچ
گواہون مین سے ایک پہر جاویگا تو اوسپر گالی کی سزا لازم نہوگی لیکن اگر دوسرا اور گواہ پہریگا
تو اوسوقت دونوکو حد ماری جاویگی اور دونوکو ملکر چوتھائی خونبہا دینا پڑیگا اور دیت سنگسار
کئے ہوئے شخص کی مزکی کو دینی پڑیگی اگر یہہ معلوم ہوا کہ گواہ غلام ہین مزکی اوس شخص
کو کہتے ہین جو گواہونکا حال ٹھیک بتاتا ہی کہ یہہ عادل قابل شہادت ہی یا نہین جیسے
اسصورتمین کہ اوس شخص کو کوئی جان سے مار ڈالے اور پہر گواہونکا حال ایسا ہی کہلے یعنی ایک
شخص پر رجم کا حکم ہوا دوسرے نے رجم کی جگہہ اوسکو تلوار سے مار ڈالا پہر ظاہر ہوا کہ گواہ
غلام ہین تو اسصورتمین دوسرا شخص اول شخص کے خونبہا کا ضامن ہوگا - اور اگر وہ شخص
جسپر رجم کا حکم ہوا ہو سنگسار کیا جاوی اور گواہ غلام نکلین تو اوسکا خونبہا بیت المال مین
ہوگا - اور اگر زنا کے گواہ گواہی مین یہہ لفظ کہین کہ ہمنے جان بوجھکر زانی اور زانیہ کیطرف
دیکہا تو اونکی شہادت قبول کیجاوی یعنی قصداً دیکھنے کے جرم مین شہادت رد نکرنی چاہئے
- اور جس شخص پر گواہی زنا کی گذری ہو اگر وہ اپنے محصن ہونے سے انکار کری پہر اوسکی محصن
ہونے پر ایکمرد اور دو عورتین گواہی دین یا اوسکی بیوی کے اوس سے بچہ پیدا ہو تو اوسپر
رجم کیا جاویگا اسلئے کہ منکوحہ سے جب اوسکے بچہ ہوا تو اوسکا محصن ہونا ثابت ہوگیا +

باب شراب پینے کی حد کے بیان مین - جس شخص نے کہ شراب پی اور ایسی طرح گرفتار
ہوا کہ شراب کی بو موجود ہو یا وہ خود مست ہو اگرچہ نبیذ کے پینے سے ہوا ہو اور دو مرد
اوسپر شراب پینے کی گواہی دین یا وہ خود ایکبار اقرار کرے تو اوسکو حد لگائی جاوے
اگر یہہ معلوم ہو کہ اوسنے اپنی خواہش سے پی ہے اور حد حالت ہوش مین مارین بیہوشی

مین نمازین ۔ اور اگر وہ خود بعد بو کے جاتے رہنے کے اقرار کرے یا دو گواہ شراب پینے پر بعد بو کے جانے کے گواہی دین نہ دوری فاصلہ کی جہت سے یعنی اگر فاصلہ کی دوری کی جہت سے بو جاتی رہی ہو تو اوس سے حد نجاویگی یا یہہ کہ مفسر اوس سے شراب کی بو پائی جاوے یا قئے شراب کی کرے یا جو کچھہ اقرار کیا تہا اوس سے پہر جاوے یا اقرار ایسی مستی کیحالت مین کرے کہ اوسکی عقل جاتی رہی ہو تو ان سب صور تونمین حد نہ لگائی جاویگی اور سوا شراب انگوری کے اور چیزون سے مست ہونیکی سزا اور شراب انگوری پینے کی سزا اگرچہ ایک ہی قطرہ پیوے اسّی کوڑی ہین آزاد کیو اسطی اور اوسکا نصف یعنی ۴۰ غلام کے لئے اور یہہ کوڑے حد زنا کیطرح مجرم کے بدن پر سر اور منہ اور شرمگاہ (مست ہو یا نہو) بچاکر جدا جدا لگادین

باب تہمتِ زنا کی حد کے بیانمین ۔ قذف یعنی کسی پر زنا کی تہمت کرنیکی حد شراب پینی کی سی حد ہے تعداد مین بھی اور ثبوت مین بھی یعنی ۸۰ کوڑی آزاد کے لئے اور ۴۰ غلام کے لئے ہین اور دو مردون کی گواہی یا ایکمرتبہ کے اقرار سے ثابت ہو جاتی ہی ۔ پس اگر محصن مرد یا محصنہ عورتکو کوئی شخص زنا کی تہمت لگا دے اور وہ مرد یا عورت اوسکی سزا کے خواستگار ہون تو حد متفرق اوسکی تمام بدن پر لگائی جاوے اور اوسکے بدن سے سواے پوستین اور روئی کے کپڑے کے اور کچھہ نہ اُتارا جاوے ۔ اور محصن ہونا اسباب مین یہہ ہے کہ عاقل بالغ آزاد مسلمان زنا سے پرہیزگار ہو ۔ اور اگر کسی شخص نے غصہ مین دوسرے کو کہا کہ تو اپنے باپ کا نہین یا اوسکے باپ کا نام لیکر کہا کہ تو فلانے کا بیٹا نہین تو اوسپر حد لگائی جاویگی اور اگر غصہ مین نہ کہا ہو تو حد نہ لگائی جاویگی جیسے اسصورتمین کہ اوسکو کہی کہ تو اپنے دادا کا بیٹا نہین حد نہین ہے ۔ اور اگر عرب کے رہنے والے کو کہا کہ ای نبطی اور نبطی وہ لوگ ہین جو بُری بُری عادتین رکہتے ہین اور اونکی گفتگو مین فصاحت نہین یا یہہ کہ عربی کو کہا کہ ای آسمان کے پانی کے بیٹے کہ اونکی صفائی اور سخاوت کے سبب سے اس لقب سے نامزد

کر دیتے ہین یا یہہ کہ کسیکو کہا کہ تو اپنے چچا کا یا ماموں کا یا اپنی ماکے خاوند کا بیٹا
ہے تو ان صورتون مین حد لازم نہین آتی - اور اگر کسیکو کہا کہ ای چہنال کے جنے اور
اوسکی ما مر گئی ہو اور وہ یا اوسکا باپ یا بیٹا خواستگار سزا کے ہون تو حد لگائی جاویگی
- اور اگر باپ یا آقا اپنے لڑکے یا غلام کی ماں کو تہمت زنا کی گالی دین تو لڑکا اور غلام
خواستگار اونکی سزا کے نہون - اور حد قذف کی اوس شخص کے مرنے سے باطل ہوجاتی
ہے جسکو گالی دی ہو لیکن اگر مجرم کہے کہ مین اپنے قول سے رجوع کیا اور جہوٹ گالی
دی تھی یا جسکو گالی دی وہ کہے کہ مین نے مجرم کو معاف کیا تو حد باطل نہو گی - اور اگر
عورت کو کہے کہ زَنَئْتِ فِی الجَبَل تو نے پہاڑ مین زنا کیا اور مراد لی پہاڑ پر چڑہنے کی تو حد
مارا جاوے یعنی زِنَأَ ہمزہ کے ساتھہ چڑہنے کے معنو مین آتا ہے مگر اوسکا قرینہ یہہ تہا کہ اوسکی
بعد عَلَی بولتا جب اوسنے فِی کہا تو معلوم ہوا کہ چڑہنے کے معنی نہین لئی بلکہ زنا کے معنی
لئے اسلئے حد واجب ہوتی - اور اگر کسیکو کہے کہ ای زانی اور دوسرے نے اوسکے جواب مین
کہا کہ تو زانی ہے تو دونو کو حد ماریجاوے اور اگر اپنی منکوحہ سے کہے کہ ای زانیہ اور وہ جواب
مین کہے کہ زانی تو ہے تو عورت پر حد لگائی جاویگی اور لعان واجب نہین ہے اور اگر
عورت یون جواب دے کہ مین نے زنا تجہہ سے کیا ہے تو حد اور لعان دونو باطل ہوجاوینگے -
اور اگر پہلے اپنے بیٹے کا اقرار کیا پہر کہا کہ میرا نہین تو لعان کرے اور اگر اول کہے
کہ میرا نہین پہر اقرار کرے تو اِسصورت مین اوسپر حد لگائی جاوے اور دونو صورتون مین
بیٹا اوسیکا ہوگا اور اگر عورت سے یون کہے کہ یہہ لڑکا نہ میرا ہے نہ تیرا تو حد اور لعان دونو
باطل ہونگی - اور اگر زنا کی گالی ایسی عورت کو دے جسکی بچہ کا باپ معلوم نہو یا جو ایسی بچہ کے
باعث لعان کر چکی ہو یا ایسے مرد کو زنا کی گالی دے جسنے لونڈی غیر مملوک سے صحبت کی ہو مثلاً
اپنی ماں یا بہن یا بہائی کی لونڈی سے صحبت کی ہو یا مشترک لونڈی سے صحبت کی ہو یا گالی
دے مسلمان کو جسنے حالت کفر مین زنا کیا ہو یا گالی دے مکاتب کو جو اتنا مال چہوڑ جاوے کہ

اوسکی کتابت کا عوض ہو سکتا ہو تو ان سب صورتون مین گالی دینے والے پر حد ماری
جاویگی اور جس شخص نے کہ آتش پرست لونڈی سے صحبت کی ہو یا حائضہ عورت یا مکاتبہ
لونڈی سے یا کسی مسلمان نے حالت کفر مین اپنی ماں سے نکاح کیا ہو تو ایسے شخصون کو
اگر کوئی زنا کی گالی دے تو اوسپر حد ماری جاویگی اور مستامن اگر مسلمانکو گالی دے
تو اوسپر حد لگائی جاویگی مستامن اوس کافر کو کہتے ہین کہ دار الحرب سے دار الاسلام مین
امن لیکر آیا ہو اور جس شخص نے چند مرتبہ گالی دی اور چند مرتبہ زنا کیا اور شراب پی اور
حد لگایا گیا تو یہہ حد اوسکے کل افعال کی ہو جاویگی اسلئے کہ حد مین تداخل ہوجایا کرتا ہے

فصل تعزیر یعنی تادیب اور توبیخ کے بیان مین۔ تعزیر وہ سزا ہے جو حد سے کم ہو
اسکی مقدار معین نہین حاکم کی رای پر منحصر ہے۔ اگر کوئی شخص غلام یا کافر کو زنا کی
گالی دے یا مسلمان کو ان الفاظ سے کوئی کہے ای فاسق او کافر یا خبیث اے چور
ای بدکار ای منافق یعنی ظاہر کے مسلمان ای لونڈی باز ای سودخوار ای شراب پینیوالے
ای دیوث یعنی بیغیرت کہ اپنی گھروالی پر زنا کا روادار ہو ای ہیجڑی ای خیانت کرنیوالے
ای مخنث بچے جنے او بیدین او قلتبان یعنی کٹنے او چورون اور زناکارونکے ٹھکانے
او حرامزادے تو ان سب صورتون مین تعزیر کیا جاویگا۔ اور اگر مسلمان کو کہے کہ او کتے
او گدھے او پہاڑی بکری او سور او بیل او سانپ او بیغیرت کمینے او زنا کی مزدوری
لینے والے او ولد الحرام او عیار فریبی او نالائق او اندھے او مسخرے او ٹھٹھے باز
او بیغیرت او وسوسہ دینے والے یعنی شیطان او بیوقوف تو ان صورتون مین تعزیر
لازم نہو گی۔ اور تعزیر کی مقدار زیادہ سے زیادہ ۳۹ کوڑے ہین اسلئے کہ ۴۰ کوڑے
حد غلام کے لئے ہے اوس سے ایک کم تعزیر ہوئی اور کم سے کم تین کوڑے ہین اور جائز
ہے مجرم کا قید کرنا بعد تعزیر کے۔ اور سخت تر مار تعزیر کی ہے پھر زنا کی حد مین
پھر شراب پینے کی حد مین پھر گالی کی حد مین یعنی تعزیر مین خوب سخت ہاتھ لگادین

اوبر اور ونمین بتدریج نرم ہاتھہ پڑے - اور جس شخص پر حد یا تعزیر ہوا ور وہ مرجاوے تو اوسکا خون معاف ہی یعنی خونبہا بیت المال سے دینا نہ پڑیگا بخلاف شوہر کے جو اپنی منکوحہ کو سنگار چھوڑنے پر خواہ صحبت کے لئے اپنا کہنا نماننے پر خواہ نماز کے ترک کرنے پر یا ناپاکی سے غسل نکرنے پر یا گھر سے نکلجانے پر تعزیر دی اور عورت مرجاوے تو شوہر پر خون بہا لازم ہوویگا +

کتاب السرقة اسمین چوری کا بیان ہے - چوری اوسکو کہتی ہین کہ عاقل بالغ شخص کسیکا مال جو دس درم یا زیادہ قیمت کا ہو اور محفوظ جگہہ مین خواہ نگاہبان کے تحت مین ہو پوشیدہ لیلی پس اگر وہ اوسکے لینے کا اسطرحپر ایکبار اقرار کرے یا دو مرد اوسکی چوری پر گواہی دین تو اوسکا ہاتھہ کاٹا جاوے اور اگر بہت لوگوننے مال چرایا اور مال کی جگہہ سی اونمین سے بعض ہی اوٹھالاتے ہون مگر اوسمین سی حصہ ہر ایک کو دس درم سی کم نملا ہو تو سبکا ہاتھہ کاٹا جاویگا - اور لکڑی اور گہاس اور نرکل اور مچھلی اور پرند اور شکار اور ہرتال اور گیرو اور چونا اور ترمیوہ اور درخت پر کا میوہ اور دودہ اور گوشت اور کہیتی جو کٹی نہو اور نشہ اور چیزین اور تنبور اور قران شریف کو سونا لگا ہو اور مسجد کا دروازہ اور سونے کے ترسول اور شطرنج اور نردین اور آزاد لڑکا اگرچہ زیور پہنے ہو اور بالغ غلام اور دفترونکی چوری مین ہاتھہ کا کاٹنا لازم نہین الا اگر نابالغ غلام اور حساب کا دفتر چرا وی تو ہاتھہ کاٹا جاوی اور کتی اور چیتے اور دف اور ڈھول اور سارنگی اور آلات سرود کے چرانے سی اور خیانت کرنے اور لوٹ لینی اور اچک لیجانے اور کفن چرانے اور عام کے مال چرانے مثلا بیت المال مین سی چوری کرنے اور اوس مال مین سی جو چور مین اور دوسری شخص مین مشترک ہو اور بقدر اپنی قرض کے قرضدار کے مال مین سی چرا لینے اور ایسی چیز کی چرانے سی جسمین پہلی اسکا ہاتھہ کٹ چکا ہو بشرطیکہ وہ چیز بدستور ہو کچھہ بدلی نہو ہاتھہ نہ کاٹا جاویگا - اور اگر سال کی

لکڑی یا نیزہ کی چھڑ یا آبنوس یا صندل یا سبز نگینے اور یاقوت اور زمرد اور موتی اور
برتن اور دروازے جو لکڑی کے ہوں چرا وے تو ہاتھ چور کا کاٹا جاویگا ٭

فصل محفوظ جگہ کے بیان مین ۔ جو شخص اپنے قریب محرم کا مال چرا وے اور قرابت فصل
دودہ کی یا اوسی مہر یا اپنی منکوحہ کا مال یا عورت اپنے شوہر کا مال یا غلام اپنے مالک
کا مال خواہ مالک کی بیبی کا مال خواہ مالکہ کے شوہر کا مال یا اپنے مکاتب کا مال یا اپنے داما
د یا خسر کا مال یا مال غنیمت یعنی لوٹ کا مال جو کافرون سے ملا ہو یا حمام مین کا مال خواہ ایسے
گھر مین کا جسمین گھسنے کی اجازت ہو چرا وے تو ہاتھ نہ کاٹا جاویگا ۔ اور اگر کوئی شخص مسجد
مین سے کچھ اسباب چرا وے اور مالک اسباب کا اسباب کے پاس ہو تو ہاتھ کاٹا جاویگا ۔ اور اگر
کوئی مہمان میزبان کی چیز چرا وے یا کوئی چیز چرا وے مگر اوسکو گھر سے باہر نہ لیجا وے تو ہاتھ
نہ کاٹا جاوے ۔ اور اگر چوری کی چیز کو حجرہ سے نکالکر گھر کے صحن مین لاوے یا جو شخص حجرہ
والون مین سے ہو وہ ایک حجرہ کو لوٹ لے یا گھر کی دیوار مین سوراخ کر کے اندر گھسے اور کسی
چیز کو سوراخ مین سے راہ مین ڈالدے پھر نکلکر اوسکو اوٹھالے یا کسی چیز کو گدھے پر لادکر ا
ہانکدے اور اسباب اسطرح باہر نکال لاوے تو ان سب صورتون مین ہاتھ کاٹا جاوے ۔ اور اگر گھر
کے باہر سے چیز دوسریکو دیدے یا گھر مین صرف ہاتھ ڈالکر اسباب لے لے یا کیسہ جو آستین کے
باہر ہو کاٹ لے یا اونٹونکی قطار مین سے ایک اونٹ یا اوسکا بوجھ چرا لے تو ہاتھ
نہ کاٹا جاویگا اور اگر اونٹ کے شلیطہ کو چیر کر اوسمین سے اسباب لے یا اسباب کے شلیطہ کو اسی
طرح لے کہ اوسکا مالک اوسکی خبر گیری کرتا ہے خواہ اوسپر سوتا ہے یا ہاتھ صندوق مین خواہ کسیکی
جیب و آستین مین ڈالکر مال لے تو ہاتھ کاٹا جاویگا

فصل ہاتھ کاٹنے کی کیفیت فصل
اور اوسکی ثابت رکھنے کے بیان مین ۔ چور کا داہنا ہاتھ پونہچے سے کاٹکر خون بند ہونیکے
لئے داغ دیا جاوے اور اگر دوبارہ چوری کرے تو بایان پانو کاٹا جاوے اور اگر تیسری دفعہ
چرا وے تو قید کیا جاوے اور تعزیر دیا جاوے تاکہ چوری سے توبہ کرے مگر ہاتھ نہ کاٹا جاوے

اور اسیطرح اوس شخص کا حال ہے جو چوری کرے حالانکہ اوسکا بایان انگوٹھا ہاتھہ کا کٹا
ہو یا اوسکا بیکار ہوگیا ہو یا دو اوسکی انگلیان ہاتھہ کی سوا انگوٹھے کے کٹی ہوئی یا بیکار ہون
یا داہنا پانو کٹا ہوا ہو کہ ان سب صورتونمین اوسکا ہاتھہ کاٹا جاویگا - اور جس شخص کے داہنے
ہاتھہ کٹنے کا حکم ہوا ہو اگر کاٹنے والا اوسکا بایان ہاتھہ کاٹ ڈالے تو کچھہ دیت یعنے
خون بہا اوسکو دینی نہ آویگی - اور ہاتھہ کاٹنے مین شرط ہے کہ جسکے پاس سے مال چوری
گیا ہو وہ درخواست کرے اگرچہ وہ شخص دوسرے کا امانت دار ہو یا زبردستی کسیکا مال
چھین لیا ہو یا سود لینے والا ہو کہ مال بطریق سود دوسرے سے لیا ہو اور جس صورتمین کہ مال
انہین لوگونکے پاس سے چوری جاوے اور مال کا اصل مالک درخواست چور کے ہاتھہ کاٹنے
کی کرے تب بھی ہاتھہ کاٹنا چاہیے - اور اگر ایک چور نے مال چرایا اور چوری کے عوض
اوسکا ہاتھہ کٹا بعد اوسکے وہ مال کسی دوسرے نے چرالیا تو اب اول چور خواہ اصل مالک
اگر ہاتھہ کاٹنے کی درخواست کرینگے تو دوسرے کا ہاتھہ کاٹا جاویگا اور جو شخص کہ کوئی چیز
چراوے اور ہنوز مالک نے اوسپر نالش نہین کی کہ اوسنے چیز مذکور کو مالک کے حوالہ کردی یا قاضی
نے حکم ہاتھہ کاٹنے کا کسی چوری مین کردیا تہا بعد حکم کے وہ چیز چور کی ملک مین آگئی یا
چور خود مدعی ہوا کہ یہہ میری ملک ہے یا چوری کے بعد اوس چیز کی قیمت دس درم سے کم
ہوگئی تو ان سب صورتونمین ہاتھہ نہ کاٹا جاویگا - اور اگر دو چورون نے ایک چیز کے
خود چرانیکا اقرار کیا پہر اونمین سے ایک نے کہا کہ یہہ میرا مال ہے تو انمین سے کسیکا ہاتھہ
نہ کٹیگا اور اگر دو آدمی ایک چیز چرا دین اور ایک اونمین سے غائب یعنی روپوش ہوجاوے
اور گواہی سے دونو کے ذمہ چرانا ثابت ہو تو موجود چور کا ہاتھہ کٹیگا - اور اگر کوئی
غلام چوری کا اقرار کرے تو اوسکا ہاتھہ کٹیگا اور مال اوس شخص کو دلادیا جاویگا
جسکے پاس سے اوسنے چرایا تہا - اور ہاتھہ کا کاٹنا اور مال کا تاوان ایک ساتھہ نہین
ہوتے یعنی یہہ نہین ہوسکتا کہ ہاتھہ بھی چور کا کٹے اور اوس سے مال کی قیمت بھی دلائی جاوے

لیکن اگر مال مسروقہ اوسکے پاس موجود ہو تو مالک کو دلا دیا جاویگا - اور اگرچہ چورون کے عوضمین اوسکا ہاتہہ کاٹا جاوے تو اور مال کہ اوسنے چرائے ہونگے اونکا تاوان نہ دینا پڑیگا - اور اگر کپڑے کو چور اگر گہر ہی مین چیر پہاڑ ڈالا پہر باہر نکالا تو ہاتہہ کٹیگا - اور اگر بکری کو چورا کر اوسی جگہہ ذبح کرکے باہر نکالا تو نہ کٹیگا - اور اگر چاندی سونا چورا کر اوسکو روپیہ اشرفی بنالئے تو ہاتہہ کٹیگا اور روپیہ اشرفی مالک کو دیجاوینگے - اور اگر کپڑے کو چورا کر سرخ رنگا اور ہاتہہ کاٹا گیا تو نہ کپڑا مالک کو دیوے نہ اوسکی قیمت اور اگر سیاہ رنگے تو کپڑا پہیر دے *

[illegible]

باب رہزنی کے بیانمین

باب رہزنی کے بیانمین - اگر کوئی شخص کہ قصد رہزنی کا رکہتا ہو رہزنی سے پہلے گرفتار ہو تو اوسکو قید کرنا چاہیئے یہانتک کہ اوس ارادہ فاسد سے توبہ کرے اور اگر وہ کوئی مال معصوم لے لیوے یعنی مسلمان کا مال خواہ ذمی کا چہین لے تو اوسکا ایک ہاتہہ اور ایک پانو مخالف دوسری جانب سے کاٹا جاوے یعنی دہنا ہاتہہ اور بایان پانو اور اگر اوسنے کسیکو جان سے مار ڈالا ہو تو وہ بہی حد مین مار ڈالا جاوے نہ قصاص مین یعنی اگرچہ وارث مقتول کا خون اوسکو معاف کردے مگر خون معاف نہوگا اور اگر وہ کسیکو جان سے مار کر مال لیوے تو اوسکا دہنا ہاتہہ اور بایان پانو کاٹ کر مار ڈالا جاوے اور سولی پر چڑہا دیا جاوے یا کہ صرف جان سے مار دیا جاوے یا فقط سولی پر کہینچا جاوے یعنی حاکم کو اختیار ہے جو چاہے انمین سے کرے - اور جس صورتمین کہ امام سولی پر چڑہانا پسند کرے تو واکو زندہ سولی پر چڑہا دے اور اوسکے پیٹ کو نیزہ سے چیرے تاکہ مرجاوے اور تین دن تک اوسکی لاش سولی پر رکہے اور اس صورت مین جو مال اوسنے لیا ہو اوسکا تاوان نہ دیگا - اور جو شخص مرتکب قتل اور مال لینے کا نہوا ہو وہ مثل مرتکب کے ہے یعنی ڈاکوونکو سبکو سزا یکسان ہونی چاہیئے خواہ اوسنے خود ڈاکہ زنی کی ہو یا اوسکی مدد سے دوسرے نے کی ہو - اور لکڑی اور پتہر مار ڈالنے مین مثل تلوار کے ہین جیسا لکڑی اور پتہر سے

کسیکو مار ڈالا ویا ہی تلوار سی - اور اگر کسیکو ڈاکو زخمی کرے اور مال لے لیوے تو اوسکا
کا دہنا ہاتہہ اور بایان پانو کاٹا جاویگا اور زخم کا قصاص جاتا رہیگا اور اگر صرف زخمی کری
اور مال نہ لے یا جان سی مار ڈالے پہر رہزنی سے توبہ کرلے یا بعض راہزن عاقل اور
بالغ نہون یا جسپر رہزنی کی ہے اوس سی قرابت قریبہ رکہتا ہو یا قافلہ کے کچہہ لوگ
دوسرے ساتہیونپر راہ زنی کرین یا راہگو خواہ ونکو شہر مین یا دو شہرونکے بیچ مین رہزنی
کرین تو ان سب صورتون مین حد لازم نہوگی وارث کو اختیار ہی چاہے مقتول کے خون کا
بدلہ لے چاہے معاف کرے - اور جو شخص شہر مین کئی مرتبہ گلا گہونٹ کر لوگونکو مار ڈالے
اوسکو اونکے عوض مین مار ڈالنا چاہئے

کتاب السیر سین جہاد کے طریق اور سفر کا مذکور ہی سیر سین کے کسرہ اور یا مفتوح سی
سیرت کی جمع ہی اور اوسکے معنی طریق جہاد کے ہین - جہاد یعنی کافرون سی دین کے لئے
لڑنا ابتدا مین فرض کفایہ ہی یعنی مسلمانونکو چاہئے کہ شروع لڑائی کا خود کرین اور اگر کافر
کسی شہر پر چڑہ آوین تو ہر شخص پر لڑنا فرض عین ہو جاتا ہی اور معنی فرض کفایہ کے یہہ
ہین کہ اگر اوس کام کو کچہہ لوگ کرین تو سبکے ذمہ سی اوتر جاتا ہی اور اگر کوئی نکرے تو
گناہگار سب ہو وین - اور جہاد لڑکے اور عورت اور غلام اور اندہے اور اپاہج اور
ہاتہہ پانو کٹے پر واجب نہین - اور فرض عین ہی بشرطیکہ دشمن چڑہ آوے پس اس صورت
مین عورت بدون اجازت اپنے شوہر کے اور غلام بدون اجازت مالک کے جہاد کو نکلے
- اور جہاد پر مزدوری کا مقرر کرنا مکروہ ہی بشرطیکہ بیت المال مین مال پایا جاوے ورنہ
مکروہ نہین کہ اور لوگون سی لیکر جہاد کرنیوالونکو دین - پس اگر ہم فرقہ اہل اسلام کافرون
کو محاصرہ کرین تو اول اون سی مسلمان ہو جانیکی درخواست کرین اگر وہ مسلمان ہونا مان لین
تو بہتر ہے کہ مطلب حاصل ہوگیا اگر نمانین تو اون سی جزیہ طلب کرین اگر جزیہ دینا قبول
کرین تو اونکی واسطے وہی ہی جو ہمارے لئے ہی یعنی اونکی جان اور مال کو محفوظ رکہنا چاہئے

اور اونہر وہی جو ہم پر ہے یعنی معاملات مین اونکی احکام مثل مسلمانونکی ہین۔ اور جس کسیکو کہ دعوت اسلام نہ پونہچی ہو اوسکی ساتہہ ہم نہ لڑینگی یعنی اگر اون سی مسلمان ہونے کو نکہا گیا ہو تو دفعتہً لڑنا نچاہیئے اور اگر پہلے دعوت اسلام پونہچ چکی ہو تو مستحب ہی کہ لڑائی کے شروع مین پہر اون سی مسلمان ہو جانیکو کہدیا جاوی۔ پہر اگر جزیہ دینا بہی قبول نکرین تو اللہ تعالے سے مدد کی درخواست کرکے اُن سی لڑینگے اسطرح کہ آلات لڑائی کے سب کام مین لاوینگے اور کافرونکو جلاوینگے اور ڈبووینگے اور اونکے درخت کاٹ ڈالین گے اور کہیتیان اُجاڑ دینگے اور تیرونکی بہرمار کرینگے اگرچہ وہ بعض مسلمانونکو اپنی سپر بنالین اور ہم تیر وغیرہ مارنے مین کافرونکی نیت کرینگے نہ مسلمانونکی یعنی اگر کافر مسلمانونکو اپنی سپر بنالے اور اوسکی آڑ مین کہڑا ہو اور اوسکی مارنیکی ضرورت ہو تو صرف کافرکی نیت سی تیر وغیرہ مارنا چاہیئے گو مسلمان بہی زخمی ہو یا مارا جاوے۔ اور مسلمانونکو منع ہی کہ قران اور عورت کو ایسی لشکر مین ہمراہ لین جسمین جمعیت تہوڑی ہو اور شکست کا خوف لگا ہو اور نیز منع ہی کہ دغا کرین یا عہد کے خلاف کرین یا مالِ غنیمت مین خیانت کرین یا کسیکے ناک کان کاٹین یا عورت اور بیعقل و نابالغ کو مارین یا بوڑہے فرتوت اور اندہے اور اپاہج کو قتل کرین ہان جس صورت مین کہ ایسا شخص لڑائی مین رای دیتا ہو یا بادشاہ ہو تو اوسکو مار ڈالنا چاہیئے اور منع ہی کہ مسلمان لڑکا اپنے باپ مشرک کو قتل کری بلکہ لڑکے کو اوسکی مار ڈالنی سی انکار کرنا چاہیئے تاکہ دوسرا شخص اوسکو مار ڈالے۔ اور ہمکو اختیار ہی کہ اُن سی کچہہ مال لیکر خواہ دیکر صلح کرلین اگر صلح کرنا مسلمانونکے حق مین بہتر ہو اور صلح کو توڑ ڈالین اگر توڑنا اچہا ہو اور اگر کافرون کا بادشاہ خیانت کری تو بے دن صلح توڑے ہی اُن سی لڑین اور مرتدون سی بے دون مال کے لڑین پس اگر مرتدون سی مال لے لیا جاوی باوجودیکہ مال کا لینا درست نہین تا ہم اوس مال کو اونکو واپس ندیا جاوی۔ اور کافرون کے ہاتہہ مسلمان ہتہیار نہ بیچین اور جس کافر

کو کوئی مسلمان مرد یا عورت پناہ دے اوسکو قتل نکرین ہان اگر اوسکا پناہ دینا برا ہو تو امن
کو توڑ ڈالین۔ اور اگر کوئی ذمی یا قیدی یا سوداگر یا غلام جسکو لڑنے کا حکم نہین تھا کسی کافر
کو پناہ دے تو انکا پناہ دینا باطل ہے •

باب جو مال غنیمت کہ کافرون سے ہاتھہ لگے اوسکے اور اوسکی تقسیم کے بیان مین۔ مسلمانون
کا بادشاہ جس شہر کو غلبہ اور زبردستی سے فتح کرے اوسکو مسلمانون مین بانٹ دے یا اوس
ملک کے باشندونکو اوسپر مقرر رکھے اور اون خود پر جزیہ اور اونکی زمینون پر خراج
ٹھہراوے اور قیدیونکو اختیار ہے چاہے مار ڈالے چاہے غلام بنالے چاہے آزاد
چھوڑ دے کہ مسلمانونکو جزیہ دیا کرین لیکن یہہ حکم اُن لوگونمین ہے کہ مرتد نہون اور نہ
عرب کے شرک کرنیوالے اور حرام ہے قیدیون سے فدیہ لیکر دار الحرب کو واپس بھیجنا اور مفت
اونپر احسان رکھکر رہا کر دینا اور نیز حرام ہے مواشی کی کوچین کاٹنی جس صورتمین کہ اونکا
دار الاسلام مین لانا مشکل ہو بلکہ ذبح کرکے اونکو جلا دیا جاوے تاکہ کافر فائدہ اُن سے
نہ اوٹھا دین اور کافرون کے ملک مین مال غنیمت کو بانٹنا حرام ہے مگر سپرد کرنیکے طور پر
حرام نہین یعنی اگر لشکر والونکو مال اسلئے بانٹ دین کہ اونکے پاس امانت رہے دار الاسلام
مین داخل ہوکر پھر قسمت کیجاویگی تو جائز ہے اور حرام ہے مال غنیمت کو تقسیم سے پیشتر
فروخت کرنا۔ اور جو مدد کہ مسلمانونکو پونہچے وہ مال غنیمت مین اونکی شریک ہوگی اگرچہ مدد
کے لوگونکو کافرون سے لڑنیکا اتفاق نہو مگر بازاری شخص اور جو کہ دار الحرب مین مر جاوے
وہ شریک نہوگا اور اگر دار الحرب کے محاصرہ کے بعد دار الاسلام مین مریگا تو حصہ اوس مردہ کا
اوسکی وارثونکو دیا جاویگا۔ اور جائز ہے مسلمانونکو کہ مال غنیمت مین سے ان اشیا کو تقسیم
سے پیشتر اپنے کام مین لادین گھاس اور کھانے کی چیز اور لکڑیان جلانیکی اور ہتھیار اور
تیل مگر انکا بیچنا جائز نہین اور جب دار الحرب سے نکلین تو اونکو کام مین نہ لادین بلکہ جس قدر
اپنے پاس بچی ہون اونکو مال غنیمت مین واپس دین۔ اور جو شخص کہ کافرون مین سے مسلمان

ف الحکم ان دونو کا ذمی کرنا جائز نہین ۱۲

ہو جاویگا اوسکی جان قتل سے اور لڑکا قید ہونے سے بچیگا اور جو مال اوسکے پاس ہوگا یا کسی مسلمان کے پاس خواہ ذمی کے پاس امانت ہوگا وہ غنیمت ہونے سے محفوظ رہیگا لیکن اوسکے مسلمان ہونے سے اوسکا بڑا لڑکا اور اوسکی عورت اور حمل اور زمین اور غلام جنگی محفوظ نہو جاویگا

فصل غنیمت کی قسمت کرنیکے بیان مین۔ پیادہ کے لئے ایک حصہ ہے اور سوار کے لئے دو حصے اگرچہ اوسکے پاس دو گھوڑے ہون اور ترکی یا بومثل تازی پورے گھوڑے کے ہے اور اونٹ اور خچر کی مانند نہین یعنی اونٹ اور خچر کیواسطے کچھ حصہ نہین۔ اور سوار اور پیادہ ہونے مین اوسوقت کا اعتبار ہے کہ جب دارالاسلام کی حد سے آگے بڑھین پس اوسوقت جیسا کوئی ہوگا ویسا ہی اعتبار کیا جاویگا۔ اور غلام اور عورت اور لڑکے اور ذمی کیواسطے اگر لڑائی مین ممد و معاون رہین کچھ تھوڑا مال دیا جاوے اونکا پورا حصہ نہین چاہیے۔ اور مال غنیمت مین سے پانچوان حصہ یتیمونکا ہے جنکے باپ مرگئے ہون اور مسکینون کا اور مسافرونکا جو اپنے پاس مال نرکھتے ہون اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کے نقیر یعنی نقراء بنی ہاشم اور بنی مطلب ان تینون قسمون یعنی یتیمون اور مسکینون اور مسافرونپر مقدم رکھے جاوین اور جو لوگ اونمین سے غنی ہون اونکا حق اس پانچوین حصہ مین نہین اور ذکر اللہ تعالی کا جو اس آیت مین ہے

وَاعْلَمُوا اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَيْءٍ فَاَنَّ لِلّٰهِ خُمُسَهٗ وَلِلرَّسُوْلِ الآیہ۔ صرف تبرک کیواسطے مذکور ہے پس کوئی حصہ علیحدہ اللہ کے لئے نہوگا اور حصہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آپکی وفات کی سبب جاتا رہا جیسے کہ صفی جاتا رہا کہ اب امرا اور بادشاہونکو صفی لینا نچاہیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صفی کا لینا درست تھا اور صفی وہ مال ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم غنیمت مین سے اپنے نفس نفیس کے لئے پسند فرماتے تھے جیسے کوئی تلوار یا زرہ یا لونڈی یا اور کوئی چیز پس اب امام کو اپنے لئے پسند کرنا درست نہین اور اگر کوئی مسلمانون کی جماعت کہ شوکت اور طاقت والی ہو بدون اجازت بادشاہ کی دارالحرب مین چلی جاوے

تو جو مال غنیمت وہ لاوین اوسمین سی خمس یعنی پانچوان حصہ لیا جاوی اور اگر قوت وشوکت
والے نہون تو خمس لیا جاوی - اور امام کو اختیار ہے کہ زیادہ دینے کے جملون سی لوگونکو
لڑائی پر اوبھاری اور ترغیب دی مثلاً کہی کہ جو کوئی کسی کافر کوماریگا تو اوسکا اسباب
قاتل کو ملیگا یا چہوٹے لشکر سے کہی کہ مین نے تمہاری واسطے غنیمت کی چوتھائی بعد خمس نکالنے
کے مقرر کردی یعنی غنیمت مین سی خمس نکالکر چار حصے جو رہی اونمین سی ایک تمکو دونگا اور تین
حصے سب لشکر مین تقسیم کرونگا اور اِسصورت مین غنیمت کی جمع کرنیکے بعد اگر زیادہ دے تو صرف
خمس مین سی اوس لشکر کو دیوے غنیمت کے چار حصونمین سی نہ دی اور پہلی صورت مین مقتول کا
اسباب اگر امام نے زیادہ دینے کا حکم نکیا ہو تو سب مین تقسیم ہو جاویگا ورنہ قاتل کو
پونہچیگا اور اسباب یہہ ہی کہ سواری اور کپڑی اور ہتہیار اور جو کچہہ اوسکی پاس مایہ ہو

باب کافرون کے غلبہ کے بیان مین - اگر ترکستان کے کافر روم کے کافرونپر غالب
ہوکر اونکو قید کرین اور اُنکا مال لے لین تو اوس مال کے مالک ہو جاوینگی پہر جب مسلمان ترکونپر
غالب ہون تو جو کچہہ مسلمانونکو قیدی اور مال مین سی ملیگا اوسکی مالک ہو جاوینگی یعنی ایک
قوم کافرونمین سے اگر دوسری کو لوٹ لاوین تو مال اور قیدیونکے مالک ہو جاتے ہین
یہانتک کہ جب مسلمان اُن غارتگرون پر غلبہ پاوین تو اوس لوٹ کے مال کے بھی مالک ہوجاوینگی
جو وہ دوسری قوم سی لائے تھی - اور اگر کفار مسلمانونپر غالب ہوکر اونکا مال اپنی مُلک
مین لیجاوین تو اوسکی مالک ہو جاوینگے پہر اگر مسلمان اونپر غالب ہون تو جو مسلمان اپنی
چیز بجنسہ وہان پاوی وہ غنیمت کی تقسیم سے پیشتر اوسکو مفت لیلے اوسکا عوض کچہہ
ندی اور اگر غنیمت کی تقسیم کے بعد اوسکو اپنا مال ملے تو اوس مال کی قیمت دیکر لیسکتا
ہے اور اگر کسی سوداگر نے کافرون سے وہ چیز مول لے لی ہو اور دار الاسلام مین
لے آیا ہو تو جتنے دام سوداگر کے لگے ہون اوسقدر دیکر لیلے اگرچہ اوس مال کی آنکہہ
پہوٹ گئی ہو اور اوسکا عوض لے لیا گیا ہو یعنی ایک سوداگر نے دار الحرب سی ایک غلام

مول لیا جو کسی مسلمان کا تہا اور اوسکو کافر لیگئے تھے اور وہ سوداگر اوسکو دار الاسلام مین لایا تو مسلمان مالک کو چاہیئے کہ جسقدر دام کو سوداگر لایا ہو وہ اوسکی حوالہ کرے اگرچہ اوس غلام کی آنکھہ کسی نے پہوڑ دی ہو اور اوس سوداگر نے اوس سے اوسکا عوض لے لیا ہو مگر مسلمان مالک کو نچاہیئے کہ آنکھہ پہوٹنے کے عوض کو غلام کے مول مین سے کم کرکے دے پس اگر قید مین پڑنا اور خریدنا مکرر ہو تو مشتری اول دوسرے سے اوسکا دام دیکر لے اور پہلا مالک وہ تو دام مشتری اول کو دے اس مسئلہ کی صورت یہہ ہے کہ کافر زید کے غلام کو پکڑ لیگئے اور عمرو اونسے اوسکو ہزار روپیہ کو خرید لایا پہر دوبارہ اوس غلام کو کافر پکڑ لیگئے تو بکر اونسے ہزار کو دار الاسلام مین لے آیا اب اگر عمر اوس غلام کو لیگا تو بکر کے دام یعنی ہزار روپیہ دیکر لیگا اور زید اگر عمرو سے لینا چاہیگا تو دو ہزار دینے پڑینگے اسلئے کہ عمرو کے اوسپر دو ہزار لگے ہین - اور اگر کافر مسلمانون کے آزادون اور مدبر اور ام ولد اور مکاتب کو پکڑ لیجاوین تو وہ اونکے مالک نہونگے اور اگر مسلمان اونکی یہہ لوگ پکڑ لاوینگے تو مالک ہوجاوینگے - اور اگر مسلمانون کا کوئی اونٹ بہاگ کر کافرونکے یہان چلا جاوے اور وہ اوسکو پکڑ لین تو مالک ہوجاوینگے لیکن اگر کوئی غلام بہاگ کر جاویگا تو اوسکے مالک نہونگے اور اس سے یہہ نکلتا ہے کہ اگر کوئی غلام اپنے مالک کا گہوڑا اور اسباب لیکر کافرونکی طرف چلا گیا اور اونہون نے اوسکو پکڑ لیا اور کوئی سوداگر ان سے وہ غلام اور گہوڑا اور اسباب مول لیکر دار الاسلام مین لے آیا تو مالک قدیم اوس غلام کو سوداگر سے مفت لے سکتا ہے اسلئے کہ کافر غلام کے مالک نہوئے تھے اور غلام کے سوا اور چیزین مول دیکر لیوے جتنا دام مشتری نے کافرونکو دیا ہو اسلئے کہ اُن چیزونکی وہ مالک ہوگئے تھے - اور اگر کوئی کافر جو مسلمانونکی امن سے دار الاسلام مین آیا ہو کسی مسلمان غلام کو خریدے اور اپنے ملک مین لیجاوے یا کوئی غلام دار الحرب ہی مین مسلمان ہوکر مسلمانونمین چلا آوے یا مسلمان غالب ہوکر اوس مسلمان غلام کو دار الحرب سے پکڑ لادین تو ان سب صورتونمین مسلمان

غلام آزاد ہوجاویگا +

باب مستامن کے بیان مین اور مستامن اوسکو کہتے ہین جسکو مار ڈالنے اور لوٹ لینے سے امن دیوین تاکہ دارالاسلام مین آدمی یا مسلمان دارالحرب مین جاوے - اگر کوئی مسلمان سوداگر دارالحرب مین جاوے تو اوسکو کافرونکی کسی چیز سے تعرض کرنا حرام ہو یعنی اوسکو نچاہیے کہ اونکی کوئی چیز چوری یا زبردستی وغیرہ سے لے لیکن باوجود اس حرمت کے اگر کوئی چیز نکال لاوے تو اوسکا مالک ممنوع طور پر ہوجاویگا پس ایسی چیز کو فقیرونکو خیرات کردینی چاہیے اپنے خرچ مین نلاوے اسلئے کہ اوسکا لینا حرام تہا - اور اگر سوداگر مذکور کے ہاتھہ کسی کافر نے کوئی چیز ادہار بیچی یا سوداگر نے کافر کے ہاتھہ یا انمین سے ایک نے دوسرے سے زبردستی کوئی چیز لیلی اور پہر وہ دونو دارالاسلام مین آوین اور قاضی کے یہان رجوع کرین تو قاضی نہ حکم غصب کا دیگا نہ قرض مسلمان کا کافر پر خواہ کافر کا مسلمان پر اور یہی حال ہی اگر دو کافر دارالحرب مین قرض یا غصب کا معاملہ کرین اور پہر امن لیکر دارالاسلام مین چلے آوین یعنی قاضی کچہہ حکم غصب یا قرض کا ندیگا ہان اگر دونو کافر مسلمان ہوکر دارالاسلام مین آوین اور نالش کرین تو قرض کا حکم کیا جاویگا اور غصب کا نہین کیا جائیگا اور اگر دو مسلمان امن لیکر دارالحرب مین جاوین اور ایک اونمین سے دوسریکو مار ڈالے تو اگر جانکر مارا ہوگا تو اوسکی مال مین خون بہا واجب ہوگا اور اگر براہ خطا مارا ہوگا تو کفارہ لازم ہوگا اور اگر دو مسلمان دارالحرب مین قید ہون اور اونمین سے ایک دوسریکو دارالحرب مین قتل کرے یا اوس مسلمان کو جو دارالحرب مین اسلام لایا تہا کوئی مسلمان وہان ہی مار ڈالے تو ان دونو صورتونمین صرف خطا کی راہ سے مار ڈالنے مین کفارہ ہی اور خون بہا اور قصاص کچہہ واجب نہین **فصل** مستامن کو جو دارالحرب سے آوے دارالاسلام مین ایک سال کامل رہنے دین اور اوس سے کہا جاوے کہ اگر تو یہان ایک برس ٹھہریگا تو تجہپر جزیہ معین کردیا جاویگا پہر اوس کہنے کے بعد اگر وہ ایک برس

مول لیا جو کسی مسلمان کا تہا اور اوسکو کافر لیگئے تھے اور وہ سوداگر اوسکو دارالاسلام
مین لایا تو مسلمان مالک کو چاہیئے کہ جس دام کو سوداگر لایا ہووے اوسکو حوالہ کرے اگرچہ وس
غلام کی آنکھہ کسی نے پھوڑ دی ہو اور اوس سوداگر نے اوس سے اوسکا عوض لے لیا ہو مگر
مسلمان مالک کو نچاہیئے کہ آنکھہ پھوٹنے کے عوض کو غلام کے مول مین سے کم کرکے دے
پس اگر قید مین پڑنا اور خریدنا مکرر ہو تو مشتری اول دوسرے سے اوسکا دام دیکر لے اور
پہلا مالک ونو دام مشتری اول کو دے اِس مسئلہ کی صورت یہہ ہے کہ کافر زید کے غلام کو
پکڑ لیگئے اور عمرو اونسے اوسکو ہزار روپیہ کو خرید لایا پہر دوبارہ اوس غلام کو کافر پکڑ لیگئے
تو بکر اونسے ہزار کو دارالاسلام مین لے آیا اب اگر عمرو اوس غلام کو لیگا تو بکر کے دام یعنی
ہزار روپیہ دیکر لیگا اور زید اگر عمرو سے لینا چاہیگا تو دو ہزار دینے پڑینگے اِسلیئے کہ عمرو کے
اوسپر دو ہزار لگے ہین - اور اگر کافر مسلمانون کے آزادون اور مدبر اور ام ولد اور
مکاتب کو پکڑ لیجاوین تو وہ اونکے مالک نہونگے اور اگر مسلمان اونکے یہہ لوگ پکڑ لاوینگے تو
مالک ہو جائینگے - اور اگر مسلمانون کا کوئی اونٹ بھاگ کر کافرونکے یہان چلا جاوے اور
اوسکو پکڑ لین تو مالک ہو جاوینگے لیکن اگر کوئی غلام بھاگ کر جاویگا تو اوسکے مالک نہونگے
اور اِس سے یہہ نکلتا ہے کہ اگر کوئی غلام اپنے مالک کا گھوڑا اور اسباب لیکر کافرونکی طرف
چلا گیا اور اونہون نے اوسکو پکڑ لیا اور کوئی سوداگر اون سے وہ غلام او گھوڑا اور اسباب
مول لیکر دارالاسلام مین لے آیا تو مالکِ قدیم اوس غلام کو سوداگر سے مفت لے سکتا ہے
اسلیئے کہ کافر غلام کے مالک نہوئے تھے اور غلام کے سوا اور چیزین مول دیکر لیوے جتنا
دام مشتری نے کافرونکو دیا ہو اسلیئے کہ اُن چیزونکے وہ مالک ہو گئے تھے - اور اگر کوئی
کافر جو مسلمانونکی امن سے دارالاسلام مین آیا ہو کسی مسلمان غلام کو خریدے اور اپنے ملک
مین لیجاوے یا کوئی غلام دار الحرب ہی مین مسلمان ہوکر مسلمانون مین چلا آوے یا مسلمان
غالب ہو کر اوس مسلمان غلام کو دار الحرب سے پکڑ لاوین تو اِن سب صورتون مین مسلمان

غلام آزاد ہو جاوے گا ✦

ترجمہ بحث مستامن

باب مستامن کے بیان مین اور مستامن اوسکو کہتے ہین جسکو مار ڈالنی اور لوٹ لینی سے امن دیوین تاکہ دار الاسلام مین آوے یا مسلمان دار الحرب مین جاوے - اگر کوئی مسلمان سوداگر دار الحرب مین جاوے تو اوسکو کافرونکی کسی چیز سے تعرض کرنا حرام ہو یعنی اوسکو چاہئے کہ اونکی کوئی چیز چوری یا زبردستی وغیرہ سے لے لیکن باوجود اس حرمت کے اگر کوئی چیز نکال لاوے تو اوسکا مالک ممنوع طور پر ہو جاویگا پس ایسی چیز کو فقیرونکو خیرات کر دینی چاہیے اپنے خرچ مین نلاوے اسلئے کہ اوسکا لینا حرام تہا - اور اگر سوداگر مذکور کے ہاتھ کسی کافر نے کوئی چیز اودہار بیچی یا سوداگر نے کافر کے ہاتھ یا انمین سے ایک نے دوسرے سے زبردستی کوئی چیز لیلی اور پہر وہ دونو دار الاسلام مین آوین اور قاضی کے یہان رجوع کرین تو قاضی نہ حکم غصب کا دے نہ قرض مسلمان کا کافر پر خواہ کافر کا مسلمان پر اور یہی حال ہے اگر دو کافر دار الحرب مین قرض یا غصب کا معاملہ کرین اور پہر امن لیکر دار الاسلام مین چلے آوین یعنی قاضی کچھہ حکم غصب یا قرض کا نہدے ہان اگر دونو کافر مسلمان ہوکر دار الاسلام مین آوین اور نالش کرین تو قرض کا حکم کیا جاویگا اور غصب کا نہین کیا جائیگا اور اگر دو مسلمان امن لیکر دار الحرب مین جاوین اور ایک انمین سے دوسرے کو مار ڈالے تو اگر جانکر مارا ہوگا تو اوسکی مال مین خون بہا واجب ہوگا اور اگر براہ خطا مارا ہوگا تو کفارہ لازم ہوگا اور اگر دو مسلمان دار الحرب مین قید ہون اور انمین سے ایک دوسرے کو دار الحرب مین قتل کرے یا اوس مسلمان کو جو دار الحرب مین اسلام لایا تہا کوئی مسلمان وہان ہی مار ڈالے تو ان صورتون مین صرف خطا کی راہ سے مار ڈالنے مین کفارہ ہے اور خون بہا اور قصاص کچھہ واجب نہین **فصل** مستامن کو جو دار الحرب سے آوے دار الاسلام مین ایک سال کامل رہنے دین اور اوس سے کہا جاوے کہ اگر تو یہان ایک برس ٹھہریگا تو تجھپر جزیہ معین کر دیا جاویگا پہر اس کہنے کے بعد اگر وہ ایک برس

ترجمہ فصل

ٹھہریگا تو ذمی ہوجاویگا یعنی اوس سے جزیہ لینا چاہیئے اور پھر اوسکو دارالحرب مین
جانے نہ دیا جاوے جیسے اِس صورتمین کہ کوئی مستامن زمین خریدلے اور اوسپر خراج
مقرر ہوجاے یا کوئی مستامن عورت ذمی مرد سے نکاح کرلے تو اِن صورتونمین بھی اونکو
نہ چھوڑینگے کہ اپنے ملک کو چلے جاوین بخلاف اسکے عکس کے یعنی اگر مستامن مرد ذمی عورت
سے نکاح کرلے تو وہ مرد ذمی نہوجاویگا اور اگر وہ اپنے وطن کو جانا چاہیگا تو جانے
دینگے۔ پس اگر مستامن جو دارالاسلام مین آیا تہا دارالحرب کو لوٹ جاے اور کسی مسلمان
خواہ ذمی کے پاس اوسکی کچھہ امانت ہو یا اُن دونو کے ذمہ اوسکا قرض ہو تو اُسکا مارڈالنا
جائز ہوگیا اِس سے یہہ نکلا کہ اگر کافر قید ہوکر لایا جاوے یا کافرونپر مسلمان غالب ہووین
اور وہ شخص مارا جاوے تو جو قرض اوسکا تہا وہ جاتا رہیگا اور جو امانت تہی وہ مال
غنیمت متصور ہوگا اور اگر بدون غلبہ کے وہ مارا گیا یا اپنے آپ سے مرگیا تو اوسکا قرض اور
امانت اوسکے وارثونکو ملیگی مال غنیمت نہوگی۔ اور اگر کوئی حربی امن لیکر دارالاسلام
مین آیا اور دارالحرب مین اوسکی بی بی اور بچہ اور کچھہ مال کسی مسلمان اور ذمی اور
حربی کے پاس ہے اور وہ یہان آکر مسلمان ہوگیا اور اوسکے بعد کافر مغلوب ہوئے
تو اوسکی تمام اشیا مذکورہ داخل غنیمت ہونگی اور اگر دارالحرب مین مسلمان ہوکر دارالاسلام
مین آیا اور پھر حربی مغلوب ہوئے تو اوسکا چھوٹا بچہ مسلمان آزاد ہے اور جو امانت اوسکی
مسلمان خواہ ذمی کے پاس ہوگی وہ اوسی مسلمان یا ذمی کی ہوجاویگی کہ وہ اوسکے
مالک ہوجاوینگے اور انکے سوا اوسکی اور چیزین مثلاً بی بی اور بڑا لڑکا اور دوسری
چیزین غنیمت ہونگی۔ اور جو شخص کہ چوک کر کسی مسلمان کو مار ڈالے جسکا کوئی وارث نہو
یا کسی کافر حربی کو جو امن لیکر دارالاسلام مین آیا تہا اور مسلمان ہوگیا تہا مار ڈالے
تو امام کو چاہیے کہ اُن کا خون بہا قاتل کی قوم سے لیوے اور اگر قصداً اوسکو مار ڈالے
تو اوسکا حکم قصاص مین مار ڈالنا یا خون بہا لینا ہے نہ معاف کرنا یعنی بادشاہ کو اختیار ہے

چاہے مارڈالے چاہے خونبہا لے مگر معاف نہیں کر سکتا

باب دہ یکی اور خراج یعنی زمین کے محصول اور جزیہ کے بیان مین — تمام زمین عرب کی اور وہ زمین جہانکے رہنے والے مسلمان ہو گئے ہون یا غلبہ کے طور پر مفتوح ہو کر لشکر اسلام کو بانٹ دیگئی ہو یہہ تینون قسمین زمین عشری ہین انکی پیداوار سے دہ یکی لینی چاہیے اور جو ملک کہ غلبہ سے جیتا ہوا اور پھر اوس ملک کے باشندونکو اوسپر قائم رکھا ہو یا امام نے ان کے ساتھ صلح کر لی ہو تو ایسی زمینین خراجی ہین امام جو مصلحت سمجھے ایسی لیوے — اور اگر کوئی شخص زمین ویران کو جو کسی کی ملک نہو آباد کرے تو اوس زمین کا پاس ہونا معتبر ہوگا یعنی اگر وہ عشری زمین کے پاس ہوگی تو اوس سے دہ یکی لینگے اور اگر خراجی کے متصل ہوگی تو خراج لینگے اور بصرہ کی زمین عشری ہے — اور خراج کی مقدار یہہ ہے کہ زمین جو قابل زراعت ہو اوسکی پیداوار مین سے بیگھے پیچھے ایک صاع اور ایک درم لینا چاہیے اور ترکاری کی زمین سے بیگھہ مین پانچ درم اور انگور اور چھوہارے کہ ملے کھڑے ہون اونکی بیگھہ مین دس درم اور اگر زمین مین گنجایش اسقدر محصول کی نہو تو کم کر دیا جاوے مگر زیادہ کی گنجایش کیصورت مین زیادہ نکیا جاوے — اور جس صورت مین کہ خراجگذار کی زمین پر پانی غالب ہو جاوے یا پانی ہی نہ برسے یا کھیتی کو کوئی آفت پہونچے تو ان صورتون مین زمین پر کچھہ خراج نہوگا — اور اگر مالک نے اپنی زمین کو پڑا رکھا یا مسلمان ہو جاوے یا کوئی مسلمان زمین خراجی کو خرید کرے تو ان صورتون مین خراج لازم ہوگا — اور خراجی زمین کی پیداوار مین دہ یکی نہین یعنی اوسکی پیداوار مین خراج ہی کافی ہے دہ یکی اوسمین سے نہ لیجاوے

فصل جزیہ یعنی چٹی اگر رضامندی طرفین سے مقرر ہوئی ہو تو اوس سے کمی بیشی نکیجاوے ورنہ ایسے مفلس پر جو کما سکتا ہو بارہ درم سالانہ مقرر کیا جاوے اور بیچ کے حال والے پر ۲۴ درم اور دولتمند پر ۴۸ درم سالانہ مقرر کیا جاوے — اور جزیہ اہل کتاب پر مثلاً یہود و نصاری پر اور آتش پرستون اور بت پرستون پر جو عجم کے رہنے والے ہون مقرر کیا جاوے اور جو عرب کے بت پرست ہون

یا اسلام سے مرتد ہو گئی ہون اور لڑکے اور عورت اور غلام اور مکاتب اور اپاہج اور اندہے
پر اور ایسے فقیر پر جو کمانے اور گوشہ نشین پر جو لوگون سے میل نرکہتا ہو مقرر نکیا جاوے
- اور جزیہ تین باتون سے ساقط ہو جاتا ہے ایک کافر کے مسلمان ہو جانیسے دوسرے سال کے
مکرر ہونے سے یعنی ایک سال کا جزیہ ادا نہین کیا اور دوسرا سال ہو گیا تو جزیہ ایک سال کا
دینا پڑیگا اسلئے کہ جزیہ ایک سال کا دوسرے مین آجاتا ہے تیسرے برس گذرنیکے بعد کافر کے
مرجانے سے - اور نیا گرجا اور یہودیون کا معبد دارالاسلام مین نہ بنایا جاوے اور اگر
پرانا ڈہگیا ہو تو اوسکو پہر سے بنالین - اور ذمی شخص مسلمانون سے لباس اور سواری اور
زین مین جدا کیا جاوے اسطرح کہ گہوڑون پر سوار نہو اور ہتہیارون کا استعمال نکرے اور زنار
یعنی علامت کفر کو ظاہر رکہے اور ایسی زین پر چڑہے جو پالان کی شکل کا ہو - اور اگر
ذمی جزیہ دینے سے انکار کرے یا مسلمان عورت سے زنا کرے یا کسی مسلمان کو مار ڈالے
یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دے تو ان امور سے اوسکا عہد ذمہ کا نہین ٹوٹتا بلکہ عہد
اسطرح ٹوٹتا ہے کہ دارالحرب مین جاملے یا کسی جگہہ پر دارالاسلام کی جگہون مین لڑائی
کی تیاری سے چڑہجاوے - اور جب ذمی دارالحرب مین جاملے تو وہ مرتد کی مانند ہو جاتا ہے
یعنی اوسکی موت کا حکم کیا جاویگا اور اوسکا مال اوسکی وارثون مین بانٹ دیا جاویگا اور
تغلبی مرد اور عورت سے جو دونو بالغ ہون اہل اسلام کی زکوۃ سے دوچند لیجاوے تغلبی ایک
فرقہ نصاریٰ کا ہے اُن سے جزیہ کے عوض مسلمانونکی زکوٰۃ کا دونا لینا چاہیئے اور تغلبی فرقہ
کا آزاد کیا ہوا غلام مثل قریشیونکی آزاد کیے ہوئے کے ہے یعنی اوس سے زمین کا خراج اور جزیہ
لینا چاہیئے جیسے قریشیونکی غلامان آزاد سے لیتے ہین زکوۃ کا دونا نہ لینا چاہیئے جیسے تغلبیون
سے لیتے ہین - اور خراج زمین کا اور جزیہ کا مال اور تغلبیون کا مال اور کفار جو ہدیہ بہیجین
اور جو مال کہ مسلمانون کے ہاتہہ کا فرون سے بدون لڑائی کے لگے یہہ سب مال مسلمانونکی
بہتری کے امور مین صرف کیجاوین مثلاً کفار ونکی راہ بند کرنی اور پانی پر پل باندہنا اور

تحفہ تحیہ وغیرہ

بڑے پل تعمیر کرانے اور قاضیون اور عالمون اور عالمون اور سپاہیون اور اون کی اولاد کے روزینہ مین خرچ کرین — اور جو شخص سال کے بیچ مین مر جاوے تو بخشش سلطانہ سے محروم رہیگا

باب مرتد یعنے اون لوگونکے بیان مین جو دین اسلام سے پھر جاوین — مرتد پر اسلام پیش کیا جاوے یعنی اوسکو کہا جاوے کہ پھر مسلمان ہوجا اور اوسکے مسلمانی پر کے اعتراض دور کئے جاوین اور تین دن قید کیا جاوے اگر اس عرصہ مین مسلمان ہوجاوے تو بہتر ہے ورنہ قتل کردیا جاوے اور مرتد کا مسلمان ہونا یہہ ہے کہ دین اسلام کے سوا سب دینون سے ناراض اور بیزار ہو یا اوس دین سے نفرت کرے جسکو اوسنے اختیار کیا ہو اور اگر مسلمان ہونیکو اوسکو نہ کہین اور اوس سے پہلے ہی مار ڈالین تو یہہ امر مکروہ ہے اگر کوئی پیشتر ہی اوسکو مار ڈالے تو قاتل پر تاوان نہ آویگا — اور عورت اگر مرتد ہوجاوے تو اوسکو جان سے نمارین بلکہ قید کرین یہانتک کہ توبہ کرے — اور مرتد ہونے سے مرتد کی ملک اوسکی مال پر سے جاتی رہتی ہے مگر زوال ملک ملتوی طور پر ہوتا ہے یعنی اگر وہ پھر مسلمان ہوجاوے تو ملک بھی بدستور قایم رہیگی اور اگر حالت مرتدی مین مر جاوے یا قتل کیا جاوے تو اوسکا مسلمان وارث جو کچھ مال اوسکا مسلمانی کی کمائی کا ہوگا بعد ادا ہو نے قرض حالت اسلام کے سبکا مالک ہوگا اور جو کچھ اوسنے مرتد ہونے کی حالتین کمایا ہوگا اوسمین سے اون دونون کا قرضہ دیکر جو کچھ رہیگا وہ مال غنیمت متصور ہوگا — اور جب مرتد کے لئے دار الحرب مین جا ملنے کا حکم کیا جاویگا یعنی قاضی حکم کریگا کہ مرتد دار الحرب مین جا ملا تو اوسکا مدبر اور ام ولد آزاد ہوجاوینگے اور قرض اوسکا حال ہوجاویگا یعنی اوسکی مدت باقی نرہیگی اور اوسکا بیچنا اور آزاد کرنا اور ہبہ کرنا سب تصرفات ملتوی رہینگی یعنی اگر وہ ایمان لاوے تب تو تصرف جاری ہونگے اور اگر مر جاوے تو سب تصرف باطل ٹھہرینگے اور اگر حکم قاضی کے بعد مرتد پھر مسلمان ہوکر چلا آوے تو جو چیز وہ اپنے وارثون کے پاس پاوے اوسکو

لے لیویگا اور جو اوسکو نہ لے اوسکو نہین لے سکتا یعنی اگر وارث کسی چیز مین تصرف
کر ڈالین گے تو اوسکا پھیرنا وارثان لازم نہوگا - اور اگر مرتد شخص کی نصرانی لونڈی اوسکی
مرتد ہونیکی شروع سے چھہ مہینے کے اندر بچہ جنی اور وہ شخص دعوی کرے کہ میرا ہی تو وہ
لونڈی اوسکی اُم ولد ہو جاویگی اور وہ بچہ اوسکا بیٹا اور آزاد ٹھہریگا مگر اوسکا ترکہ
نپاویگا اور اگر لونڈی مسلمان تھی اور اوس سی بچہ ہوا تو یہہ بچہ اوسکا وارث ہوگا جسوقت
مرتد اپنے کفر کی حالت مین مر جاے یا دارالحرب کو چلا جاوے - اور اگر مرتد مع اپنے مال کے
دارالحرب کو چلا جاوے اور مسلمانونکی فتح ہو تو وہ مال مسلمانونمین غنیمت ہو جاویگا اور اگر
مرتد دارالحرب سی لوٹ کر دارالاسلام مین آوے اور اپنا مال لیجاوے پھر مسلمانونکو غلبہ
مین وہ مال ہاتھہ لگے تو مال مذکور اوس مرتد کے اوس وارث کو ملیگا جو دارالاسلام
مین ہو - پس اگر مرتد دارالحرب مین جا ملے اور اوسکا غلام اوسکے بیٹے کا ہو جاوے
یعنی قاضی حکم کر دے کہ اب اسکا مالک بیٹا ہی اور اوسکا بیٹا اوس غلام کو مکاتب کر دے
پھر وہ مرتد مسلمان ہوکر چلا آوے تو کتابت کے عوض کا مال اور ولا یعنی غلام کا ترکہ
بشرط مر جانیکے مورث کو پہونچیگا یعنی اوسی مرتد کو جو مسلمان ہوگیا ہی - اور اگر مرتد کسیکو
براہ خطا مار ڈالے اور دارالحرب مین جا ملے یا مارا جاوے تو خونبہا مقتول کا مرتد کے
اوس مال مین سی ہوگا جو حالت مسلمانی مین کمایا ہو - اور اگر زید کا ہاتھہ عمرو نے جان بوجھہ
کر کاٹ ڈالا اور وہ بعد کو مرتد ہوگیا اور اوسی زخم مین مر گیا یا دارالحرب مین جا ملا
اور پھر وہان سے مسلمان ہوکر آیا اور اوس زخم مین مر گیا تو عمرو کے مال سی نصف خونبہا
مرتد کے وارثونکو دلائی جاویگی اور اگر دارالحرب مین نجاوے اور مسلمان ہوکر زخم کے
سبب سی مر جاوے تو اسصورت مین عمرو تمام خونبہا کا ضامن ہوگا - اور اگر کوئی غلام
مکاتب کیا ہوا مرتد ہوکر دارالحرب مین جا ملے پھر مع مال پکڑا جاوے تو کتابت کا عوض
مالک کو ملیگا اور جسقدر عوض کتابت سی زائد بچیگا وہ مکاتب مذکور کے وارثونکو پہنچیگا

- اور اگر خاوند بی بی دونو مرتد ہو کر دار الحرب مین جا ملین اور وہان اونکے بیٹا ہوا اور اوس بیٹے کے بیٹا پیدا ہو پہر مسلمانونکی فتح ہوا اور یہہ سب پکڑے جاوین تو بیٹا اور پوتا مرتد کا مال غنیمت ہونگے اور بیٹے پر مسلمان ہونیکے لئے زبردستی کیجا دیگی مگر پوتے پر نکیجاویگی - اور جو لڑکا کہ عاقل ہوا اوسکا مرتد ہونا صحیح ہے جیسے مسلمان ہونا درست ہے اور اسطرحکے مرتد لڑکے پر مسلمان ہو جانیکو زبردستی کیجاویگی جان سے نمارا جاویگا

باب باغیون کے بیان مین جو بادشاہ اسلام کی فرمانبرداری سے باہر ہو جاوین

- اگر ایک گروہ مسلمانون کا بادشاہ کے فرمان سے نکلکر کسی شہر پر غالب ہو جاوین تو بادشاہ اونکو اپنی اطاعت کے لئے کہے اور جو شبہہ اونکو فرمانبرداری مین ہو گیا ہو اوسکو دور کرکے اور اُن سے لڑائی شروع کرے اگرچہ وہ لڑائی کا آغاز نکرین اور اگر اونکی جماعت کوئی اور ایسی ہو کہ یہہ لوگ اونکے ساتھہ ملکر مضبوط ہو جاوینگے تب تو جو شخص ان باغیونمین کا زخمی ہو اوسکو جان سے مار ڈالے اور جو بھاگے اوسکا پیچھا کرے اور اگر ایسی جماعت اونہو تب نہ زخمی کو مارے نہ بھاگتے کا پیچھا کرے - اور اونکی اولاد کو قید نکرے اور اون کے مالونکو نظر بند کرے یہانتک کہ وے توبہ کرین اور اگر عادلونکو باغیون کے ہتہیارون اور گھوڑون کی حاجت ہو تو کام مین لاوے یعنی ضرورت کیوقت اونکا استعمال مین لانا درست ہے - اور اگر ایک باغی اپنے جیسے باغی کو مار ڈالے پہر اونکی شکست ہو جاوے تو قاتل پر قصاص لازم ہوگا نہ خون بہا - اور اگر باغی قوم کسی شہر پر غالب ہو جاوے اور کوئی شہر والا دوسرے شہری کو مار ڈالے پہر وہ شہر مفتوح ہو تو شہری قاتل اوس مقتول کے قصاص مین مارا جاویگا اور اگر کوئی عادل یعنی بادشاہ کی اطاعت والا باغی کو مار ڈالے یا باغی اوسکو مار ڈالے اور باغی یہہ کہے کہ مین حق پر ہون یعنی بادشاہ کی فرمانبرداری نکرنے مین اور یہہ شخص جو بادشاہ کیطرف تھا اسکی مار ڈالنے مین حق میریطرف ہے تو قاتل مقتول کا وارث ہوگا یعنی اگر دونو مین کوئی قرابت ورثہ پانیکی ہوگی تو اسطرحکے قتل سے ترکہ سے

محروم نہوگا اور اگر باغی یہہ کہی کہ مین باطل پر ہون اور اعتقاد اپنی باطل پر ہونیکا رکھتا ہووی تو وہ مقتول عادل کا وارث نہوگا ـ اور اہل فتنہ کے ہاتھہ مثلاً باغیون اور رہزنون اور اہل حرب کے ہاتھہ ہتہیار ونکا بیچنا مکروہ ہی اور اگر یہہ معلوم نہو کہ خریدار اہل فتنہ مین سی ہی تو مکروہ نہین

کتاب اللقیط

اسمین لقیط کا بیان ہے یعنی اوس بچہ کا جو پڑا ہوا ملے اور اوسکا والی معلوم نہو ـ ایسی بچہ کا اُٹھا لینا مسلمانکو مستحب ہی اور اگر اوسکی تلف ہونیکا خوف ہو تو اوسوقت اُٹھانا واجب ہی اور وہ بچہ آزاد رہیگا اور اوسکا خرچ بیت المال مین ہوگا اسیطرح اوسکی میراث بیت المال مین رکہی جاویگی اور اوسکی قصور ونکا تاوان بھی بیت المال سی دینگی ـ اور اُٹھانیوالے سے اوسکو کوئی نہین لے سکتا اور اوسکا نسب ایک شخص اور دو شخصون سے ثابت ہوگا یعنی جو کوئی دعوی کری کہ یہہ میرا لڑکا ہی نسب اوس سی ثابت ہوگا گو مدعی دو ہون اور اگر دونو مدعیون مین سی کوئی ایسی نشانی بتادی جو اوس لڑکے مین موجود ہو تو وہ شخص اوس بچہ کا زیادہ تر مستحق ہوگا نسب کے ثابت ہونیمین ـ اور اگر ذمی دعوی کری کہ میرا ہے تو ذمی سی نسب ثابت ہوگا لیکن وہ بچہ مسلمان رہیگا بشرطیکہ وہ بچہ ذمی کے مکان اور محلہ مین نملا ہو اور اگر ذمیو نکے مکانمین پایا ہوگا تو ذمی ہوگا ـ اور اگر غلام اوسکا دعوے کریگا تو نسب غلام سی ثابت ہوگا مگر وہ بچہ آزاد ہوگا الا اوسصورت مین کہ گواہون سے ثابت ہوجاوی کہ یہہ لڑکا فلان غلام کا ہی تب البتہ غلام ہوگا اور اگر اوس بچہ کے ساتھ کچھ مال پایا جاوی تو وہ اوس بچہ ہی کا ہی اور اُٹھانیوالیکو اوس بچہ پر نکاح کرنا اور بیچنا اور کرایہ دینا درست نہین یعنی اوٹھانیوالے کو بچہ پر نکاح کر دینی کی ولایت نہین اسبات کا اختیار ہی کہ اوسکی مال کو فروخت کرسے یا اوسکو کرایہ دی ہان یہہ ہوسکتا ہی کہ اوسکو کسی پیشہ مین سونپ دی تاکہ وہ کام سیکھہ جاوی اور اگر اوسکو کوئی کچھہ چیز ہبہ کری تو لے لیوی

کتاب اللقطۃ

یعنی پڑی ہوئی چیز کے پانے کے بیان مین پڑی ہوئی چیز حرم اور حِل کی امانت ہی یعنی اگر وہ پانیوالیکے پاس سی جاتی رہی تو اوسپر اوسکا تاوان لازم نآویگا

بشرطیکہ پانیوالے نے اِس نیت سے اوٹھائی ہو کہ مالک کو پہیر دونگا اور اِس امر پر لوگونکو گواہ کر دیا ہو۔ بعد اوٹھانیوالا اوس چیز کو بتلاتا اور بیان کرتا ہی یہانتک کہ اوسکو معلوم ہو کہ مالک اب باز پرس نکریگا پس اُس چیز کو خیرات کر دی پہر اگر مالک آجاوی تو اوسکو اختیار ہے چاہی اوسکی خیرات کر دینی کو درست رکہی چاہی اوٹہانیوالے سی قیمت لیلے۔ اور جس چارپایہ کا کوئی والی نہو اوسکو پکڑ لینا درست ہی مگر اوسکو کہلانا پلانا منت پڑیگا جیسا کوئی پڑے ہوئے بچہ کو کہلاوی پلاوی اور اگر قاضی کے حکم سی چارپائے خواہ بچہ کو کہلاویگا تو وہ البتہ مالک کے ذمہ قرض ہوگا اور بچہ سی بعد بالغ ہونیکے پہر لیگا اور اُٹہائی ہوئی چیز سے اگر نفع مل سکتا ہو تو قاضی اوسکو کرایہ دیوی اور اوسی مین سی اوسکا خرچ کرے اور اگر اوس سی نفع نہو سکتا ہو تو بیچکر اوسکی قیمت رکہہ چہوڑی۔ اور اوٹہانیوالیکو اختیار ہے کہ مالک سی جب تک اپنا خرچہ وصول نکرلے تب تک اوس چیز کو روکی رکہی اور پائی ہوئی چیز کو دعوی کرنیوالیکے حوالہ نکری جبتک کہ مدعی گواہون سی اپنی ملک ثابت نکرے پس اگر مدعی کوئی علامت اوس چیز کی بیان کری کہ اوس سی اوٹہانیوالیکو ظنِ غالب ہو کہ یہی مالک ہے تو اوسکی حوالہ کر دینا حلال ہے مگر جبر نہین پونہچتا یعنی باوجود علامت بیان کرنیکے اگر وہ حوالہ نکری تو اوسپر زبردستی درست نہین۔ اور اگر اوٹہانیوالا محتاج ہو تو پائی ہوئی چیز سے نفع لے ورنہ کسی اجنبی محتاج کو خیرات کر دی اور اگر اوسکی ماباپ دربیوی اور لڑکا محتاج ہون تو اُن پر صدقہ کر دے ۔

کتاب الآبق یعنی بہاگے ہوئے غلام کے بیان مین

کتاب الآبق یعنی بہاگے ہوئے غلام کے بیانمین۔ بہاگے ہوئے غلام کا پکڑنا مستحب ہی بشرطیکہ اوسکی پکڑنے پر قادر ہو۔ اور جو شخص بہاگے ہوئی غلام کو مدتِ سفر یعنی تین دن کے فاصلہ سی ہٹاکر لاوی تو اوسکو ۴۰ درم اُجرت ملیگی اگرچہ غلام کی قیمت ۴۰ درم سی کم ہو اور مدت سفر سی کم فاصلہ سی ہٹاکر لاویگا تو اوسی حساب سی اجرت ملیگی یعنی ایکدن کے فاصلہ سی لاویگا تو ۴۰ درم کی تہائی کا مستحق ہوگا اور دو روز کے فاصلہ

سے لانیمین دو تہائی کا - اور مدبر اور ام ولد مثل غلام کے ہین یعنی انکو اگر کوئی فاصلہ تین دنکی راہ سے پکڑلا دیگا تو اجرت ۴۰ درم لازم ہوگی - اور اگر پکڑ کر لانیوالیکے ہاتھ سے غلام بھاگجاوے تو اوسپر تاوان نہوگا اور قیمت دینی نہ آویگی - اور پکڑنیوالا لوگون کو گواہ کر دے کہ مین اس غلام کو اسلئے پکڑتا ہون کہ مالک کے پاس لیجاؤن - اور اگر غلام رہن ہو اور بھاگجاوے اور اوسکو کوئی پکڑلا وے تو اجرت مرتہن کے ذمہ ہوگی اور بھاگے ہوئے غلام پر کچھہ خرچ کرنیکا حکم ایسا ہی جیسے پڑی ہوئی چیز پر خرچ کا حال بیان ہوا یعنی اگر قاضی کے حکم سے اوسپر خرچ کریگا تو وہ مالک کے ذمہ قرض ہوگا اور اگر بدون حکم کے کریگا تو مفت کا سلوک ہوگا مالک کے ذمہ لازم نہوگا +

کتاب المفقود اسمین مفقود یعنی گم ہوئے شخص کا بیان ہے - مفقود اوس شخص غائب کو کہتے ہین جسکی جگہہ اور موت اور حیات معلوم نہو - ایسے شخص کے لئے قاضی ایک آدمی مقرر کردے کہ وہ اوسکا حق جو لوگون کے ذمہ پر ہو وصول کرے اور اوسکے مال کی حفاظت کرے اور سربراہکاری کرے اور اوس مال مین سے غائب شخص کے اُن رشتہ دارون پر جو ولاد یا زوجیت رکہتے ہون یعنی اوسکے مان باپ اور اصول اور اوسکی اولاد اور اوسکی بیوی پر خرچ کرے اور قاضی اوس مرد کی بیوی کو اوس سے جدا نکرے اور ۹۰ برس کی بعد اوسکی موت کا حکم کرے یعنی جب اوس شخص کی عمر ۹۰ برس کی ہوجاوے تو حکم کردے کہ وہ مرگیا اور اوسکی بیوی عدت مین بیٹھے اور اوسکا ترکہ اوس وقت تقسیم ہو اوس سے پہلے نہو اور غائب شخص کسیکا ورثہ نہین پاتا واضح ہو کہ امام مالکؒ کے نزدیک اگر مفقود شخص کی بیوی جدائی چاہے تو قاضی چار برسکی مہلت دے بعد اوسکی جدا کردے اور دلیل امام اعظمؒ کی قول رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ عورت اوسکی بیوی ہے جبتک کہ اوسکی موت کا حال کہلے اور موت دو طرحکی ہے حقیقی اور حکمی تو ۹۰ برسکی عمر کے بعد موت حکمی ہے کہ غالب یہی ہے کہ مرگیا ہوگا - پس اگر مفقود کے ساتھہ

ایسا وارث ہو کہ مفقود کے ہوتے ہوتے مجوب ہوتا ہو یعنی اوسکو کچھہ نملتا ہو تو اوس وارث کو کچھہ ندیا جاویگا اسلئے کہ مفقود حکم مین مثل موجود کے ہی تو دوسرے کو ورثہ پانے سے مانع ہوگا اور اگر ایسا وارث ہو کہ مفقود کے ہوتے ہوئے اوسکو کم ملتا ہے یہہ نہین کہ محروم ہو جاوے تو اوس وارث کو دو حصونمین سے کمتر دیا جاویگا یعنی ایک حصہ اوس صورتمین کہ مفقود موجود ہو اور ایک حصہ اوس حال مین کہ وہ مرگیا ہو انمین سے جونسا کم ہوگا وہ وارث مذکور کو دیدینگے اور باقی کو ملتوی رکھہ چھوڑینگے جیسے حمل کے حصہ کو ملتوی رکھہ چھوڑتے ہین یعنی اگر کوئی شخص مرجاوے اور اوسکی بیوی حاملہ ہو تو اوسکا ترکہ تقسیم کرنیمین حمل کا حصہ جدا کر رکھتے ہین ❊

کتاب الشرکۃ اسمین شرکت کا بیان ہے — شرکت دو طرح پر ہے ایک شرکت ملک اور وہ یہہ ہی کہ دو شخص وراثت کی وجہہ سے یا خریداری کے باعث ایک چیز کے مالک ہون اور اس شرکت مین ہر ایک اونمین سے اجنبی ہوتا ہے دوسرے کے حصہ مین یعنی بلا اجازت دوسرے کے تصرف ناجائز ہے اور دوسری قسم شرکت معاملہ ہی کہ ایک کہی کہ مین نے تجہہ سے فلان چیز مین شرکت کی اور دوسرا کہی کہ مین نے قبول کیا — اور پہر اوسکی کئی قسمین ہین ایک کو شرکت مفاوضہ کہتی ہین اگر شامل ہو وکالت اور کفالت کو یعنی ہر شخص دوسرے کا وکیل اور کفیل ہو اور دونو مال اور تصرف اور دین مین دونو برابر ہون اس سے یہہ نکلا کہ شرکت مفاوضہ آزاد اور غلام مین اور لڑکے اور بالغ مین اور مسلمان اور کافر مین درست نہین اسلئے کہ تصرف مین اور دین مین برابری نہین اس قسم کی شرکت مین جو چیز ایک شخص مول لیگا وہ مشترک دونو مین ہوگی مگر اپنے گہر والون کی خوراک اور پوشاک البتہ مشترک نہوگی اور جو قرضے کہ اونمین سے ایک پر تجارت کے باعث خواہ غصب اور ضامنی کے سبب لازم ہوگا وہ دوسرے پر لازم ہوگا اور اگر ایسا مال جسمین شرکت مفاوضہ درست ہی مثلاً روپیہ اشرفی ایک شریک کو کسی نے ہبہ کیا یا ورثہ مین ملا تو اوسمین مفاوضہ باطل ہو جاویگی اور سوا اسکے اور دوسرے اسباب مین مثل گہوڑے اور کپڑے کے اگر ہبہ یا ورثہ مین ایکو کو ملی تو شرکت باطل نہوگی — اور یہہ شرکت اور شرکت

عنان جسکا بیان آگے آتا ہے بدون روپیہ اشرفی اور چاندی سونے کے ٹکڑون کے جن پر
سکہ نہو اور پیسو نکے جنکا رواج لین دین مین ہوتا ہو درست نہین یعنی شرکت مفاوضہ اور عنان
مین یہہ ضرور ہے کہ دونو شخص برابر روپیہ خواہ اشرفی خواہ بغیر سکہ کی ڈلیان جو مروّج ہون
خواہ پیسے مروج ملا دین ورنہ درست نہوگی — اور اگر دو شخص اصلاح کرین کہ ہر واحد اپنا نصف
اسباب دوسرے کے نصف اسباب کے بدلہ مین بیچڈالے اور شرکت مفاوضہ یا عنان کرلین تو درست
ہے اور یہہ صورت شرکت کے حیلہ کی ہے اوس حالین کہ چاندی سونا برابر نملا دین اور اپنے
نصف اسباب کو دوسرے کے نصف کی عوض بیچڈالین تو سب مین شریک ہوجاوینگے — شرکت معاملہ
کی دوسری قسم عنان ہے جسمین صرف وکالت ہوتی ہے کفالت نہین ہوتی اور یہہ اگر مال
مین برابری ہو اور نفع مین نہو یا نفع برابر لین اور مال برابر نہو یا یہہ کہ بعض مال مین شرکت ہو
اور بعض مین نہو یا خلاف جنس ہو کہ ایک نے روپیہ دیا ہو اور دوسرے نے اشرفی یا یہہ کہ
ہر ایک اونمین سے اپنے آپکو جدا جدا رکھے ہر طرح درست ہے — اس شرکت مین جو نسا شخص کوئی چیز مول
لیگا تو مطالبہ قیمت کا صرف اوسی مشتری سے کیا جاویگا دوسرے شریک سے نہوگا اسلیئے کہ
اس شرکت مین کفالت نہین ہان مشتری جو دام چیز کے بائع کو دیگا اوسمین سے دوسرے شریک سے
اوسکی حصے کے موافق بھر لے یعنی جتنا اوسکی طرف سے اسنے دیا ہو وہ اوس سے بھر لے — اور
شرکت عنان مین اگر دونو مال ہلاک ہوجاوین یا مال مشترک خریدنے سے پیشتر ایک مال جاتا
رہے دونو صورتونمین باطل ہوجاتی ہے — اور اگر دونو شریکون مین سے ایک اپنے مال کی
عوض مین کوئی اسباب خریدے اور دوسرے کا مال تلف ہوجاوے پس جو اسباب خرید ہو گیا ہے وہ
دونو مین مشترک ہوگا اور جسنے مول لیا ہے وہ اپنے شریک کی حصے کے موافق اسباب کا دام
اوس سے لے — اور اگر دو شریکون مین سے ایک کی لئے چند روپیہ نفع مین سے مقرر کردیئے جاوین
تو شرکت فاسد ہوجاتی ہے اسلیئے کہ ہوسکتا ہے کہ اُن روپیون کے سوا اور کچھہ نفع نہو
— اور شرکت مفاوضہ اور عنان کی دونو شریکونمین سے ہر ایک کو اختیار ہے کہ مال مشترک کو

بطور بضاعت کسیکے حوالہ کرے یا تمسیکہ دے یا امانت رکھے یا مضاربت پر دیوے یا کسیکو وکیل
یعنی کل نفع اپنا ٹہرا کر
کرے اور ہر ایک کا تصرف مال مشترک مین حکم مین امانت کے ہی یعنی اگر مال تصرف سے جاتا رہیگا
شریک کو
تو اوسکو تاوان دینا نہ پڑیگا اور شرکت معاملہ مین سے تیسری قسم تقبل ہی اوسکی صورت یہہ ہے
کہ دو درزی خواہ ایک درزی اور ایک رنگریز اس شرط پر شریک ہون کہ دونو کام مشترک
لیا کرین اور مزدوری جو کچھہ ملے اوسکو دونو بانٹ لیا کرین اس شرکت مین اگر ایک شخص کوئی
کام منظور کرلیگا وہ دونو کو کرنا لازم ہوگا اور جو ایک کماویگا وہ دونو مین مشترک رہیگا
— چوتھی قسم شرکت معاملہ کی موجوہ ہی اوسکی یہہ صورت ہے کہ دو شخص بدون مال کی شریک
ہون اسطرح کہ اپنے اعتبار سے مال خریدین اور بیچین یعنی لوگون سے جان پہچان ہونے کی
جہت سے مال بطور قرض خریدین اور بیچین اور نقد کچھہ نہ لگاوین یہہ شرکت متضمن وکالت کو
ہوتی ہے کہ ہر ایک شخص انمین سے دوسرے کا وکیل ہوتا ہی پہر اگر نصفا نصفی کے اقرار سے
مال خریدین یا ایک تہائی اور دو تہائی کی شرط سے تو نفع بہی اسیطرح ہوگا اور زیادتی کی شرط
باطل ہوگی یعنی اگر آپسمین اقرار کرین کہ مال نصفا نصف خرید کرینگے تو نفع بھی آدہون آدہ
ہی ہوگا اگرچہ اقرار مین نفع ایک زیادہ ٹھہرالے **فصل** اور لکڑیان لانے اور شکار
کرنے اور پانی دینے مین یہہ شرکت درست نہین بلکہ جسنے کام کیا ہو کمائی اوسیکی ہوگی
اور دوسریکو اوسقدر مزدوری واجبی ملیگی جتنا اوسنے کام کیا ہوگا یعنی ایسی کام مین اگر
دوسرا شخص رفیق رہا ہو تو اوسکو اوسکے کام کے موافق حسب دستور مروجہ مزدوری دیجاویگی
اور اصل چیز خاص کام کرنیوالیکی ہوگی — اور جس صورتمین کہ شرکت فاسد ہوجاوے تو نفع مال
کی مقدار کے بموجب ہوگا اگرچہ زائد کی شرط کرلی گئی ہو — اور معاملہ شرکت دونو شریکون
مین سے کسیکے مرجانیسے باطل ہوجاتا ہی اگرچہ مرجانا حکمی ہو چنانچہ مرتد جو دار الحرب کو چلا
جاتا ہی وہ حکم کے اعتبار سے مرجاتا ہی — اور چاہیئے کہ کوئی دونو شریکون مین سے دوسرے
کے مال کی زکوۃ بدون اوسکی اجازت کے نہ دے پس اگر ہر ایک نے دوسریکو اپنے مال

کی زکوۃ دینے کی اجازت دیدی اور دونون نے ایک ساتھہ ادا کی تو جسقدر دوسرے کے مال کی زکوۃ دی ہوگی وہ ہر ایک کو دینی پڑیگی اور اگر ایک ساتھہ ندی ہو بلکہ ایک نے آگے اور دوسرے نے پیچھے تو پچھلے کو ہی اول شخص کے حصہ کی زکوۃ کا تاوان لازم ہوگا —
مفاوضت کے دو شریکون مین سے ایک نے دوسرے کو صحبت کرنیکے لئے ایک لونڈی خریدنے کی اجازت دی اور اوسنے اوس اجازت کے بموجب لونڈی خریدی اور مال مشترک مین سے اوسکا دام دیا تو یہہ لونڈی اوس خریدنیوالیکی ہوگی بدون عوض کے یعنی نصف قیمت لونڈی کی اپنے شریک اجازت دینیوالیکو ندینی پڑیگی *

کتاب الوقف

اسمین وقف کرنیکا بیان ہے — وقف اسکو کہتے ہین کہ کوئی شخص کسی چیز کو اپنی ملک مین روکے رکھے اور اوسکا نفع خیرات کردے جس چیز کو وقف کرے اوسکو موقوف کہتے ہین اور جو وقف کرنیوالا وَاقِف ہے واقف کی ملک موقوف پر سے قاضی کے حکم کرنے سے جاتی رہتی ہے یعنی اگر قاضی حکم کردے کہ اوسکی ملک جاتی رہی تو جاتی رہتی ہے اسلئے کہ جن مسائل مین اختلاف ہوتا ہے وہان قاضی کا حکم ہی حال رکھتا ہے اور وقف مین بھی علما کو اختلاف ہے کہ واقف کی ملک اوسپر سے جاتی رہتی ہے یا نہین پس قاضی کے حکم کے بعد کچھہ شک ملک کے جانیکا نہین رہتا لیکن واقف کی ملک جانیکے بعد وقف کا مالک کوئی اور نہین ہو جاتا — اور وقف پورا نہین ہوتا جبتک کہ اوسپر متولی قبض نکرلے اور واقف اوسکو علحدہ نکردے یعنی اگر ایسی چیز ہو جو قسمت ہوسکتی ہو تو واقف کا علحدہ کرنا موقوف کو شرط ہے اور یہہ بہی ضرور ہے کہ وقف کی صورت انجام کو ایسی کردے کہ وہ منقطع نہو جاوے بلکہ جاری رہے مثلاً اگر چند خاص لوگون پر وقف کرے جنکا کسی زمانہ مین نہونا بھی ممکن ہو تو یہہ کہدے کہ ان لوگونکی نرہنے کے بعد وقف کے فقیرون یا علما کو اسکا نفع پونہچتا کہ ہمیشہ وقف جاری رہے — اور اگر واقف زمین کو مع بیلون اور کہیتی کرنیوالونکے وقف کردے تو درست ہے اور نیز درست ہے وقف کرنا مُشاع کا یعنی ایک تہائی یا نصف زمین کا بشرطیکہ حکم اوس کے

وقف کا بیان
یعنی خیرات کرنیکا بیان

جائز نہونیکا ہوگیا ہو یعنی اگر قاضی حکم کر دے کہ مشاع کا وقف کرنا درست ہی تو درست ہوجاویگا
اِسلئے کہ مشاع کا وقف کرنا مسئلہ اختلافی ہے تو جس صورتمین قاضی اوسکی جواز کا فتوی
دیوے تو درست ہوگا - اور درست ہی ایسے اشیا کا وقف کرنا جنکو اِدہر اُدہر لیجا سکتے ہین
اور اونمین پہلے سے وقف ہوتا آیا ہو یعنی لوگونکا معمول ہو کہ اُن چیزونکو وقف کیا کرتے
ہون جیسے تبر اور پہاوڑا اور بسولا اور تابوت اور قران مجید اور کتابین - اور موقوف
ملک مین نہ لائی جاوی اور نہ تقسیم کیجاوی اگرچہ اپنی اولاد ہی پر وقف کیا ہو - اور وقف
کی پیداوار مین سے اول مرمت اور درستی موقوف کی کیجاوی گو واقف نے اِسکی
شرط نکی ہو اور اگر موقوف کوئی مکان ہو تو اوسکی تعمیر اوسکی ذمہ ہی جو اوسمین رہتا ہو اور
اگر وہ تعمیر سے انکار کرے یا عاجز ہو کہ نکر سکتا ہو تو حاکم تعمیر کر دے اور لاگت اوس
مکان کے کرایہ مین سی لگا دی - اور اگر موقوف ٹوٹجاوی تو اوسکا ٹوٹا ملبہ اوسیکی
تعمیر مین لگایا جاوی اگر ضرورت ہو ورنہ اوسکو رکھہ چہوڑنا چاہیئے کہ دوسرے وقت حاجت
اوسکی پڑے نکر وقف کے مستحقون کو حاکم اوسکا ملبہ تقسیم نکرے - اور اگر واقف وقف
کی پیداوار کو اپنی ذات کیواسطے کر لے یا وقف کی ولایت اپنی طرف کر لے کہ متولی خود رہے
تو درست ہی لیکن اگر وہ خیانت کرتا ہو تو موقوف کو اوسکی ہاتھہ سی نکال لینا چاہیئے جیسی
وصی اگر خائن ہوتا ہی تو وصی بنا اوسکا موقوف کر دیتے ہین اور اوسکی جگہہ دوسری کو
مقرر کرتے ہین گو وقف کرنیوالے نے شرط کرلی ہو کہ موقوف کو میری ہاتھہ سی نہ نکالین
فصل جو شخص مسجد بنا دی تو اوسپر سی اوسکی ملک نجاویگی جب تک کہ اوسکو اپنی ملک سی فصل
مع رستہ کی جدا نکر دی اور اوسمین نماز پڑہنے کی اجازت نہ دیدی بعد اجازت کے اگر
اوسمین ایک شخص بہی نماز پڑہیگا مالک کی ملک جاتی رہیگی - اور جو شخص ایک مسجد بنا دی
کہ اوسکی نیچے تہ خانہ ہو یا اوپر بالاخانہ اور مسجد کا دروازہ رستہ کیطرف کری اور اوسکو
اپنی ملک سی جدا کر دی یا اپنے گہر کے اندر ایک مسجد بنا دی اور لوگونکو اوسمین آنیکی

اجازت دے تو اوس شخص کو اوسکا بیچنا درست ہوگا اور اوس سے ترکہ دوسرے وارثونکو پونہچیگا یعنی وقفی مسجد کے حکم مین نہوگی۔ اور جو شخص سقاوہ مثل حوض وغیرہ کے یا مسافرخانہ یا قافلہ کے اُترنے کا مکان یا قبرستان بناوے تو اوسکی ملک ان چیزون پر سے نہین جاتی جبتک کہ قاضی حکم ملک کے جاتے رہنے کا نکرے یعنی صرف واقف کے یہ کہنے سے کہ مین نے اسکو وقف کردیا ملک نجاویگی۔ اور اگر مسجد کی راہ مین سے کچہہ مسجد مین ملا دیا جاوے یا مسجد مین سے کسیقدر زمین راہ مین شامل کردیجاوے تو درست ہے

الحمد للہ والمنہ کہ ترجمہ کنز الدقائق کی جلد اول بماہ ربیع الثانی ۱۲۸۵ھ ہجریہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام تبصیح ونظرثانی مترجم اتمام کو پونہچی واٰخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علی سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین ❊

بقلم خاکسار ٹھولال عفی عنہ

کتاب البیوع

اسمین خرید و فروخت کے اقسام کا بیان ہی۔ آپسکی رضامندی سی ایک مال کو دوسرے سے بدل لینا
بیع کہلاتا ہی او بیع ایکسکے ایجاب کرنے اور دوسریکے قبول کرنیسے لازم ہوجاتی ہی مثلاً جب ایک
نے کہا کہ مین نے اتنے کو بیچی اور دوسرے نے کہا کہ مین نے خرید کی تو بیع لازم ہوگئی اوّل شخص کے
قول کو ایجاب کہتے ہین اور دوسرے کے قول کو قبول اور اگر زبان سے ایجاب و قبول نکرین بلکہ
بائع یعنی بیچنے والا اپنی چیز حوالہ مشتری یعنی خریدار کے کردے اور مشتری دام اوسکے حوالہ کرے
تب بھی بیع لازم ہوجاتی ہی۔ اور اگر کوئی اون دونو مین سے تامل کرے اور قبول کرنیسے پیشتر
مجلس معاملہ سی اوٹھہ جاوے تو ایجاب باطل ہوجاویگا۔ اور دام اگر سامنے نہون تو اونکی تعداد اور
وصف بیان کرنے چاہیئن اور اگر سامنے ہون تو ضرورت بیان شمار اور وصف کی نہین یعنی اگر دام موجود ہون
اور مشتری اشارہ کردے کہ انکے عوض فلان چیز مول لی تو حاجت اسبات کی نہین کہ دام کی مقدار
اور وصف بھی بیان کرے اور اگر موجود نہون اور اشارہ نہ کرے تب لازم ہی کہ شمار اور وصف
دونو بیان کرے مثلاً یون کہے کہ دس روپیہ فلانے سکہ کے عوض لیتا ہون۔ اور درست ہی نقد
دامون بیچنا اور اُدھار پر بیچنا بشرطیکہ دام کے ادا کا وقت معلوم ہو۔ اور اگر بیع کرنیمین مول کے
دام گول مٹول رکھے تو اوس سے وہی سمجھے جاوینگے جو شہر مین اکثر چلتے ہون۔ اور اگر بہت سی سکے چلتے
ہون اور بیان نہ کرے کہ کونسی سکہ کے عوض بیع ہوئی تو یہ معاملہ فاسد ہوگا۔ اور کہانیکی چیزون
مثلاً گیہون جو وغیرہ کو ناپ کر اور ڈھیری لگا کر اٹکل سے بیچنا اور ایک برتن خاص یا معین باٹ سی
ناپ تولکر بیچنا درست ہی اگرچہ پیمانہ اوس برتن کا اور وزن باٹ کا معلوم نہو۔ اور اگر کوئی شخص
اناج کا ڈھیر صاع پیچھے ایک درم ٹھہراکے بیچے تو صرف ایک صاع کی بیع ہوگی ڈھیر کی نہوگی
اور اگر بکریونکا گلہ یا کپڑے کا تھان ہر بکری یا گز پیچھے درم ٹھہراکے بیچے تو بیع کل کی فاسد ہوگی
یعنی ایک بکری اور ایک گز کی بھی صحیح نہوگی ہان اگر ان صورتونمین بائع تعداد سب صاعون

اور بکریون اور گزون کی گنتی کہدیگا تو سب کی بیع درست ہوگی - اگر بائع نے صاعون کی تعداد
بتا کر غلہ کا ڈھیر بیچا اور وہ مثلاً ایک پیمانہ کم نکلا تو مشتری چاہی حصہ رسد داموں سی لیلی
یا راضی نہو تو واپس کر دی اور اگر تعداد سے زیادہ نکلا تو وہ بائع کا ہی مشتری کا نہین -
اور اگر کپڑی کے تھان مین ایک گز مثلاً کم نکلا تو مشتری چاہی پوری دام کو لیلی خواہ سیلدار
تھان نلے اور اگر زیادہ نکلا تو وہ مشتری کا ہی اور بائع کو اختیار نہین کہ چاہی بیچی چاہی نہ بیچے
- اور اگر تھان کی قیمت مین بائع نے کہدیا کہ فی گز ایک درہم کو ہی یعنی کل تعداد گزون کی
بھی بتا کر وتنی دام کہی اور اتنا جملہ اور کہا کہ فی گز ایک درم کو ہی اور اسصورتمین تھان مذکور
کم نکلا تو مشتری چاہی حصہ رسد داموں سی لیلی یا فسخ بیع کر دے اور یہی حال ہی اگر تھان
مذکور زیادہ نکلا یعنی خواہ حصہ رسد زیادتی کا دام اوسکی حساب سی لگا کر زیادہ دیکر لیلی نہین
تو بیع توڑ دی - اور اگر گھر مین سی دس گز زمین بیچی جنکی جگہ معلوم نہو تو بیع فاسد ہی لیکن اگر
مکان کے سو حصے ہون اور اونمین سی دس کی بیع کیجا دی تو فاسد نہو گی بلکہ جائز ہوگی -
اور اگر ایک گٹھری اس شرط پر لی کہ اسمین دس تھان ہین مگر اوسمین کم یا زیادہ نکلے
تو دونو صورتونمین بیع فاسد ہی اور اسی صورتمین اگر ہر تھان کا دام جداگانہ بتا دیا تو جس
صورتمین دس سی کم نکلی تو اوسی مقدار کی بیع صحیح ہوگی جتنی گٹھری مین ہونگی اور مشتریکو اختیار
دیا جاویگا کہ چاہے حصہ رسد داموں سی اتنے تھانونکو لیلے خواہ کل نہ لے اور اگر تھان زیادہ
نکلین گے مثلاً گیارہ یا بارہ تو بیع فاسد ہوگی اسلئے کہ اس صورتمین یہ معلوم نہین کہ دس جو فروخت
ہوئی وہ کونسی ہین - اور اگر تھان کو یون خریدا کہ دس گز کا ہی فی گز ایک روپیہ کو لیا اور وہ
ساڑہی دس گز کا نکلا تو مشتری کو دس روپیہ کے عوض لینا ہوگا اور پھیر دینی کا اختیار نہوگا
اور اگر ساڑہی نو گز نکلیگا تو نو روپیہ کو لینا ہوگا اس اختیار کے ساتھ کہ چاہی لیلے چاہی نہ لے
فصل گھر کی فروخت مین دیوارونکی نیوین اور کنجیان اور زمین کی بیع مین درخت بدون **فصل**
ذکر کئی آجاتے ہین لیکن زمین کی بیع مین اوسمین کی زراعت اور درخت کی بیع مین اوسکا پھل

بدون ذکر کے شامل نہین ہوگا اور اگر زمین اور درخت کی فروخت مین ذکر کھیتی اور پہل کا نہ لیے
تو بائع کو کہا جاویگا کہ اپنی کھیتی اور پہل کاٹ لے اور زمین خواہ درخت حوالہ کرے - اور پہل کا
بیچنا درخت پر خواہ وہ کارآمد ہوگیا ہو یعنی گدرا گیا ہو یا نہوا ہو درست ہے اور مشتری اوس
پہل کو اوسیوقت توڑلے اور اگر بیع مین شرط کریگا کہ پہلون کو درختون پر رہنے دونگا تو
بیع فاسد ہوگی اور امام شافعیؒ کے نزدیک ایسی پہلون کی بیع جو کارآمد نہوئے ہون درست نہین
اور امام اعظمؒ کی دلیل قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ جو شخص نر کا شگوفہ ڈالنے
کے بعد خرما کا درخت خرید کرے تو اوسکا پہل بائع کو ملیگا مگر اوس صورت مین کہ مشتری شرط
کرلے کہ پہل بھی مین لونگا اس حدیث سے معلوم ہوا کہ خرما کا پہل نر کا پہول ڈالنے کے بعد
بیع کرنا درست ہے حالانکہ اوسوقت وہ پہل کسی کام کا نہین ہوتا نہ گدراوے - اور درخت
پر کے پہلون کی بیع مین اگر بائع چند سیر معلوم علیحدہ رکہے مثلاً کہے کہ چار سیر نہ بیچونگا تو درست ہے
- اسیطرح صحیح ہے بیچنا گیہون کا بالی مین اور لوبیے کا چہلکے کے اندر - اور مبیع یعنی بکی ہوئی
چیز کے ناپنے کی مزدوری بائع کے ذمہ ہوگی اور داموں کے پرکہنے اور تولنے کی مشتری کی
ذمہ - اور جو شخص کچہہ اسباب نقد کے عوض فروخت کرے تو اول اسباب مشتری کو حوالہ کرے
اور اگر ایسا نہو یعنی اسباب ہی کے عوض مین اسباب فروخت کرے تو دونو ایک ساتہ ایکدوسرےکو
چیز حوالہ کرین اسلیے کہ دونون اسباب قیمت بہی ہوسکتے ہین اور اسباب بہی تو ساتہہ ہی دینے چاہئین

باب بیع خیار بیان مین

باب جاکر بیچنے کے بیان مین یعنی بائع اور مشتری کو اختیار ہونا کہ چاہین بیع رکہین چاہین
نہ رکہین - بائع اور مشتری دونو کو خواہ ایک کو تین دن کا یا اس سے کم کا اختیار درست ہے
اور اگر زیادہ کا ہوگا تو زیادتی جائز نہوگی اور اس صورت مین بہی اگر تین دن کے اندر
بیع کے معاملہ کو درست رکہین گے تو صحیح ہوگا - اگر اس شرط پر بیچا کہ تین دن تک اگر دام
نہ دونگا تو بیع نہوگی تو یہ شرط جائز ہے اور چار دن کی اگر قید لگاویگا تو درست نہوگی لیکن باوجود
چار دن کی قید کے اگر قیمت تین دن کے اندر ادا کردیگا تو بیع درست ہوجاویگی اسلیئے کہ اگرچہ چار

دنکا نام زبان سے لیا تہا مگر دام تین ہی دن مین دیدی تو گویا تین ہی دن کی شرط تھی
بائع کا اختیار مبیع کو اوسکی ملک سے باہر نہین ہونے دیتا اور مشتری کے لیجانیکے بعد اگر ہلاک ہو گی
تو اوسکی قیمت دینی آویگی جاننا چاہئی کہ جو دام چیز کا مشتری اور بائع مین ٹھہرتا ہی اوسکو
ثمن کہتے ہین اور وہ چیز جتنے کی بازار مین ہو اوسکو قیمت کہتی ہین پس جن صورتمین بائع کا
اختیار ہوا ور مشتری چیز لیجا دے اور اوسکے پاس سے جاتی رہے تو مشتری کو ثمن دینا نہ آویگا
بلکہ قیمت بازار دینی پڑیگی اور مشتری کا اختیار بائع کی ملک سے نکلجانیکا مانع نہین مگر
مشتری بھی اوسکا مالک نہین ہوتا اور اس صورتمین اگر مبیع جاتی رہیگی تو مشتری کو
ثمن دینا پڑیگا جیسی مبیع کے عیبدار ہونیکی صورتمین ہے یعنی اگر مشتری کا اختیار تہا اور
وہ مبیع کو لیکر چلا آیا اور اوسکے پاس اگر مبیع مین کچھ عیب ہو گیا تو اس صورتمین بھی
اسکو ثمن دینا پڑیگا بازار قیمت نہ لیجاویگی۔ اگر ایک مرد کی منکوحہ لونڈی تھی اوسنے اوسکو
مالک سے اوسکو اختیار پر خریدا تو نکاح ابھی باقی رہیگا اسواسطے کہ وہ لونڈی اختیار کی
باعث ابھی اسکی ملک مین نہین آئی کہ نکاح ٹوٹ جاوے پس اگر وہ شخص اوس سے صحبت
کرے تو اس صورتمین بھی اوسکو اختیار واپس کر دینے کا ہے اسلئے کہ یہ صحبت پہلے نکاح کے
سبب کی ہے نہ اس بیع کے پسند ہونیکی لئے۔ اور جس شخص کو اختیار ہو وہ دوسرے کے پیٹھ پیچھے
اگر معاملہ کو جائز رکھے تو درست ہے اور اگر فسخ کریگا تو درست نہوگا یعنی بائع و مشتری مین سے
جسکو اختیار ہو تو فسخ معاملہ کے لئے دوسریکا بھی موجود ہونا چاہئے۔ اور اگر جس شخص کو
اختیار تہا وہ مرجاوے یا مدت اختیار کی یعنی تین دن گذر جاوین تو عقد بیع کامل ہو جاتی ہے
اور اگر مبیع بردہ ہوا ور مشتری اوسکو آزاد کر دے یا آزادی کی متعلق باتین اوسکے ساتھ
کرے مثلاً اوسکو مکاتب[۱] یا مدبر کر دے یا مبیع کی ملکیت کی جہت سے اوسکے پاس کی زمین
شفعہ کی راہ سے لیوے تو اس سے بھی اگر مشتری نے اختیار لے رکھا تہا بیع پوری ہو جاویگی
اور اگر مشتری دوسرے کے اختیار کو شرط کرے مثلاً کہے کہ زید اگر پسند کریگا تو بیع منعقد

[۱] مکاتب اوس غلام کو کہتی ہین جس سے آقا کہدے کہ اگر اسقدر روپیہ ادا کرو تو آزاد ہو اور مدبر وہ ہے
کہ آقا اوس سے کہدے کہ تو میرے مرنیکے بعد آزاد ہے ۱۲

ہوگی ورنہ نہوگی تو درست ہی اور اس صورتمین مشتری اور زید مین سے جونسا بیع کو جائز یا فسخ
کردیگا درست ہوگا اور اگر ایک جائز رکھی اور دوسرا فسخ کری تو پہلی والی کی بات کا اعتبار ہوگا
اور اگر دونو کی بات ایک ہی ساتھہ ہوئی ہوگی تو بیع فسخ رہیگی - اور اگر بائع دو غلامونکو
اس شرط پر بیچے کہ ایک مین مجکو اختیار ہی اور اوسکو علحدہ اور معین کردے تو یہ اختیار درست
ہوگا ورنہ درست نہوگا - اور معین کرنیکا اختیار چار سی کم مین درست ہی یعنی اگر تین چیزونمین
اختیار لیگا کہ جونسی چاہون لے لون تو درست ہوگا اور چار چیزونمین جائز نہوگا جیسی اختیار
تین دنکا درست ہی زیادہ کا نہین - اور اگر دو مشتریون نے اختیار کی شرط پر کوئی چیز مول لی
اور ایک اونمین سی راضی ہوگیا تو دوسرا بھی واپس نہین کرسکتا یعنی اوسکا اختیار بھی
جاتا رہا - اور اگر ایک غلام اس شرط پر لیا کہ وہ نان بائی یا کاتب ہی اور اوسکے خلاف نکلا
تو مشتری چاہی پوری داموں کو لیلی یا پھیر دے اسلئے کہ یہ امور (نان بائی وغیرہ ہونیکا تو) وصف مین انکی عوضمین دام نہ گھٹینگا

خیار رویت کے بیانمین

باب دیکھنے کے اختیار کے بیانمین - جس چیز کو مشتری نے نہ دیکھا ہو اوسکا خریدنا
درست ہی مگر دیکھنے کے بعد اوسکو پھیر دینی کا اختیار ہی گو پہلے راضی ہوچکا ہو اور اگر بائع اپنی
چیز بن دیکھی بیچ دے تو اوسکو دیکھنے کے بعد یہ اختیار نہین کہ مشتری سی واپس کرلے - اور
دیکھنی کا اختیار اونہین باتون سی باطل ہوتا ہی جنسی شرط کا اختیار جاتا رہتا تھا یعنی اختیار والے
کے مرجانے یا تین دن گذر جانے وغیرہ سی دیکھنی کا اختیار جاتا رہتا ہی - اور غلہ کے ڈھیر
اور غلام کے منہ کا دیکھنا اور جانور کے منہ اور پٹھی کا دیکھنا اور لپیٹے ہوئی کپڑی کی اوپر
کی تہ دیکھہ لینی اور گھر کو اندر سے دیکھنا کافی ہی یعنی انکے دیکھنے کے بعد اختیار دیکھنی کی وجہ سی
پھیر نہ سکیگا - اور مبیع کے لینی کے واسطے اگر مشتری نے کسیکو وکیل کیا ہو تو وکیل کا دیکھنا
مثل مشتری کی دیکھنے کے ہے اختیار کے دور ہوجانیمین مگر قاصد مشتری کا دیکھنا کافی
نہین یعنی اگر مشتری نے کسیکے ہاتھہ پیام کہلا بھیجا ہو تو وہ اگر مبیع کو دیکھہ لیگا تو اوسکے
دیکھنے سے مشتری کا اختیار نجاویگا - اندہا اگر بیع کا معاملہ کری اور کوئی چیز مول لے تو درست ہی

اور جب وہ کسی چیز کو ٹٹول لے یا سونگھ لے یا چکھ لے یعنی ایسی چیز ذنکو جنکا حال ٹٹولنے خواہ سونگھنے خواہ چکھنے سے معلوم ہوجاتا ہو یا زمین کا حال اوس سے بیان کر دیا جاوے کہ اسطرح کی ہے تو اوسکا اختیار دیکھنے کا جاتا رہتا ہے۔ اگر دو تھان خریدے جنمین سے ایک کو خریدنیکے پیشتر دیکھ لیا تھا اور دوسرے کو بعد خریدنیکے دیکھا تو ہوسکتا ہے کہ وہ دونو کو دیکھنے کے اختیار سے واپس کر دے۔ اور دیکھنے کا اختیار اور شرط کا اختیار ورثہ مین نہین آتا یعنی اگر اختیار والا مرجاتا ہے تو اوسکے وارث کو اختیار نہین رہتا کہ مبیع کو واپس کر دے۔ مشتری نے اپنی دیکھی ہوئی چیز کو مول لیا پس اگر اوسکا حال کچھ کا کچھ ہوگیا ہو تب تو مشتریکو دیکھنے کا اختیار ہوگا اور اگر جون کی تون ہو تو اختیار نہوگا۔ پھر اگر مشتری کہے کہ مبیع کا حال بدل گیا اور بائع کہے کہ نہین بدلا تو بائع کا قول معتبر ہے اور اگر دیکھنے مین دونو کا اختلاف ہو تو مشتریکا قول معتبر ہے مثلاً مشتری کہے کہ مین نے بن دیکھے خریدا ہے اور بائع کہے کہ دیکھکر خریدکیا ہے تو مشتری کی بات مانی جاویگی۔ اور اگر ایک گٹھری تھانونکی مول لی اور اوسمین سے ایک تھان بیچڈالا یا کسیکو ہبہ کرکے اوسکے حوالہ کر دیا تو اب عیب کے سبب تو پھیر سکتا ہے مگر دیکھنے کے اختیار اور شرط کے اختیار سے واپس نکرسکیگا اسلئے کہ ایک تھان مین تصرف مالکانہ کرنے سے اسکا اختیار جاتا رہا ✦

باب عیب کے سبب سے اختیار ہونیکے بیان مین۔ مشتری اگر مبیع مین کچھ نقصان پاوے تو چاہے پورے دام کو لیلے خواہ واپس کر دے۔ اور عیب اوس نقصان کو کہتے ہین جسکی مبیع مین ہونیسے سوداگرونکے نزدیک اوسکی قیمت کم ہوجاوے۔ جیسے غلام لونڈی مین بھاگنا اور بچھونے مین موت دینا اور چوری کرنا اور دیوانہ پن ہے اور خاص لونڈی مین منہ کی بدبو اور بغل کی بدبو اور زناکار ہونا اور حرام کی اولاد ہونی ہے اور یہ چار دن چیزین غلام مین عیب نہین اور کافر ہونا دونو مین عیب ہے اور حیض کا نہونا اور بیماری کا خون جاری رہنا اور پرانی کھانسی اور درد سر کا قرضدار ہونا اور بال اور پانی آنکھ مین ہونا عیب ہے۔

ف
اسلئے کہ لونڈی کو ساتھ مطلقاً اور اولاد کی لئی بیچ مین اور پھر بائنی اس مطلب کی محل مین ۱۲

پس اگر مشتری کے پاس اگر مبیع مین ایک اور عیب پیدا ہو جاوی تو مشتری پہلی عیب کا دام بائع
سے پہیر لے یا اگر بائع مبیع کے پہیر لینے پر راضی ہو تو پہیر دی - اور اگر مشتری نے ایک تہان
خرید کر قطع کیا پہر اوسمین عیب معلوم ہوا تو جسقدر عیب سی نقصان ہو وہ دام بائع سی پہیر لے
اور اگر بائع قطع کئی ہوئی تہان کو لینا منظور کری تو اوسی اختیار ہی کہ پہیر لے - اور اگر مشتری
قطع کے بعد تہان کو بیچ ڈالی تو اب نقصان کا عوض بائع سے نہین لے سکتا - اگر کپڑا لیکر
قطع کر کے سیا یا اوسکو رنگ لیا یا ستو لیکر اوسمین گہی ملایا پہر کپڑے مین خواہ ستو مین عیب
معلوم ہوا تو نقصان کا عوض بائع سی پہیر لے جیسی اس صورتین کہ عیب دیکہکر مبیع کو بیچ ڈالی
یا مبیع جو غلام عیبدار تہا مرجاوی یا مشتری اوسکو آزاد کر دی تو نقصان کا عوض بائع سی
لیویگا - اور اگر مشتری غلام عیبدار کو مال کے بدلے آزاد کر دی یا اوسکو جان سی مار ڈالی
یا کہانا مول لیا تہا اوسکو کہا لی یا اوسمین سی کسیقدر کہالے تو نقصان کا عوض کچہہ نہ پاویگا
- اور اگر کسی نے انڈی یا کہیری یا اخروٹ مول لئی اور توڑنے سی ایسی خراب نکلی کہ کچہہ
کار آمد ہون تب مشتری نقصان کا عوض بائع سی پاویگا اور اگر بالکل کار آمد نہون تو
تمام دام بائع سی پہیر لیگا - اور اگر مشتری نے مبیع کو بیچ ڈالا اور وہ کسی عیب کے باعث
قاضی کے حکم سی مشتری کے پاس واپس آئی تو مشتری نے جس سے اوسکو مول لیا ہو
اوسکو پہیر دوی اور اگر مشتری نے اوس چیز کو آپکی رضامندیسی پہیر لیا ہو قاضی کے حکم
سے نہ پہیرا ہو تو اب بائع اول کو واپس نہین کر سکتا - مشتری نے مبیع کو قبضہ مین لا کر
دعوی کیا کہ اسمین عیب ہی تو اوسپر ثمن کے دینے کے لئی جبر نکیا جاویگا لیکن اوسکو چاہئی
کہ گواہ پیش کر کے عیب ثابت کری یا اپنی بائع سی عیب نہونیکی قسم لے پہر اگر مشتری کہی کہ میری
گواہ شام مین ہین یعنی دور ہین آنہین سکتی تو ثمن بائع کے حوالہ کری لیکن بشرطیکہ بائع
قسم کہالی - اگر مشتری دعوی کرے کہ جو غلام مین نے لیا ہی وہ بہگوڑا ہی تو بائع سی قسم لیجاویگی
جب تک کہ مشتری اسبات کے گواہ نلاوی کہ یہ غلام میری پاس سی بہاگا ہی اور جب وہ گواہ پیش

کردی تو بائع سی یہ قسم لیجاوی کہ بخدا میری پاس کبھی نہین بہاگا تہا اسلئیکہ اول تو یہ چاہئی کہ مشتری بہاگنی کا عیب غلام مین ثابت کردی اس سی بہی ضرورت اوسکی گواہونکی ہوئی جب وہ عیب ثابت ہوچکا تو اب بائع اس باتکی قسم کہاوی کہ یہ عیب میرے پاس نہتا اب نیا پیدا ہوا ہی اس عیب کے سبب سے مشتری کا حق پہیرنیکا نہین - اور مقبوض چیز کی مقدار مین قول قابض کا یعنی مشتری کا معتبر ہے مثلاً مشتری نے ایک تہان لیا اور عیب کے باعث اوسکو پہیرنا چاہا اور بائع نے کہا کہ بیس گز کا تہا اور مشتری نے کہا کہ اٹھارہ گز تو مشتری ہی کا قول معتبر ہے - اگر دو غلام ایک عقد مین مول لئی اور ایک پر قبضہ کیا اور دونون سی کسی مین عیب معلوم ہوا تو چاہی دونو لیلے یا دونو کو پہیر دی اسلئیکہ جب ایک عقد مین لئی ہین تو دونو کا حکم ایک چیز کا ہی - اور اگر ایسی چیز مول لی جو ناپ یا تول سی بکتی ہی اور اوسمین سی کسیقدر مین عیب پایا تو خواہ ساری کو واپس کردی خواہ سب کو لیلے یہ نہین ہوسکتا کہ اچہی کو رہنی دی اور عیبدار کو واپس کری اور اگر مبیع مین سی کسیقدر دوسری کی ملک نکل آوی تو مشتری کو اختیار نہوگا کہ باقی مبیع کو بائع کو پہیر دی ہان اگر مبیع کپڑا ہو کہ اوسمین تہوڑا دوسری کا ہو تو مشتری کو اختیار ہوگا کہ باقی کو واپس کردی اسلئیکہ ایک کپڑی مین شرکت ہونیسی اوس سی نفع نہین لے سکیگا - اگر کپڑا مول لیکر عیب دیکہا اور اوسکو پہن لیا یا عیبدار سواری پر اپنی کام کو سوار ہوا یا اوسکے مرض کا علاج کیا تو اس سی عیب پر راضی ہونا پایا جاویگا اور اگر سواری کے پانی پلانے کو یا بائع کے پاس لیجانے کو یا اوسکی لئی گہاس خریدنے کو سوار ہوا ہوگا تو اس سی رضامندی عیب کی نہ معلوم ہوگی - اور اگر مبیع غلام نے بائع کے یہان چوری کی تہی اور جب مشتری نے اوسپر اپنا قبضہ کیا تو اوس چوری کی علت مین اوسکا ہاتہہ کاٹا گیا تو مشتری اوس غلام کو پہیر دی اور بائع سی قیمت واپس لے - اور اگر بائع نے بیع کے وقت کہدیا کہ مین مبیع کے سب عیبون سی بری ہون گو سب کا نام نہ لیا تو یہ کہنا درست ہوگا اور پہر کسی عیب کی جہت سی پہیر نہ سکیگا یعنی اگر

اُسنے اول کہدیا کہ مبیع مین جو عیب ہو مجھسے سروکار نہین نہ اوسکا مواخذہ مجھسے چاہئیے تو اگرچہ وہ سب عیبون کا نام نہ لے تاہم کسی عیب کی جہت سی مشتری کو اختیار مبیع کے پھیرنیکا نہین رہتا —

باب بیع فاسد کے بیان مین

باب بیع فاسد کے بیان مین — بیع مردار کی اور خون اور سُوّر اور شراب اور آزاد شخص اور ام ولد اور مدبر اور مکاتب کی ناجائز ہی پس اگر یہہ چیزین مشتری کے پاس جاتی رہینگی تو انکی قیمت نہ دینی پڑیگی — اور مچھلی کو شکار کرنیسے پہلے بیچنا اور ہوا مین اوڑتے جانور کو اور پیٹ مین کے بچہ اور تھنون کے اندر دودہ کو اور سیپ کے اندر موتی کو اور بکریون کی پیٹھہ پر اون کو اور چھت کی اندر کی ایک کڑی کو اور تھان مین سے ایک گز کو فروخت کرنا اور شکاری کا اسطرح بیچنا کہ جو اس دفعہ میرے جال مین آوی اوسکو اتنے کو بیچتا ہون یہ سب صورتین ناجائز ہین اسلئے کہ مبیع سب صورتون مین معلوم نہین اسلئے بیع فاسد ہی — اور بیع مُزابنَہ درست نہین اور صورت اوسکی یہہ ہی کہ درخت پر میوہ کو ٹوٹے ہوئے میوہ کے ساتھہ اٹکل سے بیچے اور نہ مُلامَسَت درست ہی کہ بائع یا مشتری کہی کہ اگر مین تجھکو یا تیرے کپڑے کو ہاتھہ لگا دون تو بیع ہم مین اور تم مین ہوجاوی اور کنکر مارنے سی بھی بیع ناجائز ہی اسطرح کہ بائع یا مشتری کہی کہ اگر مین اس مبیع پر یا تجھپر کنکر ماردون تو ہم مین بیع لازم ہوجاوے یہہ تینون عقد کافرونکی معمول تھین کہ بدون رضامندی ایک طرف کے لازم ہوجاتی تہین یہ سب فاسد ہین — اور دو کپڑون مین ایک کو فروخت کرنا اسطرح کہ معین نکری کہ کونسا فروخت کرتا ہون اور چراگاہ کو بیچنا اور اوسکو ٹھیکہ دینا اور شہد کی مکھی کا فروخت کرنا جائز نہین — اور ریشم کے کیڑی کو اور اُسکی انڈونکو بیچنا درست ہی — اور بھاگی ہوئے غلام کی بیع جائز نہین لیکن اگر ایسی شخص کے ہاتھہ بیچی جسکے پاس اوس غلام کے ہونیکا گمان ہو تو درست ہے — عورت کی دودہ کی بیع اور سُوّر کے بالونکی درست نہین ہان بالون کو موزہ وغیرہ کے سینے مین استعمال کرنا درست ہی — اور آدمی کے بالونکا بیچنا اور اونسی کوئی کام لینا درست نہین — مردہ جانور کی کھال کو دباغت سے پہلے بیچنا درست نہین اور بعد دباغت

کے اوسکو بیچنا اور کام مین لانا درست ہے - اسیطرح مردار جانور کی ہڈی اور پٹھو اور اون
اور سینگ اور بالون سے نفع لینا جائز ہی - بالاخانہ جو گر گیا ہو اوسکی بیع اور لونڈی کی
بیع جو بیچی کو غلام معلوم ہو درست نہین یعنی ایک بردہ اس شرط سی لیا کہ لونڈی ہی پر معلوم
ہوا کہ وہ غلام تھا تو بیع درست نہوئی - مبیع کو کمتر قیمت پر خریدنا وصول قیمت سی پیشتر درست
نہین ہان اگر مبیع کے ساتھ کوئی اور چیز ملی ہو تو اوسمین ایسا کرنا جائز ہی اس مسئلے کی صورت
یہہ ہی کہ بائع نے ایک گھوڑا اسکو بیچا اور ہنوز اوس سی دام نہین لیا کہ اوسی گھوڑی کو پچاس
کے عوض اوس سی خرید لیا تو یہ پہلی بیع نا جائز ہوئی اسلئے کہ پچاس مشتری سے مفت لیتا ہی
اور اگر اوس گھوڑے کے ساتھ دوسرا گھوڑا مثلاً مشتری سے خرید کیا تو بیع مذکور درست ہوگی -
تیل کو اسطرح بیچنا کہ مع برتن تول لینگے اور ہر برتن کے عوض پانچ دھڑی کم کر دینگے
برتن اوسقدر ہو یا نہو درست نہین ہان اگر یہ ٹھہری کہ جسقدر خالی برتن کا وزن ہوگا اوسقدر
تیل مین سی کم کر دینگے تو درست ہی - اگر بائع اور مشتری تیل کی مشک کے وزن مین
اختلاف کرین کہ مشتری کہے کہ دو سیر ہے اور بائع ایک سیر بتاوی تو مشتری کا قول قسم کے
ساتھہ معتبر ہوگا - اور اگر مسلمان کسی ذمی کو شراب خریدنی اور بیچنی کو کہدی تو درست ہے
- لونڈی کو اس شرط پر بیچنا کہ مشتری اوسکو آزاد کر دی یا مدبر یا مکاتب یا ام ولد بناوی
درست نہین - لونڈی کو بیچنا اور اوسکے پیٹ کے بچہ کو نہ بیچنا یا اس شرط پر بیچنا کہ ایک
مہینا بائع اوس سے خدمت لیگا درست نہین - مکانکو اس شرط سی بیچنا کہ بائع اوسمین
رہا کریگا یا مشتری کچھہ روپیہ بائع کو قرض دی یا اوسکو کچھہ تحفہ بہیجی یا اتنی مدت کے بعد
حوالہ مشتری کے کریگا اوسوقت تک اپنے تصرف مین رکھیگا یا کپڑیکو اس شرط سی بیچنا
کہ بائع اوسکو قطع کرکے کرتہ سیدی درست نہین - جوتی کو اس شرط سی مول لینا کہ
بائع اونکو کانٹھ برابر کر دی اور اوسمین تسمہ لگا دی درست ہی - قیمت کے ادا کے
لئے یہہ کہنا کہ نوروزا اور مہرگان اور نصاری کے روزون اور یہود کے عید تک

ف مدبر وہ لونڈی کہ آقا اوسکو کہدی کہ تو بعد میرے مرنیکے آزاد ہے اور مکاتب وہ کہ اوسکی آزادی کچھہ روپیہ ادا کرنے پر منحصر ہے اور ام ولد وہ کہ جس سے آقا کی اولاد ہو ۱۲

دینگے درست نہین بشرطیکہ بائع و مشتری کو یہہ دن معلوم نہون جاننا چاہیے کہ
جب گرمی سے پیشتر دن اور رات برابر ہوتے ہین اوس دن کو نوروز کہتے ہین اور جاڑے
سے پیشتر اگر برابر ہوتے ہین تو اوسکو مہرگان کہتے ہین - اور جائز نہین یہہ کہنا کہ حاجیونکی
آمد تک اور کھیتی کٹنے اور دائین چلنے اور میوہ ٹوٹنے تک دینگے اور اگر ان وقتون تک
کسی کا ضامن ہو تو درست ہے - اور اگر وعدہ ان وقتون تک کیا اور ہنوز یہہ وقت نہین آئی
تھی کہ مدت کو ساقط کردیا یعنی دام پہلی دیدئے تو درست ہوجاویگا - اور اگر بائع آزاد اور غلام
کو ملاکر بیچے یا ذبح کی ہوئی بکری اور مردار کو ایک ساتھہ کرکے بیع کرے تو دونونکی بیع باطل
ہے - اور اگر غلام کو مدبر کے ساتھہ خواہ کسی دوسرے غلام کے ساتھ ملاکر فروخت کری یا اپنی
ملک کو وقف کے ساتھہ ملاکر بیچے تو غلام اور ملک کی بیع درست ہوگی مدبر اور دوسرے کے
غلام اور وقف کی بیع نہوگی ٭

فصل

فصل جس صورتمین کہ بیع فاسد ہوا اور مشتری بائع کی اجازت سی مبیع پر قبضہ کری اور
مبیع اور ثمن دونو مال ہون تو مشتری مبیع کا مالک ہوجاتا ہی مگر قیمت بازار دینی آتی
ہے ثمن جو آپسمین ٹھہراتھا نہین دینا آتا اور مشتری اور بائع مین سے ہر ایک کو اوس بیع
کے فسخ کردینی کا اختیار ہی لیکن اگر مشتری مبیع کو کسی اور کے ہاتھہ بیچدے خواہ ہبہ
کردے یا مبیع غلام ہو اور اوسکو آزاد کردی یا زمین مبیع پر عمارت بنالے تو ان صورتونمین
فسخ نہین کرسکتا - بیع فاسد مین مشتری کو اختیار ہی کہ مبیع کو روک رکھی اور بائع کو نہدی
جب تک کہ بائع سی اپنا دیا ہوا ثمن واپس نہ کرلے - بائع کو اگر ثمن سی کچھہ نفع ہوا ہو تجارت
وغیرہ کرنیسی تو اوسکو حلال ہی اور مشتری کو اگر مبیع سے کچھہ فائدہ ہوا ہو تو درست نہین
- ایک شخص نے دوسرے پر کچھہ روپیونکا دعوی کیا اور اوسنے مدعی کے حوالہ کردئے
پھر دونو سچ پر آگئی یعنی اقرار کیا کہ مدعی کا کچھہ مدعا علیہ کے ذمہ نہ تھا اور جو کچھہ اوس سے
مدعی نے لیا تھا وہ پھیر دیا تو جو کچھہ مدعی کو اون روپیون سے فائدہ ہوا ہو وہ مدعی

کو طلال ہو - مال کی قیمت زیادہ کہدینی اس غرض سے کہ دوسرےکو رغبت خریداری کی ہوجائے
اور واقع مین اپنے آپ اوسکو نہ لینا چاہتا ہو مکروہ ہے - اگر کسی چیز کو دوسرا شخص خرید کرتا ہو
تو اوسکو آپ خرید لینا مکروہ ہے اگر وتنا ہی دام دے جتنا دوسرا دیتا تھا اور اگر اوس سے
زیادہ دے تو مضائقہ نہین - سوداگرون کے قافلہ سے آگے جاکر ملنا کہ چیز ارزان خرید
کرے مکروہ ہے - باہر کا شخص اگر اسباب لاوے اور اوسکو کوئی شہری اوسکی طرف سے فروخت
کرے اس نظر سے کہ دیر کرا ور گران بیچونگا مکروہ ہے - جمعہ کی اذان کی وقت فروخت
کرنا مکروہ ہے - اسطرح پر فروخت کرنا مکروہ نہین کہ جو دام زیادہ دے وہ چیز لیوے جیسے نیلام
ہوتا ہے - جن دو بردون مین قرابت قریب ہو اور ایک صغیر سن ہو اونکو بیچنے مین جدا نکرنا چاہئے
مثلاً ماں بیٹی کو یا بہن بہائی کو دو شخصون کے ہاتھ نہ بیچے بخلاف بڑی عمر والون اور خاوند
بی بی کے کہ اونکو فروخت کرنے مین علیحدہ کردینا کچھ مضائقہ نہین ◆

باب اقالہ یعنی بیع کے والپس کرنیکے بیان مین - اقالہ کرنا بائع اور مشتری کے
حق مین تو پہلی بیع کا فسخ ہے اور تیسرے شخص کے حق مین نئی بیع ہے یہان تک کہ اگر تیسرے
شخص نے بیع اول کے وقت اپنا حق شفعہ دور کردیا ہو اور اقالہ کے سبب پہر دعوی کرے
تو درست ہوگا اور حق شفعہ اقالہ کی جہت سے ثابت ہوگا - اقالہ اتنی ہی قیمت کو درست ہے
جو اول مقرر ہوئی تھی اوس سے زیادہ یا کم ٹھہرانا بدون کسی زیادتی یا عیب کے مبیع مین
لغو ہے یعنی اگر اقالہ مین یہ شرط کرے کہ دام کم والپس کرینگے یا زیادہ دینگے حالانکہ مبیع
جون کی تون ہے اوسمین کمی بیشی نہین ہوئی تو بائع کو وہی دام پہیرنے لازم ہونگے جو
مشتری سے لئے ہین - اور ثمن کا جاتا رہنا اقالہ کا مانع نہین مگر مبیع کا ہلاک ہوجانا
اقالہ کا مانع ہے اور اگر مبیع مین سے کسیقدر تلف ہوجاوے تو اوسیقدر کا اقالہ نہوسکیگا
باقی کا درست ہوگا ◆

باب تولیہ کے بیان مین - اوتنے دام پر بیچنا جتنے کو خرید کیا ہو تو لیہ کہلاتا ہے

یعنی باب بیع کے پہیرنیکے بیان مین

باب تولیہ کے بیان مین

اور پہلی خرید پر نفع لگا کر بیچا مراجحت کہلاتا ہے اور شرط ان دونو کی یعنی تولیہ اور مراجحت کی
یہہ ہی کہ پہلی قیمت جو مشتری نے دی تھی مِثلی ہو یعنی ایسی چیز ہو کہ اوسکے تلف سے ویسی ہی چیز
آدے قیمت والی چیز زمین سے نہو جنکے جاتے رہنے سے قیمت دینی آتی ہے - جو شخص تولیہ کرنا چاہے
وہ اصل مال پر دہوبی کی اجرت اور رنگائی اور چہپوائی اور بٹوانا اور بار برداری غلہ اور
ہنکائی بکریونکی زیادہ کرلے اور خریدار سے بیچنے کے وقت کہے کہ یہ مال مجکو اتنے مین پڑا ہے یہہ نکہے
کہ مین نے اتنے کو خریدا ہے اسلئے کہ جہوٹ ہوگا - اور گاے بکریکے چرانیوالی کی مزدوری اور
غلام کو قرآن اور حساب پڑہانیوالی کی اجرت اور جس گہر مین مال کی حفاظت کی ہو اوسکا کرایہ اصل
مال پر زیادہ نکرے - پس اگر مشتری اوّل مراجحت کی صورتمین دغا سے یعنی قیمت زیادہ بتلادے
اور اوسپر نفع لینا چاہے تو مشتری دوم کو اختیار ہے چاہے کل قیمت کو جو اول مشتری بتاتا ہے
چیز لیلے یا واپس کردے لیکن اگر تولیہ مین خیانت معلوم ہو تو جسقدر مشتری اوّل نے دام زیادہ
کہے ہون اوتنے کم کرکے حوالہ کرے - اور جو شخص کہ کوئی تہان وغیرہ خریدے اور پہر اوسکو مراجحت
یعنی نفع سے بیچے (مثلاً سو کو خریدا اور بیس نفع کے ٹہہراکر ایکسو بیس کو بیچا) اور پہر اوسکو
خود مول لیلیا اب اگر اوسکو کسی کے ہاتہ نفع ٹہہراکر بیچے تو چاہئے کہ پہلی دفعہ کی فروخت مین
جو نفع ہو لیا ہو اوسکو اس دوبارہ کی قیمت مین سے منہا کردے اور باقی کو اصل مال سمجہے
مثلاً مثال مذکور مین اوسنے پہر اوسکو سو کی عوض مول لیا تو اب اصل مال اسپر اسّی تصور کرے
یعنی پہلے جو بیس روپیہ نفع لیچکا ہے وہ اس سو مین سے منہا کردے اور اگر پہلے کا نفع
ثمن کی برابر خواہ زائد ہو تو مشتری کو نچاہئے کہ اوسکو نفع ٹہہراکر بیچے بلکہ ازسرنو جتنے
کو چاہے فروخت کرے مثلاً اوپر کی مثال مین اگر اوّل بار اسنے سو کو خرید کر دوسو کو بیچا
اور پہر سو کو لے لیا تو اس صورتمین مراجحت نہین کرسکتا اسلئے کہ اصل مال اسکا کچہہ
نہین - اگر غلام کو مالک کی اجازت تجارت کی لئے ہے اور غلام مذکور قرضدار ہوا اور ایک
کپڑا دس روپیہ کو لیکر اپنے آقا کے ہاتہ پندرہ کو بیچے تو مالک اگر دس کو ہی کو مراجحت پر بیچنا

چاہیے تو اصل مال دس روپیہ قرار دے اور ایسا ہی اسکا عکس ہے یعنی اگر مالک دس کو
لیکر غلام کے ہاتہ پندرہ کو بیچے اور وہ غلام کی نفع پر بیچنا چاہی تو اصل قیمت دس بتا دے
پندرہ نکہی۔ اور اگر خریدار مضارب ہو جو دوسرے کے روپیہ سی نصف نفع پر تجارت کرتا ہے یعنی
مضارب دس کو مول لے اور مالکِ مال کے ہاتہہ پندرہ کو بیچدے تو مال والی کو چاہیے کہ اگر اوسکو
مرابحت پر بیچے تو ساڑہی بارہ روپیہ اصل قیمت بتا دی اسلئی کہ صورتِ اول مین گویا غلام اور مالک
ایک ہی ہین غلام کا خریدنا بعینہ مالک کا خریدنا ہی اور غلام نے دس کو لیا تہا تو آقا کو اوسی دس
پر نفع لینا چاہیئے اور دوسری صورت مین مضارب اور مال والا دو شخص ہین اور پہلی عقد مین جو
مضارب نے مالکِ مال سی لی ہے پانچ روپیہ نفع کے ہوئی جنمین سے آدہا یعنی اڑہائی مالکِ مال کو حاصل
ہوئی پس اگر اب یہہ مرابحت پر بیچی تو نفع اول کو اصل سے منہا کر دی یعنی پندرہ مین سے اڑہائی نکال ڈالے
باقی ساڑہی بارہ کو اصل بیان کری اور صورتِ اول مین غلام کے قرضدار ہونیکی قید اسلئی
ہے کہ اوسکا بیچنا کسی چیز کو مالک کے ہاتہ درست ہو ورنہ اگر غلام قرضدار نہو تو جو اوسکی
ملک مین ہوگا وہ مالک ہی کی ملک ہوگی۔ اور اگر مبیع مین کچہہ نقصان خود ہوگیا ہو یا لونڈی
مدخولہ تھی اوس سی صحبت کر لی تو مرابحت بدون ان باتون کے بیان کرنیکے درست ہی اور اگر
مشتری نے خود اوسمین کوئی نقصان کر دیا ہو یا لونڈی باکرہ تھی اوس سی ہم بستر ہوا ہو
تو اس صورت مین بیان کر دینا چاہیئے تب نفع پر بیچی۔ ایک چیز کو ہزار روپیہ کو قرضاً مول لیا
اور سو کے نفع پر اوسکو فروخت کر دیا اور یہ نکہا کہ مین نے قرضاً ہزار کو لی ہی تو مشتری
ثانی کو اختیار ہی چاہے لے چاہی نہ لے جب کہ اوسکو معلوم ہو جاوی کہ یہہ چیز ہزار کو
قرضون لی ہی نہ نقد دن اور اگر مبیع کو مشتری ثانی تلف کر دی بعد اسکے خرید مشتری اول کا
حال معلوم ہو تو اوسکو گیارہ سو دینا لازم آوینگے اور یہی حال تولیہ کا ہی کہ اگر مبیع کے
ہوتے ہوئی مشتری دوم کو خیانت مشتری اول کی معلوم ہوگی تب تو اختیار ہوگا اور اگر
مبیع کو تلف کرنیکے بعد خیانت پر مطلع ہوگا تو دینی ہی دام دینی پڑینگی۔ اگر زید نے

عمرو سے کہا کہ جتنی کو یہ چیز مجکو پڑی ہے اوتنی کو تیرے ہاتھ بیچتا ہون اور عمرو کو معلوم نہین کہ زید کا کتنا خرچ ہوا ہے تو بیع فاسد ہی اور اگر عمرو کو اوسی مجلس مین معلوم ہو جاوے کہ اتنی کو پڑی ہی تو اوسکو اختیار ہوگا چاہے اتنے ہی کو خرید لے یا جانے دے ٭

فصل واضح ہو کہ منقول اوس مال کو کہتے ہین جو ایک جگہ سے دوسری جگہ لیجا سکین جیسے گھوڑا بکری چاندی سونا برتن وغیرہ ہین اور غیر منقول وہ ہی کہ ایک ہی جگہ رہی جیسے زمین اور حویلی اور باغ وغیرہ - پس غیر منقول کی بیع قبضہ مین لانیسے پیشتر درست ہی یعنی مشتری اوسکو خرید کر بدون قبضہ مین لانے کے بھی بیع کر سکتا ہے اور منقول کی بیع قبضہ سے پیشتر درست نہین - اور اگر ایسی چیز کو خرید کرے جو ناپ سے ناپی جاتی ہی تو مشتری کو اوسکو بیچنا اور کہانا حرام ہی جب تک کہ اوسکو ناپ نہ لے اور ایسا ہی حال ہی اون چیزون کا جو وزن کی روسے یا شمار کے اعتبار سے خریدی لیکن اگر گز کی ناپ کے اعتبار سے خریدی تو اوسکا یہ حال نہین یعنی اگر وزن کی چیز کو وزن کے طور پر لے یا شمار کی چیز کو شمار کی اعتبار سے خرید کری تو مشتری کو اونکا استعمال کرنا نچاہیے جب تک کہ وزن اور شمار نہ کر لے بخلاف گز گت کے اعتبار کی مبیع کو کہ بدون گز گت کئی اوسکا استعمال درست ہی - ثمن مین قبضہ کرنیسے پیشتر تصرف کرنا مثلاً اوسکو بیچ ڈالنا یا ہبہ کرنا درست ہے - ثمن مین زیادتی کرنی اور کمی کرنی درست ہے یعنی جتنا ٹھہرا تہا اوس سے اگر مشتری زیادہ دیوی یا بائع کچھ کم لیوی تو جائز ہے - اور جائز ہی مبیع مین کچھ بڑہا دینا یعنی بائع اگر مبیع مین کچھ اوپر اون بڑہا دی تو درست ہی اور استحقاق بائع اور مشتری کا اس زیادتی مین متعلق ہو جاتا ہی یعنی قیمت یا مبیع مین زیادہ کر دینے سے بائع یا مشتری کل کا مستحق ہو جاتا ہی کہ گویا اصل عقد اتنی ہی چیز کا اتنی ہی داموں پر ہوا ہی - سوا قرض کے اور طرح کی دین کی مدت مقرر کرنی درست ہی یعنی قرض کے سوا اور طرح کا دین اگر کسی کا ایک شخص کے ذمہ ہو مثلاً کسی چیز کی قیمت دینی ہو تو اوسکو اسکی اگر مدت کر دیگا تو مدت لازم ہو جاویگی مدت کے

اندر تقاضا نہو سکیگا بخلاف قرض کے کہ اوسکی مدت کریں یا نکرے قرضخواہ جب چاہے تقاضا کر سکتا ہے

باب ربوا یعنی سود کے بیان میں — ربوا مال کی اوس زیادتی کو کہتے ہین جو مال کو مال سے بدلنے مین بدون عوض ہو — ربوا کے پائی جانیکی وہ چیزین ہین جنمین مقدار اور جنس ایک ہو مقدار کے ایک ہونیسے یہہ غرض ہی کہ دونو چیزین ناپ سے ناپی جاوین یا وزن سے تولیجاتی ہون اور جنس کے ایک ہونے سے یہہ مراد ہی کہ دونون ایک ہی قسم کے مال ہون پس جن چیزونکی مقدار اور جنس ایک ہون اونمین زیادتی اور اودہار دونو حرام ہین جیسے گیہون کو گیہون کے عوض بیچے تو اگر کم زیادہ ہونگے جب بھی ناجائز ہونگی اور آج دی اور مدت کی بعد عوض کے گیہون لے یہہ بھی حرام ہوگا ایسا ہی حال ہی اگر جو کو جو کے عوض اور روپیہ کو روپیہ کے عوض اور اشرفی کو اشرفی کے عوض بیع کرے کہ دونو طرف مین چیزین مقدار اور جنس کی راہ سے ایک ہین تو اگر انکی بیع مین وزن کی کمی وبیشی ہوگی یا اُدہار بیچی جاوینگی تو ربوا لازم آویگا اور بیع حرام ہوگی — اور اگر دونو چیزین ایسی ہونگی کہ صرف مقدار مین ایک ہون اور جنس مین مختلف تو اون مین اُدہار حرام ہی زیادتی حرام نہین مثلاً گیہون جو کے عوض بیچے جاوین تو اوسیوقت دے اور اوسیوقت عوض لے اُدہار کریگا تو حرام ہوگا لیکن اگر کم زیادہ ہون مثلاً گیہون سیر بھر ہون اور جو دو سیر تو کچھہ مضایقہ نہین — اور جو چیزین ایسی ہون کہ نہ مقدار مین ایک ہون نہ جنس مین ایک تو اونمین زیادتی اور اُدہار دونو حلال ہین مثلاً کپڑا روپیہ کے بدلے یا غلہ اشرفی روپیہ کے بدلے بیچے تو زیادتی بھی درست ہی اور یہ بھی ضرور نہین کہ اِس ہاتہ دے اُس ہاتہہ لے بلکہ اُدہار بیچنا بھی جائز ہی — اور جو چیزین کہ ناپی جاتی ہین مثلاً گیہون اور جو وغیرہ غلہ کے اقسام اور نمک اور خرما اور جو چیزین تولیجاتی ہین جیسے چاندی سونا اور جو رطل سے منسوب ہین اون چیزونکو اونہین کی جنس سے برابر برابر فروخت کرنا درست ہی کمی بیشی کے ساتہہ درست نہین اور کہرا کہوٹا اونمین ایک حکم رکہتا ہی یعنی یہ نہین ہوسکتا کہ کہری چیز کم لیجاوے اور کہوٹی اوسکی عوض مین زیادہ

دیجادے - اوران چیز وثمن معین ہونامعتبر ہے یہ ضرور نہین کہ بائع اورمشتری مبیع اور
ثمن پر قبضہ بھی کرلین یعنی اگر گیہون کے عوض گیہون بیچے جاوین تو دونو کو معین کردینا مجلس
عقدمین معتبر ہے یہ ضرور نہین کہ اوسی وقت قبضہ بھی کرلین آور یہہ صورت عقد صرف کے
سواہی یعنی اگر مبیع اور ثمن دونو ثمن کی چیزین ہون مثلا روپیہ اشرفی ہون یا چاندی سونا
تو اس صورتمین مجلس عقدمین بائع اورمشتری کا قبضہ کرنا شرط ہی - ایک مٹھی غلہ کو اوسکی
دو مٹھی کی عوض اور ایک سیب کو دو کے عوض اور ایک انڈہی یا اخروٹ یا خرما یا
پیسے کو اونمین سے دو کی عوض بیچنا درست ہی اسلئے کہ ان چیز ونمین ناپ اور تول
جو ربوا کا سبب ہے پایا نھین جاتا - گوشت کو جانور کے عوض اور گزی کو روئی کے عوض
اور پختہ خرما کو پختہ کے عوض خواہ خشک کے عوض جو وزن مین برابر ہون بیچنا درست ھی
کمی بیشی کے ساتھہ درست نہین - اور انگور کو انگور خواہ کشمش کے عوض اور مختلف گوشتون کو
ایک دوسرے کے عوض کمی بیشی سے بیچنا درست ہی - گای کے دودہ کو بکری کے دودہ کی
عوض اور خرما کے سرکہ کو انگوری سرکہ کے بدلہ مین اور پیٹ کی چربی کو چکتی کی چربی یا گوشت
سی اور روٹی کو گیہون خواہ آٹے کے بدلہ بیچنا کمی بیشی کے ساتھہ درست ہی - گیہون کو
آٹے کے بدلے خواہ ستوؤن کے عوض کم زیادہ بیچنا درست نہین - زیتون اور تلون کو
تیل کے بدلہ مین بیچنا درست نہین یہان تک کہ تیل کی مقدار اوس تیل سی زیادہ ہو جو زیتون
اور تلون مین ہی کیونکہ اس صورتمین جسقدر تیل زیادہ ہوگا وہ دونو کی کھلی کی عوض ہوجاویگا -
روٹی کو وزن سی قرض لینا چاہئیے نہ شمار سی اسلئے کہ روٹیون مین فرق بہت ہوا کرتاہی
تو کمی بیشی کا احتمال ہے - مالک اور غلام مین اور مسلمان اور حربی مین دارالحرب کے
اندر ربوا ثابت نھین ہوتا *

باب اون حقون کے بیان مین جو مبیع مین داخل ہوجاتے ہین اور جو داخل
نہین ہوتے - بیت یعنی حجرہ مع اوسکے کل حقوق کے خرید کرنین بالاخانہ داخل نہین ہوتا

اور منزل یعنی مکان کی خرید مین بھی بالاخانہ داخل نہین ہوتا جب تک یہ نکھا جاوی کہ معہ تمام
حقوق مکان کے خریدا یا اُسکو تمام منافع سمیت مول لیا یا تھوڑی بہت چیز جو اوس مکان مین ہے
یا اوس سی متعلق ہی اوسکی ساتھہ مول لیا تو ایسیطرح ذکر آجانیسی بالاخانہ بھی داخل ہوجاتا
ہی اور دار یعنی گھیر کی خرید مین بالاخانہ بدون ذکر کے داخل ہوجاتا ہی جیسے مکان کی
خرید مین پاخانہ داخل ہی مگر گھیر کی خرید مین سائبان شامل نہین جب تک کہ معہ کل حقوق
نکھا جاوی واضح ہو کہ بیت کوٹھری کو کہتی ہین جسمین دروازہ اور چھت ہوا ور منزل اوس مکان
کو کہتی ہین جسمین کوٹھریان اور دالان اور آنگن ہون اور دار اوس گھیر کو کہتی ہین کہ
اوسمین مکان اور آنگن اور اصطبل اور پاخانہ اور سب ضروری حاجت کی چیزین ہون ۔
زمین کی بیع مین راستہ اور پانی بہنیکی جگہہ اور گھاٹ داخل نہین ہوتے جب تک کہ ایسیطرح
نکھا جاوی کہ کل حقوق کے ساتھہ بیع کیا بخلاف کرایہ کے یعنی اگر زمین خواہ مکان کو بدون ذکر
کل حقوق کے کرایہ لے تو اشیاء مذکورہ داخل کرایہ ہوجاتی ہین ٭

باب بیع اگر کسی دوسرکی نکل آوی اور دعوی ہوا وسکی بیان مین ۔ اوّل یہہ
جاننا چاہئی کہ گواہ ایسی حجت ہین جو سب لوگون پر قائم ہوسکتی ہین یعنی اون سب لوگون پر
ہر طرحکا دعوی ثابت ہوجاتا ہی مگر اقرار ایسا نہین وہ اقرار کرنیوالے ہی پر کچھہ ثابت
کرتا ہی دوسرے پر اوس سی کچھہ نہین ثابت ہوتا ۔ ملک کے دعوی مین تناقض اور خلاف
پایا جانا ممنوع ہی لیکن آزادی اور طلاق اور نسب مین تناقض کا ہونا کچھہ مضائقہ نہین مثلا
اگر ایک لونڈی خریدی اور پھر دعوی کیا کہ یہ زید کی ملک ہی تو یہہ دعوی ممنوع اور غیر مقبول
ہی اسلئے کہ خرید پر جرأت کرنی دلیل اسبات کی ہی کہ اوسکی عندیہ مین لونڈی بائع کی ملک
ہی نہ غیر کی اب جو زید کی بتاتا ہی تو ملک کے دعوی مین خلاف ہوا اسی جہت سی مقبول نہین
اور اگر لونڈی خرید کر اپنی قبضہ مین لایا اور پھر مدعی ہوا کہ یہہ زید کی آزاد کی ہوئی ہی
تو آزادی کے باب مین اوسکا دعوے باوجود تناقض کے مقبول ہی اسیطرح اگر کوئی عورت

باب بیع اگر کسی دوسرے کی نکل آوے اور دعوی ہو اوسکی بیان مین

مال کے عوض شوہر سے خلع کرلے پہر دعوی کری کہ شوہر نے خلع سے پیشتر مجکو تین طلاقین
دی ہین تو یہہ دعوی بہی باوجود تناقض کے مقبول ہوگا ایسا ہی اگر بائع غلام کو بیچکر مشتری
کے حوالہ کرے بعد اسکے مدعی ہو کہ وہ غلام میرا بیٹا ہی تو گو تناقض پایا جاتا ہی مگر دعوی نسب کا
سُنا جاویگا۔ اگر بکی ہوئی لونڈی بچہ جنی پہر گواہون سے یہ ثابت ہو کہ یہہ کسی دوسرے کی
ہی یعنی زید مثلاً گواہون سے ثابت کردی کہ یہہ میری لونڈی ہی بائع کی نہین تہی جو بیچڈالی
تو وہ لونڈی اور بچہ دونو زید کو ملینگی اسلئے کہ گواہ چلتی ہوئی حجت ہین یعنا غیر پر تو لونڈی
اور بچہ دونو کی ملک ثابت ہوگی اور اگر مشتری خود اقرار کری کہ یہ لونڈی زید کی ہی تو اس
صورت مین بچہ لونڈی کے ساتھہ نہوگا اسلئے کہ اقرار ادہوری حجت ہی۔ اگر زید نے مشتری
سے کہا کہ تو مجکو خرید لی کہ مین غلام ہون اور مشتری نے خرید لیا پہر معلوم ہوا کہ وہ آزاد
ہی پس اگر بائع موجود ہو یا موجود نہو مگر اوسکی جگہہ اور پتا معلوم ہو تب تو مشتری کا زید پر کچہہ
دعوی نہین بلکہ بائع پر دعوی ہوگا اور اگر بائع کا ٹہکانا معلوم نہو تو مشتری اپنی دام زید
سے لے اور وہ بائع سے بہرے بخلاف رہن کے یعنی اگر کوئی شخص زید کو جو اقرار اپنی
غلامی کا کری گرَو رکہلے بعد اسکے آزاد نکلے تو خواہ راہن موجود ہو یا نہو مرتہن زید سے
کچہہ نہ لے بلکہ راہن سے اپنی دام مانگے۔ زید نے ایک مکان مین کچہہ اپنا حق بیان کیا اور صاحب
مکان نے اوس سے سو روپیہ دیکر صلح کر لی پہر وہ مکان تہوڑا سا عمرو کا نکلا تو مکان والا
زید سے کچہہ نہ ہٹا وے لیکن اگر زید تمام مکان کا دعوی رکہتا تہا اور مالک نے سو دیکر اوسکو
راضی کیا اور پہر کچہہ مکان عمرو کا نکلا تو مالک مکان زید سے اوسقدر کا دام حصہ رسد پہیر لے
جتنا کہ عمرو کا استحقاق ہو یعنی اگر عمرو نے آدہا مکان لیا ہو تو زید سے پچاس پہیر لے اور
جو تہائی ہو تو پچیس۔ اگر کوئی شخص غیر کی ملک کو فروخت کر دی تو مالک کو اختیار ہی چاہی
بیع توڑ دی یا جائز رکہی اور قیمت خود لیلے مگر جائز رکہنا اوس صورتمین ہی کہ بائع اور مشتری
اور مبیع اور خود مالک موجود ہون اور اگر ان چارون مین سے کوئی ہلاک ہوجاویگا تو بیع کا

جایز ہونا نہوسکیگا بلکہ توڑنا ہی پڑیگا - اگر بایع نے کسی غلام غصب کرکے بیچڈالا اور مشتری نے اوسکو آزاد کر دیا پہر مالک غلام نے غاصب کی بیع کو درست رکہا تو مشتری کا آزاد کر دینا بہی درست ہوا وہ غلام آزاد رہیگا لیکن اگر مشتری نے غلام مذکور کو دوسرے کے ہاتہہ بیچدیا تو صورت مذکورہ مین مشتری کی بیع جایز نہو گی - اور اگر غلام مذکور کا ہاتہہ مشتری کے پاس کسی نے کاٹ ڈالا اور مالک نے غاصب کی بیع کو درست رکہا تو تاوان ہاتہ کاٹنے کا مشتری کو ملیگا اور مشتری کو چاہیے کہ تاوان اگر نصف قیمت غلام سی زیادہ ہو تو اوسکو فقیرون پر خیرات کر دے اسلئے کہ اس مشتری کا حق وتنا ہی ہی جو غلام مذکور کی نصف قیمت سے زیادہ حق نہین - اگر زید نے عمرو کا غلام بدون اوسکی اجازت کی بکر کے ہاتہ بیچڈالا پہر بکر نے گواہ گذرانے کہ زید نے اقرار کیا تہا کہ مالک نے مجہکو اجازت بیع کی نہین دی یا گواہون سے یہہ ثابت کیا کہ مالک یعنی عمرو کا اقرار ہی کہ مین نے اجازت نہین دی اور اس گواہی سے بکر اوس غلام کو ہٹانا چاہی زید پر تو مقبول نہوگا اسواسطی کہ یہہ گواہی خریدکرنیکی پیش دستی کے خلاف ہی اور اگر بایع خود قاضی کے یہان اقرار کری کہ مجہکو مالک کی اجازت نہتی تو بیع ٹوٹجا ویگی اگر مشتری توڑنیکی درخواست کری - اگر بایع نے غیر کا مکان بیچڈالا اور مشتری نے اوسکو اپنی مکان مین ملالیا تو بایع کو اوس مکانکی قیمت مالک کے حوالہ کرنی نہ پڑیگی یعنی جس صورت مین کہ بایع اقرار کری کہ مین نے مکان زبردستی لیکر بیچڈالا اور مشتری اوسکو جہوٹا بتاوے

باب سلم یعنی بدہنی کے بیان مین

باب سلم یعنی بدہنی کے بیان مین کہ قیمت اول دیجاوی اور مبیع کچہہ دنون کے بعد آیندہ لیجاوی - جن چیزونکی صفت بیان کر دینی اور اونکی مقدار کا معلوم ہوجانا ممکن ہوا ونمین سلم درست ہی اور جنمین صفت کا بتانا اور مقدار کا جاننا غیر ممکن ہی اونمین بدہنی درست نہین اس سی یہہ نکلا کہ ناپ کی چیزین اور تول کی چیزین جو ثمن ہون یعنی ثمن کے عوض بکتی ہون اونمین سلم درست ہی اس قید سی روپیہ اشرفی نکلگئی کیونکہ وہ خود ثمن مین

گز توول کی چیزون مین اور شمار کی چیزون مین جو قریب قریب ایکسی ہون مثلاً اخروٹ اور انڈے اور پیسے اور کچی اور پکی اینٹ بشرطیکہ اونکا سانچا معلوم ہو اور گز سے نپی ہوئی چیزون مین مثلاً کپڑے مین بشرطیکہ گز گت اور صفت اور بناوٹ معلوم ہو سلم درست ہے مترجم کہتا ہے کہ پیسون مین جو سلم مذکور ہے اون سے مراد غیر مروج پیسے ہین اور مروج پیسے امام محمد صاحب کے نزدیک ثمن مین داخل ہین انکی بیع سلم درست نہین - اور جانورون اور اونکے ہاتہ پانون اور سری مین اور چمڑے مین شمار کی رو سے اور لکڑی مین گٹھے کے اعتبار سے اور ترکاریون مین گڈیون سے اور جواہر اور پوتون مین سلم ناجائز ہے - جو چیز معاملہ کے وقت خواہ ادا کرنیکی وقت موجود نہو اوسمین سلم درست نہین - تازی مچھلیون مین سلم درست نہین ہان اگر نمک لگا کر اونکو سکھا لیا ہو تو وزن سے اونمین سلم جائز ہے اور گوشت مین سلم درست نہین - جس پیمانہ اور گز کی مقدار معلوم نہو اوس سے سلم درست نہین - کسی خاص گانوکے گیہون وغیرہ مین یا خاص درخت کی میوہ مین سلم درست نہین اسلئے کہ ہوسکتا ہے کہ اوسمین کچھ نہ پیدا ہو - سلم کی درستی کے لئے یہہ شرطین ہین اوّل جس چیز مین سلم کرنی ہے اوسکی جنس کا بیان کہ گیہون ہین یا دوسری جنس دوم اوسکی نوع کا بیان کہ بارانی ہونگے یا چاہی سوم اوسکی صفت کا بیان کہ موٹے ہونگی یا پتلی چہارم مقدار کہ ناپ مین یا تول مین کتنے ہونگی پنجم مدت ادا کرنیکی کہ کب دی جاویگی اور کمتر مدت ایک مہینا ہے ششم جو چیز پیشگی دیجاوے اوسکی مقدار باعتبار ناپ یا تول یا شمار کے بیان ہونی چاہئے کہ اتنے روپیہ مثلاً دیتے ہین ہفتم وہ جگہہ جہان سلم کی چیز ادا ہوگی بشرطیکہ ایسی چیز ہو جسمین باربرداری چاہئے اور اگر باربرداری کی حاجت نہو تو جگہ کے بیان کی حاجت نہین جہان چاہے وہان حوالہ کرے ہشتم اصل مال جسکے بدلے مین سلم ٹھہری ہے اوسکو ایک دوسرے سے جدا ہونیکے پیشتر لینا ہے پس اگر ایک پلہ گیہون کے لئے بیس روپیہ ٹھہرے اور دس نقد دئے اور دس ادہار رکھے تو ادہار کے دس کی سلم باطل ہو گئی اسلئے کہ آٹھوین شرط نہ پائی گئی - راس المال اور سلم والی

چیز مین قبضہ کرنیسی پیشتر تصرف کرنا درست نہین یعنی کسی دوسرے کو شریک کرلینا خواہ دوسرے کے ساتھہ تولیہ وغیرہ کرنا درست نہین - اگر زید نے عمرو سے بیع سلم کی پہر اوسکو اقالہ کیا تو زید عمرو سے اپنی راس المال کے بدلے مین کوئی دوسری چیز نہ لے بلکہ جو مال عمرو کو دیا ہو وہی پھیر لیوے اوسکا بدلنا جائز نہین اور اس مسئلے مین امام شافعیؒ کا خلاف ہے اور دلیل امام اعظمؒ کی قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے کہ نہ لیوے سوا سلم کی یا اپنی راس المال کے - زید نے عمرو سے گیہون مین سلم کی اور عمرو نے ایک پیمانہ گیہون کا مول لیا اور زید سے کہا کہ اوس پیمانہ کو قبضہ کرلو اپنے حق کرنیمین تو یہہ درست نہوگا لیکن یہ صورت قرض مین درست ہے یعنی اگر زید کا قرض عمرو پر ایک پیمانہ ہوا اور عمرو وہ پیمانہ خرید کر زید سے کہدے کہ اپنے قرض مین اسکو بائع سے جاکر لے تو درست ہوگا یا یہ کہ عمرو زید سے کہے کہ جس مال مین سلم ہوئی ہوا وسکو میری طرف سے جاکر قبضہ کرلو اور پہر اپنی طرف سے قبضہ کرلینا اور زید نے ایسا ہی کیا تو یہہ قبضہ کرنا بھی درست ہے - اور اگر زید عمرو سے کہے کہ سلم کا غلہ میرے برتن سے ناپ دو اور عمرو اوسکے برتن سے (یعنی رب السلم ... مسلم الیہ ۱۲) ناپدے اور زید موجود نہو تو یہہ قبضہ درست نہوگا بخلاف بیع کے کہ اگر مشتری بائع سے کہے کہ غلہ مبیع میرے برتن سے ناپ دے اور مشتری کے پیچھے اوسکے برتن سے ناپ دیگا تو درست ہوگا (یعنی قبضہ مشتری کا) - اگر ایک لونڈی دیکر زید نے عمرو سے گیہون کے بدہنی کی اور عمرو نے لونڈی پر قبضہ کرلیا پہر دونو نے اس سلم کو توڑ ڈالا اور بعد اقالہ کے وہ لونڈی مرگئی تو اقالہ درست ہوگا اور اگر پہلے اقالہ سے مرجاوے تب بھی اقالہ باقی رہتا ہے (عمرو کے پاس ۱۲) اور عمرو کو قیمت دینی پڑیگی اور اس حکم کا عکس ہے اگر لونڈی کو عمرو نے ہزار کو خرید کیا ہو زید سے یعنی خرید کی صورت مین اگر مرجاوے اور بائع اور مشتری اوسکے مرنیسے پہلے یا پیچھے اقالہ کریں تو دونو صورت مین اقالہ باطل ہوجاتا ہے اور اگر بیع سلم مین ایک دعوی کرے کہ خراب چیز ٹھہری تھی اور دوسرا انکار کرے یا ایک کہے کہ اوسکی اسلی مدت ٹھہری تھی اور دوسرا منکر ہو تو قول اوسکا معتبر ہوگا جو مدعی خراب ہونیکا یا مدت کی ٹھہرنیکا ہوا اور جو اوسکا منکر ہوگا اوسکا قول معتبر نہوگا اسلیئے کہ مدعی کا قول معاملہ سلم

کے موافق ہی کہ سلم مین بیان صفت اور بیان مدت ضرور ہوتا ہی اور زفر کا قول اوسکے خلاف ہی
- اور یہی طشت اور موزہ اور آفتابہ جیسی چیز وغیرہ درست ہی اور ایسی چیزون کو کاریگر سی
سائی پر بنوانا بھی جائز ہے مگر بنوانیوالیکو دیکھنی پر اختیار ہی چاہی لے یا نہ لی اور کاریگر کو
اختیار ہی کہ بدون بنوانیوالیکے دیکھے اپنی چیز دوسرے کے ہاتھہ فروخت کر دی اور اگر ان
چیزونکو بنا کر دینی کا کوئی وقت معین کر دیا جاوی تو اسکا حال بیع سلم کا سا ہوگا ✦
مسائل متفرقہ یعنی بیع کے مختلف مسئلے - کتی اور چیتی اور درندہ جانورون اور
پرندون کی بیع درست ہی - ذمی سوا شراب اور سور کے اور بیعون مین مثل مسلمان کے ہے
سور اور شراب کی بیع مسلمان کو درست نہین اور ذمی کو درست ہی - اگر عمر نے بکر سے کہا
کہ اپنا غلام زید کے ہاتھہ ہزار کو بیچڈال اس شرط سی کہ مین ہزار کی سوا سو روپیہ کا تجکو ضامن ہون
اور بکر نے ایسا ہی کیا تو بیع درست ہوئی اور ضامن ہونا باطل ہی ہان اگر عمر و اتنا اور
کہدی کہ قیمت سی یعنی ہزار کے سوا سو روپیہ کا قیمت سی ضامن ہون تو اس صورت مین بکر
کے ہزار تو زید پر ہون گے اور سو عمرو پر اگرچہ بیع گیارہ سو کو کی ہے - اگر لونڈی کا
خاوند اپنی بی بی خریدی اور بعد خریدنیکے اوس سے صحبت کری تو یہہ صحبت کرنا حکم قبضہ
کرنیکا رکھتا ہی دوسرے قبضہ کی حاجت نہین - اگر زید نے غلام مول لیا اور کہین چلا گیا
اور بائع نے گواہ گذرانے کہ مین نے غلام کو زید کے ہاتھہ بیچا ہی اور دام نہین پائی اور زید
کا ٹھکانا پتا معلوم ہی کہ اوس جگہہ ہی تو اس صورتمین غلام بائع کے قرضہ مین فروخت نہین
کیا جائیگا اور اگر اوسکا پتا معلوم نہو کہ کہان گیا ہی تو غلام مذکور بائع کا دام ادا کرنیکی بابت
فروخت کر دیا جاویگا - اگر دو شخصون نے ایک چیز مول لی اور ایک غائب ہوگیا تو موجود
کو اختیار ہی کہ بائع کو کل دام دیکر مبیع پر قبضہ کرلے اور اوسکو اپنے پاس رہنی دی جب تک کہ
اپنی شریک سی اوسکی حصہ کے دام نہ بھرلے - اور جو شخص ایک لونڈی ہزار مثقال سونے
چاندی کے عوض فروخت کری تو دونو نصف نصف ہونگی یعنی پانسو سونے کے اور پانسو

چاندی کے - اور اگر کھرے داموں کے عوض مین کھوٹے بائع کے حوالہ کئے اور وہ جاتے رہی تو دام ادا ہو گئے - اگر کسی شخص کی زمین مین پرندے بچے نکالین یا انڈے دین یا ہرن رہنے لگے تو وہ اوسکے ہونگے جو اونکو پکڑلے خاص زمین والیکے نہوں گے - جو چیزین کہ شرط فاسد سے باطل ہو جاتی ہین اور شرط فاسد سے اونکو مشروط کرنا درست نہین وہ یہ ہین بیع اور قسمت اور اجارہ اور رجعت[ف۱] اور مال کی عوض صلح کرنی اور قرض سے بری کرنا اور وکیل کو معزول کرنا اور اعتکاف کو اپنے ذمہ پر لازم کرنا اور کھیتی ملکر آپسمین کرنی اور درختون کو ملکر پانی دینا اور کسی حق کا اقرار کرنا اور کسی چیز کو وقف کرنا اور کسی کو پنچ مقرر کرنا کہ ان سب مین اگر شرط فاسد ہو گی یا شرط فاسد پر مشروط ہونگی تو عقد باطل ہو گا - اور جو چیزین شرط فاسد سے باطل نہین ہوتین وہ یہہ ہین قرض اور ہبہ اور صدقہ اور نکاح اور طلاق اور خلع[ف۲] اور آزاد کرنا اور گرو رکھنا اور وصیت کرنا اور کسی کو اپنا وصی مقرر کرنا اور شرکت اور مضاربت اور قاضی کرنا اور امیر بنانا اور ضامن ہونا اور حوالہ کرنا اور وکالت کرنا اور بیع کا اقالہ کرنا اور غلام کو مکاتب کرنا اور اوسکو تجارت کی اجازت دینی اور بچہ کے نسب کا دعوی کرنا اور جو خون دانستہ ہوا ہو اوس سے صلح کرنی اور زخم سے صلح کرنی اور جزیہ دینے کا معاملہ کرنا اور مبیع کی واپسی کو عیب کے سبب یا شرط کے اختیار کے باعث پر مشروط کرنا اور قاضی کو معزول کرنا کہ ان سب صورتون مین اگر شرط فاسد سے مشروط کریگا تو معاملہ درست ہو گا اور مشروط کرنا باطل *

[ف۱] یعنی منکوحہ کو طلاق دیکر پہر اوس سے رجوع کرنا ۱۲

[ف۲] منکوحہ سے کچھ مال لیکر طلاق دینے کو خلع کہتے ہین ۱۲

باب بیع صرف یعنی نقد کو نقد کے عوض بیچنے کے بیان مین

- صرف اوس بیع کو کہتے ہین کہ ایک ثمن کو دوسرے ثمن کے عوض مین فروخت کرے مثلاً روپیونکو اشرفیکے عوض یا سونے چاندی کے عوض خواہ روپیہ کو روپیے کے عوض پس اگر دونو ایک جنس کے ثمن ہون مثلاً روپیہ کو روپیہ کے عوض یا اشرفیکو اشرفیکی عوض فروخت کرنا چاہین تو بیع کی درستی کے لئے شرط یہہ ہی کہ دونو تولمین برابر ہون کم زیادہ نہون اور بائع اور مشتری کا قبضہ مجلس عقد مین ہو جاوے

بیع صرف کا بیان

اگر یہ دو نو بیع صرف میں خوبی اور کہ مثلین جدا ہوں مثلاً اگر چہرہ دار روپیہ کو کمتر کھرے روپیہ سے بدلیں
تو بسبب اوصاف درست ہوگی کہ دونو وزن میں برابر ہوں اور اوسی مجلس مین قبضہ کر لیا جاوے
اور کمی اور زیادتی مین فرق تو ہو اگر دو جنس کے ثمن کا مبادلہ ہی مثلاً روپیہ کو اشرفی کے عوض بیچنا منظور
ہو تو اوسمین بشرط صرف یہ ہے کہ بائع اور مشتری مجلس عقد مین قبضہ کر لین وزن کی برابری
شرط نہین اس سے یہ نکلا کہ اگر سونیکو چاندی کے عوض انکل سے بیچین اور اوسی مجلس مین قبضہ کر لین
تو بیع درست ہوگی اسلئے کہ دو جنسون کے ہونیکی جہت سے وزن کی کمی بیشی کا تو مضائقہ نہین مگر مجلس
مین قبضہ کرنا لازم تہا وہ ہو چکا ــ بیع صرف مین قبضہ کرنے سے پیشتر ثمن مین تصرف کرنا درست نہین
مثلاً ایک اشرفی کے روپیے بھنائے اور انکو بدون قبضہ کے مشتری سے انکے عوض مین ایک تہان
خرید لیا تو اس تہان کی بیع فاسد ہوگی اسلئے کہ ثمن مین قبضہ سے پیشتر تصرف کیا ــ اگر بائع نے ایک
لونڈی ہنسلی پہنے دو ہزار کو بیچی کہ ہر ایک کی قیمت ہزار ہی اور مشتری نے ہزار روپیہ اوسکو اوسوقت
دیئے تو یہ ہزار ہنسلی کے دام ہون گے اسلئے کہ ہنسلی کی بیع صرف مین داخل ہی تو درستی
بیع کے لئے ہزار نقد کو ہنسلی کا دام ٹھہراوینگی اور اگر دو ہزار کو خریدی اسطرح کہ ہزار نقد اور ہزار
اُدہار تو نقد ہنسلی کا دام ہوگا تاکہ بیع درست ہو ــ اگر بائع نے ایک تلوار تلو کو بیچی جسمین پچاس کا
زیور ہی اور مشتری نے پچاس نقد دئے تو یہ اوس زیور کا دام ہی اگرچہ مشتری نہ کہی کہ یہ
زیور کا دام ہی یا یہ کہدی کہ یہ پچاس منجملہ دونو کے دام کی ہی اور اگر بائع اور مشتری
مول تول کر کے بدون لئے دئے علحدہ ہو جاوین تو اگر زیور تلوار کا اسطرح لگا ہوگا کہ بدون ضرر
کے اوس سے علحدہ ہو سکتا ہی تب تو تلوار کی بیع درست ہوگی اور زیور کی باطل اور اگر اسطرح
لگا ہو کہ بدون ضرر کے جدا نہو سکی تو دونو کی بیع باطل ہوگی ــ اور اگر بائع نے ایک چاندی کا
برتن فروخت کیا اور مشتری نے کسیقدر دام دیدیے لیا اور دونو علحدہ ہوگئے تو جسقدر کا دام دیا اوسقدر کی بیع درست ہوگی باقی برتن کا
اور مشتری دونو اوسمین شریک رہینگے اور اگر وہ برتن کسی شخص کا نکل آوے تو مشتری کو
اختیار ہو جاتا ہی کہ حصہ رسدی دام پھیر لیلے خواہ بیع کو [illegible]

ٹکڑا یا بائع نے فروخت کیا اور ابھی جسقدر دوسری کا ٹکڑا تو مشتری باقی کا ٹکڑا حصہ رسد
دام کے عوض لے لے پھیر دینے کا اختیار نہین اسلئے کہ برتن مین تو شرکت سے نقصان ہوتا ہی اسلئے
پھیرنے کا اختیار دیا گیا اور چاندی کے ٹکڑے مین شرکت سے کچھ نقصان نہین اسلئے پھیر نیکا اختیار
نہوگا - اور جن صورتون مین کہ ایک جنس مقابل دوسری جنس کی ہوسکتی ہو اونکی بیع کمی بیشی کے ساتھ
درست ہی مثلاً ایک اشرفی اور دو روپیہ کو دو اشرفی اور ایک روپیے کے عوض بیچنا اور ایک ایک
پلہ گیہون اور جو کو دو دو گیہون دو دو پلہ کے عوض اور گیارہ روپیہ کو دس روپیہ اور ایک اشرفی
کے عوض اور ایک کھرے اور دو کھوٹے[لہ] روپیون کو دو کھرے اور ایک کھوٹے روپیے کے عوض
فروخت کرنا درست ہی اسلئے کہ دو روپیے مقابل ایک اشرفی کے اور دو اشرفیان مقابل ایک
روپیے کے ہوسکتی ہین اسیطرح دو پلہ گیہون کے جو کے ایک پلہ کے عوض اور دو جو کے گیہون کے
ایک کی عوض ہوسکتی ہین - اور جن چیزون مین کہ چاندی اور سونا غالب ہو وہ سونا چاندی ہی
مین یعنی ملونی کے سکون وغیرہ مین اگر سونا یا چاندی زیادہ ہو تو اوسکا حکم نری چاندی سونے
کا ہی یہان تک کہ اگر بے میل خالص چاندی سونے کو میلدار کے عوض فروخت کرین یا دونو طرف
مین میلدار ہی ہون تو اونکی بیع بدون وزن کے برابر ہونیکے درست نہوگی مثلاً ایک اچھے روپیہ کو
کھوٹے کی عوض فروخت کرین تو بیع جب درست ہوگی کہ دونو وزن مین برابر ہون اور جس
صورت مین کہ وزن مختلف ہو بیع ناجائز ہوگی ہان اگر تول کی کمی والیکی طرف بٹہ لگا لیا جاوے
تو بیع درست ہوگی - اور ایسے روپیونکا قرض لینا بھی وزن ہی سے درست ہی شمار سے نہین
- اور جن روپیون اور اشرفیون مین میل کی چیز غالب ہو وہ روپیون اور اشرفیون کے
حکم مین نہین ایسے سکون کو جنس کے ساتھہ کمی بیشی سے بیچنا درست ہی اور اونکا قرض لینا رواج
کے موافق وزن یا شمار یا دونو طرح سے درست ہی - اور اگر ایسے سکون کا رواج ہو تو عرف
مین اونکو قرار دینے سے متعین نہون گے مثلاً ایسے دس سکون کی عوض کوئی چیز لی تو مشتری
نہین کہ جو دس بائع نے دیکھے ہون وہی دیوے بلکہ اون کے سوا کوئی سے دس ویسے ہی دیسکتا

[لہ] یعنی کھوٹا ایسا جسکو سوداگر لے لین مگر بیت المال مین نہ لین ۱۲

اور اگر رواج اونکا نہو تو معین کرنیسے متعین ہوجاوینگے اسلئے کہ اس صورت مین اونکا حکم ثمن کا نہ رہیگا بلکہ اسباب کے حکم مین ہون گے - اور جن سکون مین ملونی برابر ہو یعنی جتنی چاندی ہو اتنی ہی اور چیز ملی ہو پس اونکا حال بیع اور قرض لینے مین تو اون سکون کا سا ہی جنمین چاندی زیادہ ہو اور بیع صرف مین اون سکون کا سا ہی جنمین ملونی زیادہ ہو یعنی کمی بیشی کے ساتھہ بیع درست ہو گی مگر مجلس عقد مین قبضہ کرنا شرط ہوگا - اور اگر اون سکون کی عوض جنمین ملونی زیادہ ہو یا رائج پیسون کے بدلے مین کسی چیز کو مول لیا اور پھر اون سکون یا پیسون کا چلن نرہا تو بیع باطل ہوجاویگی - اور رائج پیسون کے عوض مین بیع درست ہی اگرچہ معین نکئے جاوین اسلئے کہ رائج پیسے مثل روپیون کے ہین اور رواج کی صورت مین ثمن ہوا کرتے ہین اور بے چلن پیسون کی عوض مین بیع درست نہین جب تک کہ اونکو معین نکرے اسلئے کہ بے رواج پیسے مثل اسباب کے ہین - اگر ایک شخص نے پیسے قرض لئے تھے بعد کو وے بے چلن ہوگئے تو واجب ہے کہ ویسے ہی پیسے قرضخواہ کی حوالہ کرے جیسا کہ قرض کا لئے تھے اون پیسون کی قیمت ثمانی واجب نہین - اگر کوئی چیز نصف روپیہ کے پیسون کی عوض خرید کرے تو بیع درست ہوگی اور نصف روپیہ کے پیسے دینے پڑینگے - اور اگر صراف کو ایک روپیہ دے اور یہ کہے کہ مجھکو ایک اٹھنی رتی کم کی اور آٹھہ آنے پیسے دیدے تو صحیح ہے اسلئے کہ نصف روپیہ رتی کم تو اٹھنی رتی کم کے مقابل ہوگا اور باقی یعنی نصف روپیہ رتی زیادہ مقابل پیسون کے ہوجاویگا ●

کتاب الکفالۃ

اسمین کسیکے ضامن ہونے کا بیان ہے - دوسرے کے ذمہ کے ساتھہ اپنا ذمہ ملانا مطالبہ مین ضمانت کہلاتا ہے یعنی جو مواخذہ اور تقاضا دوسرے کے ذمے ہے اوسکو اپنے اوپر لے لینا کفالت اور ضامنی ہے واضح ہو کہ جو شخص ضامن ہوتا ہے اوسکو کفیل کہتے ہین اور جسکی طرف سے ضامن ہوتا ہے اوسکو مکفول عنہ اور جسکے واسطے ضامن ہوتا ہے اوسکو مکفول لہ کہتے ہین پھر ضمانت کی دو قسمین ہین اول قسم ضامنی ذات کی یعنی حاضر ضامنی ہے اور وہ درست ہے گو ایک شخص کے کئی ضامن ہون کہ ہر شخص

اوسکا حاضر ضامن ہوجاویگا۔ اور حاضر ضامنی اسطرح کہنے سے ہوتی ہے کہ کفیل یون کہے
کہ مین اوسکی ذات کا کفیل ہوا یا ایسی جُز و کا کفیل کہے جس سے بدن مراد لیتے ہین مثلاً کہے
کہ اوسکے منہ خواہ گردن خواہ سر وغیرہ کا کفیل ہون یا جز غیر معین کا کفیل تباوے مثلاً کہے
کہ اوسکے آدھے یا تہائی یا چوتھائی کا ضامن ہون یا یون کہے کہ یہ شخص میرے ذمہ ہے
یا میری طرف ہے یا مین اوسکا ذمہ وریا طرف دار ہون تو ان سب الفاظ سے ضامن ہوجاتا ہے
لیکن اگر یون کہیگا کہ مین اوسکے پہچاننے کا ضامن ہون تو اس جملہ سے ضامن نہوگا۔
اگر ضامن کفالت مین شرط کردے کہ مکفول عنہ کو فلان وقت حاضر کر دونگا تو اوسوقت مین
اگر مکفول لہ درخواست کرے تو اوسکو لازم ہے کہ مکفول عنہ کو مکفول لہ کے سپرد کر دے پہر اگر
حاضر کر دے تو بہتر ورنہ حاکم ضامن کو قید کرے اور اگر مکفول عنہ وہان نہو تو حاکم ضامن
کو اتنی مہلت دے کہ ضامن اوسکے پاس جاوے اور چلا آوے پس اگر اسقدر مدت بھی گذر جاوے
اور حاضر نکرے تو حاکم ضامن کو قید کرے اور اگر مکفول عنہ ایسا غائب ہو کہ اوسکا پتا ٹھکانا معلوم
نہو تو ضامن سے مواخذہ نہوگا اور نہ وہ قید ہوگا۔ اگر ضامن نے مکفول عنہ کو ایسی جگہہ
حاضر کر دیا کہ مکفول لہ وہان پر اوس سے جھگڑ سکتا ہے مثلاً کسی شہر مین حاضر کر دیا تو ضامن
ضمانت سے بری ہوا۔ اور اگر قاضی کی کچہری مین حاضر کر دینا ٹھہر اتہا تو وہین حاضر کرنا پڑیگا
۔مکفول عنہ کے مرنیسے یا ضامن کے مرجانے سے کفالت باطل ہوجاتی ہے مگر مکفول لہ کے مرنیسے
باطل نہین ہوتی۔ ضامن حق ضمانت سے بری ہوجاتا ہے اگر مکفول عنہ کو مکفول لہ کے حوالہ
کر دے اگرچہ کفالت کرنے مین کچھہ نہ کہا ہو کہ اگر مین سپرد کر دونگا تو بری ہوجاؤنگا ۔
اسیطرح اگر مکفول عنہ خود حاضر ہوجاوے تب بھی ضامن ضمانت سے بری ہوجاویگا۔ اگر ضامن
کے وکیل نے مکفول عنہ کو ضامن کی طرف سے حاضر کر دیا یا ضامن کے قاصد نے اوسکو حاضر
کر دیا تو بھی ضامن بری ہوگیا۔ اگر ضامن کہے کہ جو کل کو مین حاضر نکرون تو مین ضامن ہون
اوس مال کا جو اوسپر ہے اور پہر کل کو حاضر نکرے یا مکفول عنہ مرجاوے تو ضامن کو اوسقدر

مال دینا پڑیگا - اگر ایک شخص دوسرے [عمرو] پر سو اشرفی کا دعوی کرے اور تیسرا [زید] شخص کہے کہ اگر مین کل اسکو نہ لاؤون تو یہہ سو اشرفی مجھپر ہین اور پھر کل کو اوسکو نہ پہونچا دے تو سو اشرفی اسکو [زید] دینی پڑینگی - ایک شخص کسی حد یا قصاص مین ماخوذ ہے تو اوس سے جبرًا کہا جاوے کہ تو اپنا حاضر ضامن کسیکو دیدے لیکن اگر وہ خوشی سے دے تو مضایقہ نہین - جب تک دو گواہون مستور الحال یا ایک گواہ عادل کی گواہی نہ گذر چکے تب تک حد یا قصاص کی علت مین مدعا علیہ کو قید کرنا نچاہئے - دوسری قسم ضمانت کی مال ضامنی ہے اور وہ درست ہے گو مال کی مقدار معلوم نہو مگر مکفول عنہ کی ذمہ پر دین صحیح ہو اور وہ ان الفاظ سے ہوتی ہے کہ ایک شخص یون کہے کہ مین ہزار روپیہ کا اوسکی ضامن ہون یا جو تیرا اوسپر ہے اوسکا یا جو تیرا نقصان ہو اس بیع مین اوسکا یا جو تونے فلانے سے بیع کی وہ میرے ذمہ ہے یا جو تجھسی فلان شخص چھین لے وہ مجھپر ہے ان سب صورتون مین مال ضامن ہوجاویگا آب مدعی ضامن اور قرضدار دونو سے مواخذہ کرسکتا ہے لیکن اگر شرط ٹھہرجاوے کہ قرضدار بری ہو تو البتہ صرف ضامن سے تقاضا رہیگا اور اس صورتمین یہہ کفالت حوالہ ہوجاتی ہے یعنی قرض ضامن پر اوترگیا اسیطرح اگر حوالہ مین حوالہ کرنیوالیکے بری الذمہ ہونیکی قید نہو تو وہ کفالت ہوجاتی ہے - اگر مدعی ضامن اور قرضدار مین سے کسی سے تقاضا کرے تو اوسکو دوسرے سے بھی تقاضا کرنا درست ہے یہ نہین ہوسکتا ہے کہ دوسرا بری الذمہ بیٹھا رہے - کفالت کا معلق کرنا اوس شرط پر جو مناسب عقد ہو درست ہے اور شرطا تین طرح پر عقد کفالت کی موافق ہوا کرتی ہے یا تو یہہ کہ مکفول عنہ کی ذمہ پر کوئی حق لازم ہوتا ہو اوسکی شرط پڑے مثلا یون کہے کہ اگر مبیع کسی اور کی نکلی تو مین ضامن ہون یا شرط [یعنی مدعی کا] مکفول عنہ سے حق مدعی وصول ہوسکنے کا ذریعہ پڑے مثلا اگر زید مکفول عنہ ہو اور کفالت اوسکی کوئی یون کرے کہ اگر زید آویگا تو مین اوسکا ضامن ہون یا مدعی کا حق مدعا علیہ سے وصول ہونا دشوار ہو اوسکی شرط کفالت مین بیان کیجاوے مثلا یون کہے کہ اگر مدعا علیہ [مکفول عنہ] شہر سے چلا جاویگا تو مین ضامن ہون تو اسطرح کی شرطین درست ہین مگر شرط نامناسب درست نہین مثلا یون

صیحح نہین کہ اگر ہوا چلی تو مین ضامن ہون کیونکہ ہوا کا چلنا عقد کے مناسب نہین - پس اگر اسطرح
کی شرط نا جائز کی تو کفالت صیحح ہے اور مال فورًا دینا واجب ہوگا اوس شرط کے پائی جانی پر
موقوف نہوگا - ضامن نے کہا کہ جو مدعا علیہ پر مدعی کا نکلے مین اوسکا ضامن ہون اور مدعی
گواہ لایا کہ میرے اوسپر ہزار ہین تو ضامن کو ہزار دینے ہونگے اور اگر مدعی گواہ نہ لادی
تو جتنا ضامن قسم کہا کر بتا دے اوسقدر کا ضامن ہوگا اور مکفول عنہ کا کہنا کفیل پر جاری
نہوگا یعنی جسقدر مکفول عنہ اپنے اوپر بیان کریگا اوسقدر کفیل کو نہین دینا پڑیگا - اگر مکفول عنہ
کے کہنے سے ضامن ہوا ہے تو جسقدر اوسکو مکفول عنہ کی طرف سے ادا کرنا پڑی وہ اوسی
سے لے اور اگر اوسکے حکم سے ضامن نہین ہوا ہے تو مکفول عنہ سے کچھ نہین لے سکتا - کفیل مکفول عنہ
سے تقاضا نکرے جب تک کہ مکفول لہ کو اوسکی طرف سے مال ندیوے اور اگر مکفول لہ کفیل کے
ساتھ ساتھ رہے تو کفیل بھی اصیل یعنی مکفول عنہ کے ساتھ ساتھ پھرے - کفیل بری ہوجاتا ہے
اصیل کے ادا کر دینے سے - اگر مدعی اصیل کو بری کردے یا اصیل سے تقاضے کو ٹالدے تو کفیل
بھی بری ہو جائیگا اور تقاضا بھی اوسپر سے ٹل جائیگا اسکے برعکس نہین صیحح ہے یعنی اگر کفیل کو
مدعی بری کردے یا اوسپر سے تقاضے کو ٹالدے تو اصیل بری نہوگا نہ اوسپر سے تقاضا ٹلیگا
- اصیل یا کفیل مین سے کسی نے صاحب مال سے جسکے ہزار آتے تھے پانسو پر صلح کرلی تو باقی
سے دونو بری ہوگئے - اگر صاحب مال کفیل سے کہے کہ جس مال کا تو کفیل ہے وہ مینے تجھسے
بھر پایا تو کفیل اصیل سے وہ مال لے گویا اصیل کیطرف سے کفیل نے مال ادا کیا ہے اسلئے کہ
صاحب مال کو اوسکا اقرار ہے اور جب صاحب مال یون کہے کہ تو بری ہوا یا مینے تجکو بری
کیا تو کفیل اصیل سے کچھ نہین لے سکتا ہے کیونکہ اس صورت مین کفیل نے اصیل کیطرف سے
کچھ نہین ادا کیا اور نہ صاحب مال کو کچھ لینے کا اقرار ہے - اگر یون کہے کہ اگر ایسا ہو تو
ضامن بری ہے یعنی بری ہونیکی کوئی شرط مقرر کرے تو یہہ شرط باطل ہے یعنی کفیل بری
نہوگا - ضامنی حدود اور قصاص کے مقدمہ مین اور مبیع اور گرو چیز اور امانت کی ضامنی

کیونکہ دونون نے بہر پایا اور یہ لفظ وصول ہونیکا مقام برابر ہو گئے ہین ۱۲

باطل ہے لیکن ثمن کی ضمانت اور مغصوب چیز کی اور اوس شی کی جو مشتری خریدنیکی قصد سے لایا ہو
اور بیع فاسد کی بیع کی درست ہے - باطل ہے کفالت لادنیکی کسی خاص گدھے یا چارپایہ پر اور خدمت
کرنی غلام معین کی جو خدمت کیواسطے اجورہ دار مقرر ہو - اسیطرح باطل ہے کفالت بدون
طالب کفالت کی قبول کرنیکے اوسی مجلس مین یعنی حاضر ضامنی اور مال ضامنی تبہی درست ہی
کہ مکفول لہٗ مجلس عقد مین مان لے - اگر مریض کا وارث کفیل ہوا مریض کا تو اس صورت مین
بغیر قبول کرنے طالب کی کفالت جائز ہی اسیطرح کفالت مردہ مفلس کی بغیر قبول طالب کے صحیح
ہے وکیل کو موکل کے واسطے اوس چیز کی قیمت کا ضامن ہونا جسکے بیچنے کا یہ وکیل ہی باطل ہے
اسیطرح مضارب کو رب المال کے لیئے اسباب مضاربت کی قیمت کی ضمانت کرنی یا دو شریکون
مین سے ایک کو ضامن دوسرے کا ہونا شے مشترک کی قیمت کے بابت مثلا اگر غلام مشترک دونو کا
ایک ہی عقد مین بکی تو ایک کو دوسرے کی ضمانت کرنی باطل ہے اور اگر دو عقد مین آدہا آدہا
بکے اور پہر ایک شریک دوسرے کا ضامن ہو تو صحیح ہی - عہدہ کے لفظ کے ساتھہ کفالت
باطل ہے اسواسطے کہ عہدہ کے کئی معنی ہین کاغذ وثیقہ عقد حقوق عقد خیار شرط
ضمان درک پس بسبب جہالت مطلب کی کفالت صحیح نہوگی - اسیطرح باطل ہے کفالت چہوڑانے
کی کیونکہ چہوڑانے کے معنی یہہ ہین کہ بیع کو اوسکے مستحق سے چہوڑا کر مشتری کو دیدے اور
اسپر کفیل کو قدرت نہین ہی - اور باطل ہے کفالت مال کتابت کی مکاتب کیطرف سے *

فصل اگر مدعا علیہ کفیل کو زر مطلوب دیدے پہلے اس سے کہ کفیل نے مدعی کو دیا ہو تو اب اس سے
نہ پہیرے کیونکہ کفیل نے گو ابہی مدعی کو نہین دیا ہی مگر آگے کو تو دیگا - اس مال کی
تجارت سے اگر کفیل کچھہ پیدا کرے مدعی کو دینے سے پہلے تو یہ نفع کفیل کا ہی مگر مدعا علیہ کو
پہیر دینا اس نفع کا اوسوقت مستحب ہے کہ مال مذکور شی معین ہو نہ نقد - اگر مدعا علیہ
اپنے کفیل سے کہے کہ مجہپر بیع عینہ کرلے یعنی مثل اطلس قرض خرید دے اور پہر اوسکو بیچکر
مکفول لہ کو میری طرف سے دیدے اور کفیل ایساہی کرے تو یہہ خرید کفیل کے واسطے ہی

اور جو نفع کہ اوس طلب کے بائع نے لیا وہ کفیل کے ذمہ ہی نہ مکفول عنہ کے واضح ہو کہ
بیع عینہ اوسکو کہتے ہین کہ سو روپیہ ادھار کو کسی سے کچھہ خرید کر نوے روپیہ نقد کو
اور کے ہاتھہ بیچ ڈالی پس صورت مذکورہ مین کفیل مکفول عنہ کے کہنے سی اوسکا وکیل
نہین ہو جائیگا کہ نفع نقصان اوسکے موکل کے ذمہ ہو بلکہ جو کچھہ خریدا اور جو اسمین نقصان
پاوے کفیل کے ذمہ ہی کیونکہ جب ایک چیز قرض مول لی اور نقد بیچی تو کچھہ نقصان ضرور
ہوگا اور اوسی شی کے بائع کو نفع رہیگا- جو شخص کفیل ہوا اوس مال کا جو مدعی کا
مدعا علیہ کے ذمہ نکلے یا اوسکا جو حاکم مدعی کو مدعا علیہ سی دلاوے اور مدعا علیہ غائب ہو گیا
اور پھر مدعی کفیل پر گواہ لاوے اس مضمون کی کہ میرے مدعا علیہ پر ہزار روپیہ آتی تھی
یہہ گواہ اوسکے مقبول نہون گے یعنی کفیل سے ہزار نہ دلوائے جاوین گے جب تک مدعا علیہ
حاضر نہو وی اور اگر مدعی اس مضمون کے گواہ لاوی کہ میرا مدعا علیہ پر اسقدر روپیہ یا مال ہی
اور یہہ شخص اوسکا کفیل ہے اوسکی حکم سے تو اوس مال کے دلانیکا کفیل اور مدعا علیہ غائب
دونون سی حکم کیا جاویگا اور اگر گواہون سے بغیر حکم مدعا علیہ کے کفیل ثابت ہو تو
فقط کفیل ہی سی وہ مال دلایا جاویگا اگر ایک شخص کفیل ہوا اسکا کہ جو اس بیع مین
نقصان ہو وہ میرے ذمے ہے تو یہہ کفالت گویا اوس بیع کا مان لینا اور اقبال ہی یعنی
اگر پھر یہہ کفیل کہے کہ یہ شی مین نے مول لی ہی تو سنا نجائیگا - بیعنامہ پر گواہی یا مہر
کردینی اوس بیع کا مان لینا نہین ہے یہان تک کہ اگر یہ گواہ دعوی کرے کہ مبیع مین نے
خریدی ہی تو سنا جائیگا کیونکہ گواہی اور مہر سے تو اتنا ہی ثابت ہی کہ عقد ہوئی خواہ کیسی ہی
ہو فاسد یا باطل یا صحیح - اگر ایک شخص ضامن ہو دوسرے کی طرف سی اوسکی زمین کے خراج
کا یا خراج کے بدلے مین کوئی شی گرو رکھی یا آفات و حوادث کا ضامن ہوا یعنی کہا
کہ اگر حادثہ پڑیگا تو مجھسے لیجیو یا کسی چیز کی شریکون نہین بانٹنے کا ضامن ہی یہہ ضمانت اور
رہن وغیرہ سب جائز ہین - کفیل اگر مکفول لہ سے کہے کہ مین فلان شخص کی طرف سی

تیسرے لیئے اون سو روپیہ کا ضامن ہون جو ایک مہینے مین اوسکو دینے تھے اور وہ کچھ میعاد کا وعدہ نہین ہے بلکہ حال مین میرے اوپر چاہیین تو اس صورتمین ضامن کا قول معتبر ہے - زید نے ایک لونڈی خریدی اور عمرو ضامن ہوا کہ جو کچھ بیع مین نقصان ہوگا وہ مجھپر ہے اور لونڈی کسی اور کی نکلی تو زید عمرو سے مواخذہ نکرے جب تک کہ قیمت لونڈی کی قاضی کے حکم سے بائع سے واپس نہ کرلے ہان قیمت دلائی جانیکے بعد جو زید کو نقصان ہو وہ عمرو سے لے

باب دو شخصون کے ضامن ہونے اور غلام کے ضامن ہونیکے بیان مین - دو شخص قرضدار ہین اور ہر ایک دوسرے کا ضامن ہوا قرضخواہ کے واسطے تو جو کچھ ایک ادا کرے اوسکو دوسرے سے نہین لے سکتا اگر ایک آدھے قرض سے زیادہ ادا کردے تو اس زیادتی کو دوسرے سے لے سکتا ہے - اگر دو شخص ایک کے کفیل ہوئے تمام مال کے اور پھر یہہ دونو آپسمین ایک دوسرے کے کفیل ہوئے تو جو کچھ ایک ادا کرے اوسکا آدھا دوسرے سے لے یا جو کچھ ادا کیا ہے سب اصیل سے لے اگر اوسکے حکم سے کفالت ہوئی ہو - اگر مدعی ان دونو کفیلونمین سے ایک کو بری کردے تو دوسرے سے سب مال لے سکتا ہے - دو شخصون مین شرکت مفاوضہ ہے اور دونو مقروض ہین اور شرکت مذکور ان دونون نے توڑ ڈالی تو قرضخواہ جس سے چاہے سب قرض وصول کرسکتا ہے اور ہر ایک جب تک نصف سے زیادہ قرض ادا کردے دوسرے سے کچھ نہین لے سکتا - اگر ایک شخص اپنے دو غلامون کو ایک ہی بار مکاتب کرے اور یہہ دونو غلام آپسمین ایک دوسرے کے کفیل ہوجائین تو جو کچھ ایک ادا کرے اوسکا آدھا دوسرے سے وصول کرے - اسی صورتمین کتابت کے بعد اگر مالک نے دونو مین سے ایک کو آزاد کردیا تو جسکو نہین آزاد کیا اوسکا زر کتابت (یعنی نصف کا) جس سے چاہے لے سکتا ہے خواہ اوس آزاد سے خواہ مکاتب سے اگر آزاد سے مالک لے تو آزاد مکاتب سے لے سکتا ہے اور اگر مکاتب سے لے تو وہ آزاد سے کچھ نہین لے سکتا - جو شخص غلام کا ضامن ہوا اوس مال کا جو بعد آزادی کے اوسپر واجب الادا ہو یعنی

اگر کوئی ضامن نہوتا تو بعد آزادی کے اوسپر تقاضا ہوسکتا اس صورتمین وہ مال فی الحال واجب ہوگا
آزادی پر موقوف نہین گو غلام نے اوسی معین نکیا ہو کہ مجہپر آنا چاہئے - ایک شخص نے دوسرے کے
پاس غلام کا دعوی کیا کہ میرا ہے اور ایک شخص ضامن ہوگیا کہ تمہارا ہوگا تو مین دونگا پہر غلام
مرگیا اور مدعی گواہ لایا کہ یہہ میرا غلام تہا تو ضامن کو غلام کی قیمت دینی پڑیگی - اگر ایک شخص کسی
غلام پر مال کا دعوی کرے اور کوئی شخص غلام کے حاضر کردینے کا کفیل ہوجاوے اور غلام مرجاوے
تو حاضر ضامنی والا بری ہوجاویگا ضمانت سے - اگر غلام مالک کا ضامن ہوا اوسکے حکم سے
اور مالک نے غلام کو آزاد کردیا اور غلام نے آزادی کے بعد مال مدعی کو ادا کردیا یا
مالک غلام کا ضامن اوسکی اجازت سے ہوا اور غلام کی آزادی کے بعد مال غلام کی طرف
سے ادا کیا تو ان دونوں صورتون مین غلام اور مالک ایک دوسرے سے مطالبہ نہین کرسکتے کیونکہ
آزادی سے پہلے اگر ایک دوسرے کی طرف سے ادا کردیتا تو دوسرے سے کچھہ نہین لے سکتا تہا
اسیطرح بعد آزادی کے ہوگا واللہ اعلم *

۵ جو مدیون ہو قرض دوسرے پر اوتارتا ہی اوسکو محیل کہتی ہین اور جسپر اوتارتا ہی اوسکو محتال علیہ کہتی ہین اور جسکا قرض ہوتا ہی اوسکو محتال کہتے ہین ۱۲

کتاب الحوالۃ اسمین حوالہ کردینے کا بیان ہے - حوالہ کہتے ہین قرض کو ایک کے ذمہ سے
دوسرے پر اوتار دینا - قرض مین حوالہ درست ہی مگر عین مین یعنی معین چیز مین درست
نہین اگر محتال یعنی قرضخواہ جسکے مال کو دوسرے پر اوتارا اور محتال علیہ جسپر اوتارا راضی
ہون تو حوالہ صحیح ہوگا - بعد حوالہ کے محیل یعنی قرضدار جسنے اپنی ذمہ سے اوتار دیا
اوس قرض سے بری ہوجائیگا اگر محتال اور محتال علیہ نے حوالہ قبول کیا - محتال محیل کے
اوپر پہر تقاضا نکرے لیکن اگر اوسکا حق ہلاک ہوجاوے یا محتال علیہ انکار کرے اور اس
انکار پر قسم کہالے اور اوسپر کوئی گواہ بہی حوالہ کے قبول کرنیکا نہو یا محتال علیہ مفلس ہوکے
مرجاوے اس صورتمین قرضخواہ اصل قرضدار سے رجوع کرسکتا ہی کیونکہ جسپر قرض اوتارا
تہا اوس سے وصول نہوا - اگر محتال علیہ محیل سے وہ مال مانگے جو اوسپر اوتارا تہا
اور محیل کہے کہ مین نے مفت حوالہ نہین کیا تہا بلکہ میرا جو تمہپر آتا تہا اوسکے بدلہ مین مینے اپنا قرض

کتاب الحوالہ یعنی قرض کو ایک ذمہ سے دوسرے کے ذمہ پر اوتارنا

تجھپر اوتار دیا تھا تو یہہ کہنا محیل کا معتبر ہوگا اور محتال علیہ کے ذمہ پر قرض ثابت ہوگا بعد اوسی کا قول معتبر ہوگا — اگر محیل محتال سے کہے کہ مین نے حوالہ اسواسطے کیا تھا کہ محتال علیہ سے میرے واسطے روپیہ وصول کر اور محتال کہے کہ تو نے میرے قرض کو اوسپر اوتارا تھا جو میرا تجھپر آتا تھا تو اس صورتمین محیل کا قول معتبر ہے یعنی فقط حوالہ کرنیسی محیل پر قرض ثابت ہوگا - اگر محیل محتال علیہ سی کہی کہ زید کے پاس میری امانت ہی اوسکو لیکر محتال کا قرض ادا کر دی تو یہہ حوالہ صحیح ہے پس اگر ہلاک ہوگئی وہ امانت زید کے پاس تو محتال علیہ بری الذمہ ہوگیا کیونکہ حوالہ تو امانت پر تھا اور امانت ضائع ہوگئی تو اوسکو اپنے پاس سی مال دینا نہین ہوگا - مکروہ ہی سفاتج اور سفاتج جمع ہی سُفتجہ کی جو معرّب ہی سُفتہ کا یعنی قرض دینا اسطرح پر کہ خطرہ راہ وغیرہ کا نہ رہی جسطرح ہنڈوی ایک جگہہ سی دوسری جگہہ بھیجتی ہین سفتجہ کی اصل یہہ ہے کہ ایک لاٹھی کو خالی کرکے اوسمین مال رکھکر اپنے ہمراہ لیجاتی تھی تاکہ کسیکو خبر نہو اور راہ کے خطرہ سے محفوظ رہی

کتاب القضاء اسمین قاضی ہونے وغیرہ کا بیان ہے - جو شخص گواہی کے قابل ہی وہی قاضی بھی ہوسکتا ہی - فاسق قاضی ہوسکتا ہے جیسے گواہی دی سکتا ہی مگر مناسب نہین ہے کہ فاسق کو قاضی کیا جاوے - اگر قاضی عادل ہو اور پہر بسبب رشوت لینی کے فاسق ہو جاوی تو عہدۂ قضا سے معزول نہین ہو جائیگا لیکن لائق معزول کرنیکے ہوجائیگا - اگر رشوت دیکر کوئی قاضی ہوجاوے تو درست نہین - فاسق فتوی دینی کے قابل ہے یعنی حکم شرعی مسائل فقہیہ مین سائل سے بیان کر دی اور ایک روایت مین فاسق قابل فتوی نہین - چاہئی کہ قاضی بدمزاج اور سنگدل اور سرکش اور دشمنی کرنیوالا نہو - قاضی ایسا شخص ہونا چاہئی جسکی پرہیز گاری اور عقل اور صلاح اور سمجھ اور حدیث دانی اور صحابہ کے قول اور شریعت کی راہون کے عالم ہونے پر اعتماد ہو - مجتہد ہونا قاضی کے حق مین بہتر ہے ایسا نہین کہ بدون اوسکے عہدۂ قضا درست نہو - مفتی کو بھی ایسا ہی

کتاب القضاء یعنی قاضی ہونے وغیرہ کا بیان

ہونا چاہئی جیسا قاضی ہو - ایسی شخص کو خدمت قضا کا اختیار کرنا مکروہ ہی جسکو اپنی ظلم کرنیکا
خوف ہو اور جو ظلم کرنیکی خوف سی امون ہو تو اوسکی حق مین عہدۂ قضا مکروہ نہین مگر
قاضی ہونیکی خواہش نہین چاہیئے - عہدۂ قضا کو بادشاہ عادل اور ظالم اور باغیون کے
یہان سی جو عادل بادشاہ کی ملک پر غالب ہو گئی ہون لینا جائز ہے - جو شخص قاضی کیا جاے
اوسکو چاہئی کہ پہلی قاضی کا دفتر طلب کری دفتر سے مراد وہ بستے ہین کہ جنمین دستخطی نوشتے
اور محضر وغیرہ ہون - اور چاہئی کہ قیدیون کو دیکھی جو قیدی اقرار کرے کسیکے حق کا
یا اوسپر گواہ قائم ہون تو وہ حق اوسپر لازم کر دی اور نہین تو منادی پھروائی کہ جسکا اس
قیدی پر دعوی ہو وہ حاضر ہو اگر کوئی حاضر نہو تو اوس قیدی کو چھوڑ دی - اور قاضی نو
امانتون مین اور وقف کی پیداوار مین گواہون پر یا اقرار پر عمل کرے قاضی معزول
کے کہنی پر عمل نکرے لیکن اگر کوئی قابض و متصرف کسی چیز کا کہے کہ مجھی یہ امانت یا
وقف کا غلہ قاضی معزول نے دیا ہی تو اس صورت مین قاضی معزول کا قول قبول کری
مسجد مین بیٹھ کر یا اپنی گھر پر قاضی کچہری کرے - جو کوئی ہدیہ بھیجی قاضی کو اوسی پھیر دی
- مگر جو کوئی قاضی کا رشتہ دار یا جو قاضی ہونے سے پہلی بھیجا کرتا تھا بھیجی تو وہ قبول
کرلے - دعوت بھی قاضی کسیکی قبول نکرے خصوصا وہ جو صرف قاضی ہی کی دعوت
ہو - نماز جنازہ اور عیادت مریض کے لئے قاضی کو جانا چاہیئے - مدعی مدعا علیہ دونکو
برابر بٹھا دی اور دونو کی طرف برابر توجہ کرے اور ایک سی کان مین بات نکرے
اور نہ اشارہ سی اونمین سے کسی سے کچھ کہی اور نہ کسیکو اونمین سے حجت سکھائے
اور نہ کسیکی دعوت کرے اور نہ ہنسی کرے اور گواہ کو گواہی دینے کا طریقہ نہ سکھاوی

فصل جب مدعی کا حق مدعا علیہ پر ثابت ہو جاوی تو حکم کرے مدعا علیہ کو کہ جو کچھ تجھپر ثابت ہوا مدعی کے حوالہ کر - اگر وہ دینے سے انکار کری تو اوسکو قید کرے اس حق کے بدلہ مین بشرطیکہ حق کسی شی کی قیمت ہو جو مدعی نے بیچی تھی یا قرض

فصل

ہو یا مہر معجل یا ضمانت سی کچھ مال لازم ہوا ہو - اسکے سوا اور صورتون مین اگر مدعی علیہ اپنی مفلسی کا دعوی کرے تو قید نکرے پس اگر مدعی اوسکی امیری ثابت کر دے تو قید کرے جسقدر مصلحت ہو اور بعد قید کے آدمیون سی پوچھے اگر اوسکا کوئی مال ظاہر نہو تو اوسکو چھوڑ دے مگر قرضخواہ اوس سے مواخذہ کرنے سی مانع نہو یعنی قرضخواہونکو اختیار رہے کہ باوجود اوسکی پاس مال نہ نکلنے کے اوس سی مواخذہ کرین - اگر قید سے پہلے مدعا علیہ مفلسی کے گواہ لائے تو اونکو قاضی نہ سُنے - اگر دونو قسم کے گواہ قائم ہون یعنی مدعا علیہ کی مفلسی اور غیر مفلسی کے تو غیر مفلسی کے معتبر ہونگے - جو توانگر یعنی غیر مفلس مدعا علیہ مدعی کے حق کے دینے سے انکار کرے اوسکو ہمیشہ قید رکھنا صحیح ہے جبتک ادا کرے - خاوند کو اوسکی بی بی کے نفقہ کی بابت قید کرنا درست ہے - باپ کو بیٹے کے قرض کے سبب سے نہ قید کرے مگر اوسوقت کہ باپ اوسکی روٹی کپڑے وغیرہ دینے سے انکار کرے ٭

باب بیان مین قاضی کے خط لکھنے کے دوسرے قاضی یا اورکسیکو - ایک قاضی دوسرے قاضی کو سوای حد قصاص کے اور حقوق بابمین لکھ سکتا ہے اگر اوس قاضی کے پاس گواہون نے گواہی دی کسی پر تو یہہ قاضی دوسرے کو لکھے کہ مین نے گواہونکی گواہی سے اوسپر یہہ حکم کیا ہے ایسے خط کو سجل کہتے ہین - اور اگر اوسکی پاس گواہ گواہی موجود شخص پر ندین بلکہ غائب شخص پر دین جو دوسرے قاضی کی علاقہ مین ہو تو اوسکو حکم دینا درست نہین بلکہ گواہی کو لکھ بھیجے کہ گواہ یون بیان کرتے ہین تاکہ دوسرا قاضی بموجب اوسکی حکم کرے اسطرح کے خط کو مکتوب حکمی کہتے ہین مکتوب حکمی حقیقت مین گواہی کا ایک جگہہ سی دوسری جگہہ نقل کرنا ہے - یہ قاضی خط کو گواہون کے روبرو پڑہے اور اوسپر اونکی سامنے مہر کرکے اونکو دیدے - پہر جب یہہ خط دوسرے قاضی کے پاس پہونچے تو اوس مہر کو دیکھے اور بغیر حاضر ہونے مدعا علیہ اور گواہون کے اوسکو قبول نکرے پس اگر گواہ گواہی دین کہ یہہ خط فلان قاضی کا ہے اوسنے اپنی کچہری مین ہماری سپرد کیا ہے اور ہمارے روبرو پڑہا ہے

اور اوسپر مُہر کی ہی تو اوسکو کہولے اور مدعا علیہ کے روبرو پڑہی اور جو خط مین ہو وہ اوسپر
لازم کرتے - خط جس قاضی کا ہی اوسکے مرنے خواہ معزول ہونے سے یا جسکو لکہا ہی اوسکے
مرنے سے باطل ہو جائیگا ہان اگر مکتوب الیہ کے نام کے بعد یہہ لکہا ہو کہ مسلمانون کے قاضیون
مین جسکے پاس یہہ خط پہونچے وہ اوسکی تعمیل کرے تو مکتوب الیہ کے مرنیسے باطل نہوگا -
جسکے باب مین خط لکہا گیا ہی اوسکے مرنیسے یہہ خط باطل نہوگا - سوای حد وقصاص کے اور
حکمون کی قضا عورت کرسکتی ہے - قاضی اپنا نائب کسیکو نکرے لیکن اگر اوسکو نائب رکہنے کا
اختیار دیا گیا ہو تو نائب کرسکتا ہی بخلاف اوس شخص کے جو جمعہ کا امام مقرر کیا گیا ہے کہ
اوسکو نائب کرنیکا اختیار ہی گو اوس سے نکہا گیا ہو - اگر قاضی کے پاس دوسرے قاضی کا
حکم آوے تو اوسکی تعمیل کرے بشرطیکہ وہ حکم مخالف قرآن اور حدیث مشہور اور اجماع
امت کے نہو - اگر جہوٹی گواہی پر قاضی نے حکم کر دیا تو صحیح ہی عقد ون مین اور فسخو نمین ظاہر
مین بہی اور باطن مین بہی یعنی قاضی اگر حکم کرے جہوٹی گواہی سے نکاح یا بیع یا ہبہ یا طلاق
وغیرہ مین تو یہہ حکم جاری ہوگا ظاہر اور باطن دونو مین یعنی اوس چیز سے نفع لینا
حلال ہو جائیگا نہ املاک مرسلہ مین یعنی اون ملکون کے دعوی مین کہ مدعی سبب ملک کا
دعوی نکرے صرف ظاہر مین حکم جاری ہوگا باطن مین نہوگا - مثلا زید نے دعوی کیا
(عقد کی صورت مین ۱۲)
ایک عورت پر نکاح کا اور وہ دوسرے کے نکاح مین ہی اور یہہ بیان نکیا کہ شوہر نے اوسکو
چہوڑ دیا ہی اور قاضی نے جہوٹی گواہی سے مدعی کو وہ عورت دلادی تو اوسکی صحبت
اسکو صحیح نہین اسلئے کہ اپنا نکاح مطلق بیان کیا تہا شوہر کی طلاق کو جو سبب ملک تہی بیان نہین
کیا تہا اور اس مسئلہ مین امام شافعیؒ کا خلاف ہی اور دلیل امام اعظمؒ کی یہ ہی کہ حضرت
علی کرم اللہ وجہہ کے سامنے ایک شخص نے ایک عورت پر دعوی نکاح کا کیا اور جہوٹے
گواہ قائم کئے حضرت علی نے وہ عورت اوسکو دلادی عورت نے کہا یا امیر المؤمنین
میرا نکاح اس سے کر دیجئے آپ نے فرمایا ان دونو گواہون نے نکاح کر دیا یعنی یہ بہلا حکم جاری ہو گیا

ف نکاح اور بیع اور ہبہ مثال عقد کے ہی اور طلاق اور خلع اور اقالہ مثال فسخ کے ہی اور ظاہر سے غرض معاملہ دنیاوی کی درستی ہی اور باطن سے مراد عند اللہ ہے ۱۲

ظاہر اور باطن مین اور قاضی کا حکم ایک نیا عقد پیدا کر دیتا ہی جس جگہہ نیا عقد ہونا ممکن ہو اور جس جگہہ نیا عقد نہو سکتا ہو وہان البتہ حکم قاضی سے نیا عقد نہو گا مثلا عورت اگر دوسرے کی منکوحہ یا مدعی کی ذی رحم محرم ہو تو قاضی کی حکم سی نکاح نہو گا واللہ اعلم - غائب پر قاضی حکم نکرے جب تک اوسکا قائم مقام حاضر نہو جیسی وکیل یا وصی یا ہو وہ چیز جسکا غائب پر دعوی کرتا ہی سبب اوس چیز کیواسطی جسکا حاضر پر دعوی کرتا ہی مثلا دعوی کرے ایک چیز معین کا جو ایک حاضر کے قبضہ مین ہی لون کہکر کہ یہہ مین نے فلان غائب سی خریدی ہی کیونکہ خریدنا غائب سی سبب ہی دعوی کا حاضر پر - قاضی کو اختیار ہی کہ یتیم کا مال کسیکو قرض دیدے اور اوسکا خط لکھہ لی نہ وصی اور باپ کو یعنی وصی کو یتیم کا مال اور باپ کو چھوٹے بیٹے کا مال قرض دینا نہین چاہیے

باب پنچ بدنے کے بیان مین - اگر دو شخصون نے ایک کو پنچ بدا تاکہ دونون مین فیصلہ کر دے پس اوس پنچ نے گواہون سے یا اقرار پر یا قسم سے انکار کر جانے پر سوا حد و قصاص اور دیت کے جو کہ قاتل کے کنبے پر پڑتی ہی اور مقدمون مین حکم کیا تو حکم اوسکا صحیح ہے اگر وہ قاضی ہونیکے قابل ہو یعنی قاضی کی صفتین اوسمین موجود ہون - دونو پنچ بدنیوالون کو پنچ کی حکم سی پہلے پنچایت سے پھر جانا درست ہی پس اگر پنچ حکم کر چکا تو یہہ حکم لازم ہو گیا دونو پر - قاضی پنچ کے حکم کو جاری کرے اگر اوسکا حکم اوسکی مذہب کے موافق ہو اور اگر نہو تو اوسکو باطل کر دے - اگر پنچ نے اپنے ماباپ کے نفع کا کوئی حکم کیا تو یہہ حکم باطل ہی جیسی قاضی کا حکم اپنی ماباپ کی نفع کا باطل ہی بخلاف اوس حکم کے جو ماباپ کے نقصان کا ہو کہ یہ صحیح ہی *

متفرق مسئلے نیچیکا رہنی والا بغیر رضامندی بالاخانہ والیکی گہر مین میخ گاڑی نہ سوراخ کرے - اگر ایک لمبی گلی ہو کہ اوسمین سی دلیسی ہی اور پیدا ہوئی مگر راہ اوسمین نہین ہی یعنی غیر نافذہ ہی تو پہلی گلی کا رہنی والا اوس کوچہ غیر نافذہ مین دروازہ نہین نکال سکتا ہی بخلاف اسکی کہ دوسری گلی گول ہو کہ اوسمین دروازہ نکال سکتا ہی صورت

اوسکی نیچے ہی ــــــــ کی کہنی کی ــــ قول کی ــــــ اگر ایسی گہر کا دعوی
کیا جو دوسرے کے پاس ہی اسطرح کہ اوسنے مجھکو ایک وقت مین ہبہ گہر کردیا تہا پہر اوس سے گواہ
مانگی گئی تو کہا کہ مدعا علیہ نے گہر کے ہبہ کرنیسی انکار کیا تہا تو مین نے یہ گہر اوس سے خرید
لیا تہا اور خرید کے گواہ لاوی تو جسوقت دیڈالنی کا دعوی کیا تہا اوس سی پہلی اگر خریدنیکی
گواہ ہین تو قبول نہون گے اور اگر بعد کے ہین تو مقبول ہون گے ــ زید نے عمرو سی کہا
کہ تونے مجھسی یہ لونڈی خریدی تہی اور عمرو نے خریدنے سی انکار کیا تو عمرو کو اوس سے
صحبت کرنی درست ہی بشرطیکہ زید اوس سی جھگڑا چھوڑ دی ــ ایک شخص اقرار کری کہ مین نے
فلانے سی دس روپیہ لئی تہے پہر کہے کہ وہ کہوٹے تہی تو قسم کہانیکی بعد اوسکا اعتبار کیا جاوےگا
ــ جو کہے دوسرے سی کہ مجہپر تیرے ہزار روپیے آتے ہین اور دوسرا اوسکی کہنی کو رد کری
اور پہر مان لے تو اب اقرار کرنے والے پر کچھہ لازم نہو گا کیونکہ دوسرے نے پہلی بار
تو اوسکے اقرار کو نمانا تو اب ماننی سی اوسپر کچھہ ثابت نہو گا ــ جو شخص دوسری پر مال کا
دعوی کرے اور مدعا علیہ کہی کہ میرا اوپر کبہی کچھہ نہین آتا تہا اور مدعی گواہ لاوے
ہزار کے اور مدعا علیہ گواہ لاوی اون ہزار کی ادا کر دینے کے یا بخشدینے کے تو گواہ مدعا علیہ
کے قبول کئی جاوین گے اور اگر مدعا علیہ یہہ بہی کہتا کہ مین تجھکو پہچانتا ہی نہین تو یہ گواہ نہ قبول
کئی جاتے ــ زید نے عمرو پر دعوی کیا کہ تو نے اپنی لونڈی میری ہاتھہ بیچی ہی اور عمرو نے
کہا کہ مین نے تیرے ہاتھہ نہین بیچی ہی پس زید گواہ لایا اپنی خریدنے کے اور قاضی نے
وہ لونڈی زید کو دلوا دی اور اوسمین اوسنی کوئی عیب پایا پس عمرو نے گواہ گذرانے
کہ زید لونڈی کے ہر عیب سی بری الذمہ ہو چکا تہا تو یہ عمرو کے گواہ مقبول نہونگے ــ جس
اقرارنامہ یا وعدہ کے اخیر مین لفظ انشاء اللہ ہو گا وہ باطل ہے ــ ایک ذمی مرا
اور اوسکی بی بی نے کہا کہ مین اوسکے مرنیسے پہلے مسلمان ہو گئی ہون خاوند کی میراث
مجھکو ملنی چاہئی اور ذمی کے وارثون نے کہا کہ موت سی پہلی مسلمان ہو گئی تہی تو وارثونکا

قول معتبر ہوگا اور عورتکو میراث ملیگی - زید کے پاس عمرو کی کچھ امانت تھی اور عمرو مرگیا زید
نے خالد کو کہا کہ یہہ عمرو کا بیٹا ہی اور عمرو کا اِسکے سوا اور کوئی وارث نہین ہی تو وہ امانت
خالد کو دیدی اور اگر چند روز کے بعد زید بکر کو بتائی کہ یہہ بہی عمرو کا بیٹا ہی اور خالد کہے
کہ توجھوٹا ہی تو وہ مال امانت بکر کو نہین مل سکتا خالد ہی کو ملیگا - اگر کسی کی میراث اوسکے
وارثون یا قرضخواہون پر بانٹی جاوے تو اوسسی اسکی ضمانت نہ لیجاوے اگر کوئی اور وارث
یا قرضخواہ پیدا ہوگا تو اوسکا حصہ دینا ہوگا - زید نے ایک گہر کا اسطرح دعوی کیا کہ یہہ میرے
باپ کا تہا اور وہ مرگیا ہی اور میرا بہائی جو یہان نہین ہی اسکے وارث ہین تو زید کو فقط
آدہا گہر ملیگا دوسرے بہائیکا حصہ جو غائب ہی نہین ملیگا - ایک شخص نے کہا کہ جو میرا مال
ہی یا جسکا مین مالک ہون فقیرون پر صدقہ ہی یہ کہنا اوسکے اوس مال مین جاری ہوگا
جسمین زکوٰۃ واجب ہوتی ہو یعنی حاجت سی زائد اور بڑہنی والی چیزون پر حکم صدقہ
کا کیا جاویگا خواہ تہوڑی ہون یا بہت اونکے غیر مین جاری نہوگا جیسے سواری کے
گہوڑی اور اسباب ضروری - ایک شخص کو کوئی وصیت کر مرا اور وصی یہ نہین جانتا کہ کس
باب مین وصیت کی تہی اوسکا وصی ہونا صحیح ہی بخلاف وکیل کے کہ اگر وکیل یہ نہین جانتا
کہ کس چیز کا وکیل کیا تو وکالت صحیح نہین - اگر وکیل کو وکالت کی خبر کوئی دے
تو اوسکو تصرف کرنا موکل کے مال مین صحیح ہی خبر دینی والا آزاد ہو یا غلام بچہ ہو یا بڑا
عادل ہو یا مستور - معزول ہونا وکیل کا بغیر خبر دینی ایک مرد عادل یا دو مرد مستور الحال
کے ثابت نہین ہوتا جیسی مالک کو غلام کے تقصیر کی خبر دینی اور شفیع کو بیع شفعہ کی خبر
دینی اور کنواری لڑکی کو اوسکی نکاح کی خبر دینی اور اوس مسلمان کو جو دارالحرب سے
دارالاسلام کو نہ آیا ہو احکام شریعت کی خبر دینی کہ ان سب مین ایک مرد عادل یا دو
مستور الحال کا خبر دینا شرط ہی یعنی اگر ایک مرد کسی طرح کا خبر دیگا تو اوسکا ماننا ضرور نہوگا اور
عادل کی خبر خواہ وہ مستور الحال کی خبر کا ماننا ضرور ہوگا مثلاً مالک کو اگر عادل نے کہا

یعنی دوسری شخص کو وصیت کر مرا

کہ تیرے غلام نے قصور کیا تو مالک پر اوس قصور کا تاوان آویگا اسیطرح اور مثالونکو سمجہنا
چاہیئے قاضی یا قاضی کا امین اگر کسیکے غلام کو اوسکے قرضخواہون کے لیئے بیچ کر مشتری سے
قیمت لیلے اور وہ قیمت تلف ہوجاوے اور غلام کسی اور کا نکلے تو قاضی یا امین قیمت کی
ضامن نہین مشتری قرضخواہون سے غلام کی قیمت لے جنکے واسطے بیچا تہا - اگر قاضی کسیکی
وصی کو حکم کرے کہ اوسکے غلام کو قرضخواہون کے لئے بیچڈال اور غلام کسی اور کا نکلا
یا مشتری کے قبضہ سے پہلے مرگیا اور قیمت ضائع ہوگئی تو مشتری قیمت وصی سے لے اور
وصی قرضخواہون سے جنکے واسطے بیچا تھا - اگر کسی سے قاضی عالم عادل کہے کہ اس شخص
پر مین نے حکم کیا ہے سنگسار ہونیکا یا ہاتھ کاٹنے کا یا حد مارنیکا تو اس کام کو کر دے تو
قاضی کے حکم کی تعمیل اوس شخص کو جائز ہے - لیکن معزول قاضی کسی سے کہے کہ مین نے
تجھسے ہزار روپیہ لئے ہین تو فلان مقدمہ مین جو زید کے روپیہ مین نے تجہپر ثابت کیئے
تھے اوسکو دیدئے اور وہ کہے کہ تو نے مجھسے ہزار براہ ظلم لئے ہین تو قاضی کا قول
معتبر ہوگا اور اس شخص کے ہزار کا ذمہ دار نہوگا - اسیطرح اگر کسی سے قاضی کہے کہ مین نے
حق پر تیرے ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا تھا یعنی بسبب چوری کے اور وہ کہے کہ میرے ہاتھ تو نے
ظلم سے کاٹے ہین تب بھی قول قاضی کا معتبر ہوگا لیکن یہہ دونو صورتین اوس حال مین
ہین کہ ہاتھ کٹا ہوا شخص اور جس سے مال لیا گیا ہے وہ اقرار کرے کہ قاضی ہونیکی حالت مین
ہاتھ کاٹے یا مال لیا ہے *

کتاب الشہادۃ اسمین گواہی کا بیان ہے - گواہی کہتے ہین کسی حال کی خبر دینے کو
آنکھون سے دیکھکر نہ فقط اٹکل اور گمان سے - اگر مدعی کسیکو گواہی کے لئے طلب کرے
تو گواہی دینی اوسکو لازم ہے - حد اور قصاص کی گواہی کا چھپانا مستحب ہے - چوری
کی گواہی مین یہہ کہے کہ فلان شخص نے مال لیا یون نکہے کہ چورایا تاکہ مال ثابت ہوجاوے اور ہاتھ
کاٹنا لازم نہو - زنا کے ثبوت کیواسطے چار مردونکی گواہی ضرور ہے اور باقی حدون اور

کتاب الشہادۃ
اسمین گواہی کا بیان ہے

قصاص کے واسطے دو مرد ونکی کافی ہی اور کنواری ہونے اور جننے اور عورتون کے اون عیبون
کے لئی جن پر مرد مطلع نہین ہوتے ہین ایک عورت کی گواہی کافی ہی اسکے سواہین دو مرد
یا ایک مرد اور دو عورتونکی گواہی چاہیے اور سب مین گواہ کا عادل ہونا اور گواہی کا لفظ
زبان سے کہنا شرط ہی خواہ گواہ مرد ہو خواہ عورت - قاضی آدمیون سے پوشیدہ اور ظاہر مین
گواہون کا حال جملہ حقوق کے مقدمات مین تحقیق کرے کہ گواہی کے قابل ہین یا نہین -
صاحب خصومت یعنی مدعا علیہ اگر مدعی کے گواہون کو عادل بتا دیوے تو اوسکا اعتبار
نہین - گواہون کی عدالت کی تحقیق کرنے کو اور قاضی اور ترجمہ کرنیکی لئی یعنی دوسرے
شخص کی زبان سمجھانیکے لئے ایک شخص کافی ہی یعنی اگر قاضی ایک ہی شخص سے گواہ کا حال تحقیق
کرا دے خواہ ایک آدمی کو مزکّی کے پاس بھیجی یا گواہ کی زبان کا ترجمہ ایک شخص کر دی
تو جائز ہی دو کی ضرورت نہین - درست ہی گواہ کو گواہی دینی سنی ہوئی اور دیکھی ہوئی
چیز کی جیسی بیع یا اقرار یا حاکم کا حکم یا چھین لینا یا مار ڈالنا ہی گو اوسکو کسی نے گواہ
نہکیا ہو مگر دوسرے کی گواہی دینی پر گواہی ندی جب تک کہ اوسکو اوس گواہی پر
گواہ نکیا جاوی - قاضی اور گواہ اور راوی کسی نوشتہ پر عمل نکرین جب تک کہ وہ
مقدمہ یاد نہو - ایسی چیز کی گواہی ندے جسکو ندیکھا ہو سوای ان چیزون کی نسب
موت نکاح صحبت کرنا عورت سی حکومت قاضی کی اصل وقف کرنا کسی چیز کا
کہ ان چیزون مین کسی معتبر سے سنکر گواہی دی سکتا ہی مگر وقف کرنی والے نے جو وقف
مین شرطین کی ہون اونکو غیر سے سنکر گواہی ندینی چاہیئی - جسکے ہاتھ مین کوئی چیز
سوای غلام لونڈی کے دیکھی اوسکی گواہی دیسکتا ہی کہ یہ اوسیکی ہی - ان مسئلون
مین اگر قاضی سے صاف صاف کہی کہ مین سنکر گواہی دیتا ہون یا قبضہ دیکھکر تو قبول
نہوگی - اگر کوئی گواہی دی کہ مین فلانیکی دفن مین یا نماز جنازہ مین حاضر تہا تو یہ موت
کے دیکھنی کی برابر ہی یہانتک کہ ایسی گواہی سے موت ثابت ہو جاویگی گو اوسکی جان

نکلتے نہ دیکھی واللہ اعلم

باب اون شخصون کے بیان مین جنکی گواہی مقبول ہے اور جنکی غیر مقبول - اندھوا ور غلام اور نا بالغ کی گواہی مقبول نہین ہان اگر غلام یا نابالغ حالت غلامی یا نا بالغی مین گواہ ہوئے اور آزادی اور بلوغ کے وقت مین گواہی دین تو مقبول ہو گی - جسکو حد ماری گئی ہو گا کی دینے پر گواو سنے توبہ کرلی ہو اوسکی گواہی مقبول نہین لیکن اگر کفر کی حالتین اوسپر یہہ حد لگی اور پہر وہ مسلمان ہوگیا ہو تو مقبول ہی - لڑکے کو اپنے ماباپ دادی دادا کی گواہی نہین درست ہے اور اسکی برعکس بھی نہین درست ہی یعنی ماباپ دادی دادا کی گواہی بیٹو پوتے کے واسطے بھی نہین صحیح ہے - جورو خاوند ایک دوسری کے گواہ نہین ہو سکتے - مالک اپنے غلام لونڈی اور مکاتب کا گواہ نہین ہو سکتا ہی - ایک شریک دوسرے شریک کا شرکت کی باب مین گواہ نہین ہو سکتا - مخنث اور نوحہ کرنیوالی اور گانیوالی کی گواہی مقبول نہین دشمن جسکی دشمنی اگر یہہ دنیا ہی کیواسطے ہو اور مدام الخمر جو دوا کے واسطے شراب نہ پیتا ہو بلکہ کہیل کے لیے پیتا ہو ان دونو کی گواہی نمانی جاویگی اور جانورون سے کہیلنے والے مثلاً کبوتر باز و مرغ باز وغیرہ اور لوگون کے سُنانیکو گانے والی اور ایسی گناہ کرنیوالے جسپر حد جاری ہوتی ہی یا ننگی حمام مین نہانے والی یا سود کھانے والی یا چوسر اور شطرنج بد کر کہیلنے والی یا ان دونو کے سبب سے نماز کہو دینے والے یا آدمیو نکی راہ مین پیشاب کرنیوالے یا راہ مین کہانے والے یا پچھلون کو علانیہ بُرا کہنے والی جیسی اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وغیرہم کو انمین سے کسیکی گواہی مقبول نہین - مقبول ہو گی گواہی ایک شخص کی اپنے بہائی یا چچا یا دودہ کی ما یا باپ کی لئے یا اپنی سالس یا بی بی کی بیٹی یا داماد یا بیٹی کی بی بی یا باپ کی بی بی کے واسطے - صحیح ہے گواہی اہل ہوی یعنی بد مذہب کی مگر فرقہ خطابیہ کی کہ یہہ رافضی ہوتے ہین جایز نہین اسلئے کہ اونکی نزدیک مدعی کی قسم کے لحاظ سی جہوٹی گواہی درست ہے - ذمی کی گواہی ذمی پر اور حربی کی حربی پر جائز ہے مگر حربی کی ذمی پہ درست نہین

باب اون شخصون کے بیان مین جنکی گواہی مقبول ہی اور جنکی نہین

صحیح ہی گواہی گناہ صغیرہ کرنیوالیکی اگر کبیرہ سی بچا اور ختنہ نکئی ہوئی کی اور اختہ یعنی خصی اور حرامی اور خنثی کی جسکے مرد و عورت دونو کی علامت ہوا اور بادشاہی عاملونکی جو ظالم نہون اور آزاد کئی ہوئے کی گواہی آزاد کرنیوالیکی واسطے درست ہی - اگر دو شخص گواہی دین کہ فلان شخص کو ہمارے باپنے وصی کیا تھا اور وہ بھی اقرار کرے وصی ہونیکا تو یہ گواہی درست ہوگی اور وہ شخص وصی ہوگا اور اگر انکار کرے تو گواہی مقبول نہوگی اور اگر یون گواہی دین کہ اس شخص کو اپنا قرضہ لینے کا وکیل کیا تھا تو خواہ وہ اقرار وکالت کا کرے یا نکرے گواہی مقبول نہوگی - قاضی گواہون پر ایسے طعنہ کو جو حق اللہ اور حق العباد سے خالی ہو نہ سنے جیسے کہین کہ گواہ گواہی کے قابل نہین ہین مگر ایسے طعنہ کو جو بدلیل حق اللہ یا حق العباد ہو سُنتے - جو شخص گواہی دے اور پھر ایسے جانیکے پہلے کہے کہ مین نے بعض گواہی مین وہم کیا ہی تو یہ کہنا مقبول ہوگا اگر گواہ عادل ہو

باب دو گواہونکی گواہی کے اختلاف کے بیان مین - گواہی اگر دعوی کے موافق ہے تو قبول ہوگی ورنہ نہین - مدعی نے ایک گھر کا دعوی بسبب وراثت کے یا خرید کے باعث کیا اور اسکے گواہون نے گواہی دی کہ یہ گھر کا مالک ہی سبب کو نہ بیان کیا تو یہ گواہی بیکار ہی اور برعکس اسکے صحیح ہی یعنی مدعی نے فقط ایک گھر کے مالک ہونیکا دعوی کیا اور گواہون نے کہا کہ وراثت کے سبب سے یا خرید کے سبب سے مالک ہوا ہی تو بیکار نہوگی بلکہ مقبول ہوگی - دونو گواہونکا اظہار متفق چاہیئے لفظ اور معنی مین پس اگر ایک نے گواہی دی ہزار روپیہ کی اور دوسرے نے دو ہزار کی تو مقبول نہوگی اسصورت مین اگر دوسرے نے ڈیڑہ ہزار کی گواہی دی اور دعوی بھی ڈیڑہ ہزار کا ہے تو ہزار کی قبول ہوگی - دونو نے ہزار کی گواہی دی مگر ایک نے یہ بھی کہا کہ پانسو مدعا علیہ نے ادا کردی ہین تو ہزار ہی کی مقبول ہوگی اور پانسو کے ادا کی نسنی جائیگی لیکن اگر دوسرا بھی اسکے ساتھ پانسو ادا ہونیکی گواہی دی تو مانی جاویگی مگر چاہیئے کہ جو شخص پانسو وصول جانتا ہی گواہی مین بیان نہ کرے جب تک کہ مدعی وصول کا اقبال نکرے

- دو شخص گواہی دین کہ مدعی کے ہزار قرض مین اور ایک اونمین سے ۔ کہہ کہ وہ ادا بھی ہو گئی
ہین یہہ قرض دینے پر گواہی ہوگی مگر لینے والے کو اس سی ادا کرنا لازم نہوگا کیونکہ احتمال
ادا کا ہی - اگر دو آدمی گواہی دین کہ فلان [illegible] اضحی کے روز مکہ مین زید کو مار ڈالا اور
[illegible] اوسی دن مصر مین مار ڈالا تو دونوکی مقبول نہوگی - ایسی صورتمین اگر ایک
گواہی پر حکم ہوگیا ہو دوسری سے پہلے تو دوسری باطل ہی - دو شخصون نے گواہی دی ایک
گائے کی چوری پر اور گائے کے رنگ مین اختلاف کیا تو چور کا ہاتھہ کاٹا جاویگا بخلاف اسکی
کہ نر اور مادہ ہونیمین اختلاف ہو یا رنگ ہی مین اختلاف ہو چہین لینے کے مقدمہ مین چوری
کہ ان دونو صورتونمین گواہی مقبول نہوگی اور ہاتھہ کٹیگا - ایک شخص نے دوسری شخص
کے لئے گواہی دی کہ اوسنے زید سے ہزار روپیہ کو غلام خریدا ہی اور دوسرے گواہ نے کہا
کہ ڈیڑھ ہزار کو خریدا ہی تو گواہی باطل ہی اسیطرح کتابت اور خلع مین روپیہ کی تعداد کی اختلاف سی
گواہی نمانی جاویگی لیکن نکاح تعداد مہر کے اختلاف کی صورتمین ہزار پر ثابت ہوجائیگا - جو
مورث کا مال ہی اوسکے وارث کو نہ دلایا جاویگا جبتک یہ ثابت نہو کہ وارث کی ملک مین آگیا یعنی اگر گواہ
گواہی دین کہ فلان میت اس چیز کا مالک تھا تو قاضی حکم نہ دیگا کہ اس شے کو اوسکی وارثونکو
دیدین بلکہ اگر گواہی دین کہ میت مرنیکے وقت اسکا مالک یا متصرف تھا یا موت کیوقت کسی
اور نے اوس سے مانگ کر اپنا تصرف کر لیا تھا کہ یہہ بھی حقیقت مین میت کا تصرف ہے
بہر حال مرنیکے وقت تک قبضہ اور تصرف ثابت ہو جاوے تو قاضی وارثون کو دلاسکتا ہے
- اگر گواہی دین کہ یہہ چیز اس شخص زندہ کے قبضہ مین ایک مہینے سے ہے تو اوس شی مین
اوسکی ملک ثابت نہوگی مثلا زید نے عمرو کی شے پر دعوی کیا کہ میری ہی اور گواہون نے
زید کی گواہی دی کہ یہہ شی ایک مہینے سے ہمنے زید کے پاس دیکھی ہی تو اس سے وہ شی زید کو
نہ دلائی جاویگی کیونکہ احتمال ہی کہ زید کے پاس منگنی پر ہو - اگر مدعا علیہ اقرار کرے
کہ یہہ مال مدعی کے پاس ایک مہینے سے ہی یا مدعا علیہ کے اوس اقرار پر گواہ گواہی دین تو قاضی

اوسکو مدعی کو دلوا دے ÷

باب گواہی پر گواہی دینے کی بیان مین - ایسے معاملو نمین جو شبہہ سی ساقط نہین ہوتے ہین گواہی پر گواہی نہین
یعنی سوا حدا ور قصاص کے گواہی پر گواہی مانی جاویگی اور اوسمین بھی یہ شرط ہی کہ اصلی دو لوگو نکی
گواہی پر دو مرد ایک ساتھہ گواہی دین یہہ نہو کہ ایک گواہ کی گواہی پر ایک مرد جدا گواہ ہو اور
دوسرے کی گواہی پر دوسرا جدا - گواہ فرعی یعنی گواہی پر گواہ بنانیکا طریقہ یہہ ہے کہ اصل گواہ
فرعی سے یون کہے کہ گواہ رہ میری گواہی کا کہ مین گواہی دیتا ہون کہ فلانے نے میرے سامنے
اقرار کیا اس بات کا اور ایسی گواہی کے ادا کا یہ طریقہ ہی کہ فرعی گواہ یون کہے کہ گواہی
دیتا ہون مین اسکی کہ اصل گواہ نے مجکو گواہ بکڑا ہی اپنی اس گواہی کا کہ فلان شخص نے فلان امر کا
اقرار اصیل کے سامنے کیا اور اصیل نے مجھسے کہدیا ہی کہ تو میرے گواہ ہونیکا گواہ بنا فرعی گواہ کی گواہی
مقبول نہوگی جبتک کہ اصل نہ مری یا بیمار نہو یا سفر نکرے - اگر فرع کے گواہ اصل گواہو نکا
عدل بھی بیان کرین تو اونکی عدالت ثابت ہو جاویگی ورنہ قاضی اور ون سے اونکا حال پوچھے
- اگر اصل گواہ اپنی گواہی سے انکار کرین تو فرع کی گواہی باطل ہے - اگر زید اور عمرو
نے گواہی دی کہ ہمسے بکر اور خالد نے کہا کہ فلان شخص کے فلان عورت پر جو فلانے کی بیٹی
ہے اور فلانے گھرانے کی ہی ہزار آتے ہین اور ہم یعنی بکر اور خالد اوسکو پہچانتے ہین تو اس
صورتمین اگر مدعی ایک عورت کو لائے اور زید و عمرو کہین کہ ہم اوسکو نہین پہچانتے ہین کہ یہہ
وہی مدعا علیہا ہے یا کوئی اور تو مدعی سے کہا جاویگا کہ اور گواہ لا اسکے کہ یہہ عورت
وہی ہے جو تیری مدعا علیہا ہے اسیطرح ایک قاضی کا خط جو دوسرے قاضی کی طرف جائے
اگر خط لیجانے والے دو گواہ مدعا علیہ کو نہ پہچانتے ہون تو دوسرا قاضی مدعی سے کہے کہ اور گواہ لا
اسکے کہ یہی میرا مدعا علیہ ہے اگر ان صورتونمین فرع کے گواہ یون کہین فلان عورت قبیلہ بنی تمیم
سے ہی یعنی اوپر کا قبیلہ بتلا دین تو کافی نہوگا جبتک کہ اوپر کے قبیلہ مین سے کسی خاص چھوٹے قبیلہ کو ذکر
نکرین اسلئے کہ اوپر کی قوم کے ذکر سے پہچان خوب نہین ہوتی مثلاً اگر صدیقی کہدین تو پہچان

نہوگی جب تک کہ اوسکی باپ دادی کا خاص لقب جو چند پشت سی ہوتا یا کرتا ہی بیان نکیا جاوی
- اگر ایک گواہ نے اقرار کیا کہ مین نے جہوٹی گواہی دی تھی تو اوسکو شہر وبازار مین تشہیر کیا جاوے
تعزیر نکیا جاوے •

باب گواہی سے پہر جانیکے بیان مین - گواہ کو گواہی سے پہرنا درست نہین مگر قاضی کے روبرو
- اگر قاضی کے حکم دینے سے پہلے دونو گواہ پہر گئے تو قاضی اونکی گواہی کی بموجب حکم ندے
حکم کے بعد پہر جانیسے حکم نہ ٹوٹے گا - اس صورتمین اگر مدعی نے مدعا علیہ سے کچہ لیلیا ہی دین[۱۵] ہو
یا عین تو جتنا مدعا علیہ کو دینا پڑا ہو وہ دونو گواہون سے پہرلے یعنی قاضی اون سے دلادے
- اگر ایک پہر گیا تو مدعا علیہ کے آدہی مال کا ضامن ہو گا جتنے گواہ گواہی سی نہ پہرین شمار اونکی معتبر ہے
پہرنے والون کی گنتی معتبر نہین مثلا اگر تین گواہون مین سی ایک پہر گیا تو اوسکو کچہ دینا نہ آویگا اسلئے
کہ دو گواہ نہین پہرے مال مدعا علیہ کے ذمہ مین دو کی گواہی سے بہی ثابت ہی اور اگر دوسرا
اور پہر جاوی تو ان دونو پہرنے والونکو آدہا مال دینا پڑیگا کیونکہ جو نہین پہرا ہی وہ ایک ہی
اوس سے نصف مال ثابت ہوا تو باقی نصف ان دونو سے لیا جاویگا - اگر دو عورتون اور
ایک مرد نے گواہی دی اور ایک عورت پہر گئی تو یہ چہارم مال کی ضامن ہوگی اور دونو پہر گئین تو
آدہی مال کی دونو ضامن ہونگی - اگر ایک مرد اور دس عورتین گواہ ہین اور آٹہ پہر گئین تو
اونپر کچہہ نہین ہے اور نو پہرین تو اونپر چہارم ہے اور اگر سب عورتین مع مرد پہر گئین تو نقصان کے
چہہ حصے برابر ہو کر ایک حصہ مرد پر اور پانچ حصے عورتون پر پڑین گے کیونکہ دو دو عورتین ایک ایک مرد
کی برابر ہین تو گویا دس عورتین بجای پانچ مردون کے ہوئین اور ایک مرد گواہ تہا تو کل گویا چہہ
مرد ہوئے - اگر گواہی دین دو مرد ایک مرد پر یا ایک عورت پر اس مضمون کی کہ مہر مثل پر
نکاح کیا ہی اور پہر اس گواہی سے پہر جاوین تو کبہی پیر کے ضامن نہون گے لیکن اگر مہر مثل سے
زیادہ کی گواہی دی تہی تو زیادتی کی مقدار کا تاوان دینگے شوہر کے لئے ۱۲ - اور اگر بیع کے باب مین قیمت
مثل یا زیادہ قیمت کی گواہی دینگے تو پہر جانے پر کچہ نہ دینا پڑیگا لیکن اگر کم قیمت کی گواہی ہی تو

باب گواہی سے پہر جانیکے بیان مین

۱۵ قرض دین ہو یا عین یعنی جو مال اوسکو ذمہ پر گواہی سے لازم ہو گیا تہا کوئی چیز معین دی پڑی ۱۲

۱۶ یعنی یا تو لیکر نہ دینگی کہ جو چیز بائع کے پاس ہے انکی گواہی سے گئی اوسکا عوض ... پاس آگئی ۱۲

جسقدر مہر کی قیمت سی کم ہوگی اوسکی ضامن ہونگی صحبت سے پہلی طلاق کی دونو گواہ اگر پہر جاوین تو نصف مہر کے ضامن ہونگی اور اگر طلاق کی بعد صحبت کے گواہ پہر جاوینگے تو اونکو کچھہ ضمان نہ دینا ہوگا - اور اگر غلام کی آزادی کے گواہ پہر جاوین تو اوسکی قیمت دینی پڑیگی - اگر خون کی گواہی سے پہر جاوین تو خون بہا مقتول کا اونسی بہر لیا جاویگا مگر قصاص مین ماری نجاوینگے - اگر فرع کی گواہ جنہون نے اور ونکی گواہ ہونیکی گواہی دی ہی پہر جاوینگے تو وہی ضامن ہونگے بشرطیکہ اصل کے گواہ یون کہین کہ ہمنے انکو اپنی گواہی پر گواہ نکیا تہا یا یون کہین کہ ہمنی انکو گواہ بیشک کیا تہا مگر ہمسے غلطی ہوئی تھی - اگر اصل اور فرع دونون کے گواہ پہر جاوین تو ضامن فقط فرع کے گواہ ہونگے اور اونکی اس کہنی پر التفات نکیا جاویگا کہ ہمسی اصل کے گواہون نے جہوٹ کہا تہا یا غلطی کی تھی جس شخص نے گواہونکی عدالت کی تحقیقات کی پہر اوس سے پہر گیا تو وہ خود ضامن نقصان کا ہوگا - ایسی قسم کے گواہ جو کسی شرط پر معلق ہو ضامن ہونگی اور زانی کے محصن ہونیکی گواہ جس سے سنگساری لازم ہوئی ہو اور شرط کے واقع ہونیکے گواہ کچھہ تاوان ندینگے یعنی اگر چار گواہون نے کسیکے زنا کی گواہی دی اور دوسرے دو گواہ اوسکے محصن ہونیکی گواہی دین اور پہر یہ سب گواہی سے پہر جاوین تو سنگسار کئی ہوئی شخص کا خون بہا زنا کے چارون گواہون پر پڑیگا نہ محصن ہونیکی دو گواہون پر شرط کے واقع ہونیکی صورت یہہ ہی کہ دو گواہون نے کہا کہ زید نے اپنے غلام سے کہا تہا کہ اگر تو گہر مین جائی تو آزاد ہی اور دو گواہون نے گواہی دی کہ وہ غلام گہر مین گیا پہر چارون گواہ پہر گئے تو پہلی دو گواہ غلام کی قیمت کے ضامن ہونگے نہ دوسرے *

کتاب الوکالت اسمین وکیل کرنیکا بیان ہے - وکیل کرنا صحیح ہی اور معنی اوسکی یہہ ہین کہ دوسریکو اپنی ذات کی قائم مقام کر دینا ایسی تصرف مین جسکا خود موکل کو اختیار ہے خواہ وکیل لڑکا ہو یا غلام جسکو معاملات کرنیکی لئی مالک کا حکم نہین بشرطیکہ وکیل معاملات کی حقیقت سمجہتا ہو - جو معاملات موکل خود کر سکتا ہی اونمین وکیل کو اپنی قائم مقام کر سکتا ہی

وکیل کرنا اپنی جواب وسوالکے واسطی حقوق مین طرفثانی کی رضامندی سی درست ہی لیکن اگر موکل بیمار ہویا غائب ہو تین منزل کے عرصہ سی یا اوسکا سفر کا ارادہ ہو یا عورت پردہ نشین ہو ان صورتون مین طرفثانی کی رضامندی ضرور نہین - اسیطرح صحیح ہی وکیل کرنا کوئی حق دینی یا لینی کے واسطے سوا حدا ور قصاص کے اگر موکل غائب ہوا ور اگر اوس مجلس مین حاضر ہو تو وکیل کرنا حدا ور قصاص لینی کے واسطی بھی صحیح ہی کیونکہ موکل کے ہوتی ہوئی وکیل کا کچھ اعتبار نہین تو گویا یہہ امور موکل ہی نے کئی - جن حقوق کو وکیل اپنی طرف نسبت کری جیسے بیع یا بیسکہ دینی یا خود اقرار کرنے یا باوجود اقرار کے صلح کرنی یہین وہ وکیل سی متعلق ہو جائینگے اگر وکیل غلام نہو جسکو معاملہ کرنے کے لئے مالک کا حکم نہین اور حقوق یہہ ہین کہ مبیع کو دینا یا لینا یا اوسکی قیمت لینی یا مبیع کسی اور کی نکلی تو بائع سی قیمت پھیر لینی یا مبیع کے عیب مین جھگڑنا یہہ سب معاملات وکیل سی متعلق ہوتے ہین اور ملک موکل کی ثابت ہوتی ہی معاملہ کے شروع ہی سی یہانتک کہ اگر وکیل اپنی رشتہ دار کو خریدی تو وہ آزاد نہوگا - جن معاملون کو وکیل موکل کیطرف نسبت کری جیسے نکاح یا خلع یا صلح دانستہ خونسی یا انکار سی صلح سے وہ معاملی متعلق موکل سے ہونگی نہ وکیل سے تو اب وکیل شوہر سے نکاح مین مہر کا مواخذہ نہین ہوسکتا اور عورت کی وکیل سی خاوند کو عورت دلائی جانیکا مواخذہ نہین کیا جاویگا - خریدنیوالے کو اختیار ہی کہ موکل کو قیمت ندی وکیل ہی کو دی کیونکہ بیع وکیل سے متعلق ہی اور اگر موکل کو دیدی تو بھی صحیح ہی پھر وکیل اوس سی مواخذہ نہ کری کیونکہ حق حقدار کو پہونچ گیا *

باب خرید فروخت کی واسطی وکیل کرنیکے بیانمین - اگر وکیل سی کھی کہ مثلاً ٹانڈے کی سوسی یا گھوڑا یا خچر خرید تو صحیح ہی خواہ قیمت مقرر کرے یا نکرے - اگر یون کھی کہ غلام یا مکان خرید تو قیمت اگر بتا دیگا تو درست ہی ورنہ جائز نہوگا - اگر کپڑا خریدنے کو بغیر قید ٹانڈی وغیرہ کے کھی یا کھے کہ چارپایہ خرید گھوڑی خچر وغیرہ کا نام نلے تو نہین صحیح ہے گو قیمت بتادی - اگر مطلق طعام خریدنے کو کھی تو گیہون یا آٹا مراد ہوگا - وکیل کو

باب خرید و فروخت کے واسطی وکیل کرنیکے بیانمین

مبیع کا پھیر دینا بسبب عیب کی صحیح ہے جب مبیع اوسکی پاس ہو اور جب موکل کو دیدے تو بحکم
اوسکی پھیر نہین سکتا - اگر مبیع کی قیمت وکیل نے اپنی پاس سی دیدی ہی تو مبیع کو روک سکتا ہی
جب تک موکل قیمت اوسکی ندی - اگر مبیع وکیل کے پاس جاتی رہی تو اگر روکنی سے پہلے
گئی تو موکل کی گئی اور موکل کے ذمہ سی اوسکے دام ساقط ہونگے اور اگر بعد روکنی
کے گئی تو اوسکا حکم اوس مبیع کا سا ہی جو بائع کے پاس مشتری کے دینی سی پہلے ہلاک ہو
یعنی ایسی مبیع کی قیمت موکل سے نہ لیجاویگی - بیع صرف اور سلم جنہین عاقدین کی جدائی
سی پیشتر قبضہ ضرور ہی اوسمین وکیل کی جدائی کا اعتبار ہی نہ موکل کی یعنی وکیل کو چاہیئے
کہ بیع صرف اور سلم مین بدون قبضہ بدل کے علحدہ ہو اور موکل علحدہ ہو تو مضایقہ نہین
- ایک شخص کو وکیل کیا روپیہ کا آٹھہ سیر گوشت خریدنے کو اور وکیل نے وہی گوشت جو آٹھہ
سیر بکتا ہی روپیہ کا سولہ سیر خریدا تو موکل کو آٹھہ آنے کا آٹھہ سیر خرید کر لینا ضرور ہے -
اگر کسی خاص چیز کے خریدنے پر وکیل کیا تو وکیل اپنی واسطی اوس چیز کو نہین لے سکتا
- اگر ایسی چیز کو وکیل اور دام لے یا جو موکل نے اوسکی قیمت بتادی تھی اوسکے خلاف
لی تو وہ خرید وکیل ہی کی ہوگی - اگر وکیل کرے کسی غیر معین چیز کے خریدنے کا تو وہ
خرید بھی وکیل کی ہی لیکن وکیل نے اگر نیت کر لی کہ موکل کیواسطی خریدتا ہون یا موکل کے
مال سے خریدی تو موکل کی ہوگی - اگر وکیل کھی کہ اس چیز کو مین نے موکل کے واسطی خریدا
ہی اور موکل کھے کہ تو نے اپنی واسطی خریدا ہی تو موکل کا قول معتبر ہے اگر اسی صورت مین
موکل نے پہلے سے قیمت دیدی ہوگی تو وکیل کا قول معتبر ہوگا - زید نے عمرو سے کہا
کہ خالد کے واسطی یہہ چیز میرے ہاتھہ بیچ دی اور عمرو نے بیچ ڈالی اور پہر زید وکالت سی
انکار کرے کہ مین نے خالد کیواسطی نہین خریدی ہی تو خالد اوس شے کو لے سکتا ہی لیکن اگر
خالد کہے کہ مین نے زید کو وکیل نہین کیا تھا کہ میرے واسطی خرید تو خالد اوسکو نہین لے سکتا
ہان اگر زید اوسکو وہ چیز دیچکا ہو تو البتہ خالد لے سکتا ہی پہر زید کو نہ ملیگی - اگر وکیل

سے کہے کہ فلانے دو غلام میرے واسطے خرید اور قیمت نہ مقرر کری پس وکیل ایک غلام اوسکی واسطے خریدی تو صحیح ہے - اگر اون دونو کو ہزار روپیہ مین خریدنیکو کہے اور دونو کی قیمت برابر ہو پہر ایک کو وکیل پانسو یا کم کو خریدی تو بھی صحیح ہے اور اگر پانسو سے زیادہ کو خریدی تو نہین صحیح ہی ہان اگر موکل کے جھگڑنے سی پیشتر دوسرے غلام کو پانسو سی اوتنی کم کو خریدے جتنا پہلے مین زیادہ دیا ہی تو صحیح ہی کہ دونو ہزار مین ہو گئی - اگر کسی اپنی قرضدار کو وکیل کرے کہ فلان چیز میرے قرض کے بدلہ مین جو تجہپر آتا ہی خرید دی اور وہ خریدی تو صحیح ہے اور اگر غیر معین شے کو اسطرح کہی تو وہ خرید وکیل کی ہو گی - اگر ہزار دیکر ایک شخص کو کہی کہ اتنی کو میرے واسطے لونڈی خرید اور اوسنی خریدی پہر موکل نے کہا کہ یہ تو پانسو کی ہی اس صورتمین خریدنے والی یعنی وکیل کا قول معتبر ہو گا کیونکہ موکل اوس سی لینا چاہتا ہی اور وہ انکار کرتا ہی اور منکر کا قول قسم کے ساتھہ معتبر ہوتا ہی اور اگر پہلی سی ہزار نہین دئی ہین تو اس صورت مین موکل کا قول معتبر ہو گا کیونکہ وکیل اوس سی پانسو زیادہ لیا چاہتا ہی اور وہ منکر اگر ایک غیر معین شے کو خریدنیکو وکیل کیا اور پہر اختلاف ہوا وکیل کہتا ہی کہ ہزار کو خریدی ہے اور موکل کہتا ہی کہ پانسو کو اور اوس شی کا بائع وکیل کیسی کہتا ہی تو وکیل و موکل آپسمین قسم کہائین اگر دونے قسم کہائی تو وہ شی وکیل کی ٹھہر گی نہ موکل کی - ایک غلام زید سے کہے کہ تو مجھکو میرے مالک سی میرے لئی ہزار روپیہ کو خرید دی اور غلام نے ہزار دیدئے اور زید نے مالک سی کہدیا کہ مین تیرے فلانے غلام کو خاص اوسکے لئی خریدتا ہون اور مالک اسی شرط پر بیچڈالی تو غلام آزاد ہو جاویگا اور ولا اوسکی مالک کو ملیگی اور اگر زید کہی کہ اس غلام کو مین اپنی واسطے خریدتا ہون تو وہ زید کا ٹھہریگا اور اوسکی ذمی ہزار روپیہ اور لازم ہونگی اسلئی کہ غلام والی ہزار روپیہ تو مالک ہی کے مین کیونکہ جو غلام کا مال ہے وہ مالک کا ہی اب زید ہزار اور قیمت کر دے - اگر کہی کوئی غلام سے کہ تو میری واسطے اپنے آپ کو اپنے مالک سی خرید لے اور غلام مالک سی کہے کہ مجھکو فلان شخص کے واسطے بیچ

اور وہ بیچڈالی تو حکم کرنیوالے کا غلام ٹھہریگا اور اگر یون نکہی کہ فلانیکی واسطے بیچ تو آزاد
ہوجائیگا ٭

فصل وکیل خرید و فروخت کا ایسی شخص سے معاملہ نکریکہ جسکی واسطی گواہی ندیسکی مثلاً اپنے
ما باپ لڑکا لڑکی بی بی خاوند شریک وغیرہ سیرا انسے معاملہ خرید و فروخت کے اسواسطی نکرے کہ
خوف ہی تہمت کا۔ اور صحیح ہے کہ وکیل بیع کا کم زیادہ قیمت کی عوض مین خواہ اسباب کے
بدلے مین خواہ کسی وقت تک قرض پر چیز کو بیچدے اور اگر خریدنیکی لئے وکیل ہو تو اسکی
خرید مین یہہ شرط ہی کہ برابر قیمت پر چیز مول لے خواہ دام اتنا بڑہادی کہ وتنا نقصان اٹہا
ہو یعنی قیمت لگانیوالے بڑھ سی بڑہکر اتنا دام لگائین ایسا نہو کہ کوئی اوسکی قیمت اوتنی
نہ لگائی۔ اگر غلام کے بیچنی کا وکیل کیا اور اوسنی آدہا غلام بیچا تو صحیح ہی اور اگر غلام خریدنیکا
کا وکیل کیا اور آدہا خریدا تو یہہ خرید موقوف ہوگی باقی آدہی کے خریدنے پر اگر وہ بھی خریدہ
۴ لیا تو موکل کو لینا پڑیگا۔ اگر مشتری عیب کے سبب سے جو مشتری کے گواہون سے
ثابت ہو یا مدعاعلیہ کے قسم نہ کہانے سے ثابت ہو بیع وکیل کو پہیردی تو وہ موکل کو
پہیر دے اسیطرح اگر وکیل نے بیع مین ایک قدیمی عیب کا اقرار کیا ہو جیسے ایک زائد
اونگلی یا دانت زائد کا مثلاً اور ایسی عیب سی وہ چیز وکیل کے پاس پہر کر آوے تب بہی
موکل کو پہیر دے اور اگر ایسی عیب کا اقرار نہو تو وہ چیز صرف وکیل کو واپس ملیگی وہ
موکل کو نہ پہیریگا۔ اور اگر وکیل کچھ ادہار پر بیچڈالے اور موکل کہے کہ مین نے نقد بیچنی کو
کہا تہا اور وکیل کہے کہ بیچنی کو کہا تہا نقد ادہار کی قید نہین لگائی تہی تو موکل کا قول
معتبر ہوگا اور اگر عقد مضاربت مین یہ صورت واقع ہو تو مضارب کا قول معتبر ہوگا۔ بیع
کا وکیل اگر کوئی چیز مشتری کی گرو کری اور وہ وکیل کے پاس ضائع ہوجائے
یا مشتری سے کوئی ضامن لیلے اور ضامن مثلاً مفلس ہوکر مرجاوی اور قیمت ہاتھہ
نہ لگے تو وکیل ضامن نہوگا قیمت کا۔ اگر کسیکی دو وکیل ہون تو اونمین سے فقط

ایک کسی معاملہ مین تصرف نکرے مگر جھگڑا کرنیمین کسی سے اور طلاق دینے مین بغیر بدل کے اور آزاد کرنیمین بغیر عوض کے اور سونپی ہوئی امانت کو سپرد دینے مین اور موکل کا قرض ادا کرنے مین کہ اگر ان امور مین دو وکیل ہون تو ہر ایک انمین سے بغیر دوسرے کے ان معاملات کو کرسکتا ہی اور معاملون مین دونو اتفاق سے کام کرین - وکیل اپنی طرف سے کسی اور کو وکیل نکرے مگر موکل کے کہنے سے یا اوس صورت مین کہ موکل نے اوس سے کہہ رکھا ہو کہ جیسا تیری عقل مین آوے ویسا کر ان دونو صورتون مین وکیل اپنی طرف سے وکیل کرسکتا ہی - اگر وکیل نے بے حکم موکل کے کسیکو وکیل کر لیا پس اوس وکیل کے وکیل نے اصل وکیل کے سامنے عقد کیا یا کسی اجنبی آدمی نے کوئی عقد وکیل کی طرف سے کیا اور اوس عقد کو اصل وکیل نے جائز رکھا تو صحیح ہے یعنی اگر اجنبی آدمی وکیل کے سامنے خواہ پیچھے عقد کرے اور وکیل اوسکو جائز رکھے تو وہ عقد درست ہو جائیگا گو وہ شخص اجنبی وکیل کا وکیل نہو - اگر نکاح کر دی غلام یا مکاتب یا کافر اپنی چھوٹی لڑکی کا جو آزاد اور مسلمان ہو یا ایسی لڑکی کے مال سے کچھ اوسکے لئے خریدے یا بیع کرے تو یہہ صورتین صحیح نہونگی کیونکہ غلام یا کافر مسلمان عورت کا ولی نہین ہوسکتا

باب جھگڑا کرنے یا مال لینے کے لئے وکیل کرنیکے بیان مین - جو شخص جھگڑنے یا تقاضا کرنے کا وکیل ہی وہ قرض کا روپیہ لے لینے کا اختیار نہین رکھتا ہی اور جو قرض کے وصول کرنیکا وکیل ہی وہ جھگڑنے کا مختار رہے اور جو کسی خاص چیز کے لینے کے واسطے وکیل ہی وہ جھگڑنے کا مختار نہین ہے اگر اسی صورت مین چیز مذکور کے قابض نے وکیل کے روبرو گواہ قائم کئے کہ اس چیز کو تیرے موکل زید نے میرے ہاتھ بیچ ڈالا ہے تو حکم موقوف رہیگا جب تک کہ زید غائب حاضر نہو جب زید حاضر ہو تو حکم کیا جاویگا زید کے سامنے گواہ قائم کرنیکا اسیطرح طلاق اور آزادی کا حال ہی یعنی ایک شخص کو زید نے وکیل کیا کہ میری بی بی یا میرے غلام کو لے آ اور عورت نے گواہ قائم کئے کہ زید نے مجکو طلاق

باب جھگڑا کرنے یا مال لینے کے واسطے وکیل کرنیکے بیان مین

دیدی ہی یا غلام نے گواہ قائم کئے کہ زید نے مجھکو آزاد کر دیا ہی تو بغیر زید کے حاضر ہونیکے
حکم موقوف رہیگا یعنی گواہ اوسیکے سامنے سُنے جاوینگے۔ جو شخص جھگڑا کرنیکا وکیل ہی
وہ اپنی موکل کے ذمہ پر طرف ثانی کے حق کا اقرار اگر قاضی کے سامنے کرے تو وہ اقرار صحیح ہوگا
اور اگر قاضی کے سامنے نہین کیا تو معتبر نہین۔ مال ضامن کو اوسی مال کے وصول کرنیکا
وکیل کرنا صحیح نہین کیونکہ جس مال کا وہ کفیل ہی اوسیکے وصول کرنیکا وکیل نہین ہوسکتا
۔ اگر زید دعوی کرے کہ مین فلان غائب کا وکیل ہون اوسکے قرض وصول کرنے کا
اور قرضدار اوسکے کہنے کو درست بتا دے تو اوسکو حکم کیا جاویگا کہ اس وکیل کو قرض
ادا کر دے پس اگر وہ غائب آیا اور اوسنے وکیل کو سچا بتایا تو خیر ورنہ قرضدار کو دوبارہ
قرض ادا کرنا پڑیگا اور اگر وکیل کے پاس اوسکا مال موجود ہی تو پھیر لے اور اگر جاتا رہا ہو
تو کچھ نپاویگا البتہ اگر وکیل قرض وصول کرتی وقت ضامن ہوگیا تھا کہ اگر موکل کو یہہ
مال نہ پہونچے تو مین ذمہ دار ہون یا قرضدار نے اوسکی وکالت کو درست نکہا ہو فقط دعوے
وکالت پر اوسکو وہ مال دیا ہو ان دونو صورتو نمین اگر وکیل کے پاس مال تلف بھی ہوگیا ہو
تو وصول کرلے۔ اور اگر ایک شخص کہے کہ مین امانت لینے کے واسطے وکیل ہون اور جسکی
پاس امانت سپرد ہے وہ اوسکو سچا بتا دے تو اوس سے وہ امانت وکیل کو نہ دلائی جائیگی
اسیطرح اگر کوئی یون کہے کہ جسکی یہہ امانت ہی اوس سے مین نے مول لیلی ہے اور امانتدار
اسبات کو سچا کہے تب بھی امانت دار سے وہ امانت ندلائی جائیگی۔ اور اگر کوئی یون کہے
کہ مالک اس امانت کا مرگیا اور یہہ امانت میرے لئے میراث چھوڑ مرا ہی اور جسکی پاس امانت
ہے وہ اس شخص کو سچا کہے تو وہ امانت اس مدعی کو دلوائی جائیگی۔ اگر قرضخواہ کسیکو وکیل
کرے اپنی مال لینے کے واسطے اور قرضدار کہے کہ صاحب مال نے تو اپنا مال لے لیا تو اوس
کہنے سے مالک کا .. لے لینا ثابت نہوگا اور وکیل کی وکالت ثابت ہو چکی ہی تو وکیل
کو وہ مال حوالہ کرے اور اوسکو حکم ہوگا کہ اگر مالک کو مال ادا کر دیا ہے تو اوس سے

مواخذہ کرے پس اگر مالک مال یعنے سے انکار کریگا تو قرضدار اوسکو قسم دلائیگا۔ اگر ایک شخص کو وکیل کیا کہ بائع سے اوس عیب کی بابت جو خریدی ہوئی لونڈی مین نکلا ہے جواب سوال کرا اور اوسنے بائع سے حجت کی اور بائع نے کہا کہ مشتری تو راضی ہوگیا تھا تو وکیل لونڈی کو نہین پھیر سکتا جبتک مشتری قسم نکہا لے کہ مین راضی نہوا تھا اگر قسم کہا لے تو پھیر دینے کا حکم ہوگا۔ زید نے عمرو کو دس روپیہ دئے کہ انکو میرے گھر والون پر خرچ کردی اور عمرو نے اپنے پاس سے دس اونپر خرچ کردی تو یہہ دس مقابل ہوگئی زید والے دس کے یعنی زید عمرو سے اپنی روپی نہین لے سکتا یون کہکر کہ تو نے تو اپنے پاس سے خرچ کئے ۞

باب وکیل کو برطرف کرنیکے بیان مین۔ اگر وکیل کو موکل نے برطرف کر دیا اور وکیل کو اسکی خبر بھی ہوگئی تو وکالت باطل ہوگئی اسیطرح اگر وکیل یا موکل مرگیا یا وکیل مجنون ہوگیا ہمیشہ کو یا وہ مرتد ہوکر دار الحرب کو چلاگیا یا جن دو شریکون نے شرکت مین وکیل کیا تھا وہ شریک آپسمین نرہی یا ایسی شرکت تھی کہ وکالت اوسکو لازم تھی جیسی مفاوضہ یا موکل مکاتب تھا اور وہ ادائی زر کتابت سے عاجز ہوگیا یا موکل غلام ماذون تھا پہر اوسکو عقود سے مالک نی منع کردیا ان سب صورتونمین وکالت باطل ہوجائیگی۔ جس کام کے لیئے وکیل کیا ہی اگر موکل اوسکو بذات خود کرلیگا تو وکالت جاتی رہی

دین سے پہرنے والا ۱۲ | معاملات ۱۲ | اجازت ملی ہوا ۱۲

كتاب الدعوے

اسمین دعوے کا بیان ہے۔ دعوی کہتے ہین جھگڑی مین کسی چیز کو اپنی طرف نسبت کرنیکو یعنی یون کہنے کو کہ یہ میری چیز ہے۔ مدعی اوسکو کہتے ہین کہ دعوی کرے اور جو جھگڑا چھوڑ بیٹھے تو اوس سے مواخذہ نہو۔ مدعا علیہ مدعی کے خلاف ہی یعنی جسپر دعوی کیا جاوی اور وہ اگر جوابدہی سے چپ ہو رہی تو زبردستی اوس سے جواب طلب ہو۔ دعوی صحیح نہین جب تک وہ شی جسپر دعوی ہے بیان نکر دیجاوی اور اوسکا اندازہ

باب وکیل کو برطرف کرنیکے بیان مین

کتاب الدعوی اسمین دعوی کا بیان ہے

اور جنس نہ بیان ہو۔ پس اگر وہ شی بعینہ مدعا علیہ کے پاس ہو تو مدعا علیہ کو اُسکے حاضر کرنیکی تکلیف دیجائیگی تاکہ مدعی اپنے دعوی مین اوسکی طرف اشارہ کرے۔ یہی حال ہے گواہون کے گواہی دینے اور مدعا علیہ کے قسم دلانے مین یعنی چیز کا حاضر کرنا چاہئے تاکہ گواہ اپنی گواہی مین اور مدعا علیہ اپنی قسم مین اوسکی طرف اشارہ کرین۔ اگر چیز کا حاضر کرنا دشوار ہو تو مدعی اوسکی قیمت ذکر کر دے۔ اگر دعوی غیر منقول شی کا ہو مثل زمین یا گہر کے تو اوسکی حدین بیان کر دے۔ تین حدون کا بیان کر دینا کافی ہے کیونکہ چوتھی حد اسی سے معلوم ہو سکتی ہے۔ ان حدون کے مالکون کا نام بھی ذکر کرے اور جو شخص مشہور نہو اوسکے دادا تک کا نام بتانا ضرور ہے۔ یہہ بھی ذکر کرے کہ جس چیز کا دعوی ہے وہ بعینہ مدعا علیہ کے قبضہ مین ہے۔ غیر منقول شی مین قبض و تصرف فقط مدعی مدعا علیہ کے ایک دوسرے کو سچا کہنے سے ثابت نہو گا جب تک گواہون سے یا قاضی کے جاننے سے ثابت نہو بخلاف منقول کے کہ اسمین قبض و تصرف طرفین کے اقرار سے بھی ثابت ہو جائیگا۔ معین چیز کے دعوی مین ضرور ہے کہ مدعی ذکر کرے کہ معین شے مدعا بہا کو مدعا علیہ سے طلب کرتا ہون اگر وہ شے دَین ہو تو اوسکا وصف بیان کرے اور یہہ کہ اوسکو مدعا علیہ سے چاہتا ہون۔ جب دعوی صحیح ہو جاوے تو قاضی مدعا علیہ سے جواب طلب کرے پس اگر مدعا علیہ اقرار کرے دعوی کا تو اوسکے دلانیکا حکم کر دے اور اگر انکار کرے تو مدعی اپنے گواہ لاوے اور گواہون کے بعد مدعا علیہ پر حکم کرے یعنی شی مدعا بہا مدعی کو دلا دے اور اگر گواہ مدعی کے پاس نہون تو مدعا علیہ کو قسم دلائی جاوے اگر مدعی قسم طلب کرے اور مدعی کو قسم نہ دلائی جاوے کیونکہ قسم خاص ہے واسطے مدعا علیہ کے۔ ملک کے دعوی مین شخص متصرف کی گواہ مقبول نہونگی اگر مطلق ملک بیان کرین اور سبب ملک کا ذکر نکرین جیسے خرید یا ہبہ وغیرہ ہے۔ اگر دو شخص قابض اور بے دخل گواہ گذارین تو جو شخص متصرف نہین ہے اوسکے گواہونکی سماعت بہ نسبت گواہون متصرف کے بہتر ہے۔ اگر مدعا علیہ سے قسم

کھانیکو ایکبار کہا گیا اور اوسنی انکار کیا یا چپ ہو رہا تو بدون قسم دلانیکے اوسپر حکم
ہوجائیگا کہ مدعی کا مدعا حوالہ کر مستحب ہی مدعا علیہ سے تین بار قسم کو کہنا۔ مدعا علیہ منکر سے
قاضی ان چیزونمین قسم نہ لے اول نکاح دوم رجعت بعد طلاق کے سوم رجعت ایلاء کے
بعد چہارم لونڈی کو ام ولد کرنیمین پنجم غلام ہونیمین ششم ثبوت نسب مین ہفتم حق ولاء مین
اور حد اور لعان مین بھی قسم نہ دلائی جاوی اور قاضی امام فخر الدین نے فرمایا ہی کہ فتوے
اسپر ہے کہ مدعا علیہ منکر سے قسم لیجاوی چہون اشیاء مذکورہ مین یعنی نکاح سے ولاتک **فائدہ**
جاننا چاہیے کہ نکاح سے ولاتک سات شی ہین اونکو چہہ اسواسطے قرار دیا کہ ام ولد بنانا اور
اثبات نسب لازم اور ملزوم ہین گویا وہ دونو ایک قسم ہین۔ چور سے قسم دلائی جاوی
پس اگر انکار کرے قسم سے تو چوری کے مال کا ضامن ہوجائیگا مگر ہاتھ نہین کٹیگا
اگر بی بی خاوند پر دعوی کرے کہ مجھکو صحبت سی پہلے طلاق دی ہی تو خاوند کو قسم دلائی جاویگی
اگر انکار کیا قسم سے تو آدہی مہر کا ذمہ دار ہوگیا۔ جو شخص انکار کرے قصاص کے مقدمہ
مین تو اوسکو بھی قسم دلائی جاوی پس اگر جان کی قصاص مین قسم سے انکار کری تو قید
کیا جاوی یہانتک کہ اقرار خون کا کرے یا قسم کہائے اور جان کے سوا اور چیزون کے
قصاص مین مثل رجم وغیرہ کے بمجرد انکار کے قصاص لیا جاوی۔ اگر مدعی کہی کہ میرے
گواہ حاضر ہین اور پہر مدعا علیہ سے قسم کی درخواست کری تو اوسکو قسم نہ دیجاویگی اور مدعا علیہ
سے کہا جاویگا کہ مدعی کو تین روز تک کی حاضر ضامنی دیدی پس اگر مدعا علیہ ضمانت دینی
سے انکار کری تو مدعی اوسکی ہمراہ رہی جہان جائے لیکن اگر مدعا علیہ مسافر ہو تو اوسکی
ہمراہی صرف قاضی کے محکمہ مین کری اسلئے کہ اس سی زیادہ مسافر کے ساتھ رہنی یا اوس سے
ضامن لینی مین مسافر کا کمال نقصان ہے۔ اور قسم جو مدعا علیہ کہاوی تو معتبر خدا کی قسم ہے
یعنی یون کہنا کہ خدا کی قسم کہ مدعی کا حق مجھپر نہین طلاق آزادی کی قسم کہاوی یعنی یہ کہی کہ اگر مدعی کا
حق مجھپر ہو تو میری بی بی طالق یا غلام آزاد ہی البتہ اگر مدعی اصرار کری کہ اوسکو طلاق

یا تعلق کے ساتھہ قسم دلائی جاوے تو ایسی قسم بھی اعتبار ہے - قسم کی تاکید خدا کے اوصاف کے ذکر سی کرنا چاہئے کہ عالم الغیب ہے اور گناہگارون کو عذاب دینے والا ہے اور جھوٹھے پر سزا دینے والا ہے وقت اور جگہہ سے تاکید قسم ضرور نہین یعنی مدعی یہ درخواست نہ کرے کہ مثلا مدعا علیہ عصر کے وقت یا جمعہ کو یا مسجد مین یا کعبہ شریف مین قسم کہاوے - یہودی کو قسم یون دلائی جاوے کہ قسم ہے اوس خدا کی جسنے حضرت موسی علیہ السلام پر توریت اتاری اور نصرانی کو اسطرح کہ قسم ہے اوس خدا کی جسنے عیسیٰ علیہ السلام پر انجیل نازل کی اور مجوسی آتش پرست کو اسطرح کہ قسم اوس خدا کی جسنے آگ پیدا کی اور بت پرست کو صرف خدا کی قسم دیجاوے بغیر ملائے کسی اور لفظ کے - ان سب کو اونکی عبادتخانو نمین قسم نہ دلائی جاوے - قسم دلائی جاوے حاصل دعوے پر مثلا بیع کے دعوے مین یون کہا جاوے کہ خدا کی قسم ہم دونو مین اسوقت بیع قائم نہین ہے اور نکاح کے دعوے مین یون کہ قسم خدا کی ہم دونو مین نکاح اسوقت مین قائم نہین اور غصب کے دعوے مین یون کہ باللہ اسوقت مجکو اس چیز کا پھیر دینا واجب نہین اور طلاق کے دعوے مین یون کہ اللہ کی قسم یہ عورت اسوقت مجھسی بائن نہین - اگر مدعی پڑوس کے سبب حق شفعہ کا دعوی کرے یا بائن طلاق دی ہوئی عورت کی نفقہ کا دعوی کرے اور مدعا علیہ یعنی مشتری یا خاوند معتقد انکا نہو مثلا شافعی مذہب ہو کیونکہ امام شافعیؒ کے یہان حق شفعہ اور نفقہ مطلقہ بائنہ کا واجب نہین تو ایسی صورتین قسم دلائی جاویگی سبب دعوی پر مثلاً مدعا علیہ یون کہے کہ خدا کی قسم مین نے مدعی کے پڑوس کا گھر نہین خریدا ہے یا اس عورت کو طلاق بائن نہین دی ہے - اور غلام کے وارث ہونےمین قسم جاننے پر دیجاویگی مثلاً زید ایک غلام کا وارث ہوا اور عمر و نے دعوی کیا کہ یہ غلام میرا ہے تو زید سے یون قسم لیجاویگی کہ قسم خدا کی مین نہین جانتا ہون کہ یہ غلام عمرو کا ہے اور اگر زید اس غلام کا ہبہ سے یا خریدنے سے مالک ہوا ہے تو امر واقعی پر قسم دلائی جاویگی نہ جاننے پر یعنی زید کو یون کہنا پڑیگا کہ خدا کی قسم یہ غلام عمرو کا نہین ہے - منکر قسم اگر عوض دیدے قسم کا یا دعی

سے صلح کرلے قسم سے تو یہ صحیح ہے عوض یا صلح کے بعد پہرا وسکو قسم نہ دلائی جاویگی عوض
دینا یا صلح کرنی یون ہے کہ منکر کہے کہ مجہپر جو قسم لازم ہوا وسکی بدلیمین تجہکو یہ چیز دیتا ہون یا
اپنی قسم سے اس چیز پر صلح کرتا ہون یہہ دونو صحیح ہین *

باب ایسی قسم کہانیکے بیان مین

باب آپسمین قسم کہانیکے بیانمین - اگر بائع اور مشتری اختلاف کرین بمقدار مبیع یا بمقدار
قیمت مین مثلا بائع ثمن دوسو بتاوی اور مشتری پونے دوسو یا بائع مبیع بیس من غلہ بتاوی
اور مشتری اکیس من تو جو گواہ لائے اوسکی خاطر خواہ حکم ہوگا اور اگر دونو گواہ لاوین
تو جسکے گواہون سے زیادہ ثابت ہوا وسکے موافق حکم ہوگا اگر دونو گواہ نہ لاسکین اور
آپسمین راضی بہی نہون تو دونو قسم کہائین اور پہلی مشتری کو قسم دلائی جاویگی اور اگر دونو
مین ایک بہی فسخ بیع چاہے تو قاضی بیع کو فسخ کردے اور جو قسم سے انکار کریگا دوسرے کا دعوی
اوسپر ثابت ہو جائیگا - اگر دونو مین اختلاف ہو وقت ادا ثمن مین کہ بائع کہے کہ مین نے نقد
بیچا ہے اور مشتری کہے کہ ادہار ریا شرط خیار مین اختلاف کرین ایک کہے کہ بیع مین خیار تہا دوسرا
کہے کہ نتہا یا کسیقدر قیمت کے لیلینے مین اختلاف ہو یا مبیع کے سب یا تہوڑی جاتے رہنی کے
بعد مقدار قیمت مین اختلاف ہو یا مکاتب اور مالک زر کتابت کی مقدار مختلف بتاوین مالک زیادہ
کہے اور مکاتب کم یا بیع سلم کے فسخ کے بعد سلم کرنیوالا اور جس سے سلم کی تہی وہ شخص راس المال
کی مقدار مین اختلاف کرین تو ان سب صورتون مین دونو کو قسم نہ دلائی جاویگی بلکہ منکر کا قول
اوسکی قسم کے ساتہہ معتبر ہوگا - اگر بیع کے اقالہ کیے بعد بائع اور مشتری مقدار قیمت
مین اختلاف کرین تو دونو پر قسم آویگی - اگر جورو خاوند مقدار مہر مین اختلاف کرین
تو جو گواہ لائیگا وہی جیتیگا اگر دونو گواہ لاوین تو عورت جیتیگی اگر دونو گواہ نہ لاسکین
تو دونو قسم کہائین اور نکاح فسخ نکیا جاوے بلکہ دونو کی قسم کی صورتمین مہر مثل کو دیکہا جاویگا
اگر مہر مثل خاوند کے قول کے مطابق یا اوس سے کم ہے تو اوسکی قول کے موافق حکم ہوگا
اور اگر عورت کے قول کے مطابق یا اوس سے زیادہ ہوگا تو حکم اوسکی قول کی موجب

ہوگا اور جو دونوکے قول کے درمیان ہوگا تو مہرمثل ہی دلایا جاویگا - اگر موجر یعنی ٹھیکا دینیوالا اور مستاجر یعنی ٹھیکہ لینیوالا اختلاف کرین ٹھیکہ مین یعنی اوسکی اجرت خواہ منافع مین نفع لینی سے پہلے تو باہم قسم کہائین اور نفع لینیکے بعد دونو قسم نکہائین بلکہ اس صورتمین قول مستاجر کا قسم کے ساتھہ معتبر ہوگا اور بعض مین اختلاف اور کل مین اختلاف ہونیکا ایک حکم ہے - یعنی تہوڑا نفع لینیکے بعد اگر اوسکی اجرت کی مقدار مین اختلاف کرینگے تو دونو کو قسم دیجاویگی بلکہ قول مستاجر کا قسم سے معتبر ہوگا ایام گذشتہ کی لئے اور باقی اجارہ فسخ کردیا جاویگا - اگر عورت اور خاوند گہر کے اسباب مین اختلاف کرین تو جو اسباب جسکی لائق ہو اوسکو دلایا جاویگا اور جو دونوکے کام کا ہی وہ خاوند کو دلایا جاویگا یعنی اگر خاوند بی بی ہر یک کل اسباب کا دعوی کرین تو زیور وغیرہ جو عورت کی کارآمد ہی وہ عورت کو ملیگا اور ہتہیار وغیرہ خاوند کو اور جو چیزین دونوکے کارآمدنی ہین جیسے برتن وغیرہ تو وہ بھی خاوند کو ملینگی - پس اگر دونو مین سے ایک مرجاوی اور اوسکا وارث اوسکی جگہہ دعوی کرے تو دونوکی کارآمدنی چیز زندہ کو ملیگی - اور اگر دونو مین سے کوئی مملوک ہو تو اسباب آزاد کو پہنچیگا بشرطیکہ دونو زندہ ہون اور اگر ایک مرگیا ہو تو زندہ کو ملیگا - اگر مدعا علیہ مدعی سے کہے کہ اس چیز پر جو تو دعوی کرتا ہی یہہ مجھکو فلانے غائب نے امانت دی ہی یا کرایہ کو دی ہی یا مانگنی دی ہے یا گرو رکہی ہے میرے پاس یا مین نے اوس سے چہین لی ہے اور اس قول کے گواہ گذرانی تو مدعی کا جھگڑا اوس سی دفع کیا جاویگا یعنی مدعیکو اوس پر دعوی نہین پہونچتا بلکہ اوسی غائب پر دعوی کرے اور اگر مدعا علیہ کہے کہ مین نے یہہ شی مدعا بہا اوس غائب سی خریدی ہی یا مدعی کہے کہ میرے پاس سے یہہ شے چوری گئی تھی اور مدعا علیہ قابض کہے کہ مجھکو فلان شخص نے امانت دی ہی اور اپنی بیہ یا امانت ہونیکو گواہون سے ثابت کردی تو مدعی کا جھگڑا اوس سی دفع نہین کیا جاویگا اور اگر مدعی کہے کہ یہہ چیز مین نے فلان شخص سے خریدی ہی اور مدعا علیہ قابض کہے کہ مجھکو یہہ چیز ایک شخص نے امانت دی ہی تب بہی خصومت

مدعی کی مدعا علیہ سے ساقط ہوجاویگی کیونکہ قابض اپنی ملک کا دعوی نہین کرتا ہی پس عیکو
خریدنے کا ثبوت دینا چاہیے ٭

باب ایک چیز پر دو شخصون کے دعوی کرنیکے بیان مین

باب ایک چیز پر دو شخصون کے دعوی کرنیکے بیان مین - اگر دو شخص ایک چیز کا دعوی
کرین جو تیسرے کے قبضہ مین ہے اور ہرایک گواہون سے ثابت کردے کہ یہہ چیز میری ہی
تو وہ چیز دونو کو نصفا نصف دیدیجاویگی - اگر ایک عورت پر دو شخص اپنی اپنی منکوحہ
ہونیکی گواہ قائم کرین تو دونو کے گواہ نامعتبر ہونگے اور عورت اوسکو ملیگی جسکی بات کو وہ
سچا کہے یا جسکی گواہ پیشتر گذر چکین - اگر دونو مدعی گواہ لائین کہ یہہ چیز کسی تیسری سے
مول لی ہی تو ہرایک کو نصف شی مدعا بہا ملیگی نصف قیمت کی عوض مین چاہی تو لے لے اور
اگر قاضی کے حکم کرنیکے بعد دونو مین سے ایک نے آدہی کے لینے سے انکار کیا تو دوسرے
کو سب نہ ملیگی اور اگر تاریخ خرید کی دو مدعیون نے بیان کی تو اوسکو دلائی جاویگی جو
پہلا خریدار ہی اور اگر تاریخ بیان نہ کی تو قابض کو ملیگی - خریدنے کا دعوی اور اوسکی
گواہ بہ نسبت ہبہ کے دعوی اور گواہون کے زیادہ مقبول ہین مثلا زید نے کہا کہ یہہ چیز
مین نے بکر سے مول لی ہی اور عمرو نے دعوی کیا کہ بکر نے مجھکو ہبہ کرکے قابض کرادیا
اور دونو نے اپنے دعوی پر گواہ گذرانے تو زید کے گواہون کا قبول کرنا بہتر ہی
- خریدنے کا دعوی اور مہر مین لینی کا دعوی دونو برابر ہین - گرو رکہنی کا دعوی بہ نسبت
ہبہ کے مقبول تر ہی - اگر دو شخص خارج یعنی غیر قابض گواہ لائین کسی شی کی ملکیت کے مع
تاریخ کے یا خریدنیکی ایک ہی شخص سے پس پہلی تاریخ والا اوس چیز کا زیادہ مستحق ہے
- اور اگر گواہ لائین دونو مدعی جداجدا شخصون سی چیز مذکور کے خریدنیکی اور دونو تاریخ
بھی بیان کرین تو یہہ گواہ دونو کے آپسمین برابر ہین خواہ تاریخ ایک ہو یا آگی پیچھی ہو
یعنی وہ چیز دونو کو نصفا نصف پہنچیگی - اگر گواہ لاوے خارج جو قابض نہین ہے اپنی ملکیت
کا کسی تاریخ سے اور قابض اپنی خرید کی تاریخ اس سی پہلی گواہون سے ثابت کرے یا خارج

اور قابض گواہ لائین اسکے کہ یہہ بچہ میرے جانور کا ہی اور میری ملک مین پیدا ہوا ہی یا دونو
گواہ لائین ملک کے ایسی سبب پر جو مکرر نہین ہوتا جیسی کہین کہ یہہ کپڑا مین نے بنا ہی یا پیڑ میرے
لگائے ہین یا خارج گواہ لائے مالک ہونیکی اور قابض اپنی خرید پر خارج سی گواہ پیش کری
تو ان سب صورتون مین گواہ قابض کے معتبر ہونگی- اگر خارج شخص اور قابض دونو ایک
دوسرے سی خواہ تیسرے شخص سی خریدنا اپنا بیان کرین اور اپنی دعوی پر گواہ پیش کرین
اور تاریخ خرید مذکور نہو تو دونو کے گواہ ساقط ہین اور جس گھر کا دعوی ہے قابض ہی کے
پاس رہیگا- گواہونکی گنتی زیادہ ہونے سی دعوی کو ترجیح نہین ہوتی ہی مثلاً ایک مدعی دو
گواہ اور دوسرا چار گواہ لائے تو دونو برابر ہین- ایک گھر زید کے پاس ہی اور عمرو
نے اوسکے آدہی کا دعوی کیا اور خالد نے سب کا اور دونو مدعی گواہ لائی قابض
پر تو عمرو کو چوتھائی گھر ملیگا اور زید کو باقی تین چوتھائی اور اگر وہ گھر انہین مدعیون یعنی
زید اور عمرو کے پاس تھا تو زید کو جو کل کا دعویدار ہی وہ سب گھر ملیگا- اگر دو شخص
گواہ لائین ایک چارپایہ کے جننے پر اپنی اپنی ملک مین اور دونو تاریخ بھی بیان کرین تو
وہ اوسکو دلایا جاویگا جسکی تاریخ بچہ کی عمر کے مطابق ہو اور اگر یہ بات نہ پہچانی جاوی
تو دونو مدعیونکو شرکت مین دلایا جاوی- دو شخصون مین سی ایک گواہ لایا کہ جسی قابض نے
یہ شی چھین لی ہی اور دوسرا گواہ لایا کہ مینے قابض کو یہہ شی امانت دی ہے تو یہ دونو گواہ
برابر ہین یعنی کسیکو شی مدعا بہاندلائی جاویگی- جو شخص سوار ہی سواری پر یا کوئی کپڑا پہنی ہوئی
ہی تو وہ ملک کے ثابت ہونیمین بہ نسبت لگام یا آستین پکڑنے والی کے زیادہ مستحق ہے
مثلاً زید ایک گھوڑی پر سوار ہی اور عمرو اوسکی لگام پکڑی ہی اگر اس گھوڑی کی ملکیت
مین دونو جھگڑا کرین تو زید ہی کو دلایا جانا بہتر ہے- اگر لدی ہوئی اونٹ مین جھگڑا ہو
یا ایسی دیوار مین جسپر چھت کی کڑیان ہون یا ایسی دیوار مین کہ ایک کی گھر سے ملی ہو تو
ملک اوسکی زیادہ تر ثابت ہوگی جو اونٹ کے بوجھ کا یا کڑیونکا مالک ہی یا جسکی گھر سے

دیوار ملی ہوئی ہے - ایک شخص کے ہاتھہ مین کپڑا ہو اور دوسرے کے ہاتھہ مین اوسکا کنارہ ہے اور دونو اوسکا دعوی کرتے ہین تو آدھا آدھا بانٹ دیا جائیگا - ایک شخص کے پاس ایک لڑکا ہی جو اپنا حال کہہ سکتا ہی یعنی عاقل ہی اور وہ لڑکا کہی کہ مین آزاد ہون تو لڑکے ہی کا قول معتبر ہوگا - اور اگر کہے کہ مین فلان شخص کا غلام ہون یا کچھہ اپنا حال ہی بیان نکرے تو قابض ہی کا غلام ٹھہریگا بشرطیکہ وہ مدعی ہو - ایک مکان مین اگر دس کوٹھریان ایک کے قبضہ مین ہون اور ایک کوٹھری دوسرے کے قبضہ مین تو صحن اوس مکان کا جھگڑی کے وقت اون دونو کو آدھا آدھا ملیگا - زید و عمرو نے دعوی کیا ایک زمین کا اور زید نے پہلے اوسمین اینٹین بنائین تھین یا کچھہ مکان بنایا تھا یا گڑھا کھودا تھا تو وہ زمین زید کی ٹھہریگی یعنی جیسے گواہ قبضہ کے لانے سے قبضہ ثابت ہوجاتا ہی اسیطرح یہہ امور بھی قبض کے شاہد ہین ؛

باب رشتہ کے ثابت ہونیکے بیان مین - زید نے ایک لونڈی بیچی اور مشتری کے یہان چھہ مہینے سے کم مین جنی اور زید نے دعوی کیا کہ یہہ بچہ مجھسے ہی تو زید ہی کا ٹھہریگا اور وہ لونڈی زید کی ام ولد ٹھہریگی اور بیع فسخ ہوجائیگی کیونکہ ام ولد کی بیع جائز نہین اگرچہ مشتری بھی بائع کے دعوی کے ساتھہ یا اوسکی دعوی کے پیچھے کہے کہ یہ بچہ مجھسے ہے اسیطرح اگر زید اوس لونڈی کے مرنیکے بعد اوس بچہ کا دعوی کرے بخلاف بچہ کے مرنیکے کہ اگر اوس وقت مین دعوی کریگا تو بچہ اوسکا نہین ٹھہریگا - مشتری اگر لونڈی مذکور کو یا اوسکی بچہ کو آزاد کردے تو اوسکا آزاد ہوجانا ثبوت نسب مین مرنیکا حکم رکھتا ہے اگر یہہ لونڈی چھہ مہینے سے زیادہ مین جنی تو زید کا دعوی رد کیا جاویگا البتہ اگر مشتری زید کا کہنا اعتبار کرے تو دعوی رد نہین کیا جائیگا - جو شخص دو لڑکون توأم مین سے ایک کا دعوی کرے کہ یہہ میرا ہے تو دونو اوسکے ٹھہرینگے اگرچہ مشتری ایک کو بیچ چکا ہو یا آزاد کرچکا ہو اور مشتری کا آزاد کرنا باطل ہوگا کیونکہ ایک کے دعوی سے دوسرے کا

باب رشتہ کے ثابت ہونیکے بیان مین

۱ توأم یعنی جو بچے ایک ہی پیٹ سے ساتھہ پیدا ہوئی ہون جیسے جوڑوان لڑکے ہوتی ہین ۱۲

نسب بھی اس سے ثابت ہوگیا زید کے پاس ایک لڑکا ہی اور زید نے کہا کہ یہہ عمرو کا لڑکا ہی اور
پہر کہا کہ میرا ہے تو زید کا نہ ٹھیریگا گو عمرو اوسکو اپنا لڑکا نہ بتا دے - ایک لڑکا ایک مسلمان
اور نصرانی کے پاس ہے نصرانی کہتا ہی کہ یہ میرا بیٹا ہی اور مسلمان کہے کہ یہہ میرا غلام
ہے تو نصرانی کا بیٹا اور آزاد ٹھیریگا - ایک لڑکا ہی جورو خاوند کے پاس جورو کہتی
ہے کہ یہ میرا لڑکا ہے دوسرے خاوند سے اور خاوند کہتا ہی کہ یہ میرا لڑکا ہی دوسری
بی بی سے تو دونوںکا ٹھیریگا - مشتری نے ایک لونڈی خریدی اور اوسکے اولاد
مشتری سے ہوئی پہر وہ کسی اور کی نکلی اور مالک کو دیگئی تو مشتری لڑکے کی قیمت
مالک کو دی اور لڑکا آزاد ہے اگر یہہ بچہ مرجاوی تو باپ یعنی مشتری اوسکی قیمت کا
تاوان ندی اگرچہ وہ لڑکا کچہہ مال چہوڑے جو باپ کو ارث پہنچے اور اگر باپ اپنی آپ
اوسکو مار ڈالے تو البتہ اوسکی قیمت دینی پڑیگی اور لونڈی کا دام اور بچہ کی قیمت بائع
سے لیوے مگر اجرت صحبت کی نہ لیوے یعنی غیر کی لونڈ لیسی جو صحبت کی اوسکی اجرت ہو
اگر مشتری سے مالک لے لے تب بھی مشتری بائع سے نہ لیوی *

کتاب الاقرار اسمین اقرار کا بیان ہے - اقرار کہتے ہین اس بات کی خبر دینی کو
کہ غیر کا حق میرے اوپر ثابت ہے جو شخص اقرار کرتا ہی اوسکو مُقِر کہتے ہین اور
جسکا حق اپنے اوپر بتاتا ہی اوسکو مُقَرلہ بولتے ہین - جب کہ اقرار کری آزاد عاقل بالغ
کسی حق کا تو یہ اقرار صحیح ہے گو مجہول ہو جیسی یون کہے کہ مجہپر فلان شخص کا کچہہ ہی
یا کوئی حق ہی پہر زبردستی اوس سے بیان کرایا جاوی اور قیمت والی چیز کو بیان
کر دے کہ فلان چیز ہے یعنی مجہول شے کا اقرار کیا تو قاضی بجبر اوس سے پوچھے
کہ کون حق اور کیا چیز ہے بشرطیکہ حق اور چیز کی کچہہ قیمت ہو اور اس باب میں اگر مقر
اور مقرلہ مین اختلاف ہو یعنی مقر کم بتاوی اور مقرلہ زیادہ تو مقر کا قول قسم کے
ساتھ معتبر ہوگا - اول ایک شخص نے اقرار کیا کہ فلان کا میری ذمہ مال ہی اور جب

کتاب الاقرار اسمین اقرار کا بیان

بیان کیا تو ایکدرم سے کم کہا تو یہ اقرار معتبر نہوگا - اگر بڑی مال یا بہت مال کا اقرار کرے
تو مقدار نصاب[1] لازم ہوگا اور بہت سی مالونکا کرے تو تین نصابین اور بہت روپیے کہے
تو دس روپیے ہونگے اور اگر کہے کہ روپیے ہین تعداد و کچہ نکہی تو تین کا اقرار ہوگا
اگر کذا درہما کہا تو ایک درم کا اقرار ہوا اور کذا کذا گیارہ کا اور کذا و کذا واو عطف
کے ساتھ اکیس کا اور تین بار کذا دو واو عطف سی ایک سو اکیس کا اور چار بار تین واو
عطف سی ایکہزار ایک سو اکیس کا غرضکہ ایک کذا سی صرف ایک مراد ہی اور دوسرے
کذا کو اوسکے ساتھ بدون عطف ملاوین تو دس سے دس مراد ہونگی اور مع عطف
ملاوین تو بیس اور تیسری کو اگر مع عطف ملاوین اُس سے سَو اور چوتھی سی ہزار مراد ہونگی - اگر کہی کہ مجہپر یا
میری طرف فلانیکا استقدر ہی تو قرض کا اقرار ہی اور اگر کہے کہ میرے پاس یا میری ساتھ یا میرے
گہر مین یا میری صندوق مین یا میری تہیلی مین اوسکا ہی تو اس کہنے سے امانت کا اقرار
ثابت ہوگا - زید نے عمرو سے کہا کہ تیرے اوپر میری ہزار روپیہ ہین اور عمرو نے کہا
کہ اونکو تول لے یا پرکہہ لے یا مجہے اونکی ادا کرنیکی مہلت دی یا مین نے تجہکو وہ
ادا کر دئے یا وہ دوسرے پر تجہکو اوتروا دئے ان سب کلمات سے ہزار پر عمرو کا
اقرار ثابت ہوگا اور بغیر ضمیر کے اقرار نہوگا مثلا کہے کہ تول لے یا پرکہہ لے اور
اونکو نہ کہی تو اقرار ثابت نہوگا - اگر کوئی اقرار کرے اپنے اوپر قرض کا کہ اتنے
روز مین[2] ادا کرنا ہی اور مقر لہ کہے کہ بالفعل تجہکو دینا ہی تو ادا کرنا لازم ہوگا بالفعل
مگر مقر لہ سے جو منکر وعدہ کا ہے وعدہ نہونیکی قسم لیجاویگی - ایک شخص کہی کہ مجہپر
سو اور ایک روپیہ ہی تو سو سی بہی روپیے مراد ہونگی یعنی ایک سو ایک روپیہ کا اقرار ہوا
اور اگر کہے کہ سو اور ایک تہان ہی تو پوچہا جاویگا کہ سو سے کیا مراد ہی اسیطرح
سو اور دو تہانون کے اقرار مین البتہ سو اور تین تہانون کے اقرار مین سب تہان
مراد ہونگے - ایک نے اقرار کیا کہ مجہے فلانے کے خشک چہوہارے توکری

[1] یعنی دو سو درم چاندی یا جس جنس کا مال ہو

[2] یعنی مہلت سے کم ظاہر کریگا تو نا بجا دیگا اور اگر زیادہ بتا دیگا اور مدعی کی مراد اتنی نہی تو اعتبار اوسکے قول کا ہوگا ۱۲

مین دیتے ہین تو نوکری اور چھوارے دونو کا اقرار ہوا اور دونو دینی ہونگی
اور اگر یون کہے کہ اوسنی مجھکو گھوڑا طویلہ مین دیاتھا تو گھوڑا دینا لازم ہوگا نہ طویلہ
اور انگوٹھی کے اقرار مین چھلہ اور نگینہ دونو لازم ہونگی اور تلوار کے اقرار مین کوٹھی
میان پرتلہ داخل ہی اور چھپرکھٹ کی اقرار مین اوسکی لکڑیان اور پردی پوشش وغیرہ
داخل ہین - اگر یون اقرار کیا کہ کپڑے دینی ہین گٹھری مین یا یون کہا کہ مجھپر تھان مے
کپڑے مین تو دونو کا اقرار ہوا یعنی کپڑا اور گٹھری پہلی صورت مین اور تھان اور کپڑا
دوسری صورت مین لازم ہونگی - اور دس مین ایک کپڑے کے اقرار سے ایک کپڑا لازم
ہوگا - اگر یون کہا کہ پانچ درم پانچ مین اوسکے میرے اوپر ہین اگر اس سے پانچ
کی پانچ مین ضرب مراد تھی تو پانچ ہی درم لازم ہونگے اور اگر پانچ کے ساتھ پانچ
مراد ہین تو دس دینی ہون گے - اگر یون کہی کہ اوسکے مجھپر ایک روپیہ سے
دس تک مین یا کہی کہ ایک روپیہ سی دس تک کے درمیان مین ہین تو نو دینی ہونگی
- اگر کہے کہ اوسکی زمین میرے گھر مین اس دیوار سی اس دیوار تک کی درمیان سے
تو دیوارین دونو داخل ہونگی - صحیح ہے اقرار حمل کا مثلا یون کہے کہ میری
لونڈی یا جانور کا حمل فلان شخص کی ملک ہے اور صحیح ہے اقرار واسطے حمل
کے مثلا کہی کہ فلان حمل کے لئے مجھپر سو روپیہ ہین اسمین یہ شرط ہی کہ کوئی ایسا سبب
بیان کر دے جس سے وہ مال حمل کا ہو سکے مثلا کسی نے وصیت کی ہو یا میراث
کی راہ سی حمل کو پہنچتا ہو اور اگر سبب نہ بیان کریگا تو حمل کے لئے اقرار صحیح نہوگا -
اگر اقرار کرے کسی چیز کا اس شرط پر مجھکو اس اقرار مین تین روز تک اختیار ہے
تو وہ شی اوسپر لازم ہو جائیگی اور اختیار اقرار مین باطل ہوگا •

باب اقرار کی چیز مین سے کچھ خارج کرنے اور اسیطرح کی اور باتون مثل
مشروط کرنے وغیرہ کے بیان مین - جس چیز کا اقرار کیا ہو اوسمین سے کسیقدر

کو استثنا کرنا یعنی خارج از اقرار کر ڈالنا صحیح ہے بشرطیکہ اقرار کے ساتھ ہی خارج بھی کرے مثلاً کہے کہ زید کے مجھپر دس روپیہ ہین دو کم تو دو کم کو ساتھ ہی اگر کہے گا تو اقرار درست ہوگا اور اس صورتمین استثنا سے جسقدر بچے اوسقدر کا دینا لازم ہوگا مثلاً مثال مذکور مین آٹھ روپیہ دینے ہونگے - سب کا سب مین سے نکالنا نہین صحیح ہے مثلاً کہے کہ ہزار میرے اوپر مین ہزار کم تو صحیح نہوگا جو چیزین تلتی ہین یا گنتی ہین اونکو روپیون مین سے استثنا کرنا درست ہے اونکی سوا اور چیزون کو نکالنا درست نہین مثلاً کہے کہ مجھپر ہزار درہم ہین دس پیمانہ گیہون یا دس سیر روغن کم تو صحیح ہے اور اگر یون کہے کہ دس بکریان یا دس کپڑے کم تو صحیح نہین - اگر اقرار مین انشاء اللہ ملادیگا تو اقرار باطل ہوگا - اگر مکان کے اقرار مین سے عمارت کا استثنا کرے تو صحیح نہین ہے یعنی دونو مقر لہ کے ہونگے البتہ اگر یون کہے کہ عمارت میری ہے اور صحن تیرا ہے تو جیسا کہیگا ویسا ہی ہوگا - اور اگر کہے کہ اوسکے میرے اوپر ہزار روپیہ ہین بابت قیمت غلام کے جو مین نے ابھی نہین لیا ہے پس اگر معین کر دیا غلام کو اور مقر لہ نے وہ غلام حوالہ کیا تو مقر کو ہزار دینے ہونگے اور اگر غلام ندیا تو کچھ نہین دینا ہوگا اور اگر مقر نے غلام مقرر نکیا ہو تو مقر پر ہزار واجب ہو گئی جسطرح اگر یون کہنے مین کہ شراب یا سؤر کی قیمت کی بابت میرے اوپر ہزار ہین تو ہزار دینے ہوتے اور مقر لہ کو شراب یا سؤر دینا نہوتا - اور اگر کہے کہ میرے اوپر ہزار ہین بابت قیمت ایک اسباب کے یا کہے کہ مجھکو اوسنے ہزار قرض دئے تھے مگر وہ کھوٹے یا غیر مروج تھے تو اوسکو کھرے ہزار دینے ہونگے بخلاف اسکے کہ کہے کہ مین نے اوس سے کھوٹے یا غیر مروج ہزار جو لئے تھے یا اوسنے مجھکو امانت دئے تھے کہ اس صورت مین ویسی ہی دینے ہونگے - اگر کہے کہ مجھپر ہزار ہین بابت قیمت اسباب کے یا قرض یا امانت یا بطور غصب کے اور ساتھ ہی کہا مگر اسقدر ہزار سے کم ہین تو اس کہنے کا اعتبار ہوگا اور اگر

استثنا ٹھہر کیا تو معتبر نہو گا - جو شخص قرار کرے کپڑے کے چہین لینے کا پہر بعد ار کپڑا
لائے اور کہے کہ یہ چہینا تہا تو اوسکا قول معتبر ہوگا - اگر کہے کہ مین نے تجسے ہزار امانتاً
لئے تھے اور وہ جاتے رہے اور مقر لہ کہے کہ تو نے چہین لئے تہے تو مقر کے ذمہ پر ہزار
ہو جاوینگے اور اگر کہے کہ تو نے ہزار مجہکو امانتاً دئے تہے اور وہ کہے کہ چہین لئے
تہے تو اس صورتمین ہزار مقر کے ذمہ عائد نہونگے کیونکہ اس صورتمین مقر لہ کا دینا اوسکے
اقرار سے ثابت ہی اور پہلی صورتمین مقر کا لینا ثابت ہی اور لینا ظاہر مین غصب کی دلیل
ہے نہ امانت کی اسلئے کہ امانت کو مالک دیا کرتا ہی اور مغصوب کو دوسرا لے لیا کرتا ہی
- اگر زید کہے عمرو سے کہ یہ چیز میری تیرے پاس امانت تہی سو مین نے لیلی اور عمرو کہے
کہ امانت نہین تہی بلکہ میری ہی تہی تو عمرو اوس شی کو زید سے لیلے کیونکہ زید کے کہنے سے
عمرو کا قبضہ ثابت ہی تو قابض کے حوالہ کر دینی پڑیگی پہر اگر زید کو دعوی ہو تو ثابت کرے
- اگر زید کہے کہ مین نے اپنا اونٹ یا کپڑا اوسکو کرایہ دیا تہا پس یہ سوار ہوا یا پہنا اور
مجہکو پہیر دیا اور وہ شخص کہے کہ یہ میرا ہی تہا کرایہ پر نہین تہا تو زید کا قول معتبر ہوگا
- اگر کہے کہ یہ ہزار امانت زید کی ہی نہین بلکہ عمرو کی تو ہزار زید کے اسپر ثابت ہوگئے
اور اسیقدر یعنی ہزار عمرو کے اوسپر لازم ہوئے ٭

باب مریض کے اقرار کے بیان مین - اگر بیمار مرض الموت مین کسی کے دین کا اقرار
کرے تو اول اوسکے ترکہ مین سے صحت کی حالت کا قرض یا جو قرض اوسپر بیماریمین
دوا اور خور و نوش معمولی کے سبب ہوا ہوا ادا کیا جاویگا اور بعد اسکے وہ ادا کرنا ہوگا
جسکا اقرار کیا ہے بیماریکی حالتمین مگر دونو میراث سے پہلے ادا کئے جاینگے یعنی ترکہ
وارثون مین اوسوقت تقسیم ہوگا کہ جب سب طرح کے دین ادا ہوچکین - بیمار اپنے وارث کے
واسطے اگر اقرار کرے تو یہ اقرار باطل ہے البتہ اگر باقی وارث اوس اقرار کو سچا
بیان کرین تو صحیح ہی اور غیر کے واسطے اقرار ہر حالمین صحیح ہے گو مریض کا سب مال

اوسمین آجاوی - اگر اقرار کیا بیگانہ کے واسطی پھر اقرار کیا کہ وہ میرا لڑکا ہی تو لڑکا
ہونا ثابت ہوجائیگا اور اقرار باطل ہوگا - اگر بیگانی عورت کی واسطی اقرار کیا پھر اوس سے
نکاح کرلیا تو اقرار اور نکاح دونو صحیح ہین بخلاف ہبہ اور وصیت کے کہ اگر بیمار بیگانی عورت
کے لیئے ہبہ یا وصیت کریگا اور پھر اوس سے نکاح کریگا تو نکاح صحیح ہوگا اور ہبہ یا
وصیت باطل - اگر بیمار اقرار کرے قرض کا اوس عورت کی لیئ جسکو اپنی بیماری مین تین
طلاقین دیچکا ہی تو عورت کو میراث اور اقرار مین سے جو کم ہوگا وہ ملیگا - اگر
مقرنے ایک لڑکے پر اپنے بیٹے ہونیکا اقرار کیا اور لڑکے کے باپ کا حال معلوم نہین
ہے اور اتنی عمر کا لڑکا مقر جیسی شخص سے پیدا بھی ہوسکتا ہی اور لڑکا مقر کے کہنے کو سچ
بتادی تو بیٹا ہونا اوسکا ثابت ہوجائیگا اگرچہ مقر بیمار ہو اور وہ لڑکا اور وارثون کا میراث مین
شریک ہوگا - مرد اگر کسیکو اپنا بیٹا یا باپ یا ماں یا بی بی یا آزاد کرنیوالا یعنی مولی
بتادی تو درست ہی اسیطرح عورت اگر کسیکو اپنا باپ یا ماں یا خاوند یا مولی بتادی تو درست
ہے لیکن عورت اگر کسیکو اپنا بیٹا بتادی تو اسمین یہ شرط ہی کہ دائی کہدی کہ یہ اس عورت
سے پیدا ہوا ہے یا خاوند اوس عورت کو سچی کہی اور ان صورتونمین سب مین یہ شرط ہے
کہ مقر لہ مقر کو سچا کہے اگر مقر کے مرنیکے بعد مقر لہ اوسکو سچا بتادی تب بھی درست ہی
- اگر اقرار کرے کسی رشتہ کا مثل بھائی یا چچا کے تو ثابت نہوگا پس اگر مقر کا
کوئی وارث ہی مقر لہ کے سوا نہو نہ وارث قریب نہ بعید تو مقر لہ وارث ہوگا اور
اگر کوئی اور وارث ہی تو یہ وارث نہوگا - جسکا باپ مرگیا ہے وہ اگر اقرار کرے کسیکے
واسطی اپنے بھائی ہونیکا تو مقر لہ اوسکا وراثت مین شریک اور بھائی ٹھہر جائیگا
مگر اوسکے باپ سی اوسکا رشتہ ثابت نہوگا - زید مرا اور دو لڑکے چھوڑے اور
زید کے ایک پر سو روپیہ آتے تھے اب انمین سے ایک لڑکے نے اقرار کیا کہ زید
نے اس سے پچاس روپیہ لیلیئے تھے تو اس لڑکے کو اون سو مین کچھ نہین ملیگا اور

دوسرے کو پچاس دلوائی جاوینگے

کتاب الصلح اسمین صلح کا بیان ہے۔ صلح وہ معاملہ یا ملاپ ہے جو دو شخصون مین جھگڑا دور کردے ہر حال مین خواہ مدعا علیہ دعوی کا مقر ہو یا منکر یا چپ ہو کہ نہ مقر ہو نہ منکر۔ اگر مدعی کو مال کا دعوی ہے اور مدعا علیہ دعوی کا مقر اور اس صورت مین مال مدعا بھا ہے اور مال پر صلح کرلے تو یہ صلح بیع کے حکم مین ہے اسمین حق شفعہ ثابت ہوگا اور خیار عیب اور رؤیت اور شرط کے احکام جاری ہونگے مثلا اگر زید عمرو کے مکان پر دعوی رکھتا ہے اور عمرو اوسکو سو روپیہ دیکر صلح کرلے کہ وہ دعوی سے باز رہے تو اسکے یہ معنی ہین کہ عمرو نے وہ مکان سو روپیہ کو زید سے خریدا۔ صلح مین اگر بدل صلح یعنی جس مال پر صلح ہوئی وہ معلوم نہو تو صلح فاسد ہوگی اور اگر جس چیز کے دعوی سے صلح کی وہ معلوم نہو تو فاسد نہوگی جیسے دعوی کیا کسی حق یا کسی قرض غیر معلوم کا اور مدعا علیہ نے سو درم پر صلح کی تو صحیح ہے کہ بدل صلح یعنی سو درم معلوم ہین گو جس سے صلح کی یعنی قرض وغیرہ مجہول ہے۔ جس شی کے دعوی سے صلح ہوئی اگر وہ تھوڑی سی کسی اور کی نکلیگی تو جسقدر حصہ رسد اوسکے مقابل بدل صلح پڑیگا وہنا مدعا علیہ مدعی سے لے لیگا اور کل چیز کا کوئی اور حقدار نکلیگا تو مدعا علیہ نے جو کچھ مدعی کو بدل صلح دیا ہوگا سب مدعی سے واپس لیگا اور اگر بدل صلح کا اور کا نکلے سب یا تھوڑا تو مدعی مدعا علیہ سے تمام یا بعض چیز جسپر دعوی تھا لیلے صلح مین اگر مال کی جگہہ مدعا علیہ کسی چیز کا نفع مدعی کو دیلوے مثلا کسی دعوی کے عوض کوئی مکان اوسکے رہنے کو دیدے تو یہ صلح اجارہ کا حکم رکھتی ہے اسلئے اسمین شرط ہے کہ مدت فائدہ لینے کی معین ہو اور باطل ہوگی یہ صلح دونو مین سے ایک کے مرنے سے جیسا اجارہ کا حکم ہے۔ جو صلح کہ چپ رہنے یا انکار سے ہو وہ بمنزلہ فدیہ قسم کے ہے منکر کے حق مین کیونکہ قسم جو اوسپر لازم آتی ہے تو گویا اوسکا عوض دیتا ہے

کتاب الصلح اسمین صلح کا بیان ہے

اور مدعی کے حق مین معاوضہ ہی پس اگر صلح کری گہر کے دعوی سی سکوت یا انکار کی صورتین تو شفعہ ثابت نہوگا اور اگر اوسی صورتین گہر پر صلح کرے یعنی صلح کا بدل گہر ہو تو شفعہ ثابت ہوگا اسلئے کہ یہہ گہر مدعی کے پاس آویگا جسکے حق مین صلح بمنزلہ بیع کے ہی جس اسباب مین جہگڑا تہا وہ اگر کسی اور کا نکلے اس صورتین یعنی صلح سکوت یا انکار مین تو مدعی اوس مستحق سے جہگڑ سکتا ہی اور مدعا علیہ اوّل سے جو بدل صلح لیچکا ہے پہیرفے اور اگر تہوڑی کا مستحق کوئی اور نکلا تو اوسیقدر کی خصومت اوس سے کرسکتا ہی اور اگر بدل صلح کسی اور کا نکلے سب یا تہوڑا تو مدعی مدعا علیہ اول سے کل کی صورتین کل دعوی پیش کرے اور بعض کی صورتین بعض۔ بدل صلح کا جاتا رہنا مدعی کے سونپنے سے پہلے دوسرے کے مستحق نکلنے کے حکم مین ہے دونو صورتون مین یعنی اگر مدعا علیہ مقر ہو اور بدل صلح کا کوئی مستحق نکلے تو ویسا ہی اگر بدل صلح جاتا رہی اوسکا حکم ہی اور جسطرح سکوت اور انکار کی صورتین بدل صلح کسی اور کا نکلے وہی حکم اوسکے جاتے رہنے کا ہی *

فصل مال کے دعوی اور نفع کے دعوی اور جنایت کی دعوی سے صلح درست ہے خواہ جنایت جان بوجہکر ہو خواہ بہولکر لیکن حدود مین صلح درست نہین اسلئے

(کسی کا نقصان کرنا ۱۲)

کہ حد اللہ تعالی کا حق ہی۔ نکاح کے دعوی اور دوسریکو اپنا غلام بتانے کی دعوی سے بہی صلح درست ہے اور ان دونو صلح مین پہلی بمنزلہ خلع کے ہی اور دوسری بمنزلہ آزادی کے ہی مال کی عوض اگر غلام ماذون جسکو تجارت کا حکم ہو اپنے مالک کی طرف سے ایک شخص کو جانکر مار ڈالی تو اوسکا صلح کرنا اپنی طرف سے کسی شی پر نہین صحیح ہی کیونکہ وہ خود اپنا مالک نہین بلکہ اوسکے مالک کو چاہیی کہ صلح کرے اور ایسی غلام کا غلام اگر کسیکو جانکر مار ڈالے تو وہ غلام ماذون اپنے غلام کی طرف سی صلح کرسکتا ہی کیونکہ اوسکا غلام تو مال تجارت سی ہے

اس کی صورت یہ ہی جیسے زید نے عمر پر اگہر کا دعوی کیا اور وہ چپ ہو رہا یا انکار کیا پہر زید کو بکر دیکر صلح کی تو اسکی یہ معنی نہین کہ زید نے وہ گہر خرید لیا بلکہ یہ یہی کہ اپنا دعوی چہوڑ دیا تو زید قسم ہو گا ۱۲

فصل دعوی صلح کے بیان مین

جسکی اوسکو اجازت ہی - چھینی ہوئی چیز اگر غاصب کے پاس سی ضائع ہوا اور اوس سے مالک اوسکی قیمت سی زیادہ پر یا کسی اسباب پر صلح کرے تو صحیح ہے اگر دو شریکون مین کوئی شریک شرکت کے غلام کو آزاد کردی پہر دوسرا شریک نصف قیمت سی زیادہ پر صلح کرے تو نہین صحیح ہے کیونکہ شریک کا حق نصف سے زیادہ مین نتہا - اگر کسیکو صلح کرنیکی لئے اپنی طرف سی وکیل کری اور وکیل صلح کری تو وکیل پر بدل صلح جسپر اوسنی صلح کی لازم نہوگا بلکہ اوسکے موکل پر لازم ہوگا لیکن اگر وکیل بدل صلح کا ضامن بھی ہو تو اوسکی ذمہ پر لازم ہوگا - اگر وکیل موکل کی طرف سی بغیر حکم موکل کے صلح کرے تب بھی صحیح ہی بشرطیکہ ضامن ہو بدل صلح کا یا نسبت کری صلح کی اپنی مال کیطرف یعنی صلح مین اپنا مال دینا کرے یا کہی کہ مین نے ہزار پر صلح کی اور ہزار مدعی کو دیدئی اگر یہہ شرطین نہونگی تو صلح موقوف رہیگی موکل کی اجازت پر اگر اجازت دی تو لازم ہوجائیگی مدعا علیہ موکل پر اور نہین تو باطل *

باب قرض واجب الادا سے صلح کرنیکے بیان مین - اوس حق سے صلح کرنا جو عقد دَین سے لازم ہوئی ہو بمنزلہ بعض حق لینے اور باقی چھوڑ دینے کے ہی نہ بمنزلہ معاوضہ کے - اگر صلح کری ہزار سی پانسو پر یا ہزار پر یا کچہہ وعدہ کی ساتھ تو صلح صحیح ہے - اور اگر ہزار درہم قرض سی اشرفیون پر یا کچہہ وعدے کی ساتھ صلح کی یا وعدہ والے درہمون یا سیاہ رنگ کے درہمون سے صلح کی آدہے درہمون پر اوسی وقت مین یا سفید رنگ کے درہمون پر تو صحیح نہین کیونکہ سفید رنگ والے اوسکا حق نتہی جو بعض لیتا اور باقی چھوڑ دیتا - جس کے کسی کے ہزار روپیہ ہون اور وہ مدیون سے کہے کہ اگر تو کل کو آدہی ادا کردے تو باقی چھوڑ دونگا اور وہ ایسا ہی کرے تو باقی سے بری الذمہ ہوجائیگا اور اگر کل ادا نکرے تو بری الذمہ نہوگا - زید عمرو سے کہے کہ مین تیرے مال کا اقرار قاضی کے سامنی نہین کرونگا جب تک تو کچہہ نہین چھوڑیگا یا مہلت ندیگا

تو اوسپر صلح صحیح ہے پس جب اقرار کرے عمرو تو زید اوسکو مہلت دے یا کچھ قرض چھوڑے شرط کے موافق ٭

فصل

فصل اگر قرض دو کی شرکت کا ہو اور دونوں سے ایک نے اپنے حصہ سے کسی کپڑے پر صلح کی تو دوسرے شریک کو اختیار ہے کہ اپنا نصف قرضہ مدیون سے خواہ نصف کپڑا شریک سے لیلے ہان اگر ضامن ہو وہ شریک چوتھائی حصہ قرض کا تو بمنزلہ آدہی کپڑی دینے کے ہوگیا۔ ان دونوں سے اگر ایک اپنا حصہ قرضدار سے وصول کرے تو اوسمین دوسرا بھی شریک ہوگا اب دونو قرضدار سے باقی کا مطالبہ کرین اور اگر ایک عوض اپنے قرض کے قرضدار سے کچھ خرید لے تو یہ مشتری دوسری شریک کیواسطے کل قرض کے چہارم کا ذمہ دار ہوگا۔ باطل ہے صلح دو بیع سلم والون مین سے ایک کی اپنے حصہ کا مال سے اوسپر جو اوسنے راس المال دیا ہو صورت اوسکی یہہ ہے کہ زید اور عمرو شریک ہوئے اور خالد سے عقد سلم کیا پہر زید نے خالد سے صلح کی کہ جو مین نے تجھکو دیا تھا اوسکو پھیر دے مین سلم کی چیز کے حصے سے درگذرا تو یہ صلح صحیح نہین۔ کسیکے وارث اگر آپسمین سے ایک وارث کو کچھ اسباب عوض مال منقول یا غیر منقول کے دیکر ورثہ سے علحدہ کر دین یا سونیکے بدلے مین چاندی دیکر یا اسکے برعکس تو یہ صلح صحیح ہے خواہ عوض بہت ہو اوسکے حق سے خواہ تھوڑا۔ اگر ترکہ متوفی کا روپیہ اشرفی نقد اور اسباب دونو ہو اور وارث مذکور کو صرف چاندی یا روپیہ یا صرف سونا اور اشرفیان دیکر خارج از میراث کرین تو درست نہوگا جب تک کہ بدل صلح اوس مقدار سے زیادہ نہو جو وارث مذکور کو اوسی جنس مین سے حصہ پہنچے کہ اس صورتمین یہہ زیادتی دوسری جنس کے حصے کے عوض ہو جاویگی جس سے صلح کی ہو اور اگر بدل صلح زیادہ نہوگا تو ربوا لازم آویگا کہ بہت سا سونا یا چاندی تھوڑے کے مقابل ہو جاویگی۔ زید مرا اور لوگون پر اپنا قرض چھوڑ گیا اب زید کے وارثون نے ایک کو کچھ دیکر

علیحدہ کردیا اسپر کہ قرض کے مستحق ہم رہی تو یہہ باطل ہے اسلیئے کہ یہہ صورت مدیون کے
سوا اور لوگون کو دَین کے مالک کرنیکی ہی جو درست نہین اور اگر وارث مذکورسی یہہ
شرط کرلین کہ بدل صلح لیکر قرضدارونکو اپنا حصہ معاف کردی تو درست ہی اسلیئے کہ اس
صورت مین دَین کا مالک اونہین کو کریگا جنکے ذمہ پر قرض ہے اور یہہ صورت جائز ہے

کتاب المضاربت اسمین عقد مُضَارَبَتْ کا بیان ہے ۔ مضاربت وہ شرکت تجارت
کی ہی جسمین مال ایک کا ہوا ور محنت دوسرے کی اوّل کو رَبُّ المال یعنی مالک مال کہتے ہین اور
دوسرے کو مُضَارِبْ یعنی نفع کی شرکت پر تجارت کرنیوالا ۔ مضارب یعنی محنت والا اصل
مال مین تصرف سے پہلے امین کے حکم مین ہی یعنی اگر مال جاتا رہیگا تو اوسکو دینا نہ پڑیگا اور بعد
تصرف کے وکیل کے حکم مین ہے اور نفع ہونیکے بعد شریک ہی نفع کا اور عقد مضاربت
فاسد ہونیکے بعد بمنزلہ مزدور کے ہے اور درصورت نافرمانی صاحب مال کے غاصب
کا حکم رکھتا ہی اور درصورت شرط کرنے سب نفع کے اپنے واسطے قرض لینے والے کے
حکم مین ہی اور درصورت شرط ہونے تمام نفع کے رب المال کے لیئے سرمایہ لینے والے کے
حکم مین ہے ۔ صحیح نہین ہی مضاربت مگر اوس مال مین جسمین شرکت صحیح ہی جیسے درہم اور دینار
مین اسیطرح اگر نفع کی شرکت حصہ سے نہوگی یعنی آدہون آدہ یا تہائی یا چوتہائی وغیرہ تب بھی
مضاربت درست نہوگی ۔ پس اگر ایک کے واسطے شرط کی گئی حصہ سے دس روپیہ زیادہ
تو مضارب کو اوسکی محنت کی مزدوری ملیگی اور وہ مزدوری مشروط سے زیادہ نہ ہوگی اور
نفع کل رب المال کا ہوگا ۔ جو شرط کہ نفع مین جہالت پیدا کرے وہ عقد مضاربت کو
فاسد کردیتی ہی جیسے یہہ شرط کہ رب المال ایک سال تک مضارب کے گھر رہی کہ اسمین مضارب
نے آدہی نفع کو اپنی محنت اور گھر کرایہ کی عوض کردیا یہہ معلوم نہوا کہ کام کے
عوض کتنا نفع لگایا اور کرایہ کے عوض کتنا اور جو شرط ایسی نہو وہ باطل نہین کرتی
جیسے یہ شرط کہ نقصان مضارب کے ذمہ ہی نہ رب المال کے ۔ رب المال مال مضارب کو دیدے

کتاب المضاربت
اسمین عقد مضاربت کا بیان ہے

پہر مضارب کو اختیار ہی کہ اوس مال سے خرید و فروخت کرے نقد و ن اور قرضون اور اصالۃً اور وکالۃً اور وطن مین اور سفر مین اور دوسریکو سرمایہ دیدی تجارت کی واسطی اور کسیکو امانت سونپ دی یعنی یہہ سب امور اوسکو جائز ہین ۔ نکاح نہ کرے مضارب کسی لونڈی غلام کا مال مضاربت سی اور نہ اپنا کسیکو مضارب بنائی مگر رب المال کے حکم سے یا اوسکے یون کہدینی سے کہ اپنی عقل سی کام کر اور اگر رب المال نے کوئی شہر یا کوئی اسباب یا کوئی وقت معین یا کوئی معاملہ والا معین بتا دیا ہو تو اوس سے تجاوز نکرے جیسے ایک شریک کے کہنی سے دوسرا تجاوز نکرے اور نخریدی اوس غلام لونڈیکو جو رب المال کے مالک ہونیسی آزاد ہوجائی یعنی رب المال کے ذی رحم محرم کو اگر مملوک ہو مال مضاربت سے نخریدی اسیطرح جو خود اسکے مالک ہونے سی آزاد ہوجائی اوسکو بھی نخریدی بشرطیکہ تجارت مین صورت نفع کی معلوم ہوتی ہو اسلئی کہ اوسوقت اگر خریدیگا تو نفع ہی مین شامل ہوگا اور مضارب پر آزاد ہوجاویگا بلکہ اگر خریدیگا تو ضمان دیگا اور اگر تجارت مین نفع ظاہر نہوا ہو تو خرید صحیح ہی کیونکہ مضارب نفع مین شریک ہی اور نفع ابہی معلوم نہین ہوا ہی تو مضارب اوس غلام کا مالک ہی نہین ہی جو وہ آزاد ہوجائی پس اگر ایسی غلام کے خریدنیکے بعد نفع ظاہر ہو تو یہ غلام آدہا یعنی مضارب کا حصہ آزاد ہوجائیگا اور مضارب کو ضمان دینا نہوگا کیونکہ اپنی اختیار سے اوسنی آزاد نہین کیا اب یہہ غلام اپنی آدہی قیمت جو رب المال کا حصّہ ہی اوسکو کما دی ۔ اگر مضارب کو ہزار روپیہ دئی اوہون آدہ نفع پر اور اوسنی اس قیمت کی ایک لونڈی خریدی اور وہ ایک لڑکا جنی کہ وہ برابر ہزار روپیہ کے تہا اب مضاربنے اپنی تونگر ہونیکی حالین دعوی کیا کہ یہ لڑکا میرا ہی اور لڑکے کی قیمت ڈیڑہ ہزار روپیہ یعنی زیادہ ہوگئی تو وہ لڑکا رب المال کے واسطی سوا ہزار کما دی یا رب المال چاہی تو اوسکو آزاد کردے پس اگر رب المال نے ہزار روپیہ لڑکے سے لیلئے تو مضارب رب المال کو آدہی قیمت

لونڈی کے پانسو روپیہ اور دیگا کیونکہ یہہ لڑکا نفع مین تہا لیکن اصل مال سے مشتبہ تہا جب
قیمت اوسکی پانسو زیادہ ہوگئی تو اوسکے نفع ہونیکو ترجیح ہوئی اور رب المال نے جب
ہزار روپیہ اوس لڑکے سے لیلئے تو اوسکے اصل مال ہونیکی جانب کو ترجیح ہوگئی کیونکہ مضاربت
کے معاملہ مین پہلے رأس المال لیتے ہین اب لونڈی بالکل نفع مین رہی اسلئے مدعی نسب
یعنی مضارب ضامن ہوگا نصف قیمت لونڈی کا اور ڈہائیسو بابت قیمت لڑکے کی بھی ادا
کریگا کہ اوسکی قیمت جو پانسو زیادہ ہوگئی تھی وہ بہی نفع مین شمار ہونگے **فائدہ** جاننا
چاہیے کہ اس مسئلہ مین مضارب کے تو انگر ہونیکی جو قید ہے اوسکا یہہ نفع ہے کہ اگر مفلس ہوگا
تو بطریق اولے قیمت لڑکے کا ضامن نہوگا اور شرکت کے غلام کے آزاد کرنیمین آزاد کرنیوالا
اگر تو انگر ہو تو ہوسکتا ہے کہ دوسرا شریک اوس سے اپنے حصہ کا دام بہر لے لیکن اس صورت مضاربت
مین سوا ای لڑکے سے اپنا حصہ کمواٹے یا اوسکو آزاد کر دینے کے اور صورت نہین یعنی مضارب
سے اوسکا تاوان لینا جائز نہین ہے کیونکہ مالک ہوجانا مضارب کا اوس لڑکے کو
بسبب دعوی نسب کی ایک امر لابدی ہے کچھہ مضارب کی کرنے سے نہین ہوا تاکہ اوسکو
قیمت دینی پڑی بخلاف نصف قیمت لونڈی کے کہ یہ ضمان تصرف کے سبب سے ہے
اور تصرف مضارب کے کرنے پر منحصر ہے ﴿

باب مضارب کے مضارب کرنیکے بیان مین - اگر مضارب اپنی طرف سے کسیکو بلا اذن رب المال کے
مضارب کریگی تو رأس المال کا ضامن نہوگا جب تک کہ دوسرا مضارب عمل نکرے
اور جب دوسرا مضارب عمل بیع وشرا کا کریگی تو مضارب اول مال کا ضامن ہوجائیگا
اگر رب المال کے حکم سے زید مضارب نے عمرو کو تہائی نفع پر مضارب کیا اور زید سے
رب المال نے کہدیا کہ جو کچھہ خدا نفع دیگا وہ ہم تم مین آدہوں آدہ ہے پس جو نفع ہوگا
اوسمین سے آدہا رب المال کا اور چھٹا حصہ زید مضارب اول کا اور تہائی عمرو مضارب
ثانی کا ہوگا اور اگر یون کہا تہا کہ جو کچھہ اللہ تعالی تجھکو نفع دیگا وہ ہم تم مین آدہوں آدہ

نصف، بے نصیب
نسبت

سے تو عمرو کو تہائی اور باقی دو تہائی اون دونوں یعنی رب المال اور مضارب
اول مین آدہون آدہ بٹ جائین گی - اور اگر رب المال نے زید سے یون کہا کہ جو تو
نفع پاوی وہ ہم تم مین آدہون آدہ ہوگا اور مضارب اوّل مضارب ثانی کو نصف نفع
پر مال دیوی تو آدہا نفع مضارب ثانی کو ملیگا اور آدہا ربّ المال اور مضارب اول مین
نصفا نصف بٹ جاویگا یعنی ہر ایک کو چوتہائی ملیگا - اور اگر رب المال نے مضارب
اول سے کہدیا کہ جو اللہ نفع دیوی اوسمین سے مین آدہا لونگا اور مضارب مال دوسرے
کو نصف نفع پر دی تو اس صورتمین نصف نفع مالک کو ملیگا اور نصف مضارب دوم کو
اور مضارب اول کو کچھہ نہ ملیگا - اور اگر پہلا مضارب دوسرے مضارب کے لئے دو تہائی
نفع شرط کرلے اور ربّ المال کا آدہا نفع بدستور ہی تو پہلا مضارب دوسرے کی واسطے
چہٹے حصہ کا ضامن ہوگا کیونکہ رب المال جب آدہا لے لیگا تو دوسرے مضارب کو
دو تہائی سے چہٹا حصہ کم پہنچیگا یہہ مقدار مضارب اول کو اپنی پاس سی دینی ہوگی
- اگر مضارب نفع مین تہائی رب المال کی اور تہائی اوسکی غلام کی اس شرط سی کہ غلام بھی
اوسکی ساتھہ کام کرے اور تہائی اپنی واسطے ٹھہرا دی تو درست ہی - رب المال یا مضارب
کے مرجانے سے اور رب المال کے مرتد ہوکر دار الحرب کو چلے جانے سے مضاربت
باطل ہوجاتی ہی - مالک کے برطرف کرنے سے مضارب معزول ہوجاتا ہی اگر اوسکو
برطرف کرنا معلوم ہوجاوی پس اگر معلوم ہوا برطرف کرنا اوس حالین کہ مال مضاربت
اسباب تہا تو مضارب اوسکو بیچکر نقد کرلے اور ثمن مین تصرف نہین کرے - اگر رب المال
اور مضارب دونو عقد مضاربت کو فسخ کردین اور مال مضاربت لوگون پر قرض
ہو اور نفع بھی ہو تو حاکم مضارب سی بزور قرضدارون پر تقاضا کراوے اور اگر نفع
اوس تجارت مین نہو تو تقاضا کا جبر اوسپر نہوگا بلکہ مضارب اپنی طرف سی تقاضا کرنیکا
ربّ المال کو وکیل کردی - دلال جبر کیا جاویگا تقاضا کرنے پر اور مبیع کی قیمت مشتری

سے لینے پر - جو مال مضاربت سے جاتا رہے وہ نفع سے لیا جاویگا اگر نفع سے بھی زیادہ جاتا رہا تو مضارب کو وہ دینا نہوگا - اگر نفع تقسیم ہوگیا اور عقد مضاربت باقی رہا پھر سب مال جاتا رہا یا بعض مال تو نفع جو دونوں نے بانٹ لیا ہے پھر سے جمع کرین اور اب رب المال اپنا مال پورا کرلے جو بچے اوسے دونو پھر بانٹ لین اور اگر وہ نفع اصل مال کو کفایت نہ کرے یعنی اصل مال کم رہے تو مضارب پر دینا نہ آویگا - اور اگر نفع بانٹ لیا اور مضاربت کو فسخ کردیا بعد اسکے ازسرنو عقد مضاربت کی اور اب مال کل یا بعض تلف ہوگیا تو پہلا نفع اسمین نہین لگایا جاویگا کیونکہ یہہ تو نیا عقد ہے ✤

فصل عقد مضاربت مالک کو بضاعت کے طور پر مال دیدینے سے نہین ٹوٹتا ہے یعنی اگر مضارب مال مالک کو دے یہہ کہکر کہ اسمین جو نفع ہو سب مجھکو دینا تو مضاربت نہ جاویگی - اگر مضارب سفر کو جائے تو اوسکا کھانا پینا پہننا سواری سب مال مضاربت کی صرف سے ہوگی - اور اگر شہر مین تجارت کریگا تو یہہ سب خرچ اپنے مال مین سے اوٹھائے جیسے خرچ بیماری و دوا وغیرہ شہر مین ہو خواہ سفر مین اپنے پاس سے کرے - اگر مضارب کو نفع ہوا تو مالک وہ خرچ وضع کرلے جو اصل مال سے مضارب کے صرف مین آیا پھر جو نفع رہے اوسے بانٹ لے کیونکہ اصل مال مقدم ہے - اگر مضارب کوئی چیز خرید کر نفع سے بیچے تو جو کچھہ اوسپر صرف ہوا ہے جیسے دُھلائی رنگائی ڈُہلائی وغیرہ سب لگالے اور یون کہے کہ اتنے کی خرید ہے اور یہہ صرف ہوا ہے اور یہ نفع لونگا اور جو کچھہ اپنی ذات پر صرف کیا ہے اوسکا اسمین حساب نہ لگائے - اگر ڈہلائی یا دُہلائی مضارب اپنے پاس سے دے اور اوس سے مالک نے کہدیا ہو کہ اپنی عقل کے موافق کام کرنا تو مضارب کا یہ سلوک اپنی طرف سے ہوگا مالک کے ذمہ یہہ خرچ نہ ٹھہریگا - اگر تھان کو مضارب نے سرخ رنگائی تو جسقدر قیمت رنگ کے سبب سے بڑھ جاویگی اوسیقدر کا شریک ہوگا اور مالک کی واسطے سفید تھان کی قیمت کا ذمہ دار نہوگا - اگر مضارب نے ہزار روپیہ

مالک سی آدہون آدہ نفع پر لئے پہر اُنسی کپڑا خرید کر دو ہزار کو بیچا اور اون دو ہزار سے غلام
خریدا اور غلام کی قیمت دینے سے پہلے وہ دو نو ہزار جاتی رہی تو بائع کو مضارب اور
مالک دونو ملکر ہزار روپیہ دین اور مالک ایکہزار اور دی کیونکہ ہزار نفع کے دونو کی
شرکت مین تھی اور ہزار صرف مالک کے تھے غرضکہ مالک پندرہ سو دی اور مضارب پانسو
اب غلام کی ایک چوتھائی تو مضارب کی ہی اور باقی تین حصے مال مضاربت کا رہیگا اور
اصل مال ڈہائی ہزار ہوا کیونکہ اس غلام پر مالک کے ڈہائی ہزار صرف ہوئی یعنی
پندرہ سو اب دیئی اور ایکہزار پہلے دی تھے اور اگر مضارب اس غلام کو مرابحت پر بیچے
تو نفع دو ہزار پر لے کیونکہ قیمت غلام کی تو دو ہی ہزار تھے - اگر مضارب نے
رب المال سے ایک غلام ہزار کو خریدا جو مالک نے پانسو کو مول لیا تھا تو مرابحت پر بیچنے
کے وقت مضارب کہی کہ پانسو کو پڑا ہی اسپر نفع لیتا ہون اگر مضارب کے پاس ہزار ہین
آدہون آدہ نفع پر اور ان ہزار سی ایک غلام خریدا جسکی قیمت دو ہزار ہی اور
اس غلام نے براہ خطا یعنی نادانستہ کسیکو مار ڈالا تو اس قتل کا خون بہا تین پاؤ مالک کے
ذمہ ہوگا اور ایک پاؤ مضارب کے ذمہ اور غلام مالک کی تین روز خدمت کرے اور
مضارب کی ایک روز کیونکہ اسی حساب سی عوض دیا ہی اور اسی حساب سی دونو کی
ملک مین ہی مضارب کے پاس ہزار ہین اور اون سے ایک غلام خریدا اور قیمت ادا
کرنیسی پہلی یہہ ہزار تلف ہوگی تو مالک کو دینی ہونگے اور اگر پہر جاتے رہین تو اور دینی ہونگی
اور اصل مال ٹہرینگے سب جسقدر دی ہین - اگر مضارب کے پاس دو ہزار ہون
اور رب المال سے کہے کہ تونے مجھکو ایکہزار دی ہین اور ایکہزار نفع کے ہین اور
رب المال کہے کہ مین نے تجھکو دو ہزار دئی ہین تو مضارب کا قول معتبر ہوگا - ایک
کے پاس ہزار ہین اور کہتا ہی کہ یہہ مضاربت کے ہین آدہون آدہ نفع پر اور اسی
ہزار نفع کے ملے ہین اور مالک کہے کہ یہہ سرمایہ تجارت کے ہین یعنی نفع مین تجھکو کچھ

شرکت نہین ہے تو مالک ہی کا قول معتبر ہے

کتاب الودیعۃ اسمین امانت سپرد کرنیکا بیان ہے۔ امانت سپرد کرنا اسکا نام ہے
کہ دوسرے کو اپنے مال پر قبضہ کرا دے تاکہ وہ مال کو بچائے رکھے اور اوس شخص کو امین کہتے
ہین اور جو مال اوسکے پاس چھوڑتے ہین وہ ودیعت کہلاتا ہے اور وہ اوسکے پاس
امانت رہتا ہے اوسکے جاتے رہنے سے وہ تاوان نہ دیگا امین کو اختیار ہے کہ امانت کی محافظت
خود کرے یا اپنے گھر والون کے پاس رکھدے پس اگر انکے سوا کسی اور کو سونپے گا تو درصورت
جاتے رہنے امانت کے ضامن ہوگا البتہ اگر آگ لگنے یا ڈوبنے کے خوف سے اپنے پڑوسی کو یا
دوسرے گھنے والے کو سونپ دیگا تو بروقت تلف ضامن نہو گا۔ اگر مالک نے امانت طلب
کی اور امین نے باوجود قدرت دینے کے نہ دی یا اپنے مال مین ملا لی کہ اوسکی پہچان نرہی
تو امین اوسکا ضامن ہوگا اور اگر امانت خود مل گئی بے اسکے ملانیکے تو اوس امانت
مین دونو شریک ہو جائینگے۔ اگر اس امانت مین سے کسیقدر اپنے خرچ مین لاوے
اور اوسکی جگہہ ویسیہی اور ملادے تو سب کا ضامن ہوگا اسلئے کہ اسنے اپنے مال کو مال امانت
مین خلط کر دیا۔ اگر امانت مین ایسی تعدی کرے کہ ضمان دینا آوے پھر وہ تعدی دور
ہو جائے تو ضمان بھی موقوف ہو جائیگا جیسے کسی اجنبی کو امانت سونپ دے پھر اوس سے
لیلے بخلاف عاریت لینے والے اور ٹھیکہ لینے والیکے کہ یہہ دونو اگر اس قسم کی تعدی کرین
تو باوجود جاتے رہنے تعدی کے ضمان انکو دینا ہوگا اور بخلاف اقرار کرنیکے بعد
انکار کے یعنی مالک کی طلب پر اگر انکار امانت کا کیا پھر گو اقرار کرلے مگر ہلاک کی صورت
مین ضمان دینا ہوگا۔ امین کو جائز ہے سفر کرنا ساتھ امانت کے اگر مالک نے منع نہ کیا ہو اور
خوف جاتے رہنے کا بھی نہو۔ اگر دو شخص ملکر امانت سونپین تو امین اونمین سے ایک کو
اوسکا حصہ نہ دے جبتک کہ دوسرا حاضر نہو اگر ایک شخص نے دو امینون کو ایسی امانت
سونپی جو تقسیم ہوسکتی ہے تو دونو کو چاہیے کہ آدہی آدہی تقسیم کرکے ہر ایک اپنی اپنی

حصہ کی محافظت کرتا اگر ایک اپنا حصہ دوسرے کو دیدیگا تو اوسکا ضامن ہوگا بخلاف اوس امانت
کے جو بٹ نہین سکتی کہ اوسمین ضامن نہوگا - اگر سونپنے والا امین سے کہی کہ اسکو اپنی کنبے والونکو
ندینا یا اوسکو اسی کوٹھری مین محفوظ رکھنا اور امین نے ایسی شخص کو سپرد کی جسکے دئے بدون
چارہ نہین جیسے بی بی یا نوکر یا اوس مکان کی کسی اور کوٹھری مین اوسکی محافظت کی اور
امانت ضائع ہوگئی تو ضامن نہوگا اور اگر بلے ضرورت دیدی یا کسی اور مکان مین حفاظت
کی تو ضامن ہوگا - غاصب کا امین درصورت تلف امانت کی ضامن ہوگا نہ امین کا امین
یعنی اگر کسی نے کسی کی چیز چھین کر امین کے سپرد کی اور وہ جاتی رہی تو امین کو دینی اوسکی
اور اگر عمرو نے زید کو امانت سونپی اور زید نے وہی امانت بکر کو تو بکر درصورت تلف
ضامن نہوگا - زید کے پاس ہزار ہین عمرو کہتا ہی کہ یہ میری امانت ہین اور بکر کہتا ہی کہ
میرے اور زید کہتا ہی کہ دونو کے نہین ہین اور قسم نہین کہاتا تو یہ ہزار بکر اور عمرو کے
ٹھہرینگے اور ایک ہزار زید کو اور دینے ہونگے اور بکر اور عمرو کو بھی آدھون آدہ لیوین کیونکہ ایک
نے ایک ایک ہزار کا دعوی کیا تھا اور دونون کے دعوی کے انکار پر اوسنے قسم نکھائی

کتاب العاریۃ

کتاب العاریۃ اسمین چیز کے مانگنے کا بیان ہی - عاریت کہتے ہین اپنی چیز کے
نفع کے مالک کر دینے کو بغیر عوض کے یعنی کسی شخص کو ایک چیز کے نفع کا مالک کر دینا
اور اوس سے کچھ عوض نہ لینا - ان الفاظ سے عاریت صحیح ہوجاتی ہی کچھ چیز مین نے
تجھکو عاریت دی یا زمین کا اناج مین نے تجھکو دیا یا اپنا کپڑا پہننے کو تجھکو دیا یا اپنی سواری
سوار ہونیکو تجھکو دی یا اپنا غلام تیری خدمت کو دیا یا میرا گھر تیری رہنے کو ہے
یا میرا گھر عمر بھر تیری رہنے کو ہے - عاریت دینے والا جب چاہے اپنی چیز پھیر لے
- اگر ہلاک ہوجائے بغیر تعدے کے تو مانگنے والا ضامن نہوگا - منگنی کی چیز کو کرایہ
دینا اور گرو دی رکھنا صحیح نہین ہی مثل امانت کے - اگر کرایہ دی اور جاتی رہی تو
ضمان دینا ہوگا - جسکے پاس منگنی ہے وہ دوسرے کو منگنی دیسکتا ہی ایسی چیز مین

کتاب العاریۃ اسمین چیز کے مانگنے کا بیان ہے

جو استعمال کرنیوالیکے بدلنے سے مختلف ہوں جیسی گھر کا رہنا یا غلام کی خدمت اور جو چیز مستعمل کے اختلاف سی مختلف ہو جائے جیسی گھوڑی کی سواری اوسکا دوسریکو عاریت دینا نہین صحیح ہے - اگر مالک عاریت کسی وقت خاص یا نفع خاص سے مقید کردے مثلاً کہدے کہ فلانے دن اس سے نفع لینا یا فلان کام مین لانا یا دونو کی قید کردی تو مانگنی والا اوس قید سی تجاوز نکرے اور اگر کوئی قید نہین ہے تو ہر نفع ہر وقت لیسکتا ہی - روپیہ اشرفی اور کیل کی چیز جیسی گیہون وغیرہ اور تول کی جیسی شہد روغن وغیرہ اور شمار کی جیسی انڈے اخروٹ وغیرہ کا عاریت دینا بمنزلہ قرض کے ہی کہ اوسکو خرچ کرکر اور دیدینا صحیح ہے اور اگر عاریت اشیاء مذکورہ بالا مین سے نہو تو بعینہ اوسیکو واپس کرنا چاہیے مثلاً اگر کپڑے یا ہتھیار ہون او نہین کا پہیر دینا ضرور ہوگا - مکان بنانے یا درخت لگانے کے واسطے زمین کا عاریت دینا صحیح ہی اور مالک کو پہیر لینے کا اختیار ہی اور مانگنی والے سے کہدے کہ اپنی عمارت اور درخت دور کردو اور اگر عاریت کا وقت مقرر نہ کیا تو تاوان کچہہ نہ دے لیکن اگر کسی وقت تک عاریت دی تھی اور اوس سے پہلی پہیر لینا چاہی تو جو کچہہ مکان وغیرہ اکھڑنے سے مانگنی والے کا نقصان ہوگا مالک کو دینا پڑیگا - اگر کہیتی کرنیکے لیئے زمین عاریت دی تو جب تک کہیتی کا وقت نہ آوی نہین پہیر سکتا خواہ وقت معین کیا ہو خواہ نکیا ہو جیسے کہ واپس کرنے مین جو خرچ پڑے وہ عاریت مین مانگنی والے کے ذمہ ہی اور امانت مین مالک کے ذمہ اور ٹھیکہ مین ٹہیکہ دینی والے کے ذمہ اور غصب مین چہیننی والے کے ذمہ اور گرو مین گرو رکہنی والے کے ذمہ - اگر مستعیر یعنی عاریت لینی والے نے عاریت کے جانور کو مالک کے اصطبل وغیرہ مین پہنچادیا یا غلام کو مالک کے گہر پہنچادیا تو مستعیر بری الذمہ ہوا بخلاف غاصب اور امین کے کہ ان دونون مین مالک کے سپرد کردینا ضرور ہی - اگر مستعیر نے اپنے غلام یا اپنی نوکر دربان وغیرہ کے ہاتھ یا مالک کے غلام یا نوکر کے ہاتھ بہیجدیا تو بری الذمہ

ہو جائیگا بخلاف اجنبی کی ہاتھ بھیجنے کے کہ اس صورتمین اگر ضائع ہو گی تو ضمان دینا ہو گا۔
جسکو زمین عاریت دی گئی ہو وہ عاریت نامہ مین واسطے اطمینان مالک کے لکھدے کہ تو نے
اپنی زمین مجھکو عاریت دی ٭

کتاب الہبۃ

اسمین ہبہ کا بیان

کتاب الہبۃ ہبہ اسکو کہتے ہین کہ آدمی اپنی چیز پر کسیکو مفت بلاعوض مالک کردے
جو چیز دیتا ہی اوسکو واہب کہتے ہین اور جسکو اوسکا مالک کرتا ہی اوسکو موہوب لہٗ کہتے ہین اور
جس چیز کو ہبہ کرتا ہی وہ موہوب کہلاتی ہی ۔ ہبہ اوسوقت درست ہی کہ واہب کی طرف
سے ایجاب ہو اور موہوب لہٗ اوسکو قبول کر کے قبضہ کرلے ۔ ہبہ کی ایجاب کے یہ الفاظ ہین
کہ واہب یون کہے مین نے ہبہ کیا یا دیڈالا یا مین نے یہ کھانا کھانے کے لیئے تجھی دیا
یا اوسکو تیرا ہی کر دیا یا یہ چیز عمر بھر کو تجھے دی یا ہبہ کی نیت سی یہ کہا کہ یہ سواری مینے
سوار ہونیکو تجھے دی یا یہ کپڑا تجھے پہنا دیا یا میرا گھر تیرے لیئے ہبہ ہی اوسمین رہیو
اور اگر یون کہیگا کہ میرا گھر رہنے کو ہبہ ہی یا ہبہ کا رہنا ہی تو ان دونو لفظون سے
ایجاب نہو گا ۔ ایجاب کے بعد درستی ہبہ کے لیئے موہوب لہٗ کا قبول کرنا چاہیئے ۔ اور
قبضہ اوسی مجلس مین بغیر حکم واہب کے صحیح ہی اور بعد مجلس کے حکم اوسکا ضرور ہی ۔ ہبہ کرنا
ایسی چیز کا چاہیئے جو واہب کے قبضہ مین تقسیم ہو کر آگئی ہو اور اگر مشترک چیز جو تقسیم نہین ہوسکتی
جیسے کنوان اور حمام وغیرہ مین سے کوئی حصہ ہبہ کرے تو درست ہی اور جو تقسیم ہوسکتی
ہے اوسمین سے کوئی حصہ ہبہ کرنا درست نہین ہان اگر مشترک کو تقسیم کر کے موہوب لہٗ
کے حوالہ کریگا تو درست ہوجاویگا مثلاً ایک مکان کئی شخصون مین مشترک ہی اور اونمین
سے ایک شخص نے اپنا حصہ بلاتقسیم ہبہ کر دیا تو درست نہو گا ہان اگر شرکا سی تقسیم
کر کے اپنا حصہ علحدہ کر لیا اور ہبہ کیا تو درست ہو گا ۔ اگر گیہون کے اندر آٹا
ہبہ کیا تو صحیح نہین گو اوسکو پیسکر حوالہ کرے ۔ اسیطرح تلون کے اندر کا تیل اور دودھ
کے اندر کا گھی ہبہ کرنا صحیح نہین ۔ جو چیز ہبہ کی ہی اگر وہ شی موہوب لہٗ ہی کے پاس ہے

تو بغیر قبضہ کے مالک ہو جائیگا دوسرا قبضہ ضرور نہین - اگر باپ اپنی بچہ کو ہبہ کرے تو فقط ایجاب سے ہبہ پورا ہو جائیگا یعنی باپ ہی کا قبضہ بچے کی طرف سے کافی ہے - اگر کوئی اجنبی بچہ کو کچھ دے تو اوسکے ولی یا ماکے قبضہ کرنیسے یا اجنبی کے جسکی گود مین وہ بچہ ہے ہبہ تمام ہوگا اور اگر لڑکا قبض کرنا جانتا ہو تو اوسکے قبض سے تمام ہو جائیگا - اگر دو آدمی ایک گھر کسی شخص کو ہبہ کردین تو صحیح ہے نہ برخلاف اسکا یعنی ایک آدمی دو کو ایک گھر دے بلا تفصیل حصص کے تو نہین صحیح کیونکہ قبضہ ہر ایک کا اپنے حصہ مشترک پر کامل نہین ہے - دس روپیونکو دو فقیرون پر تصدق کرنا اور ہبہ کرنا صحیح ہے دو تونگر پر نہین صحیح کیونکہ دو فقیرون کو دینا ایسا ہی جیسا خدا کو سب دیا کہ نیت خدا کی واسطے کی ہوتی ہے بخلاف تونگرون کے کہ اوسمین نیت اونہین کے دینے کی ہے اور ہبہ کرنا مشترک چیز کا بلا تعین درست نہین ہے

باب ہبہ کرکے پھیر لینے کے بیان مین - صحیح ہے دیکر پھیر لینا لیکن پھیرنے سے سات امر منع کرتے ہین جو دمع خزقہ سے سمجھے جاتے ہین دال سی تو وہ زیادتی مراد ہے جو موہوب چیز سے جدا نہو سکتی ہو جیسے زمین موہوبہ مین درخت لگانا یا مکان بنوانا یا جانور موہوب کا موٹا ہو جانا کہ اس صورتمین ہبہ نہ پھریگا اور میم سے مراد ہی مرنا ایک کا واہب اور موہوب لہ مین سے کہ اگر کوئی مرجاویگا تو ہبہ واپس نہوگا اور عین سے عوض مراد ہے جو ہبہ کے عوض مین واہب نے موہوب لہ سے لیا ہے - اگر موہوب لہ واہب سے کہے کہ ہبہ کے عوض یا مقابلہ مین کچھ مجھسے لیلے اور وہ لیلے تو اختیار موہوب کے پھیر لینے کا واہب کو نرہیگا اور اگر کوئی اجنبی جو موہوب لہ نہین ہے ہبہ کا بدلہ دیدے تو جائز ہے اور واہب کو اب بھی اختیار نرہیگا - اگر عوض دینے کی صورتمین آدھا موہوب کسی اور کا نکلا تو آدھا عوض پھیرلے - اور اگر عوض مین آدھا کسی اور کا نکلا تو واہب آدھا موہوب واپس نہین لے سکتا جب تک کہ موہوب لہ دوسرا نصف بھی نہ واپس کرے - اگر آدھی موہوب کا بدلہ پہنچ گیا تو باقی آدھی کا پھیر لینا صحیح ہے - اور خے سے

اوس سے کسی نے چھین لیا تو اوسکی مزدوری ساقط ہوجاویگی- گھر کا یا زمین کا مالک کرایہ دار
سے کرایہ روز وصول کرسکتا ہی اور اونٹ والا اپنے اونٹ کا کرایہ ہر منزل پر پہنچکر لیسکتا ہی
اور دہوبی درزی اپنے کام سی فراغت ہوکر اور نان بائی روٹی تنور سے نکالکر پس اگر
روٹی تنور سے نکالے اور وہ جلی ہو تو مزدوری اوسکی دینی ہوگی اور روٹی کا تاوان
اوسکی ذمہ نہین ہی اور باورچی شوربا نکالنی پر اور خشت ساز بعد تیار کرلنے اور کھڑا کرنے
اینٹ کی لیسکتی ہین- جسکے کام کا اثر معین شے مین قائم ہو جیسی رنگریز اور دہوبی کہ
اونکے رنگنے اور دہونے کا اثر یعنی رنگ اور سفید ہونا کپڑے مین موجود ہوتا ہے تو وہ
اپنی مزدوری کے بدلے مین اوس شی معین کو روک سکتا ہی پس اگر بعد روکنی کے وہ شے
تلف ہوگئی تو اوسکی قیمت دینی نہ آویگی اور مزدوری بھی نہ ملیگی- اور جسکے کام کا اثر
قائم نہو اوسکو اوس شی کا روکنا مزدوری کے واسطے نہین صحیح ہی جیسے بلہ دار اور ملاح
وغیرہ کہ انکو مزدوری کے لئے چیز کو روکنی کا اختیار نہین اگر مزدور سے ٹھہر گیا ہو کہ
کام وہ خود کرے تو وہ دوسرے شخص کو اپنی جگہ مزدور نہین کرسکتا اور اگر یہہ شرط
نہین ہے تو درست ہی- اگر ایک کو مزدور کیا اپنی گہر والون کے لانیکے واسطے اور بعض
اونمین مرگئے اور مزدور باقیون کو لے آیا تو اوسکو مزدوری حصہ رسدی ملیگی یعنی
مُردونکا حصہ کم ہوجائیگا- زید کو مزدور کیا عمرو کے پاس خط لیجاکر جواب لانے پر یا کھانا لیجانے
پر اور عمرو کے مرجانیکے سبب سے زید خط یا کھانا لوٹا لایا تو زید کو مزدوری نہین ملیگی •

باب اجارہ کی قسمون مین سے جو درست ہین اور جنمین خلاف ہی اونکا بیان- صحیح
ہے گہرون اور دوکانونکا کرایہ لینا بغیر بیان کرنے اوس کام کے جو اونمین کیا جاویگا
اور کرایہ دار کو اختیار ہی کہ جو کام چاہی اوسمین کرے مگر یہ کہ لوہار یا دہوبی یا آٹا پیسنے والے
کو اوسمین نرکہے کہ انکی رکہنے سے عمارت کو نقصان پہنچتا ہی- کہیتی کے واسطے زمین کا
کرایہ لینا صحیح ہے بشرطیکہ اوسمین جو شی بوویگا اوسی بیان کردے یا یون کہدے کہ جو چاہونگا

باب اجارہ کی قسمون کا جو درست ہین اور جنمین خلاف ہی اونکا بیان

ہوویگا - زمین کا ٹھیکہ عمارت بنانے اور درخت لگانیکے واسطے بھی صحیح ہے پس جب ٹھیکہ کی
مدت گذر جائے تو ٹھیکہ دار درخت اور عمارت کو اوکھیڑ لے اور زمین کو خالی کر دیدے لیکن اگر مالک
زمین اوس عمارت یا درخت کی وہ قیمت ادا کر دیجو اوکھڑنیکے بعد ملے اور آپ اوسکا مالک ہونا چاہے
تو اس صورتمین انکا اوکھیڑنا ضرور نہین یا عمارت و درخت کی رہنے دینے پر راضی ہوجاوی تو اب درخت
اور عمارت مستاجر یعنی ٹھیکہ والیکی ہونگے اور زمین موجر یعنی ٹھیکہ دینے والیکی اور ترکاری کا
اس صورتمین درخت کا سا حکم ہے - اگر کھیتی تیار نہین ہوئی ہی اور مدت ٹھیکہ کی پوری ہوگئی
تو ٹھیکہ کے نرخ پر پکنے تک کھیتی زمین مین رہنے دیجاویگی - چارپایہ کا ٹھیکہ واسطے سوار ہونیکے
اور لادنیکے درست ہی اور کپڑے کا واسطے پہننے کے پس اگر ٹھیکہ مین سوار یا پہننے والی کا
نام نہین لیا ہی تو دوسریکو بھی سوار کر سکتا ہی اور اگر سوار یا پہننے والیکو معین کر دیا پھر
دوسریکو سوار کیا یا پہنایا تو ہلاک ہونے پر ضمان دینا آویگا - اسیطرح حال ہی ہر چیز کا
جو استعمال کرنیوالیکے اختلاف سی مختلف ہوجاتی ہو - جو چیز ایسی نہین ہی اوسمین قید
لگانا باطل ہی جیسی قید کرے کہ گھر مین فلان شخص ھی رہی تو اوسکا کچھ اعتبار نہین
مستاجر جسکو چاہی رکھے - جانور کے ٹھیکہ مین اگر بوجھ کی قسم مقرر کر دی جیسی گیہون کی
کرایہ دار سوا
گون تو مستاجر کو ویسی ہی یا اوس سے ہلکی اور چیز کے لادنے کا اختیار ہی نہ زیادہ
نقصان کرنیوالی چیز کا جیسی نمک کہ یہ گیہون سے بھاری ہی - اگر سواری دوسریکو بیچھے
بٹھالنے سے مرگئی تو مستاجر کو نصف قیمت دینی ہوگی - اور اگر مقرر بوجھ سی زیادہ
کرنیکے سبب مرگئی تو جسقدر زیادہ کیا اوسی کے موافق قیمت ادا کرنی ہوگی - اگر
مارنے یا لگام کھینچنے یا زین اوتار لینے یا پالان باندھنے یا ایسی زین باندھنے سے
کہ اوس جیسی جانور پر نہ باندھتے ہون یا جو راہ ٹھہر گیا تھا اوسکو چھوڑ کر دوسرا اختیار
کرنے سے بشرطیکہ دو نو راہونمین فرق ہو یعنی دوسرا زیادہ یا سخت ہو یا جنگل کے
واسطے کرایہ کیے ہوئے جانور کو دریا مین لا ڈالنے سے ہلاک ہوجائے تو سب قیمت

دینی ہوگی اور اگر منزل مقصود کو پہنچا دیا تو جو کرایہ ٹھہرا تہا وہی دینا ہوگا - اگر گیہونکی کھیتی ٹھہری تھی اور ترکاری بوئی تو جو کچھہ ترکاری بونے سے زمین کا نقصان ہوا وہ دینا ہوگا اجرت لازم نہوگی - اگر کرتا سینے کو کہا تہا اور قبا سیدی تو کپڑیکی قیمت دینی ہوگی اور مالک اگر قبا کی سلائی دستور کے موافق دیکر قبا ہی لیلے تب بھی صحیح ہے ○

باب اجارۂ فاسد کے بیانمین - اجارہ فاسد ہوجاتا ہی اوس شرطسے جو عقد کے خلاف ہوا ور اس صورتمین اگر مزدور کام کریگا تو جیسا کام کریگا ویسی ہی مزدوری ملیگی مگر جو پہلے ٹھہری تہی اوس سے زیادہ نہوگی - اگر مکان کرایہ لیا روپیہ مہینے پر تو فقط ایک مہینے کے لئے صحیح ہے مگر یہہ کہ بیان کردی سب مہینون کو - جس مہینے کی ایک ساعت بھی رہیگا تو اوس مہینے کا کرایہ صحیح ہوجائیگا - اگر مکان ایک سال کے واسطے کرایہ لیا تو صحیح ہے گو ہر مہینے کا کرایہ مقرر نکرے - شروع مدت ٹہیکہ کی عقد کے وقت سے ہے پس اگر جسوقت چاند دیکہا اوسوقت عقد کیا تب تو مہینے در مہینے کا حساب رہیگا اور جو نہین تو دنونکا حساب رہیگا - پچہنے لگانے اور حمام مین نہلانے کی اجرت لینی درست ہی مگر مادہ پر نر کے ڈالنے کی مزدوری لینی درست نہین - اسیطرح اذان کہنے کی مزدوری اور حج کرنیکی مزدوری اور امامت کی مزدوری اور قرآن اور علم فقہ کے سکہلانیکی مزدوری ناجائز ہی مگر اس زمانہ مین فتوی اسپر ہے کہ قرآن سکہانیکی مزدوری صحیح ہے اِسلئے کہ لوگونکو مفت سکہانیکی توفیق نہین رہی - زمین مشاع کا اجارہ فاسد ہی یعنی آدہی یا تہائی غیر معین کو اجارہ دی تو فاسد ہی لیکن اگر شریک کو دے جسکے پاس باقی ہے تو درست ہے - دایہ کا نوکر رکہنا اجرت معلوم پر صحیح ہے اور کہانے پہننے پر رکہنا بہی صحیح ہے - دایہ کے خاوند کو اوسکی صحبت کرنیسے نہ منع کرے پس اگر دایہ حاملہ ہوجاوی یا بیمار ہوجاوی تو عقد اجارہ فسخ ہوجاویگا اور دایہ کو لڑکے کی خوراک کا درست کرنا لازم ہی پس اگر لڑکے کو بکریکا دودہ پلائیگی

باب اجارۂ فاسد کے بیان مین

عدم جواز اجرت اذان و امامت و حج و تعلیم فقہ

تو مزدوری نہ ملیگی - اگر سوت دیا کہ آدہی کا کپڑا بُن دے اور آدہا بنائی مین لے یا عزدور کیا کہ میرا اناج فلان جگہہ پہنچا دی اور اسمین سے سیر بہر لے لینا یا مجھکو ایسی آٹے کی روٹی آج ایکدرم کے بدلیمین پکا دے یہہ سب جائز نہین - اگر زمین ٹھیکہ مین لی اسمین شرط پر کہ اوسمین ہل جوتونگا اور کھیتی کرونگا یا اوسکو پانی دونگا اور کھیتی کرونگا تو صحیح ہے - پس اگر شرط کرے کہ زمین پہیرتے وقت پہر ہل جوتیو یا مکرر ہل جوتیو یا اُسمین نالیان کہود دیجیو یا کہات ڈالیو یا اجرت اوسکی ٹھیکہ کی یہہ مقرر کی کہ اس زمین کے عوض مین اپنی زمین مجھکو زراعت کیلئے دینا تو یہہ سب صورتین صحیح نہین جیسی اپنے گھر مین رہنے کے کرایہ کے عوض کرایہ دار کا گھر رہنے کو لے تو یہہ بہی درست نہین - اگر مزدور کیا اوس اناج کے اوٹہانے کے واسطے جو اُسکی اور مزدور کی شرکت مین ہے تو اوسکو مزدوری نہ ملیگی جیسی راہن کا مرتہن سے مرہون چیز کا کرایہ لینا یعنی زیدنے اپنا گھر عمرو کے پاس رہن رکھا پہر عمرو سے کرایہ کو لیلیا تو یہہ صحیح نہین ہے اور کرایہ عمرو کو نہین پہنچتا - اگر زمین ٹھیکہ مین لی اور یہ نہ بیان کیا کہ اُسمین کھیتی کرونگا یا کونسی چیز بوؤنگا پہر اوسمین کھیتی کی اور ٹھیکہ کا وقت گذر گیا تو جو اجرت ٹھہری تہی وہی دینی ہوگی - اگر سواری کو مکہ معظمہ تک کرایہ کیا اور یہ نہ مقرر کیا کہ کیا لادونگا پہر جیسا لوگ لادتے ہین موافق دستور کے اوسپر لادا اور سواری ہلاک ہو گئی تو قیمت کا ضامن نہوگا اور اگر اوسنے مکہ شریف تک پہنچا دیا تو جو ٹھہرا تہا وہ دینا ہوگا - اگر موجر اور مستاجر مین جھگڑا ہو زمین کے بونے یا جانور کے لادنے سے پہلے یون کہ مستاجر کسی چیز کو بونا یا لادنا چاہے اور موجر اور چیز کو یا کم لادے اور یہ دونو قاضی کے پاس جھگڑا لیجاوین تو قاضی عقد اجارہ توڑ دے تاکہ فساد دفع ہو جاوے

باب اجیر کے ضامن ہونیکے بیان مین - اجیر مشترک وہی جو کسی خاص شخص کا کام نکرے بلکہ جو چاہے اوس سے کام لے اور مستحق مزدوری کا نہین ہوتا جب تک وہ

کام کرندی جیسی رنگریز یا دھوبی اور اوسکے پاس امانت رہنا ہی یعنی ہلاک ہونی پر تاوان ندیگا۔ جو چیز اجیر کے کام سی تلف ہو جاوی جیسی کپڑا دھوبی کے کوٹنی سی پھٹ جاوی یا مزدور کے پھسلنی خواہ جس رسی مین بوجھ باندہا ہو اوسکے ٹوٹنی سے اسباب ٹوٹ جاوی یا ملاح کشتی کو کھینچ لیوے اور اسلیئی کشتی ڈوب جاوی تو جتنا مال کا نقصان ہوگا اوسکا تاوان ان صورتون مین لیا جاویگا مگر وہ آدمی کہ اوس کشتی کے ڈوبنی سے ضائع ہوگئی ہون اونکا تاوان نہین لیا جاویگا۔ پس اگر مزدور سے مٹکا جسکے اوٹھانیکی واسطی مزدور ہوا تہا راہ مین ٹوٹ جاوی تو مزدور اوسکی قیمت مالک کو وہان دیوے جہان سے مٹکا اوٹہایا تہا اور اس صورتمین مزدوری اوسکو نہ ملیگی یا وہان دی جہان ٹوٹا ہی اور مزدوری اوسقدر لے جتنی راہ طے کرچکا تہا۔ پچھنی لگانے والا اور فصد کہولنی والا جانورون خواہ انسانون کا اگر پچھنی لگانے خواہ نشتر مارنی مین معمولی جگہہ سے فرق نکرین تو تاوان ندینگے۔ خاص مزدور اپنی مزدوری کا مستحق ہو جاتا ہی جب کہ مدت اجارہ مین کام پر مستعد ہو جاوی خواہ اوس سی کام لیا جاوی یا نہ لیا جاوی جیسی کسیکو مدت معین تک کے واسطی یا بکریان چرانیکے واسطی نوکر رکھا اور یہہ مزدور تاوان ندی اوس چیز کا جو اوسکے پاس سے تلف ہو جاوی یا اوسکے کام کرنے سے جاتی رہی۔ صحیح ہی دوسری مزدوری مقرر کرنی دوسری قسم کے کام پر یا دوسرے وقت کی اعتبار سے پہلی شرط مین یعنی یہہ اجارہ دو مزدوریکا دو طرح کے خواہ دو وقتون کے کامون پر درست ہی مگر اجرت موافق شرط اول کے دینی آتی ہی مثلاً اگر درزی سے کہے کہ اگر اس کپڑیکی قبای فارسی سیئیگا تو ایک روپیہ اور اگر رومی قبا سیئیگا تو آٹھ آنی دونگا پس اگر موافق شرط اول کے یعنی فارسی سیئے تو ایک روپیہ مزدوری دے اور دوسری شرط کے موافق یعنی رومی سیئے تو جو اوسکی مزدوری کا دستور ہے وہ دینا ہوگا آٹھ آنے دینی ہونگے اسیطرح اگر یون کہا کہ اگر آج سیدیگا تو ایک روپیہ

اور کل رسید بگا تو آٹھ آنے تو اوسدن سیئے گا تو ایکروپیہ دینا ہوگا اور دوسرے روز سیئے گا
تو دستور کے موافق مزدوری دینی ہوگی نہ آٹھ آنے - ایسا ہی حال ہے دوکان اور حجرہ
مین مثلاً کہی کہ اگر دوکان مین درزی کو بٹھائیگا تو اوسکا کرایہ ایکروپیہ ہے اور اگر لوہار
کو بٹھائیگا تو دو روپے پس اگر پہلی شرط کے موافق درزی کو بٹھائیگا تو ایکروپیہ کرایہ ہوگا
اور اگر دوسری شرط کے موافق بٹھائیگا تو کرایۂ مثل یعنی دستور کے موافق لازم آویگا
نہ دو روپیہ - اسیطرح چارپایہ مین دوسری اجرت باعتبار مسافت کے یا بوجہ کے مقرر کرنی درست
ہے جیسی کہے کہ اگر مکہ تک لیجائے یا دس من لادے تو ایکروپیہ اور اگر طائف تک
لیجائے یا پانچ من لادے تو آٹھ آنے تو اگر پہلی شرط کے موافق کیا تو موافق ٹھہرے ہوئے
کے دینا ہوگا اور جو دوسری شرط کے موافق کیا تو موافق دستور کے دینا ہوگا
نہ جو ٹھہرا تھا - جس غلام کو خدمت کے واسطے حالت اقامت مین اجیر مقرر کیا اوسکو
سفر مین ساتھ لیجانا صحیح نہین ہے بغیر پہلے سے شرط کرنیکے اگر سفر کی شرط بھی کر لی تو لیجانا
درست ہے - مستاجر غلام ممنوع العمل کو اوسکی کار خدمت کی عوض مین جو اجرت دی وہ
اوس سے واپس نہ لے صورت اوسکی یہ ہے کہ زید نے ایک غلام جسکو مالک نے کام
سے منع کر دیا ہے اجیر کیا اور کام لیا اور مزدوری دیدی پہر ظاہر ہوا کہ وہ ممنوع العمل
تہا مالک کی طرف سے تو اب زید مزدوری پہیر نہین سکتا - زید نے ایک غلام عمرو سے
چہین لیا پہر اوس سے مزدوری کرا کر اوسکی کمائی کہا گیا تو واپس کرنا اس اُجرت کا
زید پر نہ آویگا - اگر غلام ممنوع کا مالک مزدوری جو اوسنے کی اوس غلام کے ہاتھ
مین موجود پاوے تو لے سکتا ہے - صحیح ہے غلام ممنوع کو اپنی مزدوری کا لے لینا یعنی
مستاجر اگر غلام کے حوالہ کر دے اور وہ قبضہ کر لے تو بری الذمہ ہو جاویگا
- اگر غلام کو دو مہینے کے واسطے اسطرح نوکر رکہا کہ ایک مہینا چار روپیہ پر اور ایک مہینا
پانچ پر تو صحیح ہے پہلے مہینے مین چار اور دوسرے مین پانچ لازم ہونگے پہلے مین پانچ دوسرے

مین جائز نہین ہو سکتے - اگر ایک غلام کے موجر اور مستاجر آپسمین اختلاف کرین مستاجر کہے
کہ تو نے جو غلام ٹھیکہ مین دیا تہا وہ بہاگ گیا یا بیمار ہو گیا اور موجر کہے کہ ایسا نہین ہوا تو
دیکہا جاویگا کہ اگر جھگڑے کے وقت واقع مین بہاگا ہوا ہی یا بیمار ہی تو مستاجر کا قول معتبر
ہوگا اور جو نہین تو قول موجر کا - کپڑے کے مالک کا قول معتبر ہوگا کرتے یا قبا کے سینے مین
اور سرخ یا زرد رنگنے مین اور مزدوری لازم ہونے یا نہونے مین صورت اخیرہ یہ ہی کہ مستاجر
کہے کہ یہہ کام تو نے اس کپڑے مین مفت کیا ہی اور اجیر کہے کہ اجرت کی عوض مین یہہ چیز
کیا ہی تو مالک کا قول معتبر ہوگا ؛

باب ۱۶ توڑنیکا بیان

باب ٹھیکہ توڑنے کے بیانمین - ایسے عیب کے سبب جو نفع لینے سے مانع ہو اور کرایہ
کے مکان کے خراب ہوجانے سے اور کہیتی کی زمین اور پن چکی کے پانی بند ہونے سے
اجارہ فسخ ہوجاتا ہی - اگر عاقدین مین سے ایک بہی مرجاوے درصورتیکہ اجارہ اپنی
ذات کے واسطے کیا ہو تو اجارہ فسخ ہوجاویگا اور اگر غیر کے واسطے عقد کیا تہا جیسے
وکیل اور وصی اور متولی وقف کا اجارہ کرتا ہی تو فسخ نہوگا - ٹوٹ جاتا ہی اجارہ
خیار شرط اور خیار رویت سے مثلا کہی کہ مجھکو تین روز تک اختیار ہی چاہون رہنی دون
چاہون توڑ ڈالون یا یہہ کہی کہ جب دیکہون تو مجھکو اجارہ توڑ ڈالنی کا اختیار ہی - اور اجارہ
عذر سے بہی فسخ ہوجاتا ہی اور عذر اوسکو کہتی ہین کہ مستاجر اجارہ کی تعمیل سے بدون
برداشت کرنے زیادہ نقصان کے جو عقد اجارہ سے اوسپر ضرور نہین عاجز ہو مثلاً
کسی نے درد کی جہت سے اپنی داڑہ نکلوانے کو دوسرے کو مزدور مقرر کیا پہر درد جاتا رہا
یا ولیمہ کا کہانا پکانیکے واسطے مقرر کیا پہر عورت نے اوس سے خلع کرلیا یا دوکان تجارت
کے واسطے کرایہ لی پہر مفلس ہوگیا یا دوکان کرایہ پر دی پہر اوسکے ذمہ قرض لازم
ہوگیا ظاہر مین یا اوسکے بیان سے یا اوسکے اقرار سے اور سوای اس دوکان کے
اور کچھہ مال اوسکا نہین یا جانور سفر کے لئے کرایہ کیا پہر ایسی کوئی بات نکل آئی کہ سفر

اوسکو نکرنا مصلحت ہو ان سب صورتون مین فسخ اجارہ کرسکتا ہی۔ اگر جانور کرایہ دینے والیکو کوئی ضرورت مانع سفر پیش آگئی تو وہ اجارہ نہین توڑ سکتا کیونکہ دوسریکو اپنی جگہ جانور کے ساتھہ بہیج سکتا ہے ٭

مسائل متفرقہ

مسائل متفرقہ اگر منگنی کی زمین یا ٹہیکہ مین لی ہوئی زمین کی کہیتی جلادی اور اوسکے سبب سے دوسریکی زمین کی کہیتی بہی جل گئی تو اوسپر تاوان نہین آویگا اگر ہوا نہو گی اور اگر جلانیکے وقت ہوا تہی تو تاوان دینا ہوگا۔ اگر درزی یا رنگریز اپنی دوکانمین کسیکو بٹہال لے تاکہ کام کردے اور نصف اجرت لی تو صحیح ہی۔ اگر اونٹ کرایہ کیا تاکہ مکہ تک اوسپر کجاوہ رکہے اور دو سواریان بٹہلادی تو صحیح ہی اور اوسکو اختیار ہی کہ ایسا کجاوہ رکہلے جو مروج ہو مگر اوس کجاوی کا دیکہہ لینا بہتر ہے تاکہ بہیر بلکہ انہو چہوٹی بڑی مین اور اگر توشہ کیلا دینکی لئی کرایہ کیا اور مقدار توشہ کی معین کردی تو اگر اوسمین سے کچہہ کہا گیا تو اوتنا ہی اور اوسکی عوض رکہہ سکتا ہی۔ صحیح ہی اجارہ کرنا اور اوسکا فسخ کرنا اور کہیتی کرنا اور سینچنے کا معاملہ کرنا اور مضاربت اور وکالت اور کفالت اور کسیکو وصی کرنا اور مال کی وصیت کرنا اور قاضی کرنا اور امیر کرنا اور طلاق دینا اور آزاد کرنا اور وقف کرنا کسی وقت کی طرف نسبت کرکر مثلا کہی کہ مین نے ٹہیکہ کیا مہینے شروع سے یا سال کے شروع سے وعلی ہذا القیاس دوسری چیزین۔ بیع اور بیع کی اجازت درصورت کسی اجنبی کی بیع کرنیکی اور فسخ کرنا بیع کا خیار شرط کے بعد اور قسمت اور شرکت اور ہبہ اور نکاح اور رجعت بعد طلاق اور صلح مال سے اور بری الذمہ کرنا قرض سے ان امور کو کسی اور وقت کیطرف مضاف کرنا نہین صحیح ہی مثلاً یون کہنا کہ کل سے مین بیع کرتا ہون یا کل کو اجازت دونگا وغیرہ ٭

کتاب المکاتب

اسمین مکاتب کا بیان ہے

کتاب المکاتب اسمین مکاتب کا بیان ہی۔ اور مکاتب وہ غلام ہی جس سے مالک نے اوسکے آزاد کرنیکے لئے کچہہ روپیہ ٹھہرالیا ہو کہ اتنا دیدے تو تو آزاد ہی۔ کتابت مین غلام تصرف پر قادر ہونیکی راہ سی تو فوراً اوسیوقت آزاد ہوجاتا ہی اور ذات کے اعتبار سے انجام کو آزاد ہوتا ہی جب کہ کتابت کا بدلہ ادا کردے۔ زید اگر اپنی

چھوٹے غلام کو جو عقد کو سمجھ سکتا ہی مال کے عوض مین بالفعل یا مدت ٹھہراکر یا قسطون کے ساتھہ مکاتب کری اور وہ قبول کرے تو صحیح ہی - اسیطرح اگر مالک یون کہے کہ مین نے تیرے ذمے ہزار کئے اونکو تو قسطونمین اداکردے جنمین سے اوّل قسط اتنی ہو اور آخر اتنی پس اگر تو اونکو اداکردیگا تب تو آزاد ہی اور نہین تو غلام تو وہ غلام مالک کے تصرف سے نکل جائیگا نہ اوسکی ملک سی یعنی غلام تجارت اور بیع اور شرا وغیرہ کرسکتا ہی اور روپیہ کماسکتا ہی - مالک اگر لونڈی مکاتبہ سے صحبت کرے یا اوسپر یا اوسکی لڑکے پر کوئی جنایت یعنی قصور کرے مثلا اوسکو مارڈالے یا ہاتھہ پانون توڑڈالے خواہ مکاتبہ کا مال تلف کردے تو ان صورتونمین مالک کو تاوان دینا آویگا - اگر زید اپنی مملوک کو مکاتب کرے عوض شراب یا سور یا قیمت اوس مملوک کی یا بدلیمین ایسی شے کی جو اوس مملوک کی ملک نہو یا عوض سو روپیہ کے اس شرط پر کہ مالک غلام مذکور کو کوئی غلام غیر معین یا لونڈی غیر معین واپس دے ان سب صورتونمین کتابت باطل ہوجائیگی پس اگر اداکردے غلام وہ شراب تو آزاد ہوجائیگا اور اپنی قیمت مالک کو کما دینی پڑیگی پس اگر قیمت غلام کی شرط سے کم ہوگی تو کم نہ لیجاویگی اور اگر زیادہ ہوگی تو زیادہ لیجاویگی - اگر ایک جانور کے بدلیمین مکاتب کیا اور اوسکی قسم مثلا اونٹ یا گھوڑا وغیرہ بیان کردی تو کتابت صحیح ہی گو وصف اوس جانور کا نہ بیان کیا جاوی - صحیح ہے مالک کافر کا غلام کافر کو مکاتب کرنا شراب کی بدلیمین اور انمین سے اگر ایک بھی ایمان لایا تو مالک کو قیمت شراب کی پہونچیگی اور شراب کے لینے سی بھی آزاد ہوجائیگا *

باب جن افعال کا مکاتب کو کرنا درست ہی اونکے بیانمین - مکاتب کو بیع اور شرا اور سفر درست ہی گو مالک نے شرط کردی ہو کہ شہر سے نہ نکلنا اور اپنی لونڈی کا نکاح کردینا اور اپنی غلام کو مکاتب کرنا پھر اگر مکاتب کے مکاتب نے بدل کتابت مکاتب اول کے آزاد ہونے سے پہلے اداکردیا تو اوسکی ولا مالک کو پہنچیگی اور نہین تو مکاتب

باب ان فعلون کا بیان جنکا مکاتب کو کرنا درست ہی

اول کو - مکاتب کو اپنا نکاح کرنا بے اذن مالک کے اور ہبہ کرنا اور تھوڑی چیز کے سوا تصدق کرنا اور کسی کا ضامن ہونا اور قرض دینا اور اپنے غلام کا آزاد کرنا گو مال کی عوض میں ہوا اور اپنی ذات کا بیچنا اور نکاح کر دینا اپنے غلام کا درست نہین - باپ اور وصی چھوٹے بچہ کے مملوک کے حق مین حکم مکاتب کا رکھتے مین یعنی جو امور مذکورہ سابق مکاتب نہین کرسکتا ہے وہ باپ اپنے بچہ کے مملوک سے اور وصی اپنے موصی کی اولاد صغیر کے مملوک سے بھی نہین کرسکتا - مضارب اور شریک کو امور مذکورہ مین سے کسیکا اختیار نہین ہے - اگر زید مکاتب اپنے باپ یا بیٹے کو خریدے تو وہ زید پر مکاتب ہوجائین گے یعنی کتابت اول مین داخل ہون گے اور مکاتب کے ساتھ آزاد ہوجائین گے اور اگر بھائی یا کسی اور رشتہ دار قریب کو خریدے تو مکاتب نہونگے - اگر مکاتب ایسی لونڈی کو خریدے جو اوسکی بی بی تھی غیر شخص کی مملوک اور اوس سے اولاد بھی تھی تو اگر لونڈیکو مع لڑکے کے خریدا تو لڑکا زید پر مکاتب ہوجائیگا اور لونڈیکو بیچنا صحیح نہوگا اور اگر بغیر لڑکے کی خریدی تو اوسکا بیچنا صحیح ہے - اگر مکاتب کی لونڈی مکاتب سے لڑکا جنے تو لڑکا مکاتب ہوجائیگا اور جو کمائی اوسکی ہوگی وہ باپ کو ملیگی - اگر مکاتب اپنی لونڈیکا اپنے غلام سے نکاح کر دے پھر دونو کو مکاتب کر دے اور اون سے لڑکا پیدا ہو تو لڑکا ماں کی کتابت مین داخل ہوکر مکاتب ہوجائیگا اور اوسکی کمائی ماں کو ملیگی - اگر مکاتب یا غلام ماذون نے مالک کی اجازت سے ایک عورت سے جو اپنی دانست مین اپنے آپ کو آزاد جانتی ہے نکاح کیا اور اوسکے اولاد ہوئی پھر معلوم ہوا کہ کسیکی لونڈی ہے تو وہ لڑکا اوسیکا غلام ٹھہریگا جسکی لونڈی ہے - اگر مکاتب یا ماذون ایک لونڈی خریدکر اوس سے صحبت کرین پھر وہ کسی اور کی نکلی یا خریدفاسد سے خریدی تھی اور صحبت کرنیکے بعد وہ واپس ہوگئی تو صحبت کی اجرت دونو مسئلہ مین مالک کے ذمہ محسوب ہوگی اور بے اجازت مالک کے نکاح کرکر صحبت کی ہوگی تو اوسمین جو تاوان صحبت کا دینا آویگا وہ مکاتب کی آزادی کے بعد اوس سے وصول کیا جائیگا ؛

فصل

فصل اگر مکاتب لونڈی کے مالک سے اولاد ہوئی تو مکاتب ہی رہیگی یعنی بدل کتابت
ادا کرکر آزاد ہوسکتی ہے اور اگر بدل کتابت ادا نہو تو ام ولد ٹھہریگی - اگر کوئی شخص اپنے
مدبر یا ام ولد کو مکاتب کرے تو صحیح ہے اور ام ولد تو مالک کے مرنے پر مفت بلا عوض آزاد
ہوجاویگی مگر مدبر دو ثلث اپنی قیمت کے وارثون کو کما دیگا اور اگر مالک فقیر ہوکر مرگیا
تو تمام بدل کتابت اوسکو کما دینا ہوگا - اگر کوئی اپنے مکاتب کو مدبر کردے تو یہ بھی صحیح ہے
پس اگر یہہ بدل کتابت ادا کردیگا تو آزاد ہو جائیگا ورنہ مدبر رہیگا اور اگر مالک اوسکا
فقیر مرے تو دو ثلث اپنی قیمت کے یا دو ثلث بدل کتابت کے کما دے - اگر مکاتب کو مالک
آزاد کردیگا تو آزاد ہو جائیگا اور بدل کتابت اوسکے ذمہ سے اوتر جائیگا اور اگر
ہزار روپیہ پر جو کسی وقت تک ادا ہونا ٹھہرے تھے مکاتب کیا تھا پھر اوس سے صلح
کرلی فی الحال پانسو دینے پر تب بھی صحیح ہے - اگر کوئی بیمار جسنے اپنے غلام کو دو ہزار کے
عوض ایک برس تک کی مدت مین ادا کرنے پر مکاتب کیا تھا مرجاوے اور غلام کی قیمت
ایک ہزار ہے اور وارثون نے بدل کتابت کو دیر مین دینا روا نہ رکھا تو غلام مذکور
دو تہائی بدل کتابت فی الحال ادا کرے اور باقی ایک تہائی سال بھر مین دیتا رہے یا اگر
عاجز ہو بدل کتابت سے تو غلامی مین رہے - اور اگر سال کے اندر ہزار دینے پر مکاتب
کیا تھا اور قیمت اوسکی دو ہزار ہے اور وارثون نے سال بھر کی دیر روا نہ رکھی
تو دو ثلث اپنی قیمت کے بالفعل ادا کردے یا غلامی مین رہے - اگر ایک آزاد نے کسی غلام کو اوسکی
مالک سے ہزار پر مکاتب کرایا اور بدل کتابت بھی ادا کردیا تو وہ غلام آزاد ہوگیا پھر اگر غلام
نے بعد اطلاع اپنے مکاتب ہونے کو جائز رکھا تو وہ مکاتب ہوگا یعنی جو مال آزاد شخص
نے اوسکے مالک کو دیا ہے وہ اوسکی ذمہ پر لازم ہوگا - اگر ایک شخص دو غلامون کو مکاتب
کرے جسمین ایک موجود اور ایک غائب ہے اور بدل کتابت کو غلام حاضر قبول کرلے تو صحیح ہے
اب ان دونو مین سے جو مال کتابت ادا کردیگا دونو آزاد ہوجاینگے اور جو ادا کردے

دوسرے سے اوسکا حصہ نہین لے سکتا اور بدل کتابت کا مواخذہ غائب سے کچھ نہین
ہوگا بلکہ مالک مال کا مواخذہ حاضر سے کری اور غائب کا عقد کو قبول کرنا لغو ہی یعنی اوسکے
قبول سے بدل کتابت اوسکے ذمہ لازم ہوگا - اگر ایک لونڈی اپنے اور اپنی دو بچوں کی
طرف سے جو چھوٹے ہون عقد کتابت کری تو صحیح ہی اب تینون مین سے جو مال ادا کردیگا
دوسرے سے نہین لے سکتا ۔

باب مشترک غلام کے مکاتب کرنیکے بیان مین - زید و عمرو ایک غلام مین شریک ہین
اونمین سے ایک نے مثلاً زید نے عمرو کو اجازت دیدی کہ میرے حصہ کو ہزار کے عوض
مکاتب کرکے بدل کتابت وصول کرلینا اور عمرو نے مکاتب کیا اور کچھ بدل کتابت وصول
کیا پھر وہ غلام ادا سے عاجز ہوگیا تو جو لیا ہی وہ عمرو کا ہی نہ زید کا - زید و عمرو کی
شرکت مین ایک لونڈی ہی اور دونو نے اوسی مکاتب کیا پھر زید نے اوس سے صحبت
کی اور بچہ جنی تو زید نے کہا کہ یہ میرا بچہ ہی پھر عمرو نے صحبت کی اور دوسرا
بچہ ہوا اور عمرو نے کہا کہ میرا ہی پھر لونڈی ادای بدل کتابت سے عاجز ہوگئی تو لونڈی
زید کی ام ولد ٹھہریگی اور زید عمرو کو آدہی قیمت لونڈی کی اور آدہا تاوان صحبت
کا ادا کرے اور عمرو زید کو سارا تاوان صحبت کا اور دوسرے لڑکے کی قیمت ادا
کرے اور یہ دوسرا لڑکا عمرو کا ٹھہریگا اور زید و عمرو مین سے جو کوئی صحبت کا
تاوان اوس لونڈی مکاتب کو دیدیگا تو درست ہوگا دوسرا شریک اوس سے مواخذہ
نہین کرسکتا مگر یہ حکم اوسکے عاجز ہونے سے پہلے کا ہی اور بعد عاجز ہونیکے تاوان
صحبت زید کو پہونچیگا نہ لونڈیکو - اور اگر عمرو نے اوس لونڈی مشترک کو زید کی صحبت
کے اور لڑکے کے دعوی کرنیکے بعد مدبر کردیا اور عمرو نے صحبت نہین کی ہے
پھر لونڈی ادای بدل سے عاجز ہوئی تو عمرو کا مدبر کرنا باطل ہی اور زید کی یہہ
لونڈی ام ولد ٹھہریگی اور زید عمرو کو نصف قیمت لونڈی کی اور نصف تاوان صحبت

کا ہوئی اور لڑکا زید کا ہوگا - اور اگر زید و عمرو مین سے کوئی اس لونڈی مکاتب کو آزاد
کردی اور وہ مالدار ہو پہر لونڈی ادای زر کتابت سی عاجز ہو تو آزاد کرنیوالا دوسری
شریک کو نصف قیمت لونڈی کی دی اور پہہ نصف اوس لونڈی سے وصول کری اور
اگر دوسرا شریک بھی آزاد کردی یا اوس لونڈی سے نصف قیمت کموا لے تو پہلی آزاد
کرنیوالے سے کچہہ نہین لیسکتا - اگر زید و عمرو مین ایک غلام مشترک ہی اور پہر زید
نے اوسکو مدبر کردیا اور عمرو نے اپنا حصہ حالت تو انگریمین آزاد کردیا تو زید عمرو
سے نصف قیمت لیسکتا ہی اور اگر عمرو کے آزاد کرنیکے بعد زید مدبر کرے تو کچہہ
نہین لیسکتا ہان غلام سے چاہی تو نصف قیمت کموا لے چاہی آزاد کر دے ٭

باب مکاتب کے مرنے اور بدل کتابت سی عاجز ہونے اور اوسکے مالک کے مرنیکے بیان مین - مکاتب اگر بدل کتابت کی ایک قسط کے ادا کرنیسے عاجز ہو جاوی اور
کہین سے اوسکا مال جلد ملنے کو ہو تو تین روز تک حاکم اوسکی عاجز ہونیکا حکم نکرے
اور اگر کوئی مال اوسکا نہین ہے تو حاکم اوسکو عاجز ٹھہراکر عقد کتابت فسخ کردے
یا مالک اوسکی رضامندی سے فسخ کردی اور اب اسپر غلامی کے سب احکام لوٹ آوینگے
اور جو مال اسکے پاس ہوگا وہ مالک کا ہوجاویگا - اگر مکاتب کچہہ مال چھوڑکر مرجاوی
تو عقد کتابت فسخ نہین ہوگا بلکہ بدل کتابت اوسکی مال سے ادا کیاجاویگا اور زندگی کے آخر
دنونمین اوسپر حکم آزادی کا کیا جاویگا یعنی موت آزادی کے بعد متصور ہوگی - اگر مکاتب
نے لڑکا چھوڑا جو ایام کتابت مین پیدا ہوا ہی اور کوئی مال بدل کتابت کی ادا کرنیکی
لئے نہو تو یہ لڑکا باپ کیطرح بدل کتابت کی قسطوں کے ادا کرنیمین کوشش کرے
پس اگر بدل ادا کردیگا تو یہ لڑکا بھی آزاد ہوگا اور اوسکا باپ بھی موت سی پہلے
آزاد ٹھہریگا - اگر مکاتب نے اپنا لڑکا چھوڑا جسکو خریدا تھا تو اس لڑکے کو بدل کتابت
بالفعل اکٹھا دینا ہوگا نہ قسطوں سے پس اگر ادا کردیا تو آزاد ہی اور نہین تو غلام

باب مکاتب کی عاجزی یا موت و مالک کی موت کا بیان

ہوجائیگا۔ اور اگر اس صورتمین کچہہ مال بھی چھوڑا تہا جو بدلِ کتابت کو کافی ہو تو یہ لڑکا اوسکا
وارث ہوگا کیونکہ جب لڑکے نے زرِ کتابت ادا کیا تو باپ آزاد ہوا اور یہہ لڑکا بہی اوسکا
تابع ہوا آزاد ہو نہین تو لڑکا باپ کا وارث ہوگا جسطرح کہ اگر باپ بیٹے دونو کو ساتھہ ہی مکاتب
کیا ہوتا اور باپ مرتا تو بیٹا وارث اوسکا ہوتا۔ اگر مکاتب آزاد عورت سی ایک بیٹا چھوڑے
اور اسقدر قرض اپنا اور ون پر چھوڑے جو بدلِ کتابت کو کافی ہو اور اس لڑکے
نے کوئی تقصیر کی جسکے تاوان کا قاضی نے اوسکی ماکے کنبے پر حکم کیا تو اوس حکم
سے یہ ثابت نہوگا کہ قاضی نے مکاتب کو ادای بدلِ کتابت سی عاجز ٹھہرایا کیونکہ مقتضای
کتابت یہی تہا کہ لڑکے کو ماکے کنبی مین ملا دین تاکہ باپ کیطرف سی بدلِ کتابت کے ادا
ہونے پر باپ سی لاحق ہوجائی۔ اور اگر بچہ کی ماباپ کے آزاد کرنیوالے اوسکی ولا مین جھگڑین
اور قاضی مان کے آزاد کرنیوالے کو ولا بچہ کی دلوا دی تو اس حکم سی مکاتب کا عاجز
ہونا ثابت ہوگا اسلئے کہ ماکے آزاد کرنیوالے کو ولا کا دلانا اسبات کی دلیل ہی کہ اسکا
باپ قابلیت اسکی نہین رکہتا کہ اپنے لڑکے کی ولا اپنے آزاد کرنیوالے کو پہنچا دے
اور یہہ قابلیت نرکہنا آزاد نہونیکے سبب سے ہوتا ہی اور آزاد نہونا بغیر بدلِ کتابت سے
عاجز ہونیکے نہین ہوسکتا اسلئے اس حکم سی اوسکا عاجز ہونا ثابت ہوگا۔ اگر مکاتب نے
زکوۃ وصدقہ وغیرہ کا مال لوگون سے لیکر مالک کو بدلِ کتابت مین دیا اور پہر عاجز ہوگیا
تو یہہ مال اب مالک کو درست ہوگا گو زکوۃ وصدقہ مالک کو خود لینا درست نہو اسکی
وجہ یہہ ہی کہ سبب ملک کا بدل گیا یعنی مکاتب تو اوس مال کا بطور صدقہ اور خیرات کے
مالک ہوا تہا اور مالک کو اپنے آزاد کرنیکے عوض مین ملا اگرچہ آزادی بعد کو ہوتی
۔ غلام اگر تقصیر کرے پہر اوسکو اوسکا مالک مکاتب کر دی اور اوسکی تقصیر کرنیکی
مالک کو اطلاع نہو پہر یہ مکاتب ادای زرِ کتابت سی عاجز ہو تو مالک اوس غلام کو اوس
شخص کے حوالہ کرے جسکا اوسنے نقصان کیا ہی یا اوسکے قصور کا تاوان سے

- اسیطرح اگر مکاتب تقصیر کرے اور ابہی تاوان دینے کا حکم نہوا ہو کہ عاجز ہوجاوے
ادای بدل کتابت سے تو اس صورتمین بھی نقصان والہ کو یا غلام پاجاویگا یا تاوان
پس اگر مکاتب پرحسکم تاوان دینے کا کیا جاوے پہر اوسکے بعد بدل کتابت سے عاجز ہو
تو یہہ تاوان اوسکے ذمہ بمنزلۂ قرض کے ہوگا کہ اوسمین غلام نہ گو بیچا جاویگا - اگر
مالک مرجاوے تو عقد کتابت فسخ نہوگا بلکہ مکاتب مالک کے وارثون کو بدل کتابت اپنی
قسطون سے ادا کرے اور اگر وارث اوسکو آزاد کردین تو آزاد ہوسکتا ہے بے بدل کے
اور اگر بعض وارث آزاد کردین تو اونکا آزاد کرنا جاری ہوگا *

کتاب الولاء یعنی ولا کا بیان

کتاب الولاء اسمین ولا کا بیان ہے - آزاد کیا ہوا مملوک اگر مرجاوے اور کوئی
وارث نچھوڑے تو اسکا ترکہ آزاد کرنیوالے کو پہنچتا ہے اور اوس ترکہ کو ولا کہتے ہین
ولا اوسکو ملیگی جسنے آزاد کیا ہو خواہ مدبر کرلنے یا مکاتب کرنے یا ام ولد کرنے یا قریب کے
مالک ہونے سے آزاد ہوا ہو مثلا زید نے اپنے کسی ذی رحم محرم کو خریدا اور بسبب قرابت
کے مالک ہوتے ہی وہ آزاد ہوگیا تو اوسکی ولا زید کو پہونچیگی اور شرط ولا کے نہ پہنچنے کی
لغو ہے یعنی اگر بروقت آزاد کرنیکے یہہ شرط کیجاوے کہ ولا آزاد کرنیوالیکو نملے تو یہہ شرط
لغو ٹھیریگی سایبہ جو عبارت کتب مین ہے اوسکے معنی آملنے جانے والے کے ہین یعنی
جو کسیکی قید مین نہو - اگر زید اپنی لونڈی ہندہ کو آزاد کرے جو اپنے خاوند سے کہ وہ
بہی غلام ہے حمل رکہتی ہو تو لونڈی کے بچہ کی ولا زید سے کبہی تجاوز نکریگی یعنی اوسکی
ماکے آزاد کرنیوالیکو ملیگی اگرچہ آزادی کے بعد چہہ مہینے سے کم مین جنے - اور اگر چہہ
زید۱۲
مہینے سے زیادہ مین جنے تب بہی بچہ کی ولا اوسکی ماکے مولیٰ کو ملیگی اگر اوس
زید۱۲
بچہ کا باپ آزاد نہو جاوے اور اگر وہ آزاد ہوگیا ہو تو اپنے آزاد کرنیوالیکی طرف ولا کو
کہینچ لیگا خلاصہ یہہ کہ آزادی سے چہہ مہینے کے اندر اگر لونڈی جنے تو بہر صورت
بچہ کی ولا اوسکی ماکے آزاد کرنیوالیکو ملیگی اور اگر چہہ مہینے سے زائد مین جنے

اور شبہہ ہو کہ آزاد ہونیکے وقت لونڈیکو حمل تہا یا نہ تہا تب بہی ولا ماکو پہنچیگی لیکن
اگر اوس بچہ کا باپ آزاد ہوجاوی تو وہ ولاء مذکور کو اپنے آزاد کرنیوالیکی طرف
کہینچ لیگا اسلیئے کہ باپ کی جانب قوی تر ہی - اگر ایک عجمی نے نکاح کیا ایک آزاد کی
ہوئی عورت سے پہر وہ جنی تو اس لڑکے کی ولا اوسکی ماکے آزاد کرنیوالیکو ملیگی گو اوس
عجمی نے کسی سے عقدِ مُوَالات کیا ہو کیونکہ ترکہ پانیمین مولے عتاقہ مقدم ہی مولی موالات
پر اور عقدِ موالات یہہ ہے کہ ایک شخص کافر ایک مسلمان کے ہاتہ پر اسلام لاوے اور
یہ عہد کرے کہ میرے بعد میری میراث تجہکو پہنچیگی اور عجمی کی قید اسواسطے ہی کہ اگر باپ
عربی ہوگا تو لڑکا منسوب ہوگا اپنے باپ کی قوم کی طرف نہ ماکی آزاد کرنیوالیکی طرف -
آزاد کرنیوالا میراث لینےمین مقدّم ہی ذوِی الاَرحام پر اور موخر ہی عصبہ نسبی سے پس
اگر آزاد کرنیوالا اوّل مرجاوی پہر اوسکے بعد آزاد کیا ہوا مرجاوی تو اس آزاد کئے ہوئے
کی میراث آزاد کرنیوالیکے اوس عصبہ کو پہنچیگی جو سب سے نزدیک ہی یعنی اوسکے سب وارثون
کو نہین ملیگی عورتونکو ولاءِ عتاقہ نہین ملتی مگر اوسکی جسکو اونہون نے خود آزاد کیا ہو
یا اُنکے آزاد کئے ہوئے نے آزاد کیا ہو اور اُنکے مکاتب کی اور مکاتب کے مکاتب کی
یعنی عورتین اپنے مورِث کی ترکہ مین سے ولا کا حصہ نہین لیسکتین مثلاً اگر کوئی شخص مرے
اور کچہہ ترکہ چہوڑے اور اوسکے ترکہ مین ولا کا مال بہی ہو اور وارث مرد اور
عورتین ہون تو عورتون کو ولا مین سے حصہ نملیگا اوسکے مالک فقط مرد ہونگے
ہان جسکو خود اونہون نے آزاد کیا ہو یا مکاتب کیا ہو یا اوس آزاد اور مکاتب نے
کسیکو آزاد اور مکاتب کیا ہو اوسکی ولا عورت کو ملیگی بخلاف مردون کے کہ وہ
مورث کی ولا مین سے بہی وارث ہوتے ہین *

فصل ایک شخص ایک کے ہاتہ پر اسلام لایا یعنی اوسکی رہنمونی سے مسلمان ہوا
اس شرط پر کہ نومسلم کے مرنیکے بعد اوسکے مال کا وارث وہ شخص ہادی ہوا ور

اگر وہ نومسلم کسی کا کچھ نقصان کری تو اوس نقصان کا تاوان بہی وہی ہادی دیوی یا ہادی سکے ہو کسی غیر سے یہ معاملہ کرلے تو درست ہی غرض جس سے اسطرح کا عقد کریگا اوسکو مولی الموالات کہتے ہین بعد اس عقد کے اگر نومسلم جنایت کریگا تو تاوان مولے کو دینا ہوگا اور اگر مرجاویگا اور اوسکا کوئی وارث نہوگا تو میراث بہی اوسیکو ملیگی اور مولی الموالات میراث لینے مین ذوی الارحام کے بعد ہی یعنی میت کی ذوی الارحام مین سی بھی اگر کوئی نہوگا تب اوسکو ترکہ پہنچیگا - جائز ہی اس نومسلم کو کہ ایک مولی الموالات سے اوسکی سامنے عقد موالات فسخ کرکر دوسرے سی منعقد کرے جبتک کہ اس پہلے نے اوسکی بدلی تاوان قصور ندیا ہو اور اگر اوسکے عوض کچھ ڈنڈ بہر چکا ہو تو عقد موالات کا توڑنا درست نہوگا - آزاد کئی ہوئے غلام کو درست نہین ہے کہ کسی سے عقد موالات کری کیونکہ مولیٰ اوسکا وہی آزاد کرنیوالا ہوگا نہ دوسرا - اگر عورت کسی سے عقد موالات کری اور پہر جنے تو اوسکا لڑکا بھی ماکے تابع ہوگا اس عقد مین یعنی لڑکے کا مولی الموالات بھی وہی ہوگا جو اوسکی ماکا ہے واللہ اعلم

کتاب الاکراہ اسمین کسی سے زبردستی کام لینے کا بیان ہے - اکراہ اوس کام کو کہتے ہین جسکو آدمی دوسری کے سبب سے کرے تو ظاہر ہی کہ وہ خود اوس کام پر راضی نہین اور زبردستی مین دو شرطین ہین اوّل یہہ کہ زبردستی کرنیوالا مثلا خواہ بادشاہ ہو یا چور جس چیز سی کہ ڈراتا ہو اوسکے کرنے پر قادر ہو مثلا مار ڈالنے سی اگر ڈراتا ہو تو یہ شرط ہی کہ مار ڈالنا اوسکے قابو مین ہو دوسری شرط یہ ہی کہ جسپر زبردستی ہو وہ اوس شئے کے وقوع ہونے سے ڈری اب اسکی احکام بیان کئی جاتے ہین اگر کسی کو دوسرے نے ڈرایا کہ تو یہ چیز بیچڈال یا مول لے یا اقرار کرلے یا اجارہ دیدے ورنہ مین تجھکو مار ڈالونگا یا سخت مار مارونگا یا بہت دنون قید کردونگا اور اوسنی ڈرکر اختیار کرلیا تو بعد اسکے اوسکو اختیار ہی چاہی اوس بیع کو رکھے چاہی توڑدی

کتاب الاکراہ اسمین کسی سے زبردستی کام لینے کا بیان ہے

اور اس بیع سے ملک اوسوقت ثابت ہوگی جسوقت مبیع پر قبضہ ہوجائیگا قبضہ سے پہلے ملک نہوگی
کیونکہ زبردستی کی وجہ سے بیع مین فساد آگیا ہے - قیمت اپنی خوشی سے لیلینا بیع کی اجازت
ہے جسطرح مبیع کا اپنی خوشی سے دیدینا اجازت ہے یعنی اس صورت مین حکم زبردستی کا
نہ کیا جائیگا - اگر مشتری سے اپنی رغبت سے کوئی چیز مول لی مگر بائع نے کسی کی زبردستی
سے وہ فروخت کی اور وہ شے مشتری کے پاس جاتی رہی تو مشتری کو اوسکا دام نرخ
بازار بائع کے حوالہ کرنا چاہیئے اور بائع کو یہہ بھی اختیار ہے کہ جسنے اوسپر زبردستی
کی ہو اوس سے چیز کا تاوان لے مشتری سے دام نہ لے - اگر سوٗر کا گوشت یا مردار کھانے
یا خون یا شراب پینے پر کوئی زبردستی کرے یعنی باندہنے یا پیٹنے یا قید کرنے سے ڈراوے تو
ان چیزونکا کھانا پینا حلال نہوگا اور اگر مار ڈالنے یا کسی عضو کے کاٹ ڈالنے سے ڈراوے
تو انکا کھانا پینا حلال ہوجائیگا بلکہ اگر نکھاویگا اور اپنے قتل پر یا عضو کے کٹنے پر
صبر کریگا تو گنہگار ہوگا - اگر کفر کرنے یا مسلمان کا مال ضائع کرنے پر کوئی قتل کرنے
یا عضو کے کاٹ ڈالنے سے ڈراوے تو ان کامون کے کرنیکی رخصت ہے اور اگر صبر کرے
اور یہہ کام نکرے تو ثواب دیا جائیگا اور سوا رخوف قتل اور عضو کٹنے کے اور باتون
سے کفر کرنا اور مسلمان کا مال ضائع کرنا درست نہین - اور جس کا مال تلف ہو وہ
اوس سے لیسکتا ہے جسنے تلف پر زبردستی کی ہو - اگر زید نے عمرو کو دبایا کہ بکر کو
مار ڈال ورنہ مین تجھکو جان سے مار دیتا ہون تو عمرو کو بکر کے مار ڈالنے کی اجازت
نہین اگر مار ڈالے گا تو گنہگار ہوگا مگر قصاص اس سے نہین لیا جاویگا بلکہ فقط زید سے
لیا جاویگا - اگر زید پر کسی نے زبردستی کی لونڈی کے آزاد کرنے یا بی بی کے طلاق
دینے پر اور اوسنے ایسا کیا تو آزادی اور طلاق واقع ہوجائیگی اب زید اپنی زبردستی کرنیوالے
سے قیمت لونڈی کی اور نصف مہر بی بی کا لے اگر بغیر صحبت کئے طلاق دی ہے اور
اگر اکراہ کیا جاویگا مرتد ہونے پر تو بی بی اسکی بائن نہوگی ٭

کتاب الحجر یعنی تصرف سے روکنی کا بیان

کتاب الحجر یعنی تصرف سے روکنی کا بیان ہی - حجر اسکو کہتے ہین کہ بچہ ہونے یا غلام ہونے یا دیوانہ ہونے کے باعث قول کے تصرف سے شرعًا روکدیا جاوے اور فعل مین روک نہو یعنی اگر ایسا شخص وہ امر کرے جو قول پر منحصر ہی تب تو ناجائز ہو جیسے معاملات مین اور اگر ایسی بات کرے جو کرنے سے متعلق ہی تو وہ ممنوع نہو مثلاً کسی کا نقصان کردے تو اوسکا تاوان دینا پڑیگا - صحیح نہین ہی تصرف بچہ اور غلام کا بلے اذن ولی یا مالک کے اور نہ تصرف مجنون کا کسی حال مین نہ اذن سے نہ بغیر اذن کے - اگر عقد کرے انمین سے کوئی اور اوسکو عقد کی سمجھ بھی ہو تو ولی کو اختیار ہی چاہے عقد کو رہنے دے چاہے فسخ کرے - اور اگر یہ تلف کر دین گے کوئی شئے تو اوسکے ضامن ہونگے - اقرار کرنا بچہ اور دیوانہ کا معتبر نہین ہی غلام کا اقرار غلام کے حق مین معتبر ہے نہ مالک کے حق مین یعنی اگر غلام کسی مال کا اپنے ذمہ پر اقرار کرے تو اوس مال کا ادا کرنا اوسکے ذمہ پر بعد آزادی کے لازم ہوجائیگا کیونکہ اُسوقت اُسکا مال ملک مالک ہی بعد آزادی کے اوسکا خود کا ہوگا اور اگر اقرار کریگا حد کا یا قصاص کا اپنے ذمہ پر تو اوسیوقت جاری کیجاویگی بیوقوفی تصرف کی مانع نہین - پس اگر بالغ ہو بیوقوف اوسکو اوسکا مال نہ دیا جاوے جبتک کہ پچیس (۲۵) برس کا نہولے اور جو بیع و شرا اس عرصہ مین کریگا وہ درست ہوگی جب پچیس (۲۵) برس کو پہنچ جاوے تب مال حوالہ کر دیا جاوے گو خراب کرے - اور بدکاری اور کاروبار سے غفلت کرنی بھی مانع تصرف نہین - اگر قرضخواہ ایسے شخص سے اپنا قرض مانگین تو قید کیا جاوے تا کہ اپنا مال قرض مین بیچے پس اگر اوسپر قرض بھی روپیہ ہو اور اوسکا مال بھی روپئے ہون تو قرض بدون اوسکی اجازت کے اوسکے روپیون سے ادا کر دیا جاوے اور اگر اوسکی ذمہ قرض اشرفیان ہین اور مال روپیہ ہو یا قرض روپیے ہین اور مال اشرفیان ہون تو ان روپیون اشرفیون کو بیچکر قرض ادا کر دیا جاوے اور اسباب اور زمین وغیرہ اوسکی بے اجازت قرض کے واسطے نہ بیچی جاوین لیکن قید کیا جاویگا تاکہ خود بیچ کے

۔مفلسی بھی مانع تصرف نہین پس اگر کوئی چیز خریدی اور مفلس ہوگیا تو بھی وہ لا قیمت کے لینے مین اور قرضخواہون کے برابر ہے یعنی وہ چیز بکر سب کو حصہ رسد دام ملینگے یہہ نہین کہ فقط بائع ہی کو وہ شے ملجاوے ۔

فصل

فصل بالغ ہونا لڑکے کا ان امور سے ثابت ہوتا ہے یا احتلام ہو یا کسی عورت کو حاملہ کرنے سے یا انزال سے پس اگر یہہ کوئی بات نہین ہے تو پوری اٹھارہ برس کی عمر مین بالغ ٹھہریگا۔ اور عورت کا بالغ ہونا ان باتون سے ثابت ہوتا ہے یا حیض کے آنے یا حاملہ ہونے یا انزال سے اور اگر یہ باتین نہون تو جب پوری سترہ برس کی ہوجاوے۔ اور لڑکا لڑکی دونوکے بالغ ہونے پر پندرہ برس کی عمر مین فتوی دیا گیا ہے ۔کم سے کم عمر بالغ ہونیکی صغیر کے حق مین بارہ برس ہین اور صغیرہ کے حق مین نو برس پس اگر قریب البلوغ ہوگئے صغیر اور صغیرہ اور بولے کہ ہم بالغ ہوگئے تو اونکا کہنا معتبر ہوگا اور حکم اونکا بالغون کا سا ہوجائیگا ۔

کتاب الماذون اسمین اذن دئے ہوئے کا بیان ہے ۔اذن روک کی دور کرنے اور اپنی منع کے حق کو ساقط کرنیکو کہتے ہین اور اذن کسی وقت معین اور خاص کام مین منحصر نہین رہتا گو مالک نے کسی خاص تجارت کا اذن دیا ہو۔ مالک اگر اپنے غلام کو خرید و فروخت کرتے دیکھکر چپ ہورہے تو اذن ثابت ہوجاتا ہے پس اگر مالک اسکو اذن عام دیدے کسی خاص چیز مجہول لینے کا تو غلام کو درست ہے خرید نا بیچنا خرید و فروخت کے واسطے وکیل کرنا گرو رکھدینا گرو رکھ لینا ٹھیکہ لینا مضاربت کرنا اپنی ذات یا اسباب کو ٹھیکہ مین دینا قرض یا غصب یا امانت کا اقرار کرنا مگر نکاح کرنا اپنا یا اپنے غلام کا اور مکاتب کرنا اور آزاد کرنا اور قرض دینا اور ہبہ کرنا صحیح نہوگا لیکن ماذون کو درست ہے کہ تھوڑا سا کہانا تحفہ کے طور پر کسیکو بھیجدے یا جو اوسکو کہلا دے اوسکی دعوت کردے یا عیب کے سبب چیز کا دام کم کر دے۔ ماذون کے ذمہ پڑا اگر قرض ہوجاوے تو وہ

کتاب الماذون اسمین اذن دئے ہوئے کا بیان ہے

اوسکی ذات سی متعلق ہوگا یعنی اگر مالک اوسکی طرف سی نہ دی تو قرض کے عوض مین
فروخت ہوگا اور سب قرضخواہونکو حصہ رسد بٹ جاویگا اور اگر پہر بھی کچہ باقی رہیگا
تو آزاد ہونیکے بعد باقی کا مطالبہ اوس سے رہیگا ماذون کا تصرف مالک کے روکنے
سی رک جائیگا بشرطیکہ اکثر بازار والے اوسکو روکدینے سے مطلع ہوجاوین اور اگر مالک
مرجاوی یا دیوانہ ہوجاوی یا دین سے پہر کر دار الحرب مین چلاجاوی یا خود غلام ماذون
بہاگجاوی تب بھی تصرف سے روکدیا جاویگا اور مالک اگر ماذون لونڈی کو ام ولد بنالی
تو تصرف سی رک جاویگی لیکن اگر مالک غلام ماذون کو مدبر کردی تو اذن مین نقصان نہوگا اور
ام ولد بنانے اور مدبر کرنے سے مالک کو اونکی قیمت قرضخواہون کو دینی ہوگی
اسلئے کہ ان دونو کی بیع ناجائز ہی تو قرضخواہ اپنے قرضہ مین اونکو بیچ نسکینگے اسلئے
مالک کے ذمہ اونکی قیمت دینی آویگی - اگر غلام ماذون بعد روکدینے کے اقرار کردی
کہ میرے پاس جو کچہ ہی وہ دوسرے شخص کا ہی تو یہہ اقرار درست ہی - اگر ماذون
کے پاس کا مال مع اوسکی قیمت کے اوسکی ذمہ کے قرض کو کافی نہو تو مالک اوسکی
پاس کے مال کا مالک نہوگا اس سے یہہ نکلا کہ اگر غلام ماذون کے پاس کوئی غلام ہو
اور مالک اوسکو آزاد کردیگا تو یہہ آزاد کرنا درست نہوگا ہان اگر قرض اوسکی
قیمت اور مال سی کم ہوگا تو آزاد کردینا اوسکی غلام کا درست ہوگا - غلام ماذون
جو قرضدار ہو وہ اگر مالک کے ہاتہہ کچہہ بیچی تو بیع جبھی درست ہوگی کہ وہ قیمت مثل
سے لے یعنی کم دام پر نہ بیچی اسیطرح مالک اگر اوسکی ہاتہہ کوئی چیز قیمت مثل یا کم دام
پر بیچی تو درست ہی زیادہ پر بیچنا درست نہین اسلئے کہ قرضخواہونکی حق تلفی ہوگی
- اگر مالک غلام ماذون قرضدار کی ہاتہ کچہہ بیع کری اور قیمت لینے سے پیشتر مبیع کو اوسکی حوالہ کردی
تو اب قیمت اوسکی جاتی رہی اسلئی کہ جب مبیع اپنی غلام کو دیدی تو ثمن اوسکے ذمہ
قرض ہوگیا اور غلام مالک کا قرضدار ہو یہہ ہو نہین سکتا ہان مبیع کو اگر مالک ثمن لینی کو رکہ

روک رکھی تو درست ہے۔ اگر غلام ماذون قرضدار کو مالک آزاد کردے تو درست ہی مگر
اس صورتمین غلام مذکور کی قیمت قرضخواہون کو دینی ہوگی اور اگر مالک قیمت بہی قرضخواہونکو
دیدے اور پہر بہی قرض باقی رہی تو بقیہ کا مطالبہ غلام مذکور سے ہوگا۔ اگر ماذون قرضدار
کو مالک فروخت کر دی اور مشتری اوسکو قرضخواہون سے چہپا دی اور انکی حوالہ نکرے
تو قرضخواہ اوسکی قیمت مالک سے بہر لین گے پہر اگر غلام مذکور مالک کے پاس بہر کر آ دی
تو مالک نے جو کچہہ قرضخواہون کو دیا ہوا اون سے پہیر لے اور اونکا قرض غلام مذکور سے
متعلق رہیگا غلام کو اونکی حوالہ کر دی کہ اگر قرضخواہ چاہین تو مشتری سے غلام کی قیمت بہر لین
جسنے اوسکو چہپا دیا ہویا اس بیع کو جائز رکہین اور اوسکا دام مشتری مذکور سے لیلین
- اگر مالک غلام مذکور کو فروخت کر دی اور مشتری سے مالک کہدی کہ اسکی ذمہ قرض
ہی تو قرضخواہون کو اختیار ہی کہ اس بیع کو توڑ ڈالین اور اگر مشتری بیع کے بعد
چلا جاوی تو وہ قرضخواہون کا مدعا علیہ نرہیگا یعنی قرضخواہ اوس سے مواخذہ نہ کرین
بلکہ بائع کو جب پاوین مواخذہ کرین- اگر ایک غلام نے کسی شہر مین آکر کہا کہ مین زید کا
غلام ہون اور خرید و فروخت کی تو اوسپر تجارت مین کی ہر چیز کا مواخذہ لازم ہوجاویگا
اور یہہ غلام سوداگرون کے قرضہ مین فروخت نہوگا جبتک کہ اوسکا مالک نہ آوی
اور اوسکے اذن دینی کا اقرار نکرے پس اگر زید آکر اوسکو تجارت کی اجازت دینی کا
مقرر ہوگا تب تو وہ قرض مین فروخت ہوگا ورنہ نہوگا- اگر لڑکے یا کم سمجہہ شخص کو جو
خرید و فروخت کو سمجہتی ہون اونکا ولی خرید و فروخت کی اجازت دیدی تو اونکا حکم
خرید و فروخت مین غلام ماذون کا سا ہی

کتاب الغصب اسمین غصب یعنی کسی چیز کو چہین لینے کا بیان ہے - غصب اوسکو کہتے
ہین کہ ایک شخص جو اپنی چیز پر تصرف برحق طور پر رکہتا ہی اوسکو دوسرا شخص اپنی تصرف
ناحق سے دور کر دی مثلاً کسی کا غلام چہین کر اوس سے اپنی خدمت کرا وی یا جانور

چھین کر اوسپر لشتا بوجہ لادے تو یہہ غصب مین داخل ہی اور اگر مالک فرش پر بیٹھا ہوا ہو اور کوئی جا بیٹھے تو یہ غصب نہین اسلیئے کہ اسمین مالک کے تصرف کو دور نہین کیا۔ جس چیز کو غصب سے لے لیا ہو اوسکے احکام یہ ہین اگر وہ چیز بعینہٖ غاصب یعنی چھیننے والیکے پاس موجود ہو تو واجب ہے کہ اوسکو جس جگہ مین چھینا ہو اوسی جگہ مالک کو پھیر دی اور اگر چھینی ہوئی چیز غاصب کے پاس سے جاتی رہی ہو تو اوسکی دو صورتین ہین ایک یہ کہ وہ چیز مثلی تھی تو اوس جیسی اور چیز دیدیوی اور اگر اوس چیز کا مثل اوس وقت نہ پایا جاتا ہو تو اوسکا دام جھگڑے کے دن جو کچھ ہو وہ مدعی کے حوالہ کری دوسری یہہ کہ چیز مذکور قیمت کی چیز و نہین ہے ہو تو اس صورتین اوسکا دام وہ دینا ہوگا جو چھیننے کے روز کا ہو۔ اگر غاصب نے دعوی کیا کہ وہ چیز جاتی رہی (یعنی جیسے جل گئی یا پھٹ گئی وغیرہ) تو قاضی اوسکو اتنے دنون کو قید رکھے کہ یقیناً جان لے کہ اگر اوسکی پاس ہوتی تو اس اثنا مین ضرور ظاہر کر دیتا پھر اوسپر حکم کر دی کہ اوس شے کا عوض حوالہ کر۔ اور غصب مال منقول مین ہوا کرتا ہی پس اگر زمین کو غصب کیا اور وہ غاصب کے پاس سے جاتی رہی تو اوسکا تاوان نہ دیگا ہان اگر مکان مغصوب اسکے رہنے کے باعث یا زمین اسکی زراعت کرنے سے ناقص ہوجاویگی تو جسقدر نقصان ہوگا وہ غاصب کے ذمہ پڑیگا جیسا منقول چیز کا حال ہی کہ اگر غاصب کے استعمال کرنیسے اوسمین کچھ نقصان آجاویگا تو وہ غاصب کو دینا پڑیگا۔ اگر زمین مغصوب کا غلہ اور محصول غاصب نے لیا ہو تو اوسکو خیرات کر دی اور یہی حال ہے اوس نفع کا جو غاصب شے مغصوب مین تصرف کرنیسے پیدا کرے یا امین مال ودیعت سے تجارت وغیرہ کر کے نفع حاصل کری تو یہہ نفع بھی خیرات کر دینا چاہیئے۔ مغصوب چیز کو اگر غاصب اپنے تصرف سے کچھ کا کچھ کر دی تو وہ چیز اوسکی ملک ہو جاتی ہی مگر اوس سے تاوان دینے کے پیشتر نفع لینا حلال نہین مثلاً بکری چھین کر اوسکو بھون کھا دی یا گیہون مغصوب کے پیسی لو دی یا لوہا چھین کر تلوار بنائی خواہ سونے چاندی کے سوا اور چیز تانبا وغیرہ چھین کر برتن بنا دی

فـ
جو چیز پیمانہ سے یا تول کر بکتی ہے اوسکو اصطلاح فقہ مین مثلی کہتے ہین جیسے گیہون یا تیل وغیرہ

یا سال کی لکڑی چہین کر اوسپر عمارت قائم کری تو ان اعمال سے ان چیزونکا مالک تو ہوجاویگا
مگر اون سے نفع جب حلال ہوگا کہ اونکی قیمت مالک کو حوالہ کرے اور اگر چاندی سونا
چہین کر برتن بنا لیگا تو اونکا مالک بہی نہوگا - اگر غاصب نے بکری چہین کر ذبح کی یا کپڑا
چہین کر بہت سا پہاڑ ڈالا تو مالک کو اختیار ہی کہ خواہ قیمت اونکی غاصب سے لیوے اور
وہ چیزین اوسکے حوالہ کری یا چیزین آپ رکہے اور غاصب سے اونکا نقصان بہر لے اور
اگر تہوڑا پہاڑ دیا ہو تو اس صورتمین مالک کپڑا آپ رکہے اور غاصب سے نقصان لیوی
اگر غاصب نے کسی کی زمین مین عمارت بنالی یا درخت لگا دئی تو عمارت و درخت اکہاڑ کر
زمین مالک کو دیجاویگی اور اگر اون کے اوکہاڑنیسے زمین کا نقصان ہوتا ہو تو مالک
اونکو رہنے دیگا اور اکہڑنیکے بعد جو دام اونکی ہون گے غاصب کے حوالہ کرنی پڑینگے
- اگر غاصب نے کپڑا لیکر اوسکو رنگ لیا یا ستو چہین کر اوسمین گہی ملا دیا تو مالک کو اختیار
ہے چاہے سفید کپڑے اور نرے ستو کے دام غاصب سے بہر لے چاہے یہہ چیزین آپ
لیلے اور جسقدر رنگ اور گہی سے اونکا دام بڑہا ہو وہ غاصب کو دیدے - اگر غاصب نے
مغصوب چیز کو چہپا دیا اور اوسکی قیمت مالک کو دیدی تو اوس چیز کا مالک ہوجاویگا -
قیمت کے باب مین قول غاصب کا مع قسم معتبر ہی اور اگر مالک زیادتی قیمت کے گواہ پیش
کرے تو اوسکے گواہ معتبر ہون گے - اگر غاصب نے مغصوب کو چہپا کر اوسکی قیمت جو
مالک نے کہی یا اوسکے گواہون سے ثابت ہوئی یا غاصب پر قسم لازم ہوئی تہی اگر
قسم سے انکار کیا اس جہت سی وہ قیمت مالک کو بہر دی اور پہر وہ چیز ظاہر ہوئی
تو معلوم ہوا کہ قیمت مذکور سے زیادہ کی ہی تو اس صورتمین وہ چیز غاصب ہی کی
رہیگی مالک کو اختیار نہوگا کہ غاصب کی دی ہوئی قیمت کو واپس کرکے اوس چیز کو
لیوے ہان اگر غاصب نے مغصوب کا دام اپنی قسم پر دیا ہو اور پہر زیادہ کی نکلی تو
مالک کو اختیار ہوگا کہ چاہے اوسی قیمت پر اکتفا کرے چاہے چیز کو لیلے اور قیمت مذکور

غاصب کو پہیر دے - اگر غاصب غلامِ مغصوب کو بیچ ڈالے پہر غلام کا مالک غاصب سے اوسکا تاوان بہرلے تو غاصب کی بیع درست ہوگی اور اگر غاصب غلامِ مذکور کو آزاد کردے اوسکے بعد مالک اوس سے غلام کی قیمت کا تاوان لے تو آزاد کرنا صحیح نہوگا - مغصوب چیز مین جو چیزین بڑہین وہ غاصب کے پاس امانت ہونگی مثلاً مغصوب لونڈی کے بچہ ہو یا باغِ مغصوب مین پہل لگے تو بچہ اور میوہ دونو غاصب کے پاس امانت رہینگے یعنی اگر آپ سے جاتے رہینگے تو غاصب کے ذمہ تاوان نہوگا اور اگر زیادتی کرکے اونکو ہلاک و برباد کردیگا یا مالک کے مانگنے پر اونکو اوسکے حوالہ نکریگا اور جاتی رہینگی تو قیمت دینی آویگی - مغصوب لونڈی بچہ جننے سے جسقدر کم ہوجاویگی اوسکا تاوان غاصب کو دینا ہوگا لیکن اگر بچہ موجود ہوگا تو اوسی سے نقصان پورا کیا جاویگا یعنی لونڈی کی نقصان کی عوض مین وہ بچہ بہی مالک کو ملیگا - اگر غاصب نے مغصوب لونڈی سے زنا کیا پہر مالک کو پہیر دی اور بچہ پیدا ہونیمین وہ مرگئی تو غاصب سے اوس لونڈی کی قیمت لیجاویگی اور اگر آزاد عورت سی بزور زنا کیا اور وہ بچہ جنتی مین مرگئی تو اوسکا خون بہا زانی غاصب کو نہ دینا ہوگا - مغصوب چیز کے منافع کا تاوان غاصب کے ذمہ کچہہ نہوگا مثلاً اگر کسی شخص کی سواری چہین کر اوسپر سوار ہوا یا گہر چہین کر اوسمین رہا تو سوار ہونے اور رہنے کی اجرت اوسپر لازم نہوگی - اگر غاصب کسی مسلمان کی شراب یا سور چہین کر ضائع کردی تو اوسپر تاوان نہ آویگا لیکن اگر شراب اور سور ذمی کے ہون گے اور تلف کر دیگا تو قیمت دینی ہوگی - اگر غاصب نے مسلمان سے شراب چہین کر سرکہ بنالیا یا مردار کی کہال چہین کر اوسکو دباغت دی تو مالک کو اختیار ہے کہ یہہ چیزین غاصب سے لیلے اور جسقدر کہ دباغت سی دام چمڑے کے بڑہ گئی ہون وہ غاصب کو دیدے اور اگر غاصب ان دونو چیزون کو تلف کر دی تو تاوان صرف سرکہ کا دینا ہوگا چمڑے کی قیمت نہ دینی پڑیگی - اور جو شخص گانے کے آلات توڑ ڈالے

ف یعنی اگر غصب اموال مین تاوان آتا ہے اور آزاد عورت مال نہین اسلئے غصب سے اوسکا تاوان لازم آوے ۱۲

یا چھواری کی شراب یا شراب مُنَصَّف گرا دی تو اوسکو اونکی قیمت دینی ہو گی اور ان چیزونکا بیچنا درست ہی اور مُنَصَّف اوسکو کہتے ہین کہ انگور کے شیرہ کو جوش کرین یہانتک کہ نصف رہجاوی پہر اوسکو رہنی دین تاکہ شراب بنجاوے - اگر کوئی شخص کسی کی ام ولد یا مدبر لونڈی کو چھین لے اور وہ غاصب کے یہان مرجاوے تو مدبر لونڈی کی قیمت دینی ہوگی ام ولد کی نہ دینی ہوگی

کتاب الشفعۃ اسمین شفعہ کا بیان ہے - شفعہ اوسکو کہتے ہین کہ جتنے کو کوئی زمین

کتاب شفعہ کے بیان مین

مشتری کو پڑی ہو وتنے کے عوض بدون اوسکی رضامندی کے دوسرا شخص زمین کا مالک ہو جاوی اور اوس سے وہ زمین لیلے - شفعہ اوّل خلیط کو پہنچتا ہی یعنی ایسے شریک کو جو مبیع کی ذات مین شریک ہو پہر اوسکو جو مبیع کی حقوق مین شریک ہو مثلاً گھاٹ اور رستہ مین اگرچہ وہ دونو حق خاص ہون اور اگر سب لوگون کے ہون گے تو اوسمین حق شفعہ کسی کا نہین پہر اوسکے بعد حق شفعہ ہمسایہ کا ہی جو متصل مبیع کے ہو اور امام شافعی رح کے نزدیک ہمسایہ کو حق شفعہ نہین پہنچتا اور امام اعظم رح کی دلیل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا قول ہی کہ جَارُ الدَّارِ اَحَقُّ بِالدَّارِ یعنی مکان کا ہمسایہ مکان کا مستحق زیادہ ہی اوسکو ابو داؤد نے روایت کیا ہی - اور جسکی چہت کسی مکان کی دیوار پر ہو یا ایک کڑی مین شریک ہو جو مکان کی دیوار پر رکھی ہو تو وہ اوس مکان کا ہمسایہ ہی شریک نہین ہی یعنی اگر کوئی شریک نہو گا تو اوسکو شفعہ پہونچیگا - شفعہ شفیعون کی گنتی کے موافق ہوتا ہی یعنی جتنی شفیع ہونگی اوتنے حصے برابر اوس زمین کے کرکے ہر ایک کو ایک ایک پہونچیگا یہ نہو گا کہ جو شریک زیادہ سہام کا ہی اوسکو زیادہ ملی اور کم سہام والی شریک کو کم ملی - شفعہ زمین کے بیع ہونے پر ثابت ہوتا ہی اور طلب شفعہ پر گواہ کر دینے سے مقرر ہو جاتا ہے اور زمین مبیع ملک مین شفیع کے یا مشتری کی رضامندی سے آتی ہی یا قاضی کے حکم سے

باب شفعہ کے طلب کرنیکی بیان مین - جب شفیع کو زمین کے فروخت کرنیکی خبر ہو تو

باب طلب شفعہ کے بیان مین

اوسی مجلس مین طلب شفعہ پر گواہ کر دی پہر بائع پر گواہ کری اگر اوسنے زمین مذکور

مشتری کے حوالہ نہ کی ہو یا مشتری پر یا زمین مبیع پر گواہ کرے یعنی اول گواہ کرے
اپنی طلب پر پھر گواہ کرے بائع پر کہ یہہ بیچتا ہی یا مشتری پر کہ وہ خریدتا ہی یا زمین پر کہ یہہ
بکی ہی اور مین اوسکا شفیع ہون تم گواہ رہو کہ مین اوسکو چاہتا ہون جب اسطرح گواہ کرچکیگا
تو اب طلب مین تاخیر کرنیسے حق شفعہ کا جاتا نہ رہیگا جب چاہی لیوی - جب شفیع قاضی کے
یہان شفعہ طلب کرے تو قاضی مدعا علیہ یعنی مشتری سے سوال کری کہ جس زمین کی ملکیت
سے شفیع حق شفعہ کا طالب ہے وہ اوسکی ملک ہی یا نہین اگر مشتری اقرار کرے کہ
جس زمین کے ہمسایہ کے باعث شفعہ چاہتا ہی وہ شفیع کی ملک ہی یا مشتری پر قسم لازم
ہوئی اور وہ قسم سے انکار کر گیا یا شفیع نے اپنی ملکیت کے گواہ قائم کرئی تو ان صورتون مین
دعوی شفیع کا مسموع ہوگا پھر قاضی مشتری سے زمین متنازع کی خریدنیکا حال پوچھی کہ تو نے
مول لی ہی یا نہین اگر وہ اقرار خریدنیکا کری یا قسم کھانیسے انکار کری یا شفیع گواہون سے اوسکی خرید ثابت
کردی تو قاضی حکم کردی کہ یہہ زمین شفیع کو پہنچتی ہی اور مشتری سے اوسکو دلا دی - اور شفیع
پر لازم نہین کہ دعوی شفعہ کے وقت ثمن بھی لا دے بلکہ بعد حکم قاضی کے ثمن کا موجود
کرنا زمین کے لینے کے لئے ضرور ہے - اور اگر مبیع بائع ہی کے قبضہ مین ہو تو شفیع اوسی
پر نالش زمین کے دلا پانیکی کرے اور قاضی شفیع کے گواہ نہ سنی جبتک کہ مشتری
حاضر نہو جب مشتری حاضر ہو تو اوسکی سامنی بیع کو توڑ دی اور زمین شفیع کو دلا دے
اور زمین کی قیمت کا ضمان بائع پر ہی یعنی جو کچھہ مشتری سے لیا ہو وہ اوسکو واپس دی
- اور جو شخص خریدنیکے لئے وکیل ہو وہ شفیع کا مدعا علیہ ہو سکتا ہے جبتک کہ زمین
مبیع کو اپنی موکل کے سپرد نکر دی یعنی قاضی کے یہان شفیع اوسپر نالش طلب شفعہ کی کر سکتا
ہے اور اگر وکیل زمین کو موکل کے سپرد کر دی تو اوس وقت وکیل سے کچھہ سروکار
نہین مدعا علیہ موکل ہی ہوگا - شفیع کو دیکھنے کے بعد اور عیب نکلنے پر مبیع کو پھیر دینے
کا اختیار ہی گو مشتری نے بائع سے کہلیا ہو کہ عیب نکلیگا تو نہ پھیرونگا - اگر شفیع اور مشتری

قیمت مبیع کی مختلف بتاوین تو مشتری کا قول معتبر ہوگا اور اگر دونو گواہ پیش کرین تو
شفیع کے گواہ مقبول ہون گے - اگر مشتری کچھہ قیمت کہے اور بائع اوس سے کم کہے
اور ابہی بائع نے قیمت وصول نہ کی ہو تو شفیع اوسقدر قیمت دیوے جو بائع کہتا ہے اور
اگر بائع قیمت مشتری سے لے چکا ہو تو شفیع اوسقدر کو لے جو مشتری بیان کرتا ہے
- ثمن مین سے کچھہ کم کر دینا شفیع کے حق مین ظاہر ہوگا یعنی اگر مشتری کے لئے بائع نے
کچھہ ثمن کم کردیا ہو تو شفیع بھی اوسیقدر کم کو لیگا - لیکن اگر بائع نے مشتری کو بالکل معاف
کردیا ہو یا مشتری نے کچھہ زیادہ ثمن سے دیا ہو تو یہہ دونو شفیع کے لئے لازم نہون گے -
اگر مشتری نے زمین کے عوض مین اسباب یا کوئی زمین دی ہو تو شفیع کو مشتری
کے اسباب یا زمین کی قیمت دینی آویگی اور اگر اسباب مثلی چیزون مین سے
ہوگا تو ویسا دینا آویگا - اگر مشتری نے ثمن کے دینی کی کوئی مدت ٹھہرائی ہو
تو شفیع کو اختیار ہے چاہے اوسیوقت دام دیکر زمین لیلیے خواہ صبر کرے یہان تک
کہ مدت گذر جاوے اور وعدہ پر ثمن دیکر لیوے - اگر ذمی نے شراب یا سور کے بدلہ
مین زمین خریدی ہو تو شفیع بھی اگر ذمی ہو تو شراب اور سور دیکر اوسکو لیلے اور اگر
شفیع مسلمان ہو تو اون دونو کی قیمت دیکر لیوے - اگر مشتری نے زمین مبیع مین
عمارت بنالی ہو یا درخت لگائی ہون تو شفیع کو اگر وہ عمارت و درخت لینی منظور ہون
تو ثمن زمین کے ساتھہ اونکی قیمت جسقدر لوگ دیوین مشتری کے حوالہ کرے ورنہ
مشتری سے بزور اونکو اوکھڑ واڈالے اور ثمن دیکر زمین لیلے - اگر زمین شفعہ مین
عمارت و درخت شفیع نے قائم کئے پہر وہ زمین دوسری کی نکلی اور اوسنے لیلی تو شفیع
بائع سے صرف زمین کا ثمن پہیرے عمارت و درخت کی دام اوس سے نہین پہیر سکتا
- اگر زمین مبیع مین کوئی مکان یا درخت تہا کہ وہ مشتری کے قبضہ مین آکر گر گیا تو شفیع
کو زمین کا کل ثمن دینا ہوگا اوس نقصان کا اعتبار نکیا جاویگا - اگر مشتری زمین مبیع

کے مکان کو توڑ ڈالے تو شفیع صرف میدان کی قیمت دیکر زمین لیلے ملبہ مشتری کا
رہیگا اوسکے دام نہ دے - اگر مشتری نے زمین اور اوسکی اندر کے درخت مع پہل
مول لئے یا درختون پر پہل مشتری کے پاس آکر لگے تو شفیع زمین اور درخت مع پہلون کے
لیگا اور اگر پہل پہلے سے لگے ہوئے تھے مشتری نے اونکو توڑ لیا تو شفیع ثمن مین
سے اونکا دام کم کر دے ؛

باب اون چیزون کے بیان مین جن مین شفعہ ہوتا ہے اور جنمین نہین ہوتا -
شفعہ اوسی زمین مین متحقق ہوتا ہے جو مال کے بدلہ مین ملک مین آوے اور جس صورتمین
کہ عوض مال نہو گا اوسمین شفعہ بہی نہو گا مثلا کوئی مکان مہر مین لیا جاوے تو اوسمین
شفعہ نہو گا - اسباب منقول مین اور کشتی مین اور عمارت اور درخت مین جو بدون زمین کے
فروخت ہون حق شفعہ نہین ہوتا - مکان جو مہر ٹھہرادیا ہو یا اجرت کے عوض مین
کسیکو دیا ہو یا عورت نے طلاق لینے کے عوض شوہر کو دیا ہو یا خون کے مقدمہ مین
کسی مکان پر صلح ہوئی ہو یا غلام کے آزاد کرنیکے عوض مین کسی کی ملک مین آیا ہو
یا کوئی مکان کسی نے دوسرے کو ہبہ کر ڈالا ہو اور موہوب لہ سے اوسکا عوض کچہہ
نہ ٹھہرایا ہو تو ان صورتونمین حق شفعہ شفیع کو نہین پہنچتا - اگر مکان یا زمین اسطرح بیع
ہوئی کہ بائع کو اوسکے پہیر لینے کا اختیار رہا تو جبتک بائع کو اختیار رہیگا تب تک اوسمین
شفعہ ثابت نہو گا - اگر بیع فاسد سے کوئی زمین بکی تو جبتک اوس بیع کے فسخ کرنیکا حق
مشتری کو رہیگا تب تک اوسمین شفعہ نہو گا ہان اگر مشتری اوس زمین مین مکان یا درخت
تیار کرے اور حق فسخ جاتا رہے اوس صورتمین البتہ شفعہ ثابت ہو گا - اگر شرکت کی
زمین شریکون نے باہم تقسیم کی تو اوسمین شفعہ نہو گا - اگر شفیع نے حق شفعہ مشتری کو
دیدیا پہر زمین مبیع مشتری نے بسبب خیار رویت یا خیار شرط یا خیار عیب کے بائع کو حاکم
کے حکم سے پہیر دی تو اب اسمین حق شفعہ ثابت نہو گا ہان اگر بدون حاکم کے حکم کی واپس

باب شفعہ جن چیزون کے بیان مین

کی یا بائع و مشتری نے بیع کا اقالہ کر لیا ہو تو شفعہ ثابت ہوگا ٭

باب شفعہ کی باطل کرنیوالی چیزون کے بیان مین — جاننا چاہیئے کہ شفعہ کی طلب کے دو طور ہین ایک طلب مُواثبت کہ بفور سُننے خبر بیع کے اوٹھہ کھڑا ہوا اور اپنی شفعہ کے طلب کرنے پر گواہ کر دیے دوم طلب تقریر کہ بائع یا مشتری یا مبیع کے پاس جا کر گواہ طلب شفعہ کی کر دی پس ان دونو کے نکرنیسے شفعہ باطل ہوجاتا ہی یعنی اگر بیع کی خبر سنتے ہی شفعہ کی طلب کے گواہ نہ کئے نہ بائع یا مشتری یا مبیع کے پاس جا کر گواہ کئے تو پہر اگر شفعہ طلب کریگا تو دعویٰ سُنا نجاویگا — اگر شفیع مشتری سے کچھ لیکر شفعہ سے دست بردار ہو تو شفعہ باطل ہی اور شفیع پر اوس عوض کا مشتری کو پہیر دینا واجب ہی — شفیع اگر مرجاوی تو شفعہ باطل ہوگا مگر مشتری کے مرنیسے شفعہ باطل نہوگا اگر شفیع نے کسی زمین کی جہت سے دعوی شفعہ کیا اور ہنوز قاضی نے حکم شفعہ کے ملنے کا نہین کیا تہا کہ شفیع نے وہ زمین بیچڈالی تو اوسکا حق شفعہ باطل ہوجاویگا — اور شفعہ نہین ہے اوس شخص کو جو کسیکے لیئے وکالةً فروخت کرے یا خود اوسکے لئے فروخت ہوئی اوّل مسئلہ کی صورت یہہ ہے کہ بائع نے ایک مکان کے فروخت کا زید کو وکیل کیا اور اوسنے مکان کو فروخت کیا مگر اوسکا شفیع بہی زید ہی تو اب زید کا شفعہ بیع کا وکیل ہونے سے جاتا رہا اور دوسری کی صورت یہہ ہے کہ مکان کا بائع زید کا مضارب ہی کہ اوسکے لئے مال فروخت کرتا ہی اگر مضارب مذکور مال مضاربت مین سے کسی مکان کو بیچیگا تو زید کو اوسمین شفعہ نہ پہنچیگا — اگر زید نے ایک مکان بیچا اور عمرو نے مشتری سے ضمانِ دَرَک کیا یعنی یہہ کہا کہ اگر کسی کا نکلیگا تو مین ضامن ہون تو اس ضمانت سے عمرو کا شفعہ جاتا رہیگا — اور جو شخص کسیکے لئے وکالةً خریدے یا خود اوسکے لئے خرید واقع ہو تو اوسکو شفعہ پہنچیگا یعنی خرید نیکا وکیل اگر شفعہ کا مدعی ہو یا مضارب کسی مکان کو مال مضاربت سے خریدے اور ربّ المال دعوی شفعہ کرے تو دعوی مسموع ہوگا — اگر شفیع نے لوگون سے سُنا کہ مکان ہزار روپیہ کو

نسخہ
دوسری نسخہ مین بجای ...

بکا تو اوسنے شفعہ طلب نہ کیا لیکن پھر معلوم ہوا کہ وہ کم کو بکا ہے یا گیہون خواہ جو کی عوض مین بکا ہے
جنکی قیمت ہزار یا زیادہ ہے تو اس صورتمین شفعہ کا دعوی کرسکتا ہے اور اگر یہہ معلوم ہوا کہ
اشرفیون کے عوض مین فروخت ہوا ہے جنکی قیمت ایکہزار ہے تو شفعہ نہ پہنچیگا - اگر
شفیع نے سُنا کہ مشتری زید ہے اور وہ شفعہ سے دست بردار ہوا پھر معلوم ہوا کہ
مشتری عمرو ہے تو اوسکو شفعہ پہنچ سکتا ہے - اگر کسی نے اپنی زمین اسطرح بیچی کہ جو جانب شفیع
کی طرف ملی تھی اودہر سے ایک گز کم کرکے بیچدی یعنی شفیع کی طرف کی گز بھر زمین
فروخت نہ کی تو شفیع کو شفعہ نہ پہنچیگا اسلئے کہ شفعہ کی زمین زمین بیع سے ملی ہوئی نرہی
اور یہہ امر شفعہ کے ساقط کرنیکا ایک حیلہ ہے - اگر مکان مین سے ایک حصہ مثلاً تہائی یا
چوتہائی کسی ثمن کے عوض مشتری نے خریدا بعد اسکے باقی سہامون کو خرید لیا تو
ہمسایہ کا حق شفعہ صرف پہلے حصہ مین ہوگا باقی حصون مین نہوگا اسلئے کہ مشتری جب
اول خرید چکا تو صرف مشتری ہی نہین رہا بلکہ اوس مکان کا شریک ہوگیا اور شریک
ہمسایہ سے مقدم ہوتا ہے اور یہہ صورت بھی شفعہ کے ساقط کرنیکی تدبیر ہے کہ اول
ایک سہام کو بہت سے دام دیکر لیلیا بعد اوسکے باقی ثمن سے بقیہ سہامون کو خرید لیا
تاکہ ہمسایہ باقی سہامون کو تو اسوجہ سے نہ لے کہ مشتری بوجہ خرید اول کے شریک ہوگیا
ہے اور اول سہام کو بسبب گرانی قیمت اور کار آمد نہونیکے نخریدے - اگر زمین کو ثمن
کے عوض خرید کر اوسکے بدلہ مین کپڑا بائع کو دے تو شفیع کو شفعہ وہی ثمن دینا ہوگا
نہ کپڑا - اور شفعہ کے ساقط کرنے اور زکوۃ کے نہ وجب ہونے کے لئے حیلہ کرنا مکروہ
نہین لیکن علما کے نزدیک مختار یہہ ہے کہ اگر حیلہ شفیع کے ضرر سے بچنے کیلئے ہو تو
اوسکا کچھہ مضائقہ نہین جائز ہے اور اگر ایسا نہین تو مکروہ ہے باقی رہا زکوۃ کے ساقط
کرنیکی تدبیر تو وہ دینداری کے خلاف ہے چنانچہ دیندار پر یہہ امر مخفی نہین - اگر
بائع ایک ہو اور کئی مشتریون کے ہاتھہ اپنی زمین فروخت کرے تو شفیع کو اختیار ہے

حیلہ ہای اسقاط شفعہ و حکم آن

کہ کچھ مشتریون کا حصہ لیلے اور بعض کا ترک کرے اور اگر چند بائع زمین مشترک کو ایک مشتری کے ہاتھ بیچین تو شفیع کو اختیار نہین کہ بعض کا حصہ لے اور بعض کا چھوڑ دے - اگر مشتری لے آدھا مکان بغیر تقسیم کیا ہوا لیا تو شفیع مشتری کا حصہ لے سکتا ہے جو بائع تقسیم کر دی - اگر مالک کوئی مکان بیچے اور غلام ماذون قرضدار اوسکو شفعہ مین لیلے تو درست ہی اسیطرح اسکا عکس بھی جائز ہے یعنی مالک کو بھی حق شفعہ غلام مدیون ماذون کے فروخت مین پہنچتا ہے - اگر کم سن لڑکے کا باپ یا وصی حق شفعہ سے دست بردار ہون تو درست ہی اور اگر وکیل شفعہ لینے کے لئے موکل کی طرف سے حق شفعہ سے درگذری تب بھی درست ہے ٭

کتاب القسمۃ اسمین مشترک چیز کے بانٹنے کا بیان ہے - جو حصہ سب چیزون مین پھیلا ہوا ہی اوسکو ایک جا کر دینے کا نام قسمت ہی مثلا نصف زمین کا حصہ جو متعین نہین کہ کونسا ہی قطعہ خاص مین اوسکو علحدہ اور معین کر دین تو یہہ قسمت ہوگی پھر قسمت مین دو باتین ہوتی ہین ایک حصہ کا جدا کرنا دوسرے ایک حق سے دوسری حق کا بدلجانا اسلیئے کہ حصہ دونو شریکون کا ہر جزو مین مشترک چیز کے موجود ہی تو بانٹنے مین مبادلہ ضرور ہوگا اور مثلی چیزون یعنی کیلی اور موزون وغیرہ کے بانٹنے مین جدا کرنیکو غلبہ ہے اسلیئے ایک شریک اپنا حصہ دوسری شریک کے غائب ہونیکی صورتین مثلی چیزونمین سے لیسکتا ہی کیونکہ اپنے حق کے جدا کرنیمین حاجت دوسرے کے آنیکی نہین اور جو چیزین غیر مثلی ہین اونکی تقسیم مین مبادلہ کو غلبہ ہے اسی وجہ سی ایک شریک دوسرے کی غیبت مین اپنا حصہ نہین لیسکتا کیونکہ ایک مال کو دوسری مال سے بدلنے مین دونو بدلنے والون کی حاجت ہوتی ہی - اگر مال ایک جنس کا ہی جسمین بہت لوگ شریک ہین اور کوئی شریک درخواست اوسکی تقسیم کی ایک شریک موجود سے کرے تو شریک مذکور پر تقسیم کرنیکی لئے جبر کیا جاویگا اور شریکون کا انتظار نہوگا لیکن اگر

مال مختلف جنسونکا مشترک ہوگا تو اوسمین زبردستی موجود شریک پر تقسیم کے لیئے نہوگی اسلئے
کہ ایک جنس ہونیمین تو جدا کرنیکو غلبہ ہے پس حاکم حق جدا کرنے پر جبر کرسکتا ہے اور
مختلف جنسون مین مبادلہ کی صورت کو غلبہ ہے جسکے لیئے جبر نہین کرسکتا مستحب ہے
کہ قاضی ایک بانٹنے والا مقرر کرے جو شرکا مین مال کو تقسیم کردیا کرے اور اوسے
اپنی اجرت نہ لے بلکہ اوسکا روزینہ بیت المال مین سے ملے - اگر بیت المال مین گنجایش
نہو تو بانٹنے والیکو اجرت شرکا سے بحسب شمار شرکون کے ملنی چاہیئے یعنی اجرت
سہام پر موقوف نہو بلکہ شرکا کے شمار پر ہو مثلا اگر ایک مال مین دو شخص شریک ہون
ایک تہائی کا اور دوسرا دو تہائی کا اور قاضی کا امین دونو مین اوسکو تقسیم کرے
تو اوسکی اجرت دونو سے آدہون آدہ ہوگی تہائی اور دو تہائی نہوگی - بانٹنے والیکا
عادل اور امانت دار اور تقسیم کے علم سے واقف ہونا ضرور ہے - قسمت کرنے کو
ایک ہی شخص خاص نکرنا چاہیئے کہ اوسکے سوا دوسرا تقسیم نکرسکے ۵ - ایک اسباب کی
تقسیم مین چند قسمت کرنیوالے شریک نہونے پاوین - اگر وارث کسی زمین کو میراث
مین ملنے کا اقرار کرین اور تقسیم کے خواہان ہون تو وہ زمین تقسیم نکیجاوے جبتک کہ
وارث اپنی مورث کے مرنیکی اور وارثون کی شمار کی گواہ نہ گذارین - اور اگر چند شرکا
منقول چیز کی تقسیم کے خواہشگار ہون یا یہہ کہین کہ یہہ زمین ہمنے خریدی ہے اسکی
تقسیم چاہتے ہین یا ملک کا دعوی کرین کہ ہماری ملک مین ہے سبب ذکر نکرین کہ
کس وجہ سے ملک مین آئی تو ان صورتون مین تقسیم کردینا درست ہی - اور اگر دو
شریک دعوی کرین کہ یہہ زمین ہماری تصرف مین ہے اسکو تقسیم کردو تو تقسیم
نکیجاوے جبتک کہ دونو اپنی ملکیت کے گواہ پیش نکرین - اگر دو وارثون نے
گواہ گذرانے کہ ہمارا مورث مرگیا اور اوسکے وارث اتنے ہی ہین جتنے ہم کہتے ہین
اور یہہ مکان مورث کا اونکے قبضہ مین ہے اور اونکے ساتھہ ایک وارث ہی جو اسوقت

۵ کیونکہ اس صورت مین احتمال تقلیل کا ہے

موجود نہین یا صغیر ہے اور درخواست تقسیم کی کرین تو قاضی اوس مکان کو تقسیم کرے
اور غائب کی طرف سے وکیل خواہ بچہ کی طرف سے وصی مقرر کردے کہ وہ اپنے موکل
خواہ بچہ کا حصہ اپنے قبضہ مین رکھے - اور اگر جو لوگ باہم تقسیم مکان چاہتے ہین وہ
سب خریدار ہون اور ایک مشتری اونمین سے غائب ہو یا مکان مشترک صورت سابقہ
مین غائب وارث کے قبضہ مین ہو یا قاضی کے سامنے وارثون مین سے ایک ہی ہو اور
باقی غائب ہون تو ان سب صورتون مین مکان تقسیم نہ کیا جاویگا - اگر مال مشترک کی تقسیم
کا ایک شخص خواستگار ہو اور تقسیم سے ہر شریک اپنے حصہ سے نفع لے سکتا ہے تو تقسیم
کردیا جاویگا اور اگر سب کا نقصان متصور ہے تو قسمت نکیا جاویگا جبتک کہ سب راضی
نہون اور اگر بعضون کا فائدہ ہوتا ہو اور بعضون کو تھوڑا حصہ ملنے کی جہت سے نقصان
ہوتا ہو تو اس صورت مین اگر بڑا حصہ دار خواستگار تقسیم ہوگا تو تقسیم کردیا جاویگا چھوٹے
حصہ والے کی درخواست سے تقسیم نہوگا - اگر اسباب ایک جنس کا ہو تو شرکا مین تقسیم
کردیا جاویگا گو سب راضی ہون یا نہون - اور اگر مال مشترک دو جنسین ہون خواہ
جواہر یا غلام یا حمام یا کنوان یا چکی ہو تو انکو قاضی بدون سب شرکا کی مرضی کے تقسیم
نہ کرے - اگر مال مشترک کئی حویلیان ہین یا ایک مکان اور زمین زراعت ہو یا مکان اور
دوکان ہو تو ہر ایک چیز کی تقسیم جدا جدا ہوگی کیونکہ ہر ایک چیز مین سب شریک مشترک
ہین تقسیم کرنیوالے کو چاہیے کہ جس مکان یا زمین کو تقسیم کرے اوسکا نقشہ کھینچے اور
حصے برابر درست لگادے اور گز سے پیمایش کرے اور ملبہ کے دام لگادے اور ہر ایک
شریک کا حصہ مع راہ آمد ورفت اور پانی کے حق کے جدا کرے اور اون حصون پر نشان
اول اور دوم اور سوم لکھدے پھر شریکون کے نام لکھکر قرعہ ڈالدے جسکا نام
پہلے نکلے اوسکو پہلا حصہ دے جسکا دوسری بار نکلے اوسکو دوسرا اور علی ہذا القیاس ہے
اور بزوجیون کو بدون رضامندی شرکا کے قسمت مین داخل نکرے اسلئے کہ روپیہ

مین کسی کے تقسیم کر دینی کی حاجت نہین اونمین گن لینا کافی ہوتا ہے - اگر مکان یا زمین
کی تقسیم ہوئی اور ایک شریک کے پانی لینے کا راہ یا آمد و رفت کا راستہ دوسرے کی ملک
مین رہا اور تقسیم کے وقت اصطلاح نہین ٹہر چکا تھا تو اگر ہو سکے تو اوسکا راہ اوسیکی
ملک مین کو کر دیا جاوے اور اگر نہو سکے تو یہہ تقسیم توڑ دیجاوے اور ازسرنو تقسیم ہو
کہ اوسمین کچھہ خلجان نہ پڑے - اگر مال مشترک ایک مکان ہو جسکی اوپر بالاخانہ ہو اور
ایک مکان بدون بالاخانہ کے ہو اور ایک مکان صرف بالاخانہ ہی ہو تو انکی تقسیم اسطرح
ہوگی کہ ہر ایک کی علحدہ علحدہ قیمت لگا کر قیمت کے اعتبار سے تقسیم کر دیجاویگی
- اگر شرکا مین سے کوئی کہے کہ مین نے اپنا حق نہین پایا اور دوسرے شریک گواہی
حق تلفی کی دیوین تو شرکا کی گواہی اسباب مین مقبول ہوگی - اگر اول شرکا نے اقرار
کیا کہ ہم سب اپنا اپنا حصہ پاچکے اور پہر ایک نے دعوی کیا کہ میرا اسیقدر حصہ فلان
شریک کے قبضہ مین ہے تو بدون گواہی کے اوسکا قول معتبر ہوگا اور اگر دوسرے
شریک سے کہے کہ مین اپنا حق سارا پاچکا تہا مگر بعد کو تو نے کچھہ دبا لیا تو مدعا علیہ
یعنی دوسرے شریک کا قول قسم کے ساتھہ معتبر ہوگا اور اگر مدعی نے اپنے حصے کے
پہا لینے کا اقرار نکیا ہو اور دعوے کرے کہ فلان جاتک میرا حصہ ہے مدعا علیہ نے مجھے نہین
دیا اور مدعا علیہ نے اوسکو جہوٹا بتایا تو دونو کو قسم کہانی پڑیگی اور قسم کے بعد
قسمت توڑ دیجاویگی - اگر حاکم کو تقسیم مین بہت سا غبن معلوم ہو تو تقسیم کو توڑ دے
- اگر شرکا مین مکان تقسیم ہوگیا اور ایک شریک کے حصہ مین سے کچھہ سہام کا حقدار
کوئی اور نکلا جسنے اپنا حق اوس شریک سے لیلیا تو یہہ شریک دوسرے شریکون سے
بقدر حقدار کے حصے کے دلا پاویگا اور تقسیم کو فسخ نکرینگے - اگر دو شریک ایک
مکان یا دو مکانون مین رہنے کی باری مقرر کر لین یا ایک غلام خواہ دو غلامون
سے خدمت لینے کی نوبت مقرر کر لین یا ایک احاطہ یا دو احاطہ کی پیدا وار کی باری

ٹھہرالین مثلا یون ٹھہرالین کہ اس گھر مین ایک مہینا ایک رہو اور ایک مہینا دوسرا یا ایک مہینے کا کرایہ ایک سے ایک کا دوسرا یا غلام سے ایک مہینا ایک کام لے اور ایک مہینا دوسرا تو درست ہی ۔ اگر ایک غلام کی یا دو غلامونکی اجرت مین یا ایک خچر یا دو خچرون کے کرایہ مین یا اونکی سواری مین یا کسی درخت کے پھل مین یا بکری کے دودہ مین باری ٹھہراوین تو درست نہین ٭

کتاب المزارعۃ اسمین زراعت کا بیان ہے ۔ زراعت اوس معاملہ کو کہتے ہین کہ زمین کی پیداوار مین سے کسیقدر رکھکے عوض مین اوسکو کاشت کرایا جاے اس معاملہ کی درستی کے لئے آٹھ شرطین ہین اول زمین کا قابل زراعت ہونا دوم زمیندار و کسان کا عاقل و بالغ ہونا سوم مدت زراعت کا بیان کر دینا چہارم بیج کے مالک کا بیان کر دینا کہ زمیندار کا ہوگا یا کسان کا پنجم اوسکی جنس بیان کریں کہ گیہون ہونگے یا جو ششم کسان کے حصہ کا ذکر ہو جانا کہ کل پیداوار مین سے کسقدر ہوگا ہفتم زمین کو خالی کرکے کسان کے حوالہ کرنا ہشتم زمین کی پیداوار مین مالک اور کسان کا شریک رہنا نہم زمین اور تخم ایک شخص کا ہونا اور بیل اور محنت وغیرہ ہو دوسرے کے ہونے یا ایک کی فقط زمین ہو اور باقی چیزین دوسرے کے متعلق ہون ان شرطون سے اگر کاشت کرائی جاویگی تو درست ہوگی ۔ اگر زمین اور بیل ایک کے ہون اور بیج اور محنت دوسرے کی یا بیج ایک کا ہو اور باقی لوازم دوسرے کے یا بیج اور بیل ایک کے ہون اور باقی دوسرے کی یا زمین کی پیداوار مین سے ایک کیلئے چند پیمانے معین کرکے سب کو مشترک نہ رکھا یا یون ٹھہرایا کہ جو کچھ پانی کی نالیون اور گولون کے قریب اوگے وہ ایک کا اور باقی دوسرے کا یا یہ کہ بیج والا صرف اپنا بیج لیلے باقی دونو کی ساجھے مین رہے یا خراج یعنی حق حاکم پیداوار مین سے مجرا دیکر باقی مشترک رہے تو ان سب صورتون مین مزارعت فاسد ہو جاویگی ہان اگر خراج معین پیمانے نہونگے بلکہ پیداوار کا کوئی حصہ غیر معین مثلا تہائی یا چوتھائی ہوگا تو مزارعت درست ہوگی پہلی صورتون مین ۔ مزارعت فاسد

باب زمین بٹائی پر دینے کا

مین پیداوار سب بیج والی کی ہوگی اور دوسریکو جسقدر اوسنے کام کیا ہوگا اوسکی مزدوری معمول کے موافق ملیگی اور یہہ صورت اوسوقت ہی کہ زمین دوسریکی نہو اور اگر زمین بھی اوسیکی ہو تو زمین کا کرایہ بھی ملیگا مگر یہہ مزدوری اور کرایہ اوسقدر سے زیادہ ندیا جائیگا جو آپسمین دونو کے ٹھہر چکا تہا - اور اگر مزارعت شرائط کے ساتھہ درست ہو تو پیداوار اوسیطرح پر تقسیم ہوگی جو اونہون نے آپسمین شرط کرلی ہو اور اگر زمین مین کچھہ پیدا نہو تو محنت کرنیوالیکو کچھہ نہ ملیگا - بعد معاملہ زراعت کے اگر دونو مین سے کوئی شرط کے بموجب کام کرنیسے انکار کرے تو اوس سے بزور کام لیا جاویگا لیکن اگر بیج والا انکار کرے تو اوسپر زبردستی نکیجاوے - اگر دونو عقد کرنیوالون مین سے کوئی مرجاوی تو مزارعت باطل ہوجاویگی - اگر مدت جو زراعت کیلئے معین کی تھی گذرجاوی اور کھیتی پکی نہو تو کسان کو زمین کی اجرت اوس جگہہ کے معمول کے موافق دینی ہوگی جبتک کہ کھیتی تیار ہو یعنی زائد دنون کا کرایہ مثل اوسکی ذمہ ہوگا - کھیتی مین جو خرچ پڑی مثلا کاٹنے اور اوٹھانے اور دائین چلانے اور سیلانے مین وہ دونو کے ذمہ حقوق کے موافق پڑیگا اور اگر شرط کرلین کہ سب خرچ کسان کے ذمہ رہی تو عقد فاسد ہوجاویگا ❊

کتاب المساقاة اسمین درختون کو پانی دینے کے معاملہ کرنیکا بیان ہے -

مساقات اوس عقد کو کہتی ہین کہ اپنی درخت کسی شخص کو پرورش کے لئے یہہ ٹھہرا کر دی کہ انمین جو پہل لگے وہ ہم دونو مین مشترک ہوگا اس عقد کا حال سب باتونمین مثل مزارعت کے ہی - میوہ کے درختون اور انگورون اور ترکاریون مین اور بینگون کی جڑ ونمین یہہ معاملہ کرنا درست ہی - اگر پہل لگے درخت پرورش کو دئے اور پہل ایسی ہون کہ پانی دینے اور محنت کرنیسے بڑہتی ہون تو درست ہی اور اگر اونکا بڑہنا پورا ہوچکا ہو تو مساقات درست نہوگی جیسی مزارعت کہ کھیتی تیار ہونیکے بعد درست نہین ہوتی - اور عقد مساقات جب فاسد ہوجاوی تو پہل سب درخت والیکی ہونگے اور کام کرنیوالیکو

کتاب المساقاة اسمین درختون کو پانی دینے کا معاملہ کرنیکا بیان ہے

معمولی مزدوری ملیگی - یہہ عقد دو نو عقد والون مین سی ایک کے مرجانیسی باطل ہوجاتی ہی اور عذر کے سبب سے فسخ ہوجاتی ہے جیسی مزارعت عذر کے سبب ٹوٹجاتی ہی اور عذر یہہ ہے کہ مثلا کارکن چور ہو یا بیمار ہو کہ کام نکر سکے ✤

کتاب الذبائح اسمین ذبح کئی ہوئے جانورون کا بیان ہے - ذبائح جمع ذبیحہ کی ہی اور ذبیحہ اوس جانور کو کہتے ہین جو ذبح کیا جاوی اور ذبح گلی کی رگین کاٹنی کو کہتے ہین - مسلمان اور اہل کتاب یعنی یہودی اور نصرانی کا اور لڑکے اور عورت اور گونگے اور بے ختنہ شخص کا ذبیحہ یعنی حلال کیا ہوا جانور حلال ہے - اور آتش پرست اور بت پرست اور مرتد اور احرام باندہی ہوئی شخص کا اور ذبح کیوقت جانکر بسم اللہ کے چھوڑنیوالی کا ذبیحہ درست نہین لیکن اگر بھول کر بسم اللہ نہ کہے تو اوسکا ذبیحہ حلال ہے اور امام شافعی رح کے نزدیک اگر جانکر بھی بسم اللہ نکہے تو اوسکا ذبیحہ حلال ہے اور دلیل امام اعظم رح کی قول اللہ تعالی کا ہے وَلَا تَأْكُلُوا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللَّهِ عَلَيْهِ یعنی مت کھاؤ اون جانورون مین سے کہ جنکی ذبح کیوقت خدا کا نام ذکر نکیا گیا ہو اور اگر بھول کر بسم اللہ چھوڑ دی ہو تو حلال ہوگا اسلئی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ رُفِعَ عَنْ اُمَّتِی الْخَطَاءُ وَالنِّسْیَانُ یعنی میری امت سی بھول چوک معاف ہی - اور ذبح کیوقت خدا تعالی کے نام ساتھہ اور کسیکا نام لینا یا یون کہنا کہ الہی اسکو فلانی کیطرف سے قبول کر ذبیحہ کو مکروہ کردیتا ہی اور یہہ الفاظ اگر بسم اللہ سی اور جانور کے لٹانے سے پیشتر کہیگا تو مکروہ نہین - اور ذبح کا مقام گلے کے اور سینہ کے اوپر کی ہڈی کے بیچمین ہے اور ذبح مین نرخرا یعنی سانس کی رگ اور کھانے پینے کی رگ اور دو شہ رگین اوسکے آس پاس کی کاٹنی چاہئین اور ان چارون مین سے اگر تین بھی کٹ جاوینگی تو کافی ہوگا اگر چہ ناخن سے یا دانت سی کہ بدنمین نہ لگی ہون علحدہ ہون یا سینگ سے یا ہڈی سی یا نرکل کے پوست یا تیز پتھر سے یا ایسی چیز سے جو خون جاری کردی ذبح کیا ہو لیکن اگر دانت اور ناخن بدنمین لگے ہون تو دنسہ ذبح

درست نہوگا - ذبح کے واسطی چھری کا تیز کر لینا مستحب ہی - ذبح مین اتنا کاٹنا کہ گلی کی ہڈی
کے گوہی تک چھری پہنچ جاوی یا سر علحدہ ہو جاوے مکروہ ہی اور گدی کیطرف سی بھی ذبح
کرنا مکروہ ہی - اور جو شکار وحشی کہ ہل گیا ہوا وسکو ذبح کرنا چاہئی اور جو چوپایہ پلا وکہ وحشی
ہو کر بھاگ جاوی یا کنوئین مین گر پڑی اور اوسکا ذبح کرنا ممکن نہو تو اوسکو زخم لگا دینا چاہئی
کہ پھر ذبح کی حاجت نہوگی - اونٹ کے لئے نحر مسنون ہی یعنی اوسکے سینہ کے اوپر اور گردن
کے نیچی نیزہ مارین اور گای بکری کا ذبح کرنا مسنون ہے اور اوسکا اولٹا کرنا کہ گای بکری کو نحر
کرین اور اونٹ کو ذبح یہہ مکروہ ہی ایسا نکرنا چاہئی اور اگر ایسا کرین تو جانور حلال ہو جاویگا
- ماکی ذبح ہونیسی اوسکی پیٹ کا بچہ ذبح نہین ہوتا یعنی اگر کسی گای بکری کو ذبح کیا اور اوسکی
پیٹ کے اندر سی مرا ہوا بچہ نکلا تو وہ ذبیحہ مین داخل نہوگا مردار ہوگا اور اگر زندہ بچہ نکلا
تو اوسکو ذبح کرنا چاہئی ورنہ حرام ہوگا اور امام شافعی رحمہ کے نزدیک ماکے ذبح سے بچہ
بھی ذبح ہو جاتا ہی اور اوسکا کھانا حلال ہے چنانچہ بعضی حدیثون سے ایسا ہی معلوم
ہوتا ہی اور دلیل امام اعظم رحمہ کی یہہ ہی کہ اللہ تعالیٰ نے مُنْخَنِقَہ کو حرام فرمایا ہی یعنی
اوس جانور کو جو سانس رک کر مر جاوی اور یہہ بچہ بھی ایسا ہی ہے کہ سانس رکنے سے
مر جاتا ہی یا اسمین شبہہ ہے کہ ماکے ذبح سی مرجاتا ہی یا سانس رکنے سے اور جس چیز مین شبہہ
حلال اور حرام ہونیکا ہوتا ہی اوسمین حرام ہونیکی طرف کو غلبہ ہوتا ہی اسلئی حرام ہے

فصل اون جانورون کے بیان مین جنکا کھانا درست ہی اور جنکا نا درست -

درندونمین سے کچلیون والے جانور یعنی ٹیڑہے دانت کی اور پرندونمین سی جو پنجہ سے
شکار کرین حرام ہین - جو کوا کھیتی کھاتا ہی اور ناپاکی نہین کھاتا حلال ہی مگر جو کوا ابلق
کہ مردار کھاتا ہی حرام ہی اور مراد ابلق سے یہی دیسی کوا ہی کہ اوسکی گردن کا رنگ
بہ نسبت پرون کے سفید ہوتا ہی اوسکا کھانا حرام ہی - کفتار اور گوہ اور بجو اور کچھوا اور
زمین مین رہنی والے جانور جیسی چوہا اور سانپ اور بچھو اور بستی کا گدہا اور خچر اور گھوڑا

ف یعنی اوسکا مارنا یا کسی جگہہ زخم لگانا کافی ہے ۱۲

فصل

حلال نہین اور بستی کا گدہا اسلئے کہاکہ وحشی گدہا یعنی گورخر حلال ہے اور خرگوش حلال ہے جس جانور کا کہانا درست نہین ذبح کرنیسے اوسکا گوشت اور پوست پاک ہوجاتا ہی اگرچہ کہانا حرام ہے لیکن آدمی اور سور کو اگر ذبح بھی کرین چمڑا اور گوشت پاک نہوگا۔ پانی کے جانوروں مین سے مچھلی کی سوا اور کوئی حلال نہین اور اوسمین بھی یہہ شرط ہی کہ خود مرکر پانی پرنہ تیر آئی ہو کہ اوسکا کہانا حرام ہی آور مچھلی بدون ذبح کے حلال ہی جیسی ٹیڑی بے ذبح کئی ہوئے حلال ہے آور امام شافعی اور امام مالک رحمہ کے نزدیک سب جانور دریا کی پیدایش کے حلال ہین آور دلیل امام اعظم رحمہ کی اللہ تعالی کا ارشاد ہی وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ یعنی حرام کرتا ہی اونپر خبیث چیزین اور مچھلی کے سوا دریائی جانور لطیف طبعون کے نزدیک سب خبیث ہین اور یہہ جو اللہ تعالی نے فرمایا ہے وَأُحِلَّ لَكُمْ صَيْدُ الْبَحْرِ یعنی تمکو دریا کا شکار حلال ہی اس سے مراد مچھلی ہی کہ عرف مین اسکی سوا اور چیز کا شکار نہین کرتے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے جس دوا مین مینڈک ہو اوسکی کہانیسے منع فرمایا اور کیکڑے کی بیچ سے منع فرمایا۔ اگر ذبح کرنیوالیکو بکری خواہ دوسری جانور کی موت حیات کا حال نہ معلوم ہو اور ذبح کرنے سے وہ حرکت کری یا خون نکلے تو وہ حلال ہے اور اگر ان دونو مین سے کچہ نہو تو حرام ہی آور اگر اوسکو ذبح کے وقت اوسکا جینا معلوم ہو تو حلال ہی اگرچہ حرکت نکری اور خون نہ نکلے ٭

کتاب الاضحیۃ اسمین قربانی کا بیان ہے ۔ قربانی کرنا اوس مسلمان پر واجب ہے جو آزاد اور مقیم اور تونگر ہو قربانی اپنی طرف سی چاہئے مالدار لڑکے کی طرف سی اوسپر واجب نہین اور قربانی کم سی کم ایک بکری کی یا ساتوان حصہ بدنہ کا یعنی گای اور اونٹ کا ہی عید اضحی کی صبح سے لیکر بارہوین تاریخ کی شام تک اوسکا وقت ہے ۔ شہر کا رہنے والا نماز عید سے پہلے قربانی ذبح نکرے گانو والے کو اختیار ہی کہ نماز سے پہلے قربانی کردے ۔ قربانی کا جانور اگر بے سینگ کا ہو یا خصی ہو یا دیوانہ اوسکی قربانی درست ہی لیکن اندہا یا کانا اور

کتاب الاضحیۃ قربانی کا بیان ہی

اتنا دبلا کہ ہڈیون مین گودنہو اور لنگڑا اور کان اور دُم اور آنکہہ اور چکڈی مین سے زیادہ حصہ کٹا ہو
درست نہین - اونٹ کی اور گای کی اور بہیڑ بکری ہی کی قربانی درست ہی نر ہون یا مادہ اونٹ
کی عمر پانچ برس سے کم نہو اور گای کی دو برس سے کم نہو اور بکری سال بہر سی کم نہو اور
بہیڑ مین سے وہ بھی درست ہی جسکی عمر چہہ مہینے سے زیادہ ہو بشرطیکہ بڑی بہیڑون مین
ملجاوی یعنی بچہ نہ معلوم ہوتی ہو - اگر سات شریکون نے ایک گای یا اونٹ کی قربانی کرنی
چاہی اور ایک اون مین سے مرگیا اور اوسکی وارثون نے کہا کہ اسکو میت کی طرف سی
اور اپنی طرف سی ذبح کرلو تو یہہ قربانی کرنی درست ہے - اگر چہہ آدمی قربانی کرنی چاہتی
ہین اور ساتوان شریک نصرانی یا مرتد ہی یا مسلمان ہے کہ اوسکی نیت قربانی کرنیکی نہین بلکہ
گوشت کا شریک ہی تو یہہ قربانی کسی کی طرف سے درست نہوگی - قربانیکی گوشت مین سے
آپ کہانا اور مفلس اور تو انگر کو کہلانا اور رکھہ چہوڑنا درست ہی اور مستحب ہے کہ مفلسونکو
تہائی سی کم خیرات نکرے - قربانیکی چمڑیکو خیرات کردینا چاہیئی یا اوسکا کوئی تہیلا یا چلنی
بنالے کہ لوگون کے کام آوی - اگر ذبح کرنا جانتا ہو تو مستحب یہہ ہی کہ اپنی ہاتھہ سے
ذبح کرے - یہودی اور نصرانی سے ذبح کرانا مکروہ ہی - اگر دو شخص غلطی سے
ایک دوسریکی قربانی کو ذبح کردین تو دونو کی طرف سی قربانی ہوگئی اور کسیکو دونو
مین سے دوسرے کے جانور کی قیمت دینی نہ پڑیگی ❊

کتاب الکراہتہ اسمین ممنوع چیزونکا بیان ہے - مکروہ چیز حرام کے قریب ہے
اور امام محمدؒ صاحب نے تصریح فرمائی ہے کہ ہر مکروہ حرام ہے ❊

فصل کہانے پینے کی چیزون کے بیان مین - مکروہ ہی گدہی کا دودہ پینا اور سونے
اور چاندی کے برتن مین کہانا اور پینا اور تیل اور خوشبو لگانا مردون عورتون سب کو
مگر رانگ اور کانچ اور بلور اور عقیق کے برتن مین کہانا پینا وغیرہ مکروہ نہین - جس برتن
پر چاندی لگی ہو یا زین پر یا کرسی پر چاندی کا کام ہو اوسکا استعمال حلال ہے مگر اسطرح

کتاب الکراہتہ اسمین ممنوع چیزونکا بیان ہے

استعمال کرے کہ چاندی کی جگہ بچی رہے مثلا برتن کے کنارہ پر نہو کہ منہ اوسپر لگے یا زین اور کرسی پر بیٹھنے کی جگہ خالی ہو۔ اور کافر کا قول حلال اور حرام مین نہین مقبول ہوگا مثلا کسی مسلمان کا خادم آتش پرست ہو اور وہ گوشت لاوے اور کہے کہ یہہ مسلمان کا ذبح کیا ہوا ہے تو اوس مسلمان کو اوسکا کھانا درست ہوگا۔ غلام اور لڑکے کا قول ہدیہ اور اذن کے باب مین مقبول ہے مثلا غلام یا لڑکا کہے کہ یہہ کھانا تمکو ہدیہ بھیجا ہے یا کسی شخص سے کہے کہ تمکو صاحب خانہ اندر بلاتا ہے تو اوسکا کہا مان لیا جاویگا۔ بدکار شخص کا قول معاملات مین مقبول ہے اور دین کی بات مین معتبر نہین مثلا اگر مضاربت اور وکالت اور قاصدی اور تجارت مین بدکار کچھہ کہیگا تو مان لینگے اور اگر پانی کی نجاست وغیرہ امور دینی مین کچھہ کہیگا تو نمانینگے۔ اور جس شخص کی کوئی ضیافت ولیمہ مین کرے اور وہان راگ رنگ ہو تو یہہ شخص بیٹھکر کھانا کھالے۔ **مترجم** کہتا ہے کہ اس مسئلہ کی تفصیل یہہ ہے کہ اگر شخص مذکور اون لوگون سے ہو جنکی افعال کی سند لوگ پکڑتے ہون اور وہ راگ رنگ کو منع بھی کرسکتا ہو تو وہ بکھیڑا موقوف کرادے اور کھانا کھاوے اور اگر منع نہین کرسکتا تو شریک دعوت نہو چلا آوے اور اگر عامی شخص ہے تو اوسکا حکم وہی ہے جو کتاب مین ہے اور یہہ سب اوسوقت ہے کہ پہلی علم نہوا اور اگر پہلی سے معلوم ہو کہ وہان بدعت ہے تو جانا ہی نچاہئے۔

فصل پہننے کے احکام کے بیان مین۔ مردونکو ریشمی کپڑا پہننا حرام ہے یعنی جسکا تانا بانا دونو ریشم ہون مردونکو حرام ہے عورتون کو حرام نہین اور ریشمی کپڑے کی گوٹ مقدار چار اونگل کے مردونکو بھی حلال ہے۔ ریشمی کپڑے کا تکیہ یا بچھونا مردونکو درست ہے۔ جس کپڑے کا تانا ریشم کا ہو اور بانا روئی یا اون کا اوس کا پہننا مرد کو حلال ہے اور جسکا تانا سوت یا اون کا ہو اور بانا ریشم کا اوسکا پہننا مردونکو صرف لڑائی مین حلال ہے۔ مردونے چاندی کا زیور نہ پہنے کہ حرام ہے ہان اگر چاندی کی انگوٹھی او پیٹی اور تلوار کا ساز ہو تو مضایقہ نہین۔ اور سوا بادشاہ اور قاضی کے اور لوگون کے حق مین

افضل یہہ ہی کہ انگوٹھی نہ پہنین - اور پتھر اور لوہی اور پیتل اور سونی کی انگوٹھی پہننی حرام ہے نگینہ کے سوراخ مین سونیکی کیل لگانی اور دانتون کو چاندی کے تارون سی باندہنا درست ہی سونے کے تارون سی درست نہین - لڑکونکو سونا اور ریشمی کپڑا پہنانا مکروہ ہے - وضو کا پانی خشک کرنیکو رومال رکہنا یا ناک صاف کرنیکو کپڑا رکہنا یا بات کی یاد رکہنی کو انگلیمین دہاگا باندہنا مکروہ نہین *

فصل

فصل دیکھنے اور ہاتھہ لگانیکے بیان مین - آزاد عورت جو اجنبی ہو مردکو اوسکی چہرہ اور ہتھیلیون کے سوا اور کچہہ دیکہنا درست نہین اور جس مرد کو دیکہنی سی شہوت ہوتی ہو اوسکو چہرہ کا دیکہنا بھی نچاہیئی مگر حاکم اور گواہ اور نکاح کا پیام دینی والا یعنی جو اوس عورت سی نکاح کرنا چاہتا ہو وہ اگر چہرہ دیکہی تو مضایقہ نہین اور طبیب کو بیماری کی جگہہ کا دیکہنا درست ہے - مرد کا تمام بدن سوا برہنگی یعنی ناف سی زانو تک کی مرد کو دیکہنا جائز ہی اور عورت کا دیکہنا مرد اور عورت کو بھی ایسا ہی ہی یعنی عورت دوسری عورت یا مرد کے تمام بدنکو سوا برہنگی کے دیکہہ سکتی ہے - مرد اپنی بی بی اور لونڈی کے مکان مخصوص کو دیکہہ سکتا ہے اور محرم عورت کے چہرہ اور سر اور سینہ اور پنڈلیون اور بازوون کو دیکہہ سکتا ہی مگر پیٹھہ اور پیٹ اور رانون کو دیکہنا درست نہین - جن اعضا کو دیکہنا جائز ہی اونکو ہاتھہ لگانا بھی درست ہی - غیر کی لونڈی مثل محرم عورت کی ہے یعنی اوسکے سر اور بازو وغیرہ کا دیکہنا درست ہی اور اگر اوسکے خریدنیکا ارادہ ہو تو جن اعضا کو دیکہنا درست ہی اونکو ہاتھہ بھی لگا دی گو شہوت ہو - جب لونڈی بالغ ہو جاوی تو اوسکو صرف ایک تہمد بندہا کر مردون کے سامہنی نہ آنے دین بلکہ اوپر کوئی کپڑا ضرور ہونا چاہیئی - اور خصی اور آلت کٹا ہوا اور ہیجڑا مردون مین شمار ہین یعنی دیکہنی اور ہاتھہ لگانیمین جو مرد کو جائز ہی وہی انکو بھی درست ہی - عورت کا غلام مثل اجنبی مرد کے ہی یعنی عورت کو اوس سے بھی پردہ ضرور ہی - مرد کو اپنی لونڈی سے بدون اجازت اوسکی بی بی سے اوسکی

اجازت کے ساتھ عزل درست ہی یعنی صحبت کے وقت انزال باہر کرنا لونڈی سی بلا اجازت
اور بی بی سے با اجازت درست ہے ◆

فصل عورت کے رحم کو صاف کر لینے کے بیان مین - جس شخص کی ملک مین کوئی لونڈی
آوی تو اوسکو اوسکی ساتھ صحبت کرنا اور ہاتھ لگانا اور اوسکی شرمگاہ کو شہوت سی دیکھنا
درست نہین جبتک کہ اوسکو ایک حیض نہ آچکے - ایک شخص کے پاس دو بہنین اوسکی لونڈیان
ہین اور اوسنے دونو کا بوسہ شہوت سی لے لیا تو اب اوسکو اونہین سی کسیکے ساتھ صحبت
کرنی یا لوازم صحبت کرنے مثلاً مساس یا گلے چپٹانا حرام ہی جبتک کہ ایک کی شرمگاہ کو اپنی
اوپر حرام نکردی یعنی جبتک ایک کو اپنی ملکیت سی باہر نہ کردی مثلاً دوسرے کے ہاتھ بیچ دی یا ہبہ
کردی یا کسیکے ساتھ اوسکا نکاح کردی یا آزاد کردی تب تک دوسری سے صحبت نکری - مرد کو مرد کا بوسہ
لینا اور معانقہ کرنا ایک تہمد باندہی ہوئی مکروہ ہی اور اگر تہمد پر کرتہ بھی پہنے ہو تو درست
ہے جیسے ہاتھ ملانا جائز ہے ◆

فصل بیع کے مکروہات کے بیان مین - آدمی کے پاخانہ کا بیچنا مکروہ ہی مگر گوبر اور لید
کی بیع مکروہ نہین - اگر بکر نے عمرو سی کہا کہ یہ لونڈی زید کی ہی اور اوسنی اوسکے بیچنے کے
لئے مجھے وکیل کیا ہی تو عمرو کو اوسکا خریدنا جائز ہی گواہ ہونگی گواہی پر خرید کو موقوف نہ کریگا
کہ وکالت ثابت ہو تو خریدون - اگر زید کا قرضہ عمرو کے ذمہ ہی اور دونو مسلمان ہین
اور عمرو نے شراب بیچکر وہ قرضہ ادا کیا تو زید کو شراب کا دام قرضہ مین لینا مکروہ ہے
اور اگر عمرو کافر ہے تو شراب بیچکر اگر قرضہ ادا کرے تو زید کو وہ دام لینی مکروہ نہین
- آدمی کی غذا مثل گیہون وغیرہ کے اور جانورون کی غذا مثل بھس وغیرہ کے گرانی کی
نیت سی ایسی شہر مین بند کر رکھنا مکروہ ہی جہان بند کر رکھنے سے لوگون کو تکلیف ہو لیکن اپنی
زمین کا غلہ بند کر رکھنا یا دوسری شہر سے تجارت کی لئے لا کر روک رکھنا مکروہ نہین -
حاکم اپنی طرف سی نرخ مقرر نہ کرے مگر جس صورت مین کہ غلہ فروش نہایت گران کردین

اوسوقت نرخ مقرر کرنا درست ہے ۔ شراب بنانے والیکی ہاتھہ شیرہ بیچنا جائز ہے اور نواح
شہر مین گھر کا کرایہ دینا کہ کرایہ دار اوسمین آگ کو پوجی یا یہودی خواہ نصرانی اوسکو اپنی عبادتگاہ
مقرر کرین یا اوسمین شراب بکا کری درست ہے اور نواح شہر کی قید اسلئی ہی کہ خاص
شہر کے اندر یہہ امور ہونے بادشاہ کی طرف سی ممنوع ہونی چاہئین اسلئے یہہ باتین شہر
کے باہر ہی ہونگی تو انکی لئی وہان مکان کرایہ دینا جائز ہے ۔ ذمی کی مزدوری کرنی
شراب اوٹھانیکی لئے جائز ہے اور صاحبین کے نزدیک مکروہ ہے ۔ شہر مکہ کے مکانون
کی عمارت اور زمین کا بیچنا اور قرآن مجید مین دس آیتون پر نشان عشر یا تے کا کرنا اور
اوسکے حروف پر نقطی اور اعراب لگانے اور سونے چاندی سے اوسکو مزین کرنا اور
ذمی کا مسجد کے اندر آنا اور ذمی کی بیمار پرسی کرنی اور چوپایون کو بدھیا کرنا اور گدہونکو
گھوڑیون پر خچر کی نسل کے لئے ڈالنا اور ماذون غلام تاجر کا ہدیہ قبول کرنا اور اوسکی
ضیافت ماننی اور اوس سے سواری کا جانور مانگا لینا یہہ سب باتین جائز ہین ۔ اور
اگر غلام ماذون کسیکو کپڑا پہننے کو دی یا ہدیہ مین روپیہ اشرفی بھیجی تو مکروہ ہی ۔ خصی
بکلی ہوئے آدمی سی کام لینا اور یون دعا مانگنی کہ الہی عرش پر اپنی عزت کی انعقاد
کی جگہ کے طفیل سے یہہ کام کردے یا یون دعا کرنا کہ الہی بحق فلان یہہ کام کردی
مکروہ ہی ۔ شطرنج کھیلنا اور گوٹون سے کھیلنا اور تمام کھیل مکروہ ہین اور غلامی کا نشان
مثل لوہے کے طوق وغیرہ کے غلام کے گلےمین ڈالنا مکروہ ہے مگر اوسکو قید کرنا درست
ہے ۔ دوا کے لئے حقنہ کرنا ۔ اور قاضی کا روزینہ بیت المال مین سے مقرر کرنا ۔ اور
لونڈی اور ام ولد کو بدون محرم سفر کرنا ۔ اور جو چیزین بچہ کے لئے ضروری ہون
اونکو اوسکے چچا خواہ ماکا مول لینا یا بیچ ڈالنا جائز ہے اسیطرح جو شخص کوئی بچہ
پڑا ہوا پاوے وہ بھی بچہ کی ضروریات کی بیع وشرا کرسکتا ہی ۔ بچہ کو کسی کا مزدور کرانا
یا نوکر رکھنا صرف ماکو جائز ہے دوسرے کو اختیار نہین ❊

ف ۔ یہ امام صاحب کے نزدیک ہے اور صاحبین کے نزدیک ان امور کے لئے کرایہ دینا ناجائز ہے مسلمون کو گناہ پر اعانت ہی اور شمس الائمہ سرخسی اور فخر الاسلام نے اسیکو اختیار کیا ہی کذا فی عنایہ ۱۲

کتاب احیاء الموات اسمین ویران زمین کے زراعت کرنیکا بیان ہے - موات اوس زمین کو کہتے ہین جسمین کھیتی پانی کے نہونے یا پانیکی کثرت کے باعث نہوسکے اور وہ زمین بستی سے دور ہو کہ چلانیکی آواز وہان سے بستی مین نہ پہنچے اور کسیکی ملک نہو پس ایسی زمین کو اگر کوئی شخص بادشاہ کی اجازت سے اٹھاوے یعنی کھیتی کے قابل کرے تو وہ زمین اوسیکی ہوجاتی ہے - اگر موات زمین کے گرد کوئی پتھرون کی مینڈھ باندھ دے یا اور کوئی نشان خندق وغیرہ کا کردے تو اس سے اوسکا مالک نہوگا اور آبادی کے قریب کی زمین کا زراعت کے قابل کرنا جائز نہین یعنی زراعت کے قابل کرنیسے اوسکا مالک نہوگا - ویران زمین مین اگر کوئی شخص کنوان کھودوا دے تو کنوئین کے سب طرف سے چالیس گز اوسکا حق ہوگا اور چشمہ یعنی تالاب وغیرہ کا گرد چہار طرف پانسو گز ہوگا پس اگر کوئی شخص کنوئین کے گرد چالیس گز کے اندر اور چشمہ کے گرد پانسو گز کے اندر دوسرا کنوان یا چشمہ بنایا چاہے تو اوسکو نہ بنانے دینگے - نہر کا گرد وہ اوسقدر ہوتا ہے جو اوسکے مناسب ہو - دریا بر آورد زمین اگر ایسی ہو کہ پھر وہان دریا نہ آوے گا تو اوسکا حکم موات کا ہے اور اگر احتمال دریا کے پھر آنیکا ہو تو موات نہین - اگر موات زمین مین کوئی نہر کھودے تو اوسکا گرد وہ کچھہ نہوگا یعنی صرف کنارون کی مٹی جس جگہہ پڑی ہو وہی اوسکا حق ہے اور کچھہ نہین ❊

پانی کے گھاٹ کے مسائل گھاٹ مین سے کھیتی اور جانورون کے لیے حصہ اور باری ہونیکا نام شرب ہے - بڑی نہرین مثلاً دجلہ اور فرات اور گنگا جمنا کسیکی ملک نہین اونسے اپنی زمین کو پانی دینا اور وضو کرنا اور پینا اور اونپر پن چکی قائم کرنی اور اونمین سے نہر کھود کر اپنی زمین مین لانی بشرطیکہ عام لوگونکا ضرر نہو ہر شخص کو اختیار ہے - اور جو نہرین کہ کسیکی ملک ہون اونسے اور کنوئین اور حوضون سے ہر شخص کو پانی پینے اور اپنے جانورون کو پانی پلانیکا اختیار ہے مگر زمین کو سینچنے کا اختیار نہین اور اگر بیلون کی کثرت سے نہر کے خراب ہونیکا خوف ہو تو اونکو پانی پلانیسے مالک روک سکتا ہے - اور پانی جو مشکی وغیرہ

مین رکھا ہوا ہو اوسکو بدون اجازت مالک کے کام مین لانا درست نہین - اور چہوٹی نہرون کا
صاف کرنا جو کسیکی ملک نہون بیت المال مین سے چاہیئے اور اگر بیت المال مین خرچ صفائی کا نہو تو
لوگون سے اوسکے لئے بزور لینا چاہیئے - اور جو نہر کسیکی ملک ہو اوسکی صفائی اوسکی ذمہ
لازم ہی اگر مالک انکار کری تو بزور اوس سے صاف کرائی جاوے - اور مشترک نہر کے کوڑے وغیرہ
نکالنے کا خرچ شریکون کے ذمہ ہی نہر کے اوپر کی جانب سے یعنی شروع منبع کیطرف سی ہوگا پس جس شریک
کی زمین سے نہر آگے بڑھ جاویگی وہ صفائی کے خرچ سی بری ہوجاویگا - اور جو آدمی اور
جانور ایسی نہرون مین سے پانی پیتے ہون اونپر اوسکا صاف کرنا لازم نہین - گہاٹ پر اپنے
پانی پینے کا دعوی کرنا بدون زمین کی ملکیت کے بھی درست ہے - کچھ لوگون مین ایک
نہر مشترک ہی اور وہ اوس سے پانی لینی مین جھگڑا کرین تو نہر مذکور مین ہر ایک شریک کا
حصہ اتنا ہوگا جتنی اوسکی زمین ہے اور وہ مشترک رہیگی - شریکون مین سے کسیکو اختیار نہوگا
کہ نہر مشترک مین سے دوسری نہر اپنی زمین مین کہود لاوے یا اوسپر پن چکی لگاوے
یا چرس سے پانی لیوے یا اوسپر پل باندہی یا نہر کے دہانہ کو چوڑا کری یا پانی کی تقسیم دنون کے
اعتبار سی کرے اور پہلے قلابون کے اعتبار سے ہوچکی ہو یا اپنی حصہ کا پانی اس نہر کا اپنی
دوسری زمین مین لیجاوے جسکا پانی دینا اس نہر مین سے نہوتا ہو اور یہہ امور اگر شرکا کی رضامندی سے
کرے تو مضایقہ نہین بدون رضامندی کسیکو اختیار انکا حاصل نہین - پانی دینی کا حق
میراث مین وارث کو پہنچ سکتا ہے اور بعینہ اوس سے نفع لینی کی وصیت دوسریکو کردینی
کہ میرے بعد تو کام مین لائیو درست ہی مگر اوس حق کا بیچنا اور ہبہ کرنا درست نہین - اگر
ایک شخص نے اپنے کہیت کو پانی سے بہرا اور اوس سے اوسکے ہمسایہ کی زمین کو ضرر ہوا یا
ڈوب گئی تو اوسپر اوس زمین کا کچھ تاوان دینا نہ آویگا *

کتاب الاشربۃ اسمین شرابون کا ذکر ہے - شراب شریعت مین اوس چیز کا نام ہی
جو نشہ کرے چار طرح کی شرابین حرام ہین اول خمر یعنی انگور کا کچا پانی جب خوب جوش مارنے لگے

کتاب الاشربہ اسمین شرابونکا ذکر ہی

اور اوسپر جھاگ آجاوین تو اوسمین سے تہوڑا اور بہت حرام ہوجاتا ہے دوسری شراب طلا ہی کہ انگور کو نچوڑ کر اتنا پکاوین کہ ایک حصہ سی زائد رہجاوی اور باقی جلجاوی تیسری شراب کا نام سکر ہی کہ تر چھوہارونکو پانیمین بھگو دیا اس کچے پانی کو سکر کہتے ہین چوتھی شراب نقیع زبیب ہی یعنی کشمش کو پانیمین تر کرکے بدون پکائے رہنی دیا یہہ تینون پہلی قسمین اگر اوبہن جاوین اور کڑی ہوجاوین تو حرام ہین اور انکی حرمت خمر کی نسبت کم ہے یعنی ان تینون کو اگر کوئی حلال جانیگا تو کافر نہوگا بخلاف خمر کے کہ اوسکا حلال جاننے والا کافر ہے - اور چار قسمین حلال ہین ایک تو یہہ کہ خشک چھوہارے خواہ کشمش پانیمین تر کرکے اوس پانی کو جوش خفیف دیا جاوی تو یہہ پانی اگرچہ اوٹھہ کھڑا ہو مگر اسمین سے اوسقدر پینا کہ نشہ نہ لاوی جائز ہے اور خوشی اور کھیل کے لئے یہہ بھی درست نہین دوسری قسم یہہ ہی کہ خشک چھوہارون اور کشمش کو جدا جدا تر کرکے دونو کا پانی ملاکر جوش خفیف کے بعد رکھہ چھوڑین یہانتک کہ اوٹھہ کھڑا ہو تیسری یہہ کہ شہد یا انجیر یا گیہون یا جو یا چینا پانیمین تر کرکے رکھہ چھوڑین جوش دین یا نہ دین اور یہ پانی اوٹھہ کھڑا ہو چوتھی یہہ کہ انگور کی عرق کو اتنا پکاوین کہ دو تہائی اڑ جاوی بعد اوسکے رکھہ چھوڑین کہ اوٹھہ آوی اور ان چارون قسمون مین امام شافعی رح کا اختلاف ہی اونکی نزدیک سب نشہ آور چیزین حرام ہین اور امام اعظم رح کی نزدیک یہہ چارون اگر نشہ نکرین اور کھیل اور ترنگ کی راہ سی نہ پی جاوین تو حرام نہین یعنی مرض مین ان کا استعمال کرنا درست ہے اسوجہ سی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہی کہ حُرِّمَتِ الْخَمْرُ بِعَيْنِهَا وَالسُّكْرُ مِنْ كُلِّ شَرَابٍ یعنی خمر تو خود حرام ہی اور باقی شرابونکا نشہ حرام ہی اس حدیث کو اور ون نے مرفوع روایت کیا ہی اور نسائی نے ابن عباس رض پر موقوف روایت کیا ہے لیکن وسکے تونبی اور شراب کے کوزہ سی اور مُزَفَّت اور نقیر مین نبیذ بنانا یعنی پہلون وغیرہ کا پانی ان برتنون مین رکہنا حلال ہے شروع اسلام مین ان برتنون مین نبیذ بنانا حرام ہوگیا تھا اسلئے کہ یہہ برتن شراب کے ہوتے تھے بعد اوسکی حرمت منسوخ ہوئی کہ برتن کیا

جہت سی حرام نہین بلکہ حرمت کا سبب شبہ ہی - اگر شراب خود بخود سرکہ ہوگئی یا کچہہ ڈالکر اوسکو
سرکہ بنالیا تو اوسکا کہانا جائز ہے - شراب کی تلچہٹ کا پینا اور اوسمین ترکرکے کنگہی کرنی جیسی
بعض عورتون کی عادت ہی مکروہ ہی اور جو شخص تلچہٹ پیوی اوسپر حد نماری جاوے جبتک کہ مست نہ

کتاب الصَّید اسمین شکار کرنیکے مسئلے ہین - شکار کرنا سکہائی ہوئی کتّے اور چیتے اور باز
اور سب سکہائے ہوئے شکاری جانورون سے حلال ہے - شکار کرنیمین تین باتین ضروری ہین اوّل تو
جانور شکاری کی تعلیم اور کتّے کا تعلیم یافتہ ہونا یہہ ہی کہ شکار کو پکڑکے خود نہ کہانے لگے
جب تین بار ایسا کرے تو وہ تعلیم یافتہ ہوگیا اور باز کی تعلیم یہہ ہی کہ بُلانے سے پہر آوے
دوسری بات یہہ ہی کہ جب شکار پر جانور چھوڑا جاوے اوسوقت بسم اللہ کہکر چھوڑے تیسری
یہہ کہ شکاری جانور شکار کے کسی جگہہ مین زخم کردے - اگر شکار پکڑکر باز خود کہانے لگی
تو اوس شکار کو کہانا جائز ہے اور اگر کتا یا چیتا کہانے لگے تو اوسکا کہانا درست نہین
- اگر شکار کہیلنے والا شکار کو زندہ پاوے تو اوسکو ذبح کرے اگر زندہ پانیکی صورت مین
ذبح نکریگا تو وہ شکار حرام ہوجاویگا اور یہی حال ہے اگر کتا شکار پر زخم نہ لگاوے بلکہ
گلا گہوٹ کر مار ڈالے یا شکاری کتّے کے ساتہہ بدون تعلیم کیا ہوا کتا یا کسی کافر غیر
کتابی کا کتا یا ایسا کتا جسکے چھوڑتے وقت شکاری نے قصداً بسم اللہ نہ کہی ہو شکار مارنیمین
شریک ہوگیا ہو تو شکار حرام ہوجاویگا - اگر ایک مسلمان نے اپنا کتا شکار پر چھوڑا پہر اوسکو
کسی مجوسی نے ہلکارا اور کتّے نے ہلکار پر تیز ہوکر شکار مارا تو شکار حلال ہوگا اور اگر
کتّے کو مجوسی نے چھوڑا اور مسلمان نے ہلکارا اور کتّے نے ہلکار سے تیز ہوکر شکار مارلیا
تو یہہ شکار حرام ہوگا - اور اگر کتّے کو کسی نے نہین چھوڑا تہا بلکہ وہ آپ ہی شکار پر چلا تہا
پہر اوسکو کسی مسلمان نے ہلکار دیا اور اوسنے جستی کرکے شکار مارا تو یہہ شکار حلال ہوگا
- اگر مسلمان بسم اللہ کہکر شکار کے تیر مارے اور تیر سے وہ شکار زخمی ہوجاوے تو اوسکا
کہانا درست ہوگا اور اگر شکار کو زندہ پاوے تو ذبح کرلے اور باوجود زندہ ملنیکے اگر

کتاب الصید اسمین شکار کرنیکے مسئلے ہین

ذبح نہ کریگا تو حرام ہوجاویگا۔ اگر شکار کے تیر لگا اور تیر کہا کر وہ غائب ہوگیا اور شکاری اوسکو ڈہونڈہتا رہا پھر زخمی مرا ہوا ملا تو حلال ہے اور اگر تیر مار نیکے بعد شکاری نے اوسکی جستجو نہ کی اور بیٹھہ رہا اور پہر وہ شکار مردہ پایا تو حلال نہوگا۔ اگر شکار کے تیر لگا اور وہ پانیمین گرگیا یا کسی چہت پر یا پہاڑ پر گرا پہر وہان سے زمین پر گر کر مرگیا تو وہ حرام ہوگا اور اگر اول ہی زمین پر گر کر مرجاویگا تو حلال رہیگا۔ اگر تیر کو لکڑی کی طرح مارا اور شکار مرگیا یا غُلّہ اور گولی سے شکار مارا تو وہ حرام ہوگا۔ اگر شکار کے تیر مارا اور اوس سے کوئی عضو اوسکا جدا ہوگیا تو شکار کہایا جاویگا اور وہ عضو نہین کہایا جاویگا اور اگر شکار دو ٹکڑے اسطرح کیا کہ تہائی سر کی طرف اور دو تہائی دہڑ کی طرف ہون تو سارا شکار کہایا جاویگا مثلاً اگر ہرن کو تلوار سے مارا اور اوسکے ایسے دو ٹکڑے ہوئے کہ تہائی سر کی جانب رہی تو سب کا کہانا درست ہے اور اگر ٹکڑے ایسے ہون کہ سر کی جانب آدہی سے زیادہ رہی اور چوتڑون کی طرف کم رہی تو اس صورتمین چوتڑون کی طرف کا حصہ نہ کہایا جاویگا۔ اور مجوسی اور بت پرست اور مرتد کا مارا ہوا شکار حرام ہے اسلئے کہ انکا ذبیحہ درست نہین۔ اگر زید نے شکار کے تیر مارا مگر وہ سُست نہوا پہر اوسکے عمرو نے تیر مارا اور شکار مرگیا تو وہ شکار عمرو کا ہوگا اور اوسکا کہانا حلال ہوگا اور اگر زید کے تیر سے شکار ڈہیلا پڑگیا تھا اور پہر عمرو کے تیر سے مرگیا تو شکار زید کا ہوگا اور اوسکا کہانا حرام ہوگا اسلئے کہ جب شکار مضمحل ہوگیا تہا تو چاہیے تہا کہ اوسکو ذبح کرتا چونکہ مار ڈالا اسلئے حرام ہوگیا اور عمرو اوس شکار کے دام زید کو دیوے مگر اوسکی قیمت مین سے اوسقدر دام مجرا کرلے جو زید کے تیر کے زخم سے اوسمین نقصان ہوا ہو۔ شکار کرنا سب جانورون کا درست ہے خواہ گوشت اونکا کہایا جاتا ہو یا نہو اسلئے کہ جنکی گوشت سے نفع نہین اونکی ہڈی اور چمڑے سے نفع ہوسکتا ہے۔

کتاب الرہن اسمین گرو کرنے اور رکہنے کا بیان ہے۔ کسی حق کے عوض مین مثل قرض وغیرہ کے ایسی چیز کے روک رکہنے کو رہن کہتے ہین جس سے روکنے والا اپنا حق

وصول کرسکے اس سے یہہ نکلا کہ حدود و قصاص کی عوض مین اگر گرو کریگا تو درست نہوگا اصلی
کہ گرو کی چیز سے حدود و قصاص کا ملنا ممکن نہین گرو کرنیوالیکو راہن کہتے ہین اور جو گرو
رکہتا ہی اوسے مرتہن بولتے ہین - یہہ معاملہ ایجاب اور قبول اور رہن کی چیز پر مرتہن کے قابض
ہونیسے لازم ہوجاتا ہی مگر مرہون چیز تقسیم کی ہوئی اور راہن کے تصرف اور ملک سے خالی چاہیے
اگر راہن نے مرہون چیز کو اپنی ملک و تصرف سے خالی کرکے مرتہن کے سامنے کردیا اسطرح
کہ وہ اوسکو لے سکے یا بائع نے بیع کو مشتری کے سامنے اسیطرح رکہدیا تو یہہ صورت قبضہ
کرنیمین داخل ہے - راہن کو اختیار ہی کہ اگر مرتہن نے شی مرہونہ پر قبضہ نکیا ہو تو اپنی عقد رہن
سے رجوع کرے یعنی اپنی چیز ہٹا لے اور گرو نہ رکہے - اور مرہون چیز اگر مرتہن کے پاس جاتی
رہے تو اوسکی قیمت اور قرض دونگی راہن مین سے جو کمتر ہوگا وتنا تاوان مرتہن کو دینا ہوگا
یعنی اگر قرض کی مقدار کم ہوگی تو وہ دینی آویگی اور اگر اوس شی کی قیمت کم ہووے تو وہی
دینی آویگی اس سے یہہ معلوم ہوا کہ جس صورتمین کہ مرہون چیز ہلاک ہوا اور اوسکی
قیمت اور راہن کے ذمہ جو قرضہ مرتہن کا چاہیئے دونو کی تعداد برابر ہو تو اس صورتمین
مرتہن اپنا روپیہ بہر چکا کہ جتنا اوسکا راہن کے ذمہ تہا وتنا ہی راہن کی چیز کا اوسکے
ذمہ ہوگیا اور اگر مرہون چیز کی قیمت قرض دونگی راہن سے زیادہ ہو تب بہی اپنا حق پا چکا
اور جسقدر قرض سے زیادہ کی چیز ہوتی وہ زیادتی مرتہن کے پاس امانت ہی یعنی اوسکا
تاوان کچہہ نہ دینا ہوگا اور اگر قرض راہن کے ذمہ زیادہ ہوا اور مرہون کی قیمت کم تو
اس صورتمین بمقدار قیمت مرہون کی تو مرتہن گویا پا چکا مگر باقی قرضہ راہن سے وصول
کریگا مرتہن کو اختیار ہی کہ بعد رہن کے راہن سے اپنی قرضہ کا تقاضا کرے اور قرضہ کی بابت
اوسکو قید کرے غرضکہ رہن کردینے سے یہ نہین ہوتا کہ قرضخواہ مانگنا اور مواخذہ چھوڑدے
رہن کے چہوڑانے مین مرتہن کو حکم ہوگا کہ مرہون چیز حاضر کرے پہر راہن کو حکم ہوگا کہ
قرضہ اسکا اول ادا کردے پہر اپنی چیز لیلے - اور جب کہ مرہون چیز مرتہن کے پاس ہوا اسکو

اختیار ہی کہ راہن کو اوسکے بیچنے سی روکدے جبتک کہ اپنا قرض راہن سے نہ بہرلے اور جب
تو منہ وصول کر چکی تو مرہون کو اوسکے حوالہ کرے مرتہن کو مرہون چیز سے فائدہ لینا یعنی اگر
غلام وغیرہ ہو تو اوس سے کام لینا اور مکان وغیرہ ہو تو اوسمین رہنا اور کپڑا ہو تو اوسکو
پہننا یا مرہون چیز کو مزدوری پر چلانا یا مانگی دینا درست نہین - مرہون چیز کی حفاظت مرتہن
اپنی آپ کرے یا اوسکی بی بی خواہ لڑکا خواہ خادم جو اوسکے متعلق ہو یعنی خوراک پوشاک
وغیرہ اوسکے ذمہ ہو کرے - اگر انکی سوا کسی اور سی حفاظت کراویگا یا کسی کو بطور امانت
سپرد کریگا یا اور کسی طرح کی زیادتی مرہون چیز پر کریگا اور وہ تلف ہو جاویگی تو مرتہن کو اوسکی
قیمت دینی آویگی - جس گھر مین مرتہن مرہون چیز کی حفاظت کری اوسکا کرایہ اور محافظ کی
تنخواہ مرتہن کے ذمہ ہی اور مرہون چیز کے چرانیوالیکی اجرت اور اوسکے کہانے پینے کا دام
اور اگر زمین خراجی ہو اوسکا خراج راہن کے ذمہ ہوگا ❖

باب اون چیزون کے بیان مین جنکا رہن کرنا اور جنکی عوض رہن کرنا جائز ہے یا ناجائز
- غیر معین چیز کا بدون تقسیم رہن کرنا مثلا یون کہنا کہ اس گہر کا نصف یا تہائی گرو کرتا ہون
بدون تقسیم کے درست نہین اسیطرح پہلون کا گرو کرنا بدون درخت کے اور کہیتی کا رہن کرنا
بدون زمین کے اور زمین مین کے درخت کو بدون زمین کے گرو کرنا اور آزاد اور مدبر
اور مکاتب اور ام ولد کو رہن کرنا درست نہین - اور امانت کے عوض مین کوئی چیز امین کی
گرو رکہنی یا اس خوف سی کہ بیع کسی اور کی نہ نکل آوے کوئی چیز بائع کی رہن کرلینی یا
مشتری نے ابہی بیع پر قبضہ نہین کیا تو بائع سی اوسکے عوض کوئی چیز گرو کرنی درست
نہین - رہن رکہنا اوس قرض کے عوض مین درست ہی جو واجب الادا ہو گو اوسکے
اداکا وعدہ دوسری وقت پر ہو اور اگر رب المال مضارب سی راس المال کی عوض کوئی
چیز رہن رکہلے تو درست ہے - اگر بیع صرف مین قیمت کے عوض کوئی چیز گرو رکہلی یا
بیع سلم مین جس چیز مین سلم کی ہی اوسکی قیمت کے بدلہ مین کوئی چیز گرو کرلے تو جائز ہی

مرتہن کو مرہون چیز سے فائدہ لینا درست نہین

ان چیزون کا بیان جنکا رہن جائز ہے یا ناجائز

پس اگر ان صورتون مین مرہون چیز ہلاک ہو جاوے تو مرتہن اپنا حق لے چکا اب راہن سے کچھ نہ پاویگا
- باپ کو اختیار ہی کہ اپنے ذمہ کے قرضہ مین اپنے نابالغ لڑکے کے غلام کو رہن رکھدے -
چاندی سونے کو رہن رکھنا اور کیلی چیزون کو مثل گیہون اور جو وغیرہ کے اور وزن
کی چیزون کو مثل تانبے اور لوہے کے گرو رکھنا درست ہے - اگر ایک جنس کو اوسیکے عوض
رہن رکھا اور مرہون چیز جاتی رہی تو اوسیقدر قرض مین مجرا ہو جاویگی اور کھری کھوٹے
کا اسمین اعتبار نہوگا یعنی مرہون چیز اور جسکی عوض رہن ہوا ہی اگر دونو ایک جنس ہون تو
کھرے کھوٹے ہونیکا فرق دونو مین نہ کرنا چاہیئے - اگر ایک شخص نے اپنا غلام فروخت
کیا اس شرط پر کہ مشتری ثمن کے بدلہ مین ایک معین چیز بائع کے پاس رہن کردے پر مشتری
نے اوس چیز کے گرو رکھنے سے انکار کردیا تو اب مشتری پر زور نہ کیا جاویگا کہ خواہی نخواہی
گرو کردے مگر بائع کو اختیار ہی کہ اگر مشتری ثمن نقد ادا نہ کرے یا اوس شی کی قیمت جسکو
رہن کرنا مشروط کیا تھا رہن کے اعتبار سے ندیوے تو بیع کو توڑ ڈالے - اگر کوئی مشتری
بائع سے کہے کہ جبتک مین دام دون تم اس کپڑے کو رکھلو تو وہ کپڑا رہن ہو جاویگا
گو زبان سے لفظ صریح رہن کا نکہا ہو - اگر دو غلامون کو ایک ساتھ ہزار کے عوض مین گرو کیا
ہو تو یہہ نہین ہو سکتا کہ راہن اونمین سے ایک کے حصہ کا روپیہ ادا کرکے اوسکو پہیرلے
جیسے یہ نہین درست ہی کہ مشتری ثمن مین سے کسیقدر ادا کرکے حصہ رسد مبیع کو لیلے - اگر
ایک شی معین کو دو شخصون کے پاس رہن رکھا تو درست ہی مگر تلف ہونیکی صورتمین تاوان
دونو پر بقدر حصہ ہر ایک کے قرضہ کے ہوگا پس اگر راہن نے دونو مین سے ایک کا قرض ادا کردیا
تو وہ چیز دوسرے کے پاس رہن رہیگی جسکا قرض ادا نہین کیا ہی - زید اور عمرو دونو
بکر کے غلام کے مدعی ہین یعنی ہر ایک اوس سے یہہ کہتا ہی کہ اس غلام کو تونے میری پاس
گرو رکھا تھا اور مین نے اوسپر قبضہ کرلیا تھا اب تو مٹا لایا ہی اور دونو نے اپنے دعوے کے
گواہ گذرانے تو دونو کے گواہ باطل ہون گے بکر پر کسی کا دعوی ثابت نہوگا - اگر راہن

دو مرتہنون کے قبضہ مین غلام ہوکر مرجاوی اور دونو مرتہن گواہ بموجب بیان سابق گذرانین یعنی ہر ایک یہی ثابت کری کہ مینے میری پاس گرو رکھا ہی تو اس صورتمین وہ غلام دونوکے پاس اون دونوکے حق کے عوض مین آدہا آدہا رہن رہیگا ❊

باب مرہون چیز کو مرتہن کے سوا کسی اور معتبر آدمی کے پاس رکھنے کے بیان مین۔

اگر راہن اور مرتہن مرہون چیز کو کسی دوسرے معتبر کے پاس رکھدین تو درست ہی اور دونو مین سے کسیکو اوسکے لے لینے کا اختیار نہوگا اور اگر وہ چیز جاتی رہیگی تو تاوان مرتہن پر ہوگا یعنی اوسکا قرضہ راہن کے ذمہ سے ساقط ہوجاویگا۔ اگر راہن قرضہ کی میعاد پوری ہونے پر مرتہن یا اوس معتبر شخص کو یا کسی اور کو مرہون چیز کے فروخت کرنیکا وکیل کر دی تو درست ہے اور اگر رہن کرتے وقت یہہ وکالت ٹھہر گئی ہو تو وکیل مذکور راہن کے موقوف کرنی سے اور اوسکے مرنے سے اور مرتہن کے مرجانے سے معزول نہوگا بلکہ اوسکی وکالت بدستور قائم رہیگی۔ وکیل کو مرہون چیز کا بیچنا راہن کے وارثون کے پیٹھ پیچھے درست ہی۔ اگر وکیل مرجاوی تو اوسکی وکالت باطل ہوجاویگی۔ راہن اور مرتہن مین سے کسیکو مرہون چیز کے بیچنے کا اختیار بدون دوسری کی رضامندی کے حاصل نہین۔ اگر مدت وعدہ کی پوری ہوجاوی اور راہن موجود نہو تو اوسکے وکیل پر شی مذکور کے فروخت کرنیکیلئی جبر کیا جاویگا جیسے جوابدہی کے وکیل کا حال ہی کہ اگر موکل جوابدہی نکری اور غائب ہوجاوے تو وکیل سی مقدمہ کی جوابدہی بزور کرائی جاویگی۔ اگر معتبر شخص نے اوس شے کو بیچکر مرتہن کو اوسکا دام دیدیا اب وہ مرہون چیز کسی اور کی نکلی اور معتبر شخص سے اوسکا تاوان لیا گیا تو وہ مرہون چیز کی قیمت یا راہن سی بھرلے یا مرتہن سے وہ دام وصول کرے جو اوس سے مستحق کو دلوائے گئے ہون۔ اگر غلام یا گھوڑا مرہون مرتہن کے یہان مرجاوی اور وہ کسی دوسری کا نکلے اور مالک راہن سی اوسکی قیمت بھرلے تو اب یہہ مرہون مرتہن کے دین کے عوض مرگیا یعنی مرتہن کو اب راہن سے کچھہ نملیگا اور اگر

مالک مرتہن سے مرہون کا دام وصول کرے تو مرتہن یہہ دام جو مالک کو دئے اور اپنا قرضہ راہن سے لیوے اسلئے کہ قرضہ ابھی ادا نہین ہوا ہے ؁

باب مرہون کے اندر تصرف کرنے اور اوسمین نقصان ڈالنے اور مرہون کے دوسرونکا نقصان کر دینے کے بیان مین۔ اگر راہن نے مرہون کو بیچ ڈالا تو یہہ بیع مرتہن کی اجازت پر ملتوی رہیگی خواہ مرتہن کے قرض کے ادا کر دینے پر موقوف رہیگی یعنی اگر مرتہن اس بیع کی اجازت دیدے یا راہن مرتہن کا قرض ادا کر دے تو بیع جاری ہو جاویگی۔ اگر راہن نے غلام مرہون کو آزاد کر دیا تو آزاد ہو جاویگا لیکن اگر قرضہ کی میعاد نہین ہے تو راہن سے مرتہن کے قرضہ کا موخذہ کیا جاویگا اور اگر قرضہ کی میعاد ہے تو راہن سے غلام مذکور کی قیمت لیکر مرتہن کے پاس غلام کے عوض رکھدیجاویگی اور اگر راہن مفلس ہوگا کہ غلام کی قیمت نہین دیسکتا تو غلام مذکور اپنی قیمت یا مرتہن کا قرض دونوں مین سے جونسا کم ہو مرتہن کو کما دے اور جو کچھہ مرتہن کو دیوے اپنے آزاد ہونیکے بعد اپنے مالک یعنی راہن سے لیوے جسکے عوض مرتہن کو دیا تھا اور اگر راہن مرہون چیز کو تلف کر دے یا مار ڈالے تو اوسکا حکم مثل آزاد کرنیکے ہے۔ اگر مرہون کو کسی اجنبی شخص نے تلف کر دیا تو مرتہن اوسکی قیمت اجنبی سے وصول کرے اور یہہ قیمت مرتہن کے پاس رہن رہیگی۔ اگر مرتہن مرہون چیز راہن کو مانگی دے تو اوسکے تاوان سے بری ہو جاویگا یعنی اگر وہ چیز ہلاک ہو جاویگی تو مفت مین راہن کی جاویگی ہان اگر راہن پھر مرتہن کو دیدے تو مرتہن پر تاوان پھر آویگا۔ اگر راہن یا مرتہن نے ایک دوسرے کی اجازت سے مرہون چیز کسیکو مانگی دے تو اوسکا تاوان مرتہن کے ذمہ نرہیگا اور دونوں مین سے ہر ایک کو اختیار ہے کہ مانگنے والے سے اوسکو واپس لیکر بدستور گرو رکھے۔ اگر رہن کے لئے کسی سے کپڑا مانگے تو درست ہے لیکن اگر مالک مقدار اور جنس اور شہر کو معین کر دے (مثلاً کہدے کہ اس کپڑے کو دس روپیہ یا دس من گیہون کے عوض یا فلان شہر مین رہن رکھنا) اور راہن مالک کے کہنے کے بموجب گرو

تو مالک کو اختیار ہی چاہی اپنے کپڑی کے دام راہن سی لیوے خواہ مرتہن سی اور اگر راہن مالک کے کہنے کے بموجب کری اور وہ کپڑا مرتہن کے پاس سے جاتا رہی تو مرتہن تو اپنا دین بہر پاویگا اور راہن پر واجب ہوگا کہ جسقدر دین مرتہن کا اوسکی ذمہ سے ساقط ہوا ہی اوسقدر حوالہ مالک کے کری اور اگر مالک اپنا کپڑا مرتہن سے طلب کری اور راہن مرتہن کا قرض ادا کر چکا ہو تو مرتہن اوسکے دینے مین تامل نکری - راہن اور مرتہن اگر مرہون چیز کا نقصان کر دین تو اوسکا تاوان دینا ہوگا یعنی اگر راہن اوسکو تلف کر دیگا تو اوسکی جگہ اور چیز رہن کرنی پڑیگی یا مرتہن کا قرض ادا کرنا ہوگا اور اگر مرتہن اوسکو تلف کریگا تو اوسکا دین ساقط ہوجاویگا - مرہون چیز اگر راہن خواہ مرتہن کا کچھہ نقصان کر دی یا اونکی مال کو بگاڑ دی تو کچھہ تاوان نہوگا - اگر ہزار روپیہ کا غلام ہزار روپیہ کے عوض رہن رکھا اور روپیون کے ادا کا مدت پر وعدہ ٹھہرا اس اثنا مین غلام کی قیمت کم ہوکر سو روپیہ رہگئی اب اوس غلام کو کسی نے مار ڈالا اور قاتل کو سو روپیہ تاوان دینے آئے اور مرتہن کے قرضہ کی میعاد پوری ہوگئی تو مرتہن سو روپیہ قاتل سی اپنی حق مین وصول کرلے اور راہن سی کچھہ نپاویگا اور اگر مرتہن راہن کی اجازت سی اوسکو سو روپیہ کو بیچ دی تو سو روپیہ مشتری سے لیوی اور نو سو راہن سے طلب کری اور اگر غلام مذکور کو کوئی دوسرا غلام مار ڈالے جسکی قیمت سو روپیہ کی ہو اور غلام قاتل مقتول کی عوض مین مرتہن کو ملجاوی تو راہن اوس غلام کو تمام قرضہ کے عوض مین چھوڑا دی یعنی جتنا قرض اوسکے ذمہ ہو سب مرتہن کو دیکر فک رہن کرے - اگر راہن مرجاوی تو اوسکا وصی مرہون کو بیچکر مرتہن کا قرضہ ادا کری اور اگر اوسکا وصی کوئی نہو تو قاضی ایک وصی مقرر کر دی اور اوسکو مرہون کے بیچنے کا حکم کری

فصل دس روپیہ کا شیرہ انگور دس روپیہ کے عوض مین رہن رکھا پہر وہ شیرہ شراب بنکر سرکہ ہوگیا اور اس سرکہ کے دام بہی دس روپیہ ہین تو یہ سرکہ شیرہ کی عوض رہن رہیگا - اور اگر دس روپیہ کی بکری دس روپیہ کی عوض گرو رکہی اور وہ مرگئی اور اوسکی

کهال گو بیکا لیا اور کهال ایک روپیه کی هو گئی تو یه کهال مرتهن کے پاس ایک روپیه کی عوض رهن رهیگی اور باقی نو روپیه راهن کے ذمه قرض رہین گے - مرہون مین جو کچهه بڑهی مثلاً لونڈی مرہونہ بچہ جنی اور درخت مرہون پر پہل لگے یا دودہ کا جانور دودہ دی یا اوسکی اون اوتری یه سب راهن کا هوگا اور اصل کے ساتهه گرو رهیگا اور اگر یه زیاده هوئی چیز جاتی رهیگی تو مفت جاویگی یعنی اوسکے مقابل مین کچهه قرض مرتهن کا ساقط نهوگا اور اگر اصل جاتی رهی اور زیادتی بچ رهی تو راهن اوسکے موافق دام حصه رسد دیکر چهڑا لے اسطرح که اصل رهن کے وه دام لگا دی جو مرتهن کے قبضه کرنیکے دن تهی اور زیادتی کے وه دام جو فکّ رهن کے روز هون اور ان دونو کے مجموع پر مرتهن کے قرضه کو پهیلائے پس جسقدر اصل رهن کی مقابل پڑی هو وه تو اوسکی ذمه سی ساقط هوگا او جسقدر زیادتی کی مقابل پڑی اوسقدر مرتهن کو دیکر اوسکو چهڑا لے - مرہون چیز کا زیاده کرنا درست مگر اوسکی عوض کے قرض کا بڑهانا نادرست نهین یعنی اگر ایک کپڑی کو دس روپیه کے عوض رهن کیا هی تو هوسکتا هی که اوسکے ساتهه دوسرا کپڑا اور شامل کر دی یه نهین هوسکتا که اوسی کپڑی کو رهن رهنی دی اور دس کی جگه بیس روپیه کرلے - اگر ایک غلام ہزار روپیه کے عوض رهن رکها پهر دوسرا غلام اوسکی جگه پر مرتهن کے حواله کیا اور ان دونو غلامون مین سے هر ایک کی قیمت ہزار روپیه هی تو اس صورت مین اول هی غلام رهن هوگا دوسرا نهوگا لیکن اگر مرتهن اول کو راهن کے سپرد کر دی تو اب البته دوسرا رهن هوگا اور جبتک دونو مرتهن کے پاس رہین تو مرتهن دوسری غلام کے باب مین امانت دار هوگا یعنی اگر وه مرجاویگا تو اوسکا قرضه ساقط نهوگا نه تاوان دینا هوگا هان اگر دوسری کو اول کی جگه رهن کریگا تو تاوان دینا آویگا اسلئی که اب دوسرا غلام رهن هوگیا اور اول غلام رهن سے باهر هوا *

رهن کی چیز بڑها دینا درست قرض بڑهانا درست نهین

کتاب الجنایات

کتاب الجنایات خون اور نقصان اعضا کا بیان

کتاب الجنایات اسمین خون کرنے اور اعضا کے نقصان کرنیکا بیان هی - قتل یعنی جان سے مار ڈالنے کی پانچ صورتین هین اور هر ایک کا جدا حکم هی اول قتل عمد هی یعنی جان بوجهکر

کسیکو ہتہیار رسی یا ایسی چیز سے مارے جو بدن کے اجزا جدا کر سکے مثلاً دہار دار لکڑی یا
دہار دار پتہر یا بانس کی کہپاچ تیز سے قصداً مارے یا آگ سے جلادے اس قتل کا حکم یہہ ہے
کہ قاتل گناہگار ہوتا ہے اور قصاص معین لازم آتا ہے یعنی قاتل بھی مقتول کے عوض مارا جائیگا
اور اس قتل کا کفارہ نہین یعنی سواے قصاص کے اور کوئی عوض مقرر نہین لیکن اگر مقتول
کے وارث معاف کر دین تو قاتل پر سے قصاص جاتا رہتا ہے دوسرا قتل شبہہ عمد یعنی قصداً
مارنیکی مثل ہے وہ اسطرح ہے کہ قاتل اون چیزون کے سوا جو اوپر مذکور ہوئین یعنی ہتہیار
یا ایسی چیز جس سے بدن کے اجزا جدا ہو سکین ان کے سوا کسی اور چیز سے قصداً مارے
اس قتل کا حکم یہہ ہے کہ قاتل پر گناہ ہوتا ہے اور کفارہ لازم آتا ہے اور اوسکے قبیلہ پر دیت
مُغَلَّظَہ لازم ہوتی ہے اور قاتل پر قصاص اس صورت مین نہین تیسری قسم قتل خطا یعنی چوک
اور دہوکے سے مارنا قصداً نہ مارنا اوسکی یہہ صورت ہے کہ کسیکو اس خیال سے تیر مار دیا کہ
شکار ہے یا کافر جانکر مارا اور وہ مسلمان نکلا یا تیر نشانہ پر مارتا تہا وہ کسی آدمی کے لگ گیا
یا اور کوئی اسیطرح کی صورت ہو مثلاً کوئی سوتا ہوا دوسرے پر گر پڑے اور وہ دوسرا شخص
دبکر مر جاوے اور اس قتل کا حکم یہہ ہے کہ قاتل پر کفارہ اور اوسکے کنبے پر دیت لازم
ہوتی ہے چوتہی قسم قتل بسبب ہے یعنی قاتل نے ایسا سبب کیا جس سے مقتول مر گیا مثلاً
قاتل نے دوسرے کی ملک مین کنوان کہودا اور اوسمین کوئی گر کر مر گیا یا دوسرے کی
زمین مین پتہر رکہدیا اور اوس سے کوئی ٹہکر کہاکر مر گیا اور اس قتل کا حکم قاتل کے
کنبے پر دیت ہے کفارہ قاتل پر نہین — ان چارون صورتون مین تین صورتین اول کی
قاتل کو مقتول کی میراث سے محروم کر دیتی ہین مگر پہلی صورت سے یعنی بسبب اگر قتل ہوگا
تو قاتل میراث سے محروم نہوگا ۔ شبہہ عمد جان کے مار ڈالنے کے سوا اور اعضا کی نقصان مین
حکم عمد رکہتا ہے مثلاً اگر کوئی شخص دہار دار پتہر یا لکڑی سے کسی کا ہاتہ کاٹ ڈالے
تو ایسا ہوگا کہ گویا چہری اور خنجر سے کاٹا ہے اوسکا قصاص اوس سے لازم ہوگا یعنی اوسکا

ہاتھ بھی کاٹا جاویگا ٭

باب اون صورتون کے بیان مین جنمین قصاص واجب ہوتا ہی یا نہین ہوتا - خون کا قصاص یعنی عوض مین مار ڈالنا ایسی شخص کے قصداً خون کرنیسی ہوتا ہی جسکی مار ڈالنی کی اجازت شراعیت مین کبھی نہین اور وہ ہمیشہ کو قتل سسی محفوظ ہی یعنی جس کا خون کرہی وہ کافر حربی اور مستامن اور محصن زناکار اور مرتد نہو - آزاد شخص آزاد اور غلام کے عوض مین مارا جاویگا اور مسلمان اگر ذمی کو مار ڈالے تو اوسکی عوض مین مارا جاویگا مگر مسلمان یا ذمی اگر مستامن کو مار ڈالین تو اوسکے عوض مین نہ مارے جاوینگے - مرد اگر عورت کا خون کرہی یا بڑا آدمی یعنی بالغ کسی نابالغ کو مار ڈالے یا تندرست آدمی اندہی کو خواہ اپاہج کو جسکی ہاتھہ پانوں نہون اوسکو یا دیوانہ کو قتل کرہی تو قصاص لیا جاویگا بیٹا اگر باپ کو جان سی مارہی تو اوس سے قصاص لیا جاویگا اور امام شافعی رہ کے نزدیک آزاد آدمی کو غلام کے عوض اور مسلمان کو ذمی کے عوض نہین قتل کرتے اور امام اعظم رہ کی دلیل قول اللہ تعالیٰ کا ہی کہ اَلنَّفْسُ بِالنَّفْسِ یعنی جان کے عوض جان اور دارقطنی نے روایت کیا ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مسلمان کو ذمی کے عوض مین قتل فرمایا اور امام محمدؒ رہ نے روایت کیا ہی کہ حضرت علی رض نے مسلمان کو ذمی کے عوض قتل کیا اور بیہقی اور عبد الرزاق نے روایت کیا ہی کہ حضرت عمر رض نے مسلمان کو ذمی کے قتل کیا - باپ اگر اپنی لڑکے کو مار ڈالے یا ماں اپنی بچہ کو مار ڈالے تو اونکو لڑکے کے عوض نہ مارا جاویگا - اور دادا اور دادی مثل باپ ماں کے ہین یعنی اگر اپنے پوتے کو مار ڈالین تو اون سے قصاص نہ لیا جاویگا - مالک اگر اپنے غلام یا مدبر یا مکاتب کو مار ڈالے یا اپنی بیٹے کے غلام کو قتل کرہی یا ایسی غلام کو قتل کرہی جسمین تھوڑا قاتل کا ہی تو اوس سی قصاص نہ لیا جاویگا اور جو شخص اپنے باپ پر قصاص کا وارث ہوجاوہی تو قصاص جاتا رہتا ہی مثلاً ایک شخص نے اپنی بی بی کو مار ڈالا اور اوسکا لڑکا

باب اون صورتون کے بیان مین

قصاص کا وارث ہی تو وہ باپ سی قصاص نہ لیوی - قصاص تلوار ہی سے لیا جاتا ہی یعنی قاتل
کو تلوار سی مارنا چاہیی گو قاتل نے مقتول کو تیر یا خنجر سے مارا ہو - اگر مکاتب کو کوئی شخص قصدًا
مار ڈالے اور مکاتب مذکور اتنا مال چھوڑی کہ بدل کتابت اوس سی ادا ہوسکی اور اوسکی آقا
کی سوا کوئی اوسکا دوسرا وارث نہو یا اوسکا دوسرا وارث تو ہو مگر مال جو بدل کتابت کو کافی ہو
نچھوڑی تو ان دونو صورتونمین اوسکے قاتل سی قصاص لینگے اسلئی کہ ان صورتونمین قصاص
کا مدعی اوسکا مالک ہوگا اوسی کے دعوی سی قصاص لینگی اور اگر مکاتب مذکور مال بھی اتنا
چھوڑی کہ بدل کتابت کی لئی کافی ہو اور مالک کی سوا دوسرا وارث بھی اوسکا رہی تو اس صورت
مین قصاص اوسکی قاتل سے نلیا جاویگا کیونکہ اس صورت مین مدعی مین شبہہ پڑگیا ہی اسلئی
کہ اگر مال کے موجود ہونیکی باعث مکاتب مذکور کو آزاد کہین تو اوسکا مدعی وارث ٹھہرتا ہی
اور چونکہ مال مالک تک ابھی نہین پہونچا اس لحاظ سی اگر اوسکو غلام کہین تو مدعی قصاص کا
اوسکا مالک ہوتا ہی پس مدعی مین شبہہ ہونیکی جہت سی قصاص ساقط ہوگیا قاتل سی قیمت غلام
مقتول کی لیکر اوسکے وارث کو دلائی جاویگی - اگر غلام مرہون کو کوئی قتل کر ڈالے
تو اوسکے قاتل سی قصاص نلیا جاویگا جبتک کہ راہن اور مرتہن دونو دعوی قصاص
نہ کرین - اگر بیعقل آدمی کو کوئی مار ڈالے تو اوسکی باپ کو اختیار ہی کہ قاتل سی اوسکا
قصاص لے یا مال لیکر صلح کرلے لیکن اگر بیعقل کا ولی اوسکو مار ڈالی تو اوسکو اوسکے
خون کا معاف کرنا درست نہین مثلاً بیعقل کا لڑکا اگر اپنی باپ کو مار ڈالے تو بیعقل کا بیٹا
اپنی پوتے سے یا قصاص اپنی بیٹی کا لے یا مال لیوی معاف نہ کری اور اس مسئلہ مین قاضی
باپ جیسا ہی یعنی اگر بے عقل کا باپ نہو تو قاضی اوسکا قصاص لے یا مال پر صلح کری
اور اگر بیعقل کا وصی ہو اور باپ نہو تو وصی کو بھی اختیار ہی کہ مال پر صلح کرلے قصاص
کا اختیار نہین - اور صغیر سن بچہ اس حکم مین مانند بیعقل کے ہی اوسکی صورت یہہ ہی
کہ لڑکے کی ما اپنی بچہ کو مار ڈالے تو بچہ کا باپ یا اوس سی قصاص لے یا مال لی معاف

نہ کریں - اگر مقتول کے وارث نابالغ اور بالغ دونو طرح کے ہین تو بالغون کو اختیار ہی کہ
قاتل سی اپنی مورث کا قصاص لے لین انتظار نابالغون کے بالغ ہونیکا نکرین - اگر کوئی
شخص کسیکو کدار وغیرہ سی مار ڈالے تو اگر تیز طرف سی مار یگا تو قاتل سی قصاص لیا جاویگا
اور اگر موٹھہ کی طرف سی ماریگا تو قصاص نہ لیا جاویگا اسلئے کہ موٹھہ کی طرف سی مارنا ایسا ہی
جیسا پتھر اور لاٹھی سے مارنا ہی پس اس صورتین دیت واجب ہوتی ہی اور یہی حال ہی اگر
کسیکو گلا دبا کر یا پہانسی دیکر مار ہی یا پانی مین ڈبو دی کہ اس صورت مین بہی قاتل کے
کنبی پہ دیت ہوتی ہی قصاص نہین ہوتا - اگر کسی شخص نے دوسری کو قصدًا زخمی کیا
جس سے مجروح بہت دنون چارپائی سی نہ اوٹھا اور آخر کو مر گیا تو اول شخص سے
اوسکا قصاص لیا جاویگا گو اوس زخم سی اوسیوقت نہین مرا - اگر ایک شخص نے اپنی
زخم لگایا اور زید نے بہی مجروح پر ایک زخم لگایا اور شیر نے بہی اوسکو زخمی کیا اور
ایک سانپ نے بہی اوسی کاٹا اور ان چار دن کے بعد وہ مر گیا تو زید پر اوسکی تہائی
دیت لازم ہوگی اسلئے کہ اوسکی موت تین طرح کے فعلون سی ہوئی ایک اسطرح کا فعل ہی
کہ اوسکی پوچہہ دنیا و آخرت دونو مین کچہہ نہین وہ تو شیر اور سانپ کا زخم ہی اور
ایک فعل ایسا ہی کہ اوسکا مواخذہ صرف آخرت مین ہی دنیا مین نہین وہ اپنی آپ کا زخم
کرنا ہی اور ایک ایسا ہی کہ اوسکی بازپرس دنیا و آخرت دونو مین ہی وہ زید کا زخمی کرنا
ہے پس اوسکی دیت تین جگہہ بٹ گئی اور زید کو تہائی دینی آئی - جو شخص مسلمانون پر
تلوار کہینچی یعنی اون کے خون کا ارادہ کرے تو اوسکا مار ڈالنا واجب ہی اور ایسی
شخص کے مار ڈالنی سے کچہہ واجب نہین ہوتا نہ قصاص نہ دیت - اگر زید نے رات
کو یا دن کو شہر مین یا غیر شہر مین عمرو پر ہتہیار کہینچا یا رات کو شہر مین اور دن کو
غیر شہر مین اوسپر لاٹھی اوٹھائی اور عمرو نے اوسکو مار ڈالا تو عمرو پر کچہہ دیت
یا قصاص لازم نہوگا اور اگر زید نے عمرو پر دن کو شہر مین لاٹھی اوٹھائی تہی اور عمرو نے

زید کو مار ڈالا تو عمرو سے قصاص لیا جاویگا - اگر دیوانہ آدمی زید پر مثلاً ہتھیار کھینچے اور زید اوسکو قصداً مار ڈالے تو زید پر اوس دیوانہ کی دیت ادا کرنی واجب ہوگی اسیطرح اگر لڑکا کسی پر تلوار کھینچے اور وہ لڑکے کو مار ڈالے تو اوسپر دیت واجب ہوگی - اور اگر کوئی جانور کسی پر حملہ کرے اور وہ شخص جانور کو مار ڈالے تو جانور کی قیمت مالک کے حوالہ کرنی ہوگی - اگر زید عمرو پر ایک تلوار کا ہاتھ لگا کر چلا گیا اور بکر نے آکر اوسکو مار ڈالا تو بکر کو اوسکے عوض مین قتل کرینگے لیکن یہہ حکم اوس صورت مین ہے کہ عمرو زید کے زخم سے زندہ رہے اور اچھا ہوجاوے - اگر کسی گھر مین چور گھس آوے اور مال چرا کر باہر نکلے اور مالک اوسکے پیچھے پڑے اور چور کو مار ڈالے تو مالک کے ذمہ کچھہ لازم نہوگا

باب جان مار ڈالنے سے نیچے کے نقصانون کا قصاص یعنی عوض لینے کے بیان مین -

اگر زید نے عمرو کا ہاتھہ پہنچے کا کاٹ ڈالا ہو تو زید کا ہاتھہ بھی گٹے سے اوڑا دیا جاویگا گو زید کا ہاتھہ عمرو کے ہاتھہ سے بڑا ہو اور پانو کا حال بھی یہی ہے کہ اگر جوڑ پر سے کاٹا ہوگا تو اوسکا پانون بھی جوڑ پر سے کاٹا جاویگا اور اگر زید نے عمرو کا نتھنا ناک کا خواہ کان کاٹ دیا یا آنکھہ ایسی پھوڑی کہ اوسکا نور جاتا رہا مگر اپنی جگہہ قائم رہی تو زید سے قصاص لیا جاویگا اور اگر آنکھہ کو بالکل نکال لے تو اوسمین قصاص نہوگا بلکہ دیت ہوگی اور اگر دانت توڑ دے تو اوسکے دانت بھی توڑے جاوینگے گو دونوں کے دانتون مین بڑے چھوٹے ہونیکا فرق ہو - جو زخم اسطرحکا ہو کہ ویسا زخم زخمی کرنیوالے پر کرسکتے ہین تو اوسکا عوض لیا جاویگا اور جو زخم اسطرح کے نہون یعنی یکسان نہوسکتے ہون اونمین قصاص نہوگا مثلاً اگر زید عمرو کی ہڈی توڑ دے تو زید سے قصاص نہ لینگے اسلئے کہ یہہ نہین ہوسکتا کہ جسطرح عمرو کی ہڈی ٹوٹی ہے اوسیطرح زید کی بھی ٹوٹے اسیطرح اگر کوئی مرد کسی عورت کا ہاتھہ یا پانون کاٹ ڈالے یا عورت مرد کا ہاتھ یا پانون کاٹے تو قصاص نہ لیا جاویگا اسلئے کہ عورت مرد کے ہاتھہ پانون مین مماثلت نہین اور آزاد آدمی اگر غلام کا ہاتھہ کاٹ ڈالے یا ایک غلام دوسرے کا ہاتھہ کاٹے تو اونمین مماثلت کے

کے عوض میں بھی قصاص نہیں ہاں مسلمان اور کافر کے ہاتھ پانون یکسان ہین اگر ایک دوسرے
کے ہاتھ پانون کاٹین گے تو عوض لیا جاویگا - اگر کوئی کسی کا ہاتھ آدھی پہنچے سے کاٹ ڈالے
تو قصاص نہوگا اسلئے کہ ہڈی ٹوٹنے مین برابری ممکن نہین - اور پیٹ کا زخم اگر اچھا ہوگیا ہو
تو اوسمین قصاص نہین اور زبان اور ذکر کے کاٹ ڈالنے مین قصاص نہین اسلئے کہ یہہ دونو
چیزین سکڑتی پھیلتی ہین انمین مساوات ممکن نہین لیکن اگر ساری کاٹی ہوگی تو البتہ قاتل
سے قصاص لیا جاویگا - اگر زید نے عمرو کا ہاتھ کاٹ لیا اور زید کا ہاتھ کھا ہوا ہے یا
اونگلیان چھوٹی ہین اور عمرو کا ہاتھ اچھا اور اونگلیان پوری تھین تو عمرو کو اختیار ہے
چاہے زید سے قصاص لے یا قیمت اپنے ہاتھ کی لیلے اور یہی حال ہے اگر زید نے عمرو کے
سر مین زخم کیا ہوا اور زید کا سر بہت بڑا ہوا اور عمرو کا ذرا سا ہو •

فصل

فصل اگر قصاص کے طالب مال لیکر صلح کرلین تو مال دینا قاتل پر اوسی وقت واجب
ہوجائیگا اور قصاص ساقط ہوجاویگا - اگر ایک شخص آزاد اور دوسرا غلام ملکر زید کو مارڈالے
اور آزاد اور غلام کا مالک عمرو سے کہین کہ زید کے وارثون سے اس خون کی صلح ہزار روپیہ
کے عوض کرادو اور عمرو اونکو ہزار لینے پر راضی کردے تو آزاد شخص اور مالکِ غلام کو
آدھے آدھے دینے ہونگے یعنی ہرواحد کے ذمہ پانسو ادا کرنے ہونگے - اگر مقتول کے
وارثون مین سے کوئی اپنے حصہ کے عوض مال لینے پر صلح کرلے یا قاتل کو اپنا حق معاف
کردے تو اس صورت مین بھی قصاص جاتا رہیگا اور باقی وارثون کو خون بہا کا حصہ ملیگا -
اگر کئی شخص ملکر ایک کو قتل کرین تو سب قتل کئے جاوین گے اور اگر ایک شخص کئی کو قتل
کرے تو صرف اوس قاتل کا قتل کرنا کافی ہے پس اگر مقتولون کے وارثون مین سے
ایک مقتول کے وارث آوین اور قاتل سے قصاص کی درخواست کرین تو اوسکے عوض مین
قاتل کو قتل کیا جاویگا اور باقی مقتولون کے وارثون کا حق ساقط ہوگا جیسے قاتل
کے مرنے سے حق قصاص کا جاتا رہتا ہے اور قاتل کے وارثون سے اوسکا مواخذہ نہین رہتا

- اگر دو شخصون نے ملکر ایک کا ہاتھ کاٹا ہو تو دونو کا ہاتھ نہ کٹیگا بلکہ ہاتھ کی دیت دونو سے لیجاویگی - اگر ایک شخص دو آدمیون کا ہاتھ کاٹ ڈالے تو اون دونو کو اختیار ہی کہ اوسکا ہاتھ کاٹین اور آدہی دیت ہاتھ کی اوس سے وصول کرین اور اگر اون دونو مین سے ایک حاضر ہوکر خواہان مجرم کے ہاتھ کٹنے کا ہوا اور اوسکا ہاتھ کاٹا جاوے تو دوسرا اوسکو نصف دیت ہاتھ کی یا دیگا - اگر کوئی غلام اقرار کرے کہ مین نے دانستہ خون کیا ہی تو اوس سے قصاص لیا جاوے گا - اگر ایک شخص نے قصدا تیر دوسرے کے مارا اور وہ تیر دوسرے کو پار ہوکر تیسرے کے لگا اور دونو مرگئے تو تیر مارنیوالیکو دوسرے کے عوض مین قتل کیا جاویگا اور تیسرے شخص کی عوض مین اوسپر دیت لازم ہوگی

فصل اگر زید عمرو کا ہاتھ کاٹے اور پہر اوسکو مار ڈالے تو زید سے دونو قصورون کا مواخذہ ہوگا اگرچہ دونو حرکتین اوسنے دانستہ کی ہون یا خطا سے خواہ ایک دانستہ کی ہو اور دوسری چوک مین ہوگئی ہو اور دونو کامون کے بیچ مین زخم اچہا ہوا ہو یا نہو غرض کہ ان سب صورتون مین دونو جرمون کا مواخذہ اوس سے ہوگا لیکن اگر چوک مین ہاتھ کاٹا ہو اور ابہی عمرو اوس سے اچہا نہوا تہا کہ چوک ہی سے اوسکو قتل کیا تو اس صورتمین البتہ ایک دیت زید کے ذمہ پر واجب ہوگی اسیطرح یہہ صورت ہی کہ زید نے عمرو کے سو کوڑے لگائے نوے سے تو وہ اچہا ہوگیا مگر دس سے مرگیا تو اس صورتمین بہی ایک ہی دیت لازم آویگی - اگر زید نے عمرو کا ہاتھ کاٹ ڈالا اور عمرو نے یہہ ہاتھ کاٹنا زید کو معاف کردیا اور پہر اوسی تکلیف مین مرگیا تو زید کو اوسکی دیت دینی ہوگی اور اگر یون معاف کیا کہ یہہ ہاتھ کاٹنا اور جو کچہہ اس سے آگے ہو مین نے معاف کیا یا یہہ کہا کہ یہہ تقصیر زید کی معاف کی اور مرگیا تو اس صورتمین دیت زید پر نہ آویگی اور اگر زید نے خطا سے ہاتھ کاٹا تہا اور عمرو نے معاف کردیا تو عمرو کی تہائی مال مین سے دیت معاف ہوگی اور اگر قصدا ہاتھ کاٹا تہا تو کل مال سے دیت معاف متصور ہوگی - اگر ایک عورت نے زید کا ہاتھ کاٹ ڈالا پہر زید نے

اوس سے نکاح کیا پھر اپنے ہاتھہ کا تاوان سفر کیا اور اوسی تکلیف مین مر گیا تو عورت کو اوسکا
مہر مثل ملیگا اور عورت نے اگر زید کا ہاتھہ قصداً کاٹا ہوگا تو اوسکا تاوان عورت کے
مال مین سے لیا جاویگا اور اگر خطا سے کاٹا ہوگا تو دیت ہاتھہ کی اوس عورت کی قوم پر پڑیگی
اور اگر زید نے اوس سے نکاح کیا اور پھر اسطرح ٹھہرایا کہ اس ہاتھہ کا کٹنا اور جو کچھہ
اوس سے آیندہ کو پیش آوے یا اوس عورت کی تقصیر کو مہر قرار دیا اور ہاتھہ کے درد سے مر گیا
تو عورت کو دونو صورتون مین مہر مثل ملیگا خواہ اوسنے دانستہ ہاتھہ کاٹا ہو یا خطا سے اور
عورت پر کچھہ دینا لازم نہ آویگا اگر اوسنے ہاتھہ قصداً کاٹا ہوگا اور اگر براہ خطا کاٹا ہوگا
تو عورت کی قوم پر سے مہر مثل ساقط ہوجاویگا اور جو کچھہ زید نے اپنی دیت سے چھوڑا ہوگا
اوس کا تہائی حصہ عورت کی قوم کو پہنچیگا وصیت کی سبب سے اسلئے کہ زید مر گیا تو معلوم ہوا کہ
کہ عورت پر نفس یعنی جان کی دیت واجب تھی ہاتھہ کی نتھی اور دیت مہر ہوسکتی ہے مگر چونکہ
زید نکاح کے وقت بیمار تھا اور بیمار اگر کسی عورت سے کسی مال کی عوض مین نکاح کیا کرتا ہے
تو عورت کو مہر مثل ملا کرتا ہے اور جو کچھہ مہر مثل سے زیادہ ہوتا ہے اوسکو وصیت مین شمار
کیا کرتے ہین اور اس صورت مین عورت کو لیاقت وصیت کی نہین اسلئے کہ میت کی قاتل ہے
اور قاتل کے حق مین وصیت نہین ہوسکتی تو ضرور ہوا کہ یہہ وصیت زید کی اوس عورت
کے کنبے کے لیئے ہووے جب زید کی دیت عورت کی کنبے کے لئے وصیت ٹھہری تو عورت کا حق
اس دیت مین صرف مہر مثل ہے اسلئے مہر مثل اوسکی قوم پر سے ساقط ہوا اور دیت کا تہائی
حصہ اوسکے کنبے کو ملیگا لیکن یہہ تہائی اوس صورت مین ہوگی کہ مہر نکالنے کے بعد جو کچھہ دیت
مین سے بچے وہ ترکہ میت کی تہائی ہوسکے تاکہ وصیت اوسمین جاری ہوسکے - اگر زید نے
عمرو کا ہاتھہ کاٹا اور اوسکے عوض مین زید کا ہاتھہ کاٹا گیا اور پھر عمرو ہاتھہ کے درد
سے مر گیا تو زید کو بھی قتل کیا جاویگا یعنی ہاتھہ کٹنے کے باعث جان کا قصاص اوسکی
ذمہ سے نکاویگا اگر مقتول کا وارث قاتل کا ہاتھہ کاٹ ڈالے اور مقتول کا خون اوسکو

معاف کر دی تو وارث مذکور کو قاتل کے ہاتھہ کی دیت دینی ہوگی اسلیے کہ اوسکا حق قصاص لینی کا تھا ہاتھہ کاٹنے کا نتھا جب قصاص کو معاف کر دیا تو ہاتھہ کاٹنا اسکی طرف سی زیادتی ہوئی اسیلئے ہاتہ کی دیت لازم آویگی

باب خون کے بابمین گواہی دینے کے بیان مین - موجود شخص جس صورتمین کہ اوسکا بھائی غائب ہو اور مدعی نہو اپنی گواہون کے باعث قصاص قاتل سی نہین لے سکتا یعنی اگر مقتول کے دو لڑکے ہون ایک موجود ہی اور ایک غائب موجود نے دعوی قتل قاتل پر پیش کرکے گواہ گذرانے تو ان گواہون کے سبب قاتل سے قصاص نہ لے سکیگا جب غائب لوٹ آوی تو گواہونکو پہرسی حاضر عدالت کرین تاکہ قاتل سے قصاص دونو بھائی لیوین اور اگر قتل خطا سی ہوا ہو تو دیت ثابت کرنیکی لئے دوسری بھائی کا آجانا شرط نہین موجود شخص گواہون سے قتل خطا ثابت کر دی قاتل پر دیت لازم ہوجاویگی اسیطرح اگر اون کے باپ کا کسی کے ذمہ قرض ہوا اور موجود بھائی گواہون سی مدیون کے ذمہ قرض ثابت کر دی تو غائب کے آنی پر اور گواہون کے دوہرانے پر منحصر نہ رہیگا - اگر صورت مذکورۂ بالامین قاتل ثابت کر دی کہ غائب شخص نے اپنا حق مجکو معاف کر دیا ہی تو اوس سی قصاص نہ لیا جاویگا - اور اگر دو بھائیون کا غلام مشترک مارا جاوی اور ایک بھائی وہان موجود نہو تو قاتل سے بدون غائب کے موجود ہونیکی قصاص نہ لینا چاہئی - اگر مقتول کے تین وارث ہین اونمین سے دو نے گواہی دی کہ تیسری نے اپنا حق قاتل کو معاف کر دیا تو یہہ گواہی لغو ہوگی پہر اگر قاتل نے اون دونو کو سچا کہا تو قاتل سے دیت لیکر تینون وارثون کو ایک ایک تہائی برابر ملیگی اور اگر قاتل نے اونکو جھوٹا بتایا تو اون دونو وارثون کو کچھہ نہ ملیگا تیسری کو تہائی دیت کی پہنچیگی - دو گواہون نے یہہ گواہی دی کہ قاتل نے مقتول کو پیٹا تہا اوس وقت سی وہ چارپائی ہی پر پڑا رہا اور صحت نپائی یہانتک کہ مرگیا تو قاتل سے قصاص لیا جاویگا - اگر دونو گواہ جگہہ اور وقت مین یا جس آلہ سی قتل کیا مثلاً لاٹھی خواہ ہتہیار مین اختلاف

تمین یا ایک گواہ کہے کہ لاٹھی سے مارا اور دوسرا کہے مجکو معلوم نہین کہ کس چیز سے مارا تو وہ گواہی باطل ہوگی۔ اور اگر دونون گواہون نے بالاتفاق بیان کیا کہ مقتول کو اس قاتل نے مارا اور ہمکو معلوم نہین کہ کس چیز سے مارا تو قاتل پر دیت دینی آویگی اگر دو قاتلون نے ایک مقتول کے مارنیکا اسطرح اقرار کیا کہ ہر ایک نے کہا کہ صرف مین نے تنہا قتل کیا ہی اور مقتول کے وارث نے دعوی کیا کہ تم دونو نے ملکر قتل کیا ہی تو وارث مذکور کو اختیار ہی کہ دونو کو قتل کرے اور اگر اقرار کی جگہہ گواہی ہوتی تو لغو ہوتی یعنی اگر دو گواہ گواہی دین کہ اسکو زید نے تنہا مارا ہی اور دو یہہ کہین کہ صرف عمرو نے مارا ہی اور وارث کہے کہ عمرو اور زید دونو نے ملکر مارا ہی تو اس صورت مین چارون گواہون کی گواہی بیکار ہوگی *

باب قتل کیحالت کے بیان مین کہ کس وقت قتل معتبر ہوتا ہی۔ دیت وغیرہ کے بابمین تیر چلانیکا وقت معتبر ہے اسوقت مقتول جیسا ہوگا اوسیکی اعتبار سے دیت ہوگی مثلاً اگر مسلمان پر تیر چلایا اور ہنوز تیر اوسکی نہ لگا تھا کہ وہ مرتد ہوگیا اور تیر لگ کر مرگیا تو دیت واجب ہوگی اسلئے کہ تیر چلانے کے وقت وہ مسلمان تھا اور اگر کافر کی تیر مارا اور وہ تیر لگنی سے پیشتر مسلمان ہوگیا اب تیر سے مرگیا تو دیت نہ آویگی اسلئے کہ وہ تیر چلانیکے وقت کافر تھا اور اگر غلام کے تیر مارا اور تیر لگنے سے پیشتر آزاد ہوگیا اور تیر سے جان بحق ہوا تو غلام کی قیمت دینی ہوگی دیت نہ دینی ہوگی اسلئے کہ تیر پھینکنے کے وقت غلام تھا گو تیر لگتے وقت ان مقتولون کا حال بدل گیا۔ اگر زید کو سنگسار کرنیکا حکم ہوا اور عمرو نے اوسکی طرف پتھر پھینکا اور پتھر لگنے سے پیشتر کوئی گواہ اوسکی زنا کا اپنی گواہی سے پھر گیا پھر زید پتھر لگنے سے مرگیا تو عمرو پر اوسکی دیت نہ آویگی اسلئے کہ پتھر پھینکنے کا وقت اسباب مین معتبر ہے پس جسوقت عمرو نے پتھر پھینکا تھا اوسوقت زید کا سنگسار کرنا واجب تھا گو بعد کو گواہ زنا پھر گیا اور زید قابل رجم نرہا۔ اگر تیر چلانے والا بحالت اسلام مین شکار کی طرف تیر چلا دے اور پھر مرتد ہوجاوے اور مرتد ہونیکے بعد تیر شکار کے لگے تو وہ شکار حلال ہوگا اور اگر حالت کفر مین تیر چلایا اور پھر مسلمان ہوگیا تو شکار حرام ہوگا۔ اگر محرم آدمی شکار پر تیر مارے اور تیر لگنے سے پیشتر

باب قتل کا اعتبار کس حالت مین ہوتا ہی

حلال ہو جاوے تو شکار کی جزا دینی پڑیگی کیونکہ تیر مارنیکے وقت احرام باندہے تھا اور اگر تیر چلاکر احرام باندہ لیا پہر تیر شکار کے لگا اور مرگیا تو جزا واجب نہوگی اسلئے کہ تیر چلاتے وقت محرم نتہا

کتاب الدیات اسمین دیتون کا یعنی خون بہا کی تعداد وغیرہ کا بیان ہے - قتل شبہ عمد کی دیت سو اونٹ چار طرح کے ہین پچیس ۲۵ ایسی جنکو دوسرا برس ہو اور پچیس ۲۵ جنکو تیسرا برس ہو اور پچیس ۲۵ جنکو چوتہا سال ہو اور پچیس ۲۵ جنکو پانچوان سال ہو اور دیت سخت فقط اونٹون ہی مین ہے کہ کئی طرح کے دینی پڑتے ہین اگر درم یا دینار سے دیت ادا کرے تو ایک طرح کی ہوسکتی ہے قتل خطا کی دیت بھی سو اونٹ ہین مگر پانچ طرح کے بیس ۲۰ دوسری برس مین کے نر اور بیس ۲۰ اسی عمر کے مادہ اور بیس ۲۰ تیسری برس کے اور بیس ۲۰ جو چوتھی سال مین ہون اور بیس ۲۰ جو پانچوین مین ہون یا ہزار دینار یا دس ۱۰ ہزار درم سو اونٹون کے عوض دیوے - اور قتل شبہ عمد اور خطا دونو کا کفارہ وہ ہی جو قرآن مجید مین مذکور ہے یعنی مسلمان بردہ کا آزاد کرنا اور اگر بردہ نہوسکے تو دو مہینے لگاتار روزے رکھنے - کفارہ مین قتل کے کہانا مسکین کو کھلا دینا جائز نہین اور نہ ما کے پیٹ کے اندر کے بچہ کو آزاد کرنا درست ہے - ہان اگر بچہ دودہ پیتا ہو اور اوسکے والدین مین سے کوئی مسلمان ہو تو اوسکا آزاد کرنا کفارہ مین درست ہوگا اور والدین مین سے کسیکا مسلمان ہونا اسلئے ہے کہ بچہ بھی اوسکی تبعیت سے مسلمان ہو وے - عورت کی دیت خواہ جان کا بدلہ ہو خواہ ہاتھہ یا نون وغیرہ کا مرد کی دیت سے آدہی ہے اور مسلمان اور ذمی کی دیت برابر ہے *

فصل صورتون مفصلہ ذیل مین پوری دیت واجب ہوتی ہے یعنی جان سے مارنے اور ناک کاٹنے اور زبان کاٹنے اور ذکر کاٹنے اور سپاری کاٹنے اور عقل دور کرنے اور قوت شنوائی یا دیکھنے یا سونگھنے یا ذائقہ کے دور کرنے اور داڑہی اور سرکو اسطرح مونڈ نیکے پہر بال نہ جمین اور دونو آنکھین پہوڑ ڈالنے اور دونو ہاتھہ خواہ دونو پانو خواہ دونو کان خواہ دونو خصیے خواہ عورت کی دونو چھاتیان کاٹ ڈالنے مین اور دونو ابروکے مونڈ ڈالنے مین

کر ہر ایک مین دیت کامل دینی ہوگی۔ جو چیزین کہ دو دو ہین مثلاً آنکہ اور کان اور ہاتہہ اور پانو انمین سے ایک کی کاٹنے یا پھوڑنے سے نصف دیت لازم آویگی۔ اگر دونو آنکہون کی چارون پلکون کے بال دور کر دئے تو پوری دیت ہوگی اور ایک پلک کی بال دور کیے تو چوتہائی دیت دینی آویگی۔ ہاتہہ اور پانون مین سے ایک انگلی کے کاٹنے سے دیت کا دسوان حصہ ہوگا اور جن انگلیون مین تین پورین ہین اونکی ایک پور کی دیت اونگلی کی دیت کی تہائی ہے اور جنمین دو دو پورین ہین مثلاً انگوٹہا تو اوسکی پور کی دیت اونگلی کی دیت کی آدہی ہوگی۔ ایک دانت کی دیت پانچ اونٹ یا پانسو درم ہین۔ جو عضو کہ ضرب کے باعث بیکار ہوجاوے یعنی جس کام کا تہا اوس سے جاتا رہے مثلاً ہاتہہ سوکہ جاوے یا آنکہہ مین بینائی نہ رہے تو اوسمین پوری دیت لازم ہوگی؎

فصل زخمون کی دیت کے بیان مین۔ جس زخم سے کہ سر کی ہڈی کہلجاوے اوسکی دیت بیسوان حصہ دیت کا ہے اور جس سے ہڈی سر کی ٹوٹجاوے تو دیت کا دسوان حصہ اور جس سے ہڈی ٹوٹ کر سرک جاوے اوسکی دیت دسوان اور بیسوان حصہ دیت کا ہے یعنی دونو کا مجموعہ اگر زخم مغز تک پہنچا ہو تو تہائی دیت کی اوسکی دیت ہے اسیطرح پیٹ کا زخم جو اندر تک پہنچے اوسکی بہی دیت تہائی ہے لیکن اگر پیٹہہ کی طرف پہنچ گیا ہو تو دو تہائی دیت کی اوسکی دیت ہوگی۔ اور جس زخم سے صرف سر کی کہال چہل جاوے اور خون نہ نکلے یا خون نکلے اور بہے نہین یا خون بہے یا کہال کٹ جاوے یا گوشت کٹجاوے یا ہڈی کے پاس کی جہلی تک زخم پہنچ جاوے تو یہہ زخم اگر اچہے ہوگئے ہون تو جو ایک مرد عادل انکی دیت دینی کو کہے اوسقدر دیت دینی ہوگی۔ زخمون مین سوا اوس زخم کے جس سے ہڈی کہل جاوے اور ونہہ زخم کیا ہو اور کسی زخم مین قصاص نہین ہے۔ ایک ہاتہہ کی سب اونگلیونمین اگر چہ مع ہتہیلی کٹی ہون نصف دیت ہوگی اور اگر نصف گئی سے کم کٹی ہون تو اونگلیون مین نصف دیت ہوگی اور باقی مین مرد عادل کا قول۔ اگر ہتہیلی مع ایک اونگلی کے کاٹی تو دسوان حصہ دیت کا اور دو اونگلیون کے ساتہہ مین پانچوان حصہ دیت کا ہوگا اور ہتہیلی مین کچہہ

واجب نہین - اگر کسیکی زائد اونگلی کاٹی یا بچہ کی آنکہہ مین چوٹ لگائی یا اوسکا عضو تناسل کاٹا
یا زبان کاٹی اور بچہ کے دیکہنے سے آنکہ کا حال اور بولنے سے زبان کا اور ہلنے سے ذکر کا حال
معلوم ہوگیا کہ یہہ اعضا اچہے ہین تو مدعا ولے کے کہنے کے بموجب دینا پڑیگا اور اگر اونکی
صحت کا حال معلوم نہو تو بچہ کا حال مثل بالغ کے اعضا کی ہوگا جنکا بیان اوپر گذر چکا ہی —
اگر زید نے عمرو کے سر پر زخم لگایا جس سے اوسکی عقل جاتی رہی یا سر کے بال نہ جمے تو زید
کو دیت کامل دینی ہوگی اور اس دیت مین زخم کی دیت بہی آگئی اور اگر زخم مذکور سے
اوسکی سننے کی قوت یا دیکہنے کی یا بولنے کی بہی جاتی رہی تو انکی دیت اوس دیت مین داخل نہوگی
بلکہ ان کی دیت جدا دینی پڑیگی - اگر زید کے سر پر ایسا زخم لگایا جس سے اوسکی آنکہین
جاتی رہین یا ایک اونگلی کاٹی اور دوسری اونگلی بہی سوکہہ گئی یا اوپر کی پور کاٹی اوس سے
نیچے کی باقی اونگلی سوکہہ گئی یا ہاتہہ نکما ہوگیا یا آدہا دانت توڑا اور باقی رہا ہوا سیاہ
پڑگیا تو ان سب صورتونمین قصاص نہ لینا چاہیئے بلکہ مجرم پر دیت دینی ہر قصور کی واجب
ہوگی - اگر ایک شخص کا دانت دوسرے نے اوکہاڑ ڈالا اور اوسکی جگہہ دوسرا نکل آیا
تو دوسرے پر کچہہ تاوان نہ رہیگا اور اگر دوسرے سے قصاص لیا گیا بعد قصاص کے اوس
شخص کا وہی دانت جم آیا تو اول پر دوسرے کے دانت کا تاوان واجب ہوگا - اگر زید
نے عمرو کے زخم لگایا اور وہ زخم بہر گیا اور اوسکا نشان بہی باقی نرہا یا زید کی مار کی
بہت سی عمرو مجروح ہوگیا تہا پہر اچہا ہوگیا اور نشان نرہا تو زید پر کچہہ تاوان نہوگا
- اور زخم کرنیکا قصاص جبتک کہ مجروح اچہا نہولے لینا نچاہیئے اسلئے کہ احتمال ہی کہ زخم
شاید بگڑ جاوے اور مجروح مر جاوے تو اس صورتمین مدعا علیہ کو جان سی مارنا لازم
آویگا - جس قتل عمد مین کہ شبہہ سی قصاص جاتا رہی جیسی باپ اپنے بیٹے کو قصداً مار ڈالے
کہ اسمین یہہ شبہہ ہی کہ اگر قصاص لیوین تو خون کے وارث کو خون کی عوض مین مارنا
ہوگا تو ایسی قتل مین مقتول کی دیت خاص قاتل کے مال مین ہوگی اوسکی قوم کے مال

پڑنہ آویگی اور یہی حال ہے اگر خون سے یا زخم سے مال پر صلح کی ہو یا خون اور زخم قاتل کے اقرار سے ثابت ہوا ہو یا دیت بیسوین حصہ سے کم ہو تو یہہ مال بھی قاتل کے مال مین سے دینا ہوگا۔ بچہ اور دیوانہ جو کچھہ تقصیر خون اور زخم کی قصداً کرین تو اوسکا حکم خطا کا سا ہے اور اوسکی دیت اونکی کنبے پر ہوگی اور اونپر کفارہ نہین ہوتا اور نہ مقتول کی میراث سے محروم ہوتے

فصل حمل کے بچہ کے قتل کی صورتین۔ اگر کسی نے حاملہ عورت کی پیٹ پر مارا اور اوسکا بچہ مرا ہوا اگر پڑا تو مجرم پر ایک بردہ پوری دیت کی بیسوین حصہ کا دینا آویگا اور اگر جیتا بچہ گرکر مرجاوے تو پوری دیت لازم ہوگی اور اگر مردہ بچہ گرے اور پہر وہ عورت مرجاوے تو دیت عورت کی اور بچہ کی عوض بردہ لازم آویگا اور اگر عورت پہلی مرجاوے پہر مردہ بچہ نکلے تو صرف دیت عورت کی لازم ہوگی۔ اور جو حمل کہ اوسکی گرادینے مین بردہ لازم ہوتا ہے اوس سے وراثت لیجاوے اسلئے کہ اوسکو حیات کا حکم ہے یعنی گویا زندہ پیدا ہوکر مرا اِس میراث بھی اوسکے وارثون کو ملنی چاہئے مگر مجرم اوسکی مال سے کچھہ نہ پاویگا مثلاً ایک شخص نے اپنی بی بی حاملہ کے پیٹ پر مارا اور اوس شخص کا لڑکا جو پیٹ مین تہا وہ مردہ نکل پڑا تو اس شخص کے کنبے پر بردہ اوس بچہ کے عوض لازم ہوگا اور باپ کو اوس بچہ کی میراث نہ پہنچیگی۔ اور لونڈی کے پیٹ کی بچہ کی یہہ صورت ہے کہ اگر لڑکا گرے تو یہہ دیکھا جاویگا کہ اگر جیتا تو کتنی کا ہوتا جتنی قیمت کا ٹھہرتا اوسکا بیسوان حصہ مجرم کو دینا ہوگا اور اگر لڑکی گرے تو بچہ کی قیمت کا دسوان حصہ لازم آویگا۔ اگر زید نے عمرو کی لونڈی کے پیٹ مین مارا پہر عمرو نے اوسکی حمل کو آزاد کردیا بعد اسکی اوس لونڈی کا وہ حمل گر گیا اور بچہ مرگیا تو زید کو بندگی کے حال کے اعتبار سے اوسکی قیمت دینی آویگی اور بچہ کے عوض مین بردہ کا کفارہ لازم نہوگا۔ اگر عورت ذی حمل نے گرانیکی دوا پی یا اپنی شرمگاہ مین کچھہ رکھلیا جس سے بچہ گرگیا تو اگر یہہ کام بدون شوہر کی اجازت کے کیا ہوگا تو عورت کی کنبے پر بردہ دینا بیسوین حصہ دیت کا لازم ہوگا اور

اجازت سے کیا ہو تو کچھ نہ لازم ہوگا

فصل راہ مین اگر کوئی کچھ امر نیا کرے اوسکے بیان مین - اگر کوئی شخص شارع عام کی طرف سنڈاس یا پرنالہ نکالے یا برج خواہ چبوترہ یا دوکان بنا دے تو ہر شخص کو ان چیزون کے توڑنیکا اختیار ہے - کوچۂ نافذہ مین گھر والیکو ایسے امور کرنے درست ہین بشرطیکہ لوگون کو ضرر نہو اور سربند کوچہ مین بدون اوسکے باشندونکی اجازت کے اسطرح کا تصرف جائز نہین - اگر ایسی چیزون کے گرنیسے کوئی مرجاوے تو میت کی دیت اوس شخص صاحب خانہ کی کنبہ پر ہوگی اور یہی حال ہے اگر راہ مین کنوان کھودے یا سل رکھدے اور ان کے سبب سے کوئی آدمی ضائع ہوجاوے تو اوسکی دیت بھی اوس شخص کے کنبہ پر ہوگی لیکن اگر کوئی جانور تلف ہوگا تو اوسکا تاوان اوس شخص کے مال مین ہوگا قوم پر دینا نہ آویگا - اگر کوئی شخص بادشاہ کی اجازت سے رستہ مین پاخانہ وغیرہ کے لئے کھتا بناوے یا اپنی ملک مین کھودے یا رستہ مین بلا اجازت بادشاہ کے لکڑی رکھدے یا پل بنا دے اور کوئی شخص قصداً اوس لکڑی اور پل پر ہوکر گذرے اور تلف ہوجاوے تو ان سب صورتون مین تاوان نہ دینا ہوگا - اگر کوئی شخص راہ مین بوجھہ اوٹھائے جاتا ہے اور وہ بوجھہ کسی پر گر پڑا اور وہ دب کر مرگیا تو اوس شخص پر ضمان ہوگا اور اگر چادر پہنے جاتا تھا اور اوسکے گرنیسے کوئی مرگیا تو تاوان نہوگا - اگر محلہ کے آدمیون مین سے کسی نے وہان کی مسجد مین قندیل باندہی یا بوریے ڈالے یا کنکر بچھائے اور اوس سے کوئی آدمی مرگیا تو اوس شخص پر ضمان نہوگا اور اگر ان کامون کا کرنیوالا اوس محلہ کا رہنیوالا نہو تو ضامن ہوگا - اگر کوئی شخص مسجد مین بیٹھا تھا کہ اوس سے دبکر دوسرا ہلاک ہوگیا تو بیٹھنے والا گو اوسی محلہ کا ہو اگر نماز مین نہوگا تو ضمان دینا پڑیگا اور نماز مین ہوگا تو ضمان لازم نہ آویگا

فصل جھکی ہوئی دیوار کے بیان مین - اگر زید کی دیوار شارع عام کی طرف کو جھکی ہوئی ہو اور کسی مسلمان خواہ ذمی نے زید سے اوسکی توڑ ڈالنے کو کہدیا ہو اور جتنے عرصہ مین

کر وہ توڑ دے اسکتا تھا اوتنی مدت گذر گئی تو اب جو کچھہ اوس دیوار سے جان خواہ مال کا نقصان ہوگا وہ زید کو دینا پڑیگا - اور اگر اول ہی سے زید نے اوسکو جھکی ہوئی بنائی تھی تو ہر صورت مین کسیکے کھنے وغیرہ کی کچھہ شرط نہین جو کچھہ اوس سے نقصان ہوگا وہ زید کو دینا پڑیگا - اگر دیوار کسیکے مکان کی طرف کو جھکی تو اوسکے توڑ دینے کی درخواست اوس مکان کے مالک کے ذمہ ہے اگر مالک مکان دیوار والیکو مہلت دے یا بری الذمہ کر دے تو درست ہے یعنی پھر مالک کا نقصان ہوگا تو دیوار والیکو دینا نہ آویگا بخلاف اوس صورت کے کہ دیوار شارع عام کی طرف کو جھکی کہ اس صورتمین کسی خاص آدمی کے مہلت دیدینے اور بری الذمہ کر دینے سے دیوار والے پر سے مواخذہ نجاویگا - اگر ایک دیوار پانچ آدمیون کی ملک ہے اور اونمین سے ایک پر گواہ کر دئے گئے کہ تیری دیوار جھک گئی ہے اسکو توڑ ڈال پھر وہ دیوار گری اور کوئی شخص دب کر مرگیا تو جس شخص سے توڑ ڈالنے کو کہدیا تھا اوسپر پانچوان حصہ دیت کا لازم ہوگا - اگر ایک احاطہ مین تین شریک ہین اونمین سے ایک نے اوسمین کنوان کھودا یا دیوار بنائی اور اوس سے کوئی شخص ہلاک ہوگیا تو اوسکے ذمہ دو تہائی دیت کی دینی آویگی اسلئے کہ اپنے حصہ مین اون چیزون کے بنانے سے ضمان نہین لازم آتا مگر چونکہ اپنے دو شریکون کے حصہ مین یہہ امر کیا تو گویا غصب کی راہ سے کیا اسلئے دو تہائی دیت کی دینی ہونگی

باب جانور اگر کسیکا نقصان کرے یا کوئی جانور کا نقصان کرے اور دوسرے مسائل کے بیان مین - اگر سوار کی سواری کا جانور کوئی چیز یا آدمی اپنے ٹانگون مین ملدے یا سر کی ٹکر سے یا منہ کی کاٹنی سے یا ٹاپ مارنے سے تلف کر دے تو سوار پر ضمان آویگا لیکن اگر جانور لات مارنیسے یا دُم سے کچھہ نقصان کرے تو ضمان نہ آویگا مگر اوس صورتمین کہ سواری کو راہ مین کھڑا کر دیا ہو کہ اس صورتمین نقصان کا ضمان دینا پڑیگا - اگر جانور کی ٹانگون سے کوئی کنکر یا گٹھلی اوچھلی یا خود اوسنے ٹانگون سے غبار یا چھوٹے ڈھیلے اڑائی اور اونمین سے

باب جانور کے نقصان وغیرہ کے بیان مین

کسیکی آنکھہ مین کوئی کنکر گٹھلی وغیرہ جا لگی اور اوسکی آنکھہ پہوٹ گئی تو سوار پر ضمان نہوگا اور اگر جانور نے بڑی ڈہیلی اُڑائی تو ضمان ہوگا۔ اگر راہ مین جانور کو لید پیشاب کرنیکے لئے کہڑا کیا اور اوسنے لید یا پیشاب کیا اور اوس سے کوئی تلف ہوگیا تو سوار پر ضمان نہوگا اور اگر کسی اور مطلب کو کہڑا کیا تھا اور جانور نے ہگ موت دیا اور اوس سے کوئی ضائع ہوا تو ضمان ہوگا اور جو کام کہ اونسے سوار پر ضمان آتا ہی اونہین سے جانور کے ہانکنے والے اور باگ نکیل تھام کر لیجانیوالے پر بھی ضمان آتا ہی فرق اتنا ہی کہ اگر کوئی جان سے مر جاوی تو سوار کو کفارہ دینا بھی لازم ہوتا ہی اور ہانکنے والے اور لیجانیوالے پر کفارہ لازم نہین۔ اگر دو سوار یا دو پیادے آپسمین ٹکرا کر ایک دوسری کے دہکّی سی مر جاوین تو ہر شخص کی دیت دوسری کے کنبی پر ہوگی۔ اگر ایک شخص نے اپنی جانور کو پیچہی سے ہانکا اور اوسکا زین کسی آدمی پر گر پڑا اور وہ مر گیا تو ہانکنے والے پر دیت کا ضمان ہوگا۔ اگر زید اونٹونکی قطار نکیل تھامی آگے لئے جاتا تھا اور ایک اونٹ کی پانوتلی کوئی آدمی روندا گیا تو زید کے کنبی پر میت کی دیت آویگی اور اگر زید کے ساتھہ بکر قطار کو پیچہی سے ہانکتا تہا تو میت کی دیت زید اور بکر دونو پر آویگی اور اگر اونٹ مذکور کو کسی نے قطار مین باندہ دیا تہا تو جو کچہہ آگے سے لیجانیوالے کی کنبی کو میت کے عوض دینا پڑی وہ اونٹ باندہنی والیکے کنبی سے بہر لین۔ اگر کوئی شخص کسی جانور کو دُود کی اسلح کہ پیچہی سے اوسی ہانکدی تو اوّل ہی دوڑ نیمین اگر آدمی یا مال کا نقصان ہو جاویگا وہ اوسکو دینا پڑیگا اور اگر پرند جانور کو اُڑایا یا کتا چہوڑا اور پیچہی سے نہ مارا یا چوپایہ خود بخود بہاگا اور اون سی کسیکی جان یا مال کا نقصان ہوا اونکو خواہ زات کو تو ضامن نہوگا۔ اگر قصائی کی بکری کی آنکھہ نکال لی تو جسقدر بکری کی قیمت مین نقصان ہوگا وتنا دینا پڑیگا اور اگر بدنہ یعنی قربانی کی گائی اور اونٹ کی آنکھہ نکالی تو اوسکا مثل دینا ہوگا اور اگر گھوڑی یا گدہی کی آنکھہ نکالی تو چوتھائی قیمت دینی ہوگی۔

باب بردہ کے نقصان کے بیانمین یعنی وہ کسیکا نقصان کرے یا اوسکا کوئی نقصان کرے

- بردہ اگر سبت سی نقصان کرے تو واجب ہی کہ اوسکو ایک بار مالک نقصان والون کے حوالہ
کری بشرطیکہ بردہ مذکور حوالہ کرنیکی قابل ہوا اور اگر وہ قابل حوالہ کرنیکی نہ رہا ہو مثلاً بعد قصور کے
مالک نے اوسکو آزاد کر دیا ہو تو مالک اوسکی ایک قیمت سب نقصان والون کے حوالہ کر دی
یعنی سب نقصان والون کو ایک ایک قیمت مالک نہ دیوی بلکہ ایک ہی قیمت سب کے حوالہ کر دی
- غلام نے قصداً کسی کا نقصان کیا اور مالک نے غلام مذکور اوسکی حوالہ کیا تو وہ اوس
غلام کا مالک ہوجاویگا جبتلک کہ مالک اوسکی نقصان کا عوض دیکر نہ چھوڑ لیلے اب اگر مالک
تاوان نقصان دیکر چھوڑا دی اور غلام پھر نقصان کسی کا کری تو اسکا حکم مثل نقصان گذشتہ
کے ہی کہ مالک یا نقصان والیکو غلام دیڈالے یا اوسکی نقصان کا تاوان ادا کری - اگر
غلام دو نقصان ایک ہی دفعہ کری تو اسمین بھی مالک یا دو نقصان والونکو غلام دیڈالے
یا دونوکے نقصان کا تاوان دی - اگر غلام نے قصور کیا اور مالک کو اوسکا علم نہوا اور
اوسکو آزاد کر دیا تو مالک کو اوس نقصان کے تاوان اور غلام کی قیمت مین سے جو کم ہوگا
وہ دینا آویگا اور اگر اوسکی قصور کا حال معلوم تھا اور آزاد کر دیا تو نقصان کا تاوان ہی
دینا لازم ہوویگا - اسیطرح بیع کا حال ہی کہ اگر قصور سی مطلع ہوکر غلام کو بیچڈالیگا تو قصور کا تاوان
دینا پڑیگا اور اگر مالک غلام کی آزادی کو کسی شخص کے مار ڈالنی یا تیر مارنے یا اوسکو زخمی
کرنے پر مشروط کری اور غلام مذکور ان حرکات کا مرتکب ہو تو آزاد ہوجاویگا اور مالک کو
تاوان میت یا مجروح کا دینا ہوگا - اگر غلام نے کسی آزاد کا ہاتھہ قصداً کاٹ لیا اور مالک
نے وہ غلام اوس آزاد کو دیڈالا اور اوسنی غلام مذکور کو آزاد کر دیا اور پھر اوس ہاتہ
کے درد مین مرگیا تو اوس غلام کا دیڈالنا اوس تقصیر سے صلح ہوگی یعنی تاوان آزاد کے
قتل کا مالک کے ذمہ کچھ نہوگا ہان اگر آزاد نے اوس غلام کو آزاد نہ کیا ہوا اور ہاتھہ کے
درد سی مرگیا ہو تو غلام مالک کو پھیر دینگی اور غلام سے قصاص لینگی - اگر غلام ماذون قرضدار
کسی کا نقصان خطا سی کری اور مالک کو اوسکی قصور کی اطلاع نہوا اور وہ اوسکو آزاد کر دی

تو مالک غلام مذکور کی ایک قیمت تو قرضدارونکو دے اور ایک قیمت نقصان والیکو حوالہ کرے - اگر لونڈی ماذون قرضدار ہوا ور بچہ جنی تو اوسکو مع بچہ کے قرضہ مین فروخت کیا جاویگا لیکن اگر ماذون لونڈی کسیکا نقصان کرے اور بچہ جنی تو نقصان والیکو صرف لونڈی ملیگی اوسکا بچہ نہ دلایا جاویگا - زید کا ایک غلام ہے اور عمرو نے اقرار کیا کہ اسکے آقا نے اوسکو آزاد کر دیا ہے اب اگر غلام مذکور عمرو کے ولی مثلاً باپ کو خطا سے مار ڈالیگا تو عمرو کو اوسکی دیت نہ مالک سے ملیگی نہ غلام کے کنبے سے اسلئے کہ عمرو کے گمان مین تو وہ آزاد تھا اسلئے مالک سے مواخذہ نرہا اور چونکہ وہ واقع مین غلام ہے اسلئے اوسکے کنبے والون سے مطالبہ نچاہیے - اگر آزاد کیے ہوئے غلام نے کسی شخص سے کہا کہ مین نے تیرے بھائی کو حالتِ غلامی مین قتل کیا ہے اور اوسنے کہا کہ نہین بلکہ تو نے آزاد ہونیکے بعد قتل کیا ہے یعنی اوسکا قصاص یا دیت تیری ذمہ ہے مالک کے ذمہ نہین تو اس صورتمین غلام کا قول معتبر ہوگا اور اوس سے قصاص یا دیت کا مواخذہ نکیا جاویگا - اگر مالک نے اپنی لونڈی آزاد کرکے اوس سے کہا کہ جب تو میری لونڈی تھی مین نے تیرا ہاتھ کاٹا تھا اور لونڈی نے کہا کہ تو نے آزاد کرنیکے بعد میرا ہاتھ کاٹا ہے یعنی قصاص یا دیت تجھپر لازم ہے تو لونڈی کا قول معتبر ہے اور یہی حال ہے اون چیزون مین جو آزاد کی ہوئی لونڈی سے مالک لے لیوے اور دعوی کرے کہ مین نے آزادی سے پیشتر لی ہین اور لونڈی کہے کہ بعد آزادی کے تو لونڈیکا قول معتبر ہوگا مگر اوس سے صحبت کرنیمین اور مزدوری کی کمائی مین اگر اختلاف ہو تو قول مالک کا ہوگا نہ لونڈی کا - ایک غلام جو تجارت سے ممنوع تھا اوسنے ایک آزاد لڑکے سے کسی شخص کے مار ڈالنیکو کہا اور اوس لڑکے نے مار ڈالا تو اوس میت کی دیت لڑکے کی قوم پر ہوگی اسیطرح اگر غلام کو کوئی کسیکے مار ڈالنیکو کہے اور وہ مار ڈالے تو دیت اوسکی مالک پر ہوگی یا غلام کو مقتول کے وارث کے حوالہ کرنا پڑیگا - ایک غلام نے زید اور عمرو کو قصداً مار ڈالا اور زید کے بھی دو وارث ہین اور عمرو کے بھی دو وارث ہین جنمین سے ایک ایک نے خون غلام کو معاف کر دیا تو مالک اوس غلام کا آدھا

زید اور عمرو کے اون دو وارثون کو دیوی جنہون نے معاف نہ کیا ہو اور اگر آدہا غلام نہ دے تو دیت آدہون آدہ اون دونو کو دیدی آور اگر زید کو غلام نے قصداً مارڈالا اور عمرو کو خطا سے اور زید کے دو وارثون مین سے ایک نے معاف کر دیا تو مالک یا تو پوری دیت عمرو کے دونو وارثون کو اور آدہی دیت زید کی ایک وارث کو جسنے معاف نہین کیا حوالہ کرے یا غلام کو تین تینون کے حوالہ کرے کہ تہائی تہائی لے لین یعنی ایک حصہ زید کے ایک وارث کا اور دو حصے عمرو کے دونو وارثون کے - دو شخصون مین ایک غلام مشترک تہا اوسنے اون دونو کے رشتہ دار کو مارڈالا اور اون دونو مین سے ایک نے نیمہ خون اوسکو معاف کر دیا تو مقتول کا سب خون ویسی ہی گیا یعنی دوسری مالک کو اوسکی بابین معاف کرنیوالے پر کچہہ موخذہ نہین پہنچا

فصل ایک غلام کو کسی نے خطاسی مارڈالا تو قاتل سی اوسکی قیمت مالک کو دلائی جاویگی لیکن اگر اوسکی قیمت دس ہزار درم ہو گی تو اوسمین سی دس درم کم لینگے تاکہ غلام کی خون بہا آزاد شخص کی دیت کی برابر نہو جاوی اور اگر قیمت دس ہزار سی زیادہ ہو گی تب بھی دس کم دس ہزار دلاوینگے آور اگر لونڈی کو کوئی مارڈالے اور اوسکی قیمت پانچہزار درم ہو تب بھی دس کم پانچ ہزار دلائی جاوینگے بخلاف اوس غلام کے جو کسی نے غصب کر لیا ہو اور غاصب کے پاس مرجاوی کہ اس صورتمین غلام مذکور کی پوری قیمت دینی غاصب پر لازم ہوگی گو دس ہزار سی کتنی ہی زیادہ ہو - آزاد کے لئی نقصان کے عوض مین جتنی دیت ٹھہری ہوئی ہی وتنی ہی غلام کے نقصان مین اوسکی قیمت مین سے ہو گی مثلاً اگر غلام کا ہاتھہ کوئی کاٹ ڈالے تو غلام کی نصف قیمت اوسکو دینی ہو گی اسلئی کہ آزاد کے ہاتھہ کاٹنے مین نصف دیت لازم ہوتی ہے - اگر کسی غلام کا ہاتہہ کسی نے کاٹ ڈالا اور اوسکی مالک نے اوسکو آزاد کر دیا اور آزاد ہونیکی بعد وہ ہاتہہ کے درد مین مرگیا اور اوسکی دوسری وارث بھی ہین تو قاتل سے قصاص نہ لیا جاویگا اسواسطی کہ قصاص کا مدعی معین نہین رہا کہ مالک ہو گا یا وارث اور اگر اوسکا وارث اور کوئی نہو تو قاتل سے قصاص لیا جاویگا اسلئی کہ اس صورت مین

فصل

دعی قصاص کا مالک بہی ہے - اگر زید کے دو غلام ہین اور اوسنے دونو سی کہا کہ تم مین سے
ایک آزاد ہی پہر کسی نے اون دونو کو زخمی کر دیا اور اب مالک نے بیان کیا کہ مین نے انہین سے
فلان کو آزاد کیا تہا تو دونو کے زخم کا تاوان مالک کو ملیگا - اگر زید عمرو کے غلام کی دونو
آنکہین پہوڑ دی تو عمرو کو اختیار ہی چاہی غلام زید کے حوالہ کری اور اوس سے پوری قیمت
لے لے یا غلام اندہا اپنی پاس رکہی اور زید سے کچہہ نہ لے اِسلئی کہ غلام جسم کے اعتبار سی
تو زندہ آدمی اور فائدہ کے اعتبار سی مردہ اور آنکہین پہوڑنیکی صورتمین تمام قیمت واجب ہوتی
ہی اور وہ بدن اور آنکہون دونو کی ہی پس اگر غلام کو رکہی گا تو آدمی ہونیکا اعتبار لحاظ
کیا جاویگا اور فائدہ اوسکا تابع متصور ہوگا کیونکہ صفات ذات کے تابع ہین پہر اس صورت
مین اگر زید سے کچہہ لیگا تو بدل اور مبدل منہ دونو اوسکی پاس ہوجاوینگے اور یہہ درست
نہین - اگر مدبر یا ام ولد کسی کا کچہہ نقصان کر دین تو مالک کو اونکی قیمت دو تاوان مین
جو نسا کم ہوگا دینا آویگا اور اگر مالک قاضی کے حکم سی اونکی قیمت نقصان والیکو دیچکا
ہو اور پہر وہ نقصان کرین تو دوسرا نقصان والا پہلی نقصان والیکا شریک اونکی قیمت
مین ہوگا جو مالک سی اوسی ملی ہے اور اگر مالک نے بدون حکم قاضی کے قیمت پہلی نقصان والی
کو دی ہو تو دوسری کو اختیار ہی کہ مالک سے اپنی نقصان کے تاوان کا مواخذہ کری یا پہلی نقصان والے سی
باب غلام اور مدبر اور لڑکے کے غصب کرنے اور اس اثنا مین انہین نقصان پڑجانیکے بیان مین
- اگر ایک غلام کا ہاتہہ کسی نے کاٹ ڈالا ہو پہر اوسکو کوئی دوسرا شخص چہین لے اور غاصب
کے پاس وہ غلام ہاتہہ کی تکلیف سے مرجاوی تو غاصب پر ہاتہہ کٹی غلام کی قیمت دینی آویگی
صحیح سالم کی ویسی نہ آویگی - اگر زید نے کسی کا غلام غصب کیا اور عمرو نے زید کی یہان اوسکا
ہاتہہ کاٹا اور وہ غلام مرگیا تو زید اوسکی تاوان سے بری ہوگیا یعنی اب تاوان عمرو پر دینا اوسکا
- ایک غلام نے جسکو تجارت کی اجازت نہ تہی آپ جیسی غلام کو چہین لیا اور دوسرا غلام اوس غلام
غاصب کے پاس مرگیا تو غاصب پر قیمت دوسری غلام کی آویگی اپنی آزاد ہونیکی بعد ادا کری

-عمرو نے بکر کے مدبر غلام کو غصب کیا اور مدبر نے عمرو کے یہان خالد کا قصور کیا پھر وہ مدبر بکر کو
ملگیا اور اب زید کا اوسنے نقصان کیا تو بکر اوس مدبر کے دام آدہون آدہ خالد اور زید کو حوالہ
کرے اور غلام مذکور کی نصف قیمت ایکبار عمرو سے لیکر خالد کو دے اسلئے کہ اول خالد ہی مستحق تمام
قیمت کا ہوا تہا زید اوسوقت اوسکا مزاحم اور شریک نہتا پھر بکر عمرو سے آدہی قیمت غلام مدبر کی
اوسلے اور یہہ آپ رکہے اور اس صورت کی عکس مین غاصب سے نصف قیمت ایکبار لیجاویگی یعنی اگر
مدبر نے بکر کے یہان زید کا نقصان کرلیا تہا کہ عمرو نے اوسکو غصب کیا اب عمرو کے یہان خالد کا
بگاڑ کیا تو اس صورتمین عمرو سے محض آدہی قیمت لیجاویگی اور غلام مثل مدبر کے ہی اس حکم مین صرف اتنا
فرق ہی کہ غلام کی صورتمین مالک کو غلام حوالہ کرنا پڑتا ہی قصور والون کو اور مدبر کی صورتمین
اوسکی قیمت دینی پڑتی ہے- اگر عمرو نے بکر کا مدبر غصب کیا اور عمرو کے یہان اوسنے زید کا
بگاڑ کیا پھر وہ مدبر بکر کو ملگیا مگر عمرو دوبارہ اوسکو چہین لیگیا اس دفعہ اوسنے خالد کا نقصان
کیا تو بکر پر مدبر مذکور کی قیمت زید اور خالد کو دینی لازم ہوگی اور پوری قیمت مدبر کی عمرو سے
بھر لے اور اوسمین سے نصف زید کو دیدے اور یہہ نصف جو زید کو دیا اوسکو عمرو سے پھر وصول
کرے- غاصب نے ایک آزاد لڑکا غصب کیا جو اوسکے یہان اکرنا گہانی یا بخار سے مرگیا تو غاصب
پر ضمان نہوگا اور اگر بجلی اوسپر گری یا سانپ نے کاٹا اور مرگیا تو اوسکی دیت غاصب کی
قوم پر ہوگی اور یہی حال ہی اگر کسی لڑکے کے سپرد کوئی غلام کیا جاوے امانت کے طور پر اور وہ
لڑکا اوس غلام کو مار ڈالے تو لڑکے کے کنبے پر غلام کی قیمت آویگی اور اگر لڑکے کو
کہانا امانت سپرد کیا جاوے اور وہ کہالے تو ضامن نہوگا •

بیان قسامہ کا

باب قسامۃ یعنی خون کے بابمین جو محلہ والون پر قسم لازم آتی ہے اوسکے ذکر مین- اگر
کسی محلہ مین مقتول پایا گیا جسکے قاتل کا حال معلوم نہین تو مقتول کا وارث اون محلہ والون
مین سے پچاس آدمیون کو چہانٹ لے اور اونسے یہہ قسم لیجاوے کہ بخدا نہ ہمنے اوسکو قتل کیا
نہ اوسکے قاتل کو جانین اگر اسطرح کی قسم کہالین تو محلہ والون پر اوس مقتول کی دیت

ہوگی اور اگر خون کا وارث اوسی محلہ مین رہتا ہو تو اوسکو قسم نہ دیجاویگی اور اگر محلہ کے قسم
کھانے والے پچاس نہون تو موجود شخصون کو کر قسمین دیکر پچاس قسمین پوری کر لیجاوینگی مثلاً
اگر چالیس ہون تو دس آدمیون کو دو بار قسم دینگے اور باقی کو ایکبار اور اگر دس ہی ہون تو سب
کو پانچ پانچ بار قسم دینگے۔ لڑکے اور دیوانہ اور عورت اور غلام پر قسامہ نہین یعنی خون کے
مقدمہ مین انکو قسم نہ دینی چاہئے۔ اور جس صورتمین کہ میت پر نشان زخم یا مار کا نہو یا یہ کہ ناک
سے یا منہ سے یا مقام پاخانہ سے خون جاری ہو تو اس صورتمین نہ محلہ والون پر قسم واجب ہوگی
نہ اوس میت کی دیت دینی ہوگی ناک منہ مقام پاخانہ سے خون جاری ہونیکی صورتمین دیت نہونیکی
وجہ یہہ ہے کہ انمین احتمال بیماری کا ہے یقینی مارڈالنا ثابت نہوگا لیکن اگر آنکھون سے یا
کانون سے خون چلتا ہو تو قسامہ واجب ہوگا اسلئے کہ ان جگہون سے خون بدون چوٹ نہین
بہتا۔ اگر مقتول کسی جانور پر لدا ہوا پایا گیا اور اوس جانور کو کوئی آگے سے پکڑے لئے جاتا ہے
یا پیچھے سے ہانکتا ہے یا اوسپر سوار ہے تو اس ساتھ والے کے کنبے پر مردہ کی دیت ہوگی۔ اگر کوئی جانور
جسپر مقتول شخص ہے دو گانو کے درمیان ہوکر نکلا اور کوئی اوسکے ساتھ نہ تھا تو جو گانو نزدیک
ہوگا اوسپر قسم اور دیت لازم ہوگی اور اگر دونو برابر فاصلہ پر ہون تو دونو پر لازم ہوگی
۔ اگر مقتول آدمی کسیکے مکان مین پایا جاوے تو مالک مکان پر قسامہ ہوگا یعنی پچاس قسمین کھاویگا
اور دیت اوسکے کنبے پر لازم ہوگی۔ قسامہ زمینداروں پر واجب ہے نہ رہنے والون اور خریدنیوالون
پر یعنی جن لوگون کو بادشاہ وقت نے زمین دی ہو اون لوگون پر قسم واجب ہے جو باشندے اور
خریدار زمین کے ہون اونپر واجب نہین لیکن اگر زمینداروں مین سے کوئی نہ رہا ہو تو اس
صورتمین خریدنیوالون پر قسم ہوگی۔ اگر مقتول کسی حویلی مشترک مین پایا جاوے اور شرکا
کا حصہ یکسان نہین کوئی نصف کا شریک ہو کوئی چوتھائی وغیرہ کا تو قسامہ اور دیت شریکون کے
عدد کے اعتبار سے ہوگی نہ اونکی ملکیت کے سہامون کے اعتبار سے۔ اگر ایسی حویلی مین
مقتول ملا کہ اوسکی بیع ہو چکی تھی مگر مشتری کے قبضہ مین نہین آئی تھی تو دیت بائع کی قوم

پر ہوگی اور اگر بیع خیار کے ساتھہ ہوئی تھی تو وہ حویلی جسکے قبضہ مین ہوگی اوسکی کنبی پر دیت لازم
آویگی خواہ قابض بائع ہو یا مشتری لیکن قابض کی قوم دیت ادا نہ کرین جبتک کہ اسبات کی
گواہ نہ گذر چکین کہ یہہ حویلی قابض کی ملکیت ہی ورنہ صرف مکان مین رہنی سی بدون ملکیت
کی دیت اوسکی طرف سی لازم نہوگی - اگر کشتی مین مقتول ملے تو جو اوسمین سوار اور ملاح
ہون اونپر قسامہ اور دیت ہوگی آور کسی محلہ کی مسجد مین اگر ملا تو محلہ والون پر ہوگی آور اگر
شارع عام اور جامع مسجد مین ملے تو قسامہ اس صورتمین نہین اور دیت بیت المال مین سے
دیجاویگی - اگر جنگل مین مقتول ملے یا بیچین دریا کے پایا جاوی تو اوسکی کچھہ پرسش نہوگی
نہ قسم ہوگی نہ دیت اور اگر دریا کناری لٹکا ہوا یا بندھا ہوا ملی تو جو گانو وہان سی زیادہ نزدیک
ہوگا اوسپر قسامہ لازم آویگا - اگر خون کے وارث نی اہل محلہ کے سوا کسی اور پر دعوی
خون کا کیا تو قسامہ اوس محلہ والون پر سے جاتا رہیگا اور اگر محلہ والون ہی مین سے ایک شخص معین
پر دعوی کیا تو قسامہ اونپر سے نجاویگا - اگر ایک قوم تلوارین کھینچکر بڑین اور ایک مقتول کو چھوڑکر
جدا ہون تو قسامہ محلہ والون پر ہوگا جہان لڑائی ہوئی لیکن اگر خون کا وارث اون لوگون پر جو
تلوارین لیکر لڑی تھی دعوی کری یا اونمین ایک شخص معین پر مدعی ہو تو البتہ محلہ والون پر
قسامہ نہوگا - محلہ والون مین سے قسم والے نے بیان کیا کہ مقتول کو ایک شخص خاص مثلاً
زید نے مارا ہی تو اوسکو اسطور پر قسم دیجاویگی کہ بخدا مین نے مقتول کو نہین مارا اور نہ سوا
زید کے اوسکی قاتل کو جانون - محلہ والون مین سے اگر کچھہ لوگ گواہی دین کہ غیر محلہ کے
آدمی نے مارا ہی یا اوس محلہ کے ایک شخص معین کا نام لین کہ ہم مین سے فلان شخص نے مارا ہی
تو یہہ گواہی باطل ہوگی ؀

کتاب المعاقل اسمین دیتون کا بیان ہے کہ کون کون آدمی دیت دین - معاقل
جمع معقلہ کی ہی جسکے معنی دیت ہین - جو خون بہا کہ نفس قتل پر دینا آتا ہی وہ عاقلہ پر ہوتا
ہی نفس قتل کی قید سی وہ خون بہا نکل گیا جو صلح کی راہ سی دیا جاوی یا شبہہ کی راہ سی مثلاً

ف کیونکہ ہو سکتا ہی کہ اپنے دور سے بہا لانے کو لکھی ہین ۱۲

ف یعنی تلوارین کھینچ کر

کتاب المعاقل اسمین یہہ بیان ہی کہ کون کون آدمی دیت دین

باپ اپنے بیٹے کو عمداً مار ڈالے کیونکہ ان دو نو صورتون مین خون بہا خاص قاتل کے مال مین ہوتا ہی نہ عاقلہ پر اگر قاتل روزینہ دار یا سپاہی یا دشاہی ہو تو اوسکی عاقلہ وہ لوگ ہین جنکی نام دفتر بادشاہی مین ہون یعنی بادشاہ کے دفتر مین اگر خاص فوج کے روزینہ دار خواہ فوج کے لوگ لکھی ہون اور اونمین سے کوئی قاتل ہو تو باقی لوگ اوسکی عاقلہ ہین دیت کا روپیہ اونکی تنخواہ سے تین برس کے عرصہ مین وصول کر لیا جاوے اور اگر اونکی تنخواہ تین برس سے زیادہ عرصہ مین یا کم مین وصول ہو تو اوسی وقت دیت کو مجرا کر لین - اور اگر قاتل دفتر والون مین سے نہو تو اوسکا عاقلہ اوسکا قبیلہ یعنی برادری والے رشتہ دار ہین دیت اون سے تین برس مین بھانٹ کر لیجاویگی اور ایک شخص سے سال بھر کے عرصہ مین ایک درم خواہ ایک درم اور ایک درم کی تہائی سے زیادہ نہ لیا جاویگا تو اس حساب سے ایک آدمی سے تین برس کے عرصہ مین چار درم سے زیادہ نہین لیا جاویگا اگر اوس قبیلہ کے لوگ اتنے نہون کہ اس حساب سے پڑت پڑے بلکہ کم ہون اور چار درم سے زیادہ اون پر پڑتا ہو تو اونمین عصبات کی ترتیب سے دوسرا قبیلہ اونکا رشتہ دار ملا لیا جاویگا یعنی اول بھائیون کو پھر بھتیجون کو پھر چچون کو پھر اونکے بیٹون کو - قاتل کو منجملہ عاقلہ کے شمار کیا جاویگا یعنی جیسے اورون سے دیت وصول ہوگی ویسی ہی اس سے بھی لیجاویگی - آزاد کئے ہوئے کا عاقلہ اوسکے آزاد کرنیوالیکی برادری ہے - اور مولےٰ موالات کا عاقلہ وہ ہے جسکے ہاتھ پر وہ مسلمان ہوا ہوا اور اوسکی کنبے کے لوگ - غلام کے بگاڑ کرنیکا تاوان عاقلہ پر نہین اور نہ اوس قصور کا کہ آدمی جان کر کرے اور نہ اوسکا جو صلح کر لے یا اقرار کرے کہ اونمین صرف مدعا علیہ پر تاوان ہوتا ہے لیکن اگر مدعا علیہ کے اقرار کی تصدیق عاقلہ کرے تو عاقلہ پر تاوان ہوگا - اگر آزاد آدمی غلام کا بگاڑ خطا کی راہ سے کرے تو اوسکا تاوان اوسکی برادری پر ہوگا یعنی خطا کی راہ سے بگاڑ کرنےمین

برادری پر دیت آنی برابر ہے خواہ آزاد کا نقصان ہے یا غلام کا

کتاب الوصایا اسمین وصیتون کا بیان ہے - اور وصیت وہ ہے کہ اپنے مرنیکے بعد کسیکے

کتاب الوصایا اسمین وصیتون کا بیان

لئے کچھ مقرر کرے جو وصیت کرتا ہی اوسکو موصی یعنی وصیت کرنیوالا کہتے ہین اور جسکے لئے وصیت
کی ہوا اوسے موصیٰ لہٗ کہتے ہین اور جس شخص کو وصیت کی تعمیل کے لئے کہا ہو اوسکو وصی کہتے ہین
- وصیت مرنیکے بعد کے زمانہ مین کسی چیز کے مالک کرنیکو کہتے ہین اور وصیت کرنا مستحب ہے
- وصیت مے مالِ متروک کی تہائی سے زیادہ کی وصیت درست نہین - قاتل کے لئے وصیت
درست نہین یعنی موصی اپنے قاتل کے لئے کچھہ وصیت کرے تو جائز نہوگی - مورث اپنے وارث کے
لئے اگر وصیت کرے تو درست نہین لیکن اگر اور وارث اس وصیت کو جائز رکھین تو درست
ہے - مسلمان اگر ذمی کے لئے وصیت کرے یا ذمی مسلمان کے لئے تو درست ہے - وصیت کا
قبول کرنا موصی کی موت کے بعد ہونا چاہئے اور اگر اوسکی زندگی مین موصیٰ لہٗ اوسکو قبول
نہ کرے یا قبول کرلے تو باطل ہے بلکہ موت کے بعد کا اعتبار ہے - اور مستحب ہے کہ مال کی
تہائی سے وصیت کم کرے - اور جب موصیٰ لہٗ وصیت کی چیز کو قبول کرلے تو وہ اوسکی
ملک مین آجاتی ہے ہان اگر موصیٰ لہٗ موصی کے مرنیکے بعد ہی مرجاوے اور نوبت قبولِ وصیت
کی نہ پہنچے تو بدون قبول کے بھی ملک موصیٰ لہٗ کی ثابت ہوجاویگی - قرضدار کا قرض اگر اوسکی
مال کا محیط ہو یعنی اوسکی برابر ہو یا زائد تو ایسے قرضدار کی وصیت درست نہین اسیطرح لڑکا اور
مکاتب اگر کچھہ وصیت کرین تو درست نہین - حمل کے لئے کچھہ مال کی وصیت کرنی مثلاً یون کہنا
کہ میرا اسقدر مال اس بیٹے کی بچہ کو ملے اور حمل کی وصیت کسی اور کو کرنی مثلاً یہہ کہنا کہ میری
لونڈی کے حمل سے جو بچہ پیدا ہو وہ فلان شخص کو دیدینا درست ہے بشرطیکہ بچہ وصیت کے وقت سے
چھہ مہینے کے اندر پیدا ہوا ور اگر چھہ مہینے یا زائد مین ہوگا تو وصیت دونو صورتون مین نہوسکیگی
اسلئے کہ وصیت کے وقت حمل کا یقین نرہیگا - حمل کے واسطے کوئی چیز ہبہ کرنی درست نہین
- اگر لونڈی کی وصیت کی اور اوسکی حمل کو خارج رکھا تو درست ہے موصیٰ لہٗ کو لونڈی ملیگی
حمل کا بچہ نہ ملیگا - موصی اپنی وصیت سے قول اور فعل سے پھر سکتا ہے قول سے اسطرح کہ کہے کہ مین نے
جو وصیت کی تھی اوس سے رجوع کی اور فعل سے اسطرح کہ جس چیز کی وصیت کی تھی اوسکو

بیچ ڈالا یا ہبہ کر دیا یا کپڑا تھا اوسکو بیونت لیا یا بکری تھی اوسکو ذبح کر لیا - اگر موصی وصیت سے انکار کرے تو اس سے رجوع ثابت نہوگا مثلاً یون کہے کہ مین نے وصیت نہین کی اور موصیٰ لہ گواہون سے ثابت کر دے کہ وصیت کی تھی تو موصیٰ لہ کو وصیت کی چیز پہنچیگی *

باب اپنے مال کی تہائی کی وصیت کرنیکے بیان مین - اگر موصی نے تہائی مال کی زید کے لئے وصیت کی اور دوسری تہائی عمرو کے لئے اور وارثون نے دو تہائی کی وصیت درست نرکھی تو ایک تہائی زید اور عمرو کو برابر تقسیم ہوجاویگی - اگر زید کے لئے تہائی کی وصیت کی اور عمرو کے لئے چھٹے حصے کی اور وارثون نے جائز نہ رکھا تو تہائی ترکہ موصی کا زید وعمرو کو اسطرح تقسیم ہوگا کہ تین حصے کرکے دو حصہ زید کو اور ایک حصہ عمرو کو دیا جاویگا - اگر زید کے لئے کل مال کی وصیت کی اور عمرو کے لئے تہائی مال کی اور ورثہ نے وصیت کو جائز نہ رکھا تو ترکہ موصی کی تہائی زید وعمرو مین آدہون آدہ تقسیم ہوگی - موصی لہ کو موصیٰ بہ کی تہائی سے زیادہ حصہ نہ ٹھیرایا جاویگا مگر تین صورتون مین اوّل محابات کی صورت مین محابات (وصیت کی چیز) بیع مین رعایت کرنیکو کہتے ہین کہ ہزار کا مال مثلاً سو کو دیڈالے پس اگر موصی کے دو غلام ہون جنمین سے ایک کی قیمت بارہ سو ہو اور ایک کی چھہ سو اور وہ وصیت کرے کہ بارہ سو کا غلام زید کے ہاتھ دو سو کو بیچڈالنا اور چھہ سو کا عمرو کے ہاتھ سو کو بیچڈالنا اور دوسرا کوئی مال اوسکے پاس نہو اور اوسکے وارث اس وصیت کو جائز نہ رکھین پس چونکہ صورت مذکور مین زید کے ساتھ ہزار روپیہ کی رعایت کی تو گویا ہزار اوسکے لئے وصیت کیئے اور عمرو کے ساتھ جو پانسو کی رعایت کی ہے گویا اوسکو پانسو کی وصیت کی ہے تو کل ترکہ مین سے تہائی لیکر یعنی دونو غلامون کی قیمت جو اٹھارہ سو ہوتے ہین اوسکی تہائی چھہ سو روپیہ زید وعمرو مین بموجب وصیت کے تقسیم کرینگے یعنی زید کا حصہ عمرو سے دونا تھا تو اسقدر کی تہائی عمرو کو دینگے اور دو تہائی زید کو یعنی دو سو عمرو کو ملینگے اور چار سو زید کو تو یہان زید اور عمرو کو وصیت کی تہائی سے زیادہ حصہ ملا کیونکہ وصیت زید کو ہزار کی تھی اوسکو چار سو ملا اور عمرو کو پانسو کی تھی اوسکو دو سو ملا پس دونو کا حصہ

موصی بہ کی تہائی سی زائد ہوا اور دونو ملکر کل ترکہ کی تہائی ہو گئی دوم سعایت کی صورتین اور
اوسکی کیفیت یہہ ہی کہ موصی کے دو غلام ہون ایک دو ہزار کا دوسرا ایک ہزار کا اور دو وصیت
انکی آزادی کرنیکی کرجاوے اور سوا ان غلامون کے اور کچھہ مال اوسکا نہوا ور اوسکی وارث وصیت
کو جائز نہ رکھین تو کل ترکہ کی تہائی سی یہہ وصیت جاری ہوگی یعنی بقدر ہزار کے آزاد ہوگئے ہوا اور دو تہائی
اپنی قیمت کی یعنی دو ہزار ورثہ کو کما دینگے اور ہزار کی آزادی مین وصیت کے بموجب ہر ایک
کو حصہ ملیگا گو ثلث موصی بہ سی زائد ہو جاوے سوم دراہم مرسلہ یعنی مطلق کی صورتین جنمین قید
مال کی تہائی اور چوتہائی کی نہو مثلاً زید کو تیس روپیہ کی وصیت کری اور عمر کو ساٹھہ کی اور
اوسکے پاس ان روپیون کے سوا اور مال نہو تو درصورت نارضامندی ورثہ کے وصیت مذکور
تہائی مال سی جاری ہوگی اور زید وعمر کو موافق اونکی وصیت کی حصہ رسد ترکہ کی تہائی مین
سے دیا جاویگا گو ثلث موصی بہ سی زائد ہو جاوے - اگر وصیت کی کہ موصی لہ کو میری بیٹے کا
حصہ ملے تو یہہ وصیت باطل ہی اسلئے کہ بیٹے کا حصہ کسیکو نہین پہنچ سکتا ہان اگر یون وصیت
کری کہ میری بیٹے کے حصہ کی برابر اوسکو دینا تو درست ہی اس صورتین اگر موصی کے دو بیٹے ہون تو
موصی لہ کو تہائی مال ملیگا اسلئے کہ بیٹے کا حصہ تو آدہا ہی وہ تو اوسکو مل نہین سکتا کیونکہ
تہائی سی بڑہ جاویگا اسی سبب سی تہائی مال دیا جاویگا اور اب بہی اوسکا حصہ بیٹون کی برابر
ہی رہیگا - اور اگر یہہ وصیت کی کہ میری مال کا ایک سہام یا ایک جز فلانے کو دینا تو
اسکا بیان کرنا ورثہ کے اختیار مین ہے جونسا سہام چاہین موصی لہ کو دین - اگر یہہ کہا کہ
میری مال کی تہائی فلانیکی لئے ہی پہر دوبارہ کہا کہ فلانیکی لئے میری مال کی تہائی ہی یعنی ایک
تہائی ایک شخص کے لئے دو بار کہی تو موصی لہ کو ایک ہی تہائی ملیگی اوس سی زیادہ نہ ملیگا ایسیطرح
اگر مال کے چہٹی حصہ کو موصی لہ کے لئے مکرر رکھے تو اوسکو ایک چہٹا حصہ ملیگا دو چہٹے نہ ملینگے
- اگر یون وصیت کی کہ میری نقد روپیون یا بکریون مین سے تہائی فلان کو دینا پہر دو تہائی
روپیہ خواہ بکریان تلف ہو جاوین تو موصی لہ باقی بکریان یا بچی لے لیگا اور اگر غلامون

یا تہانون یا گہر وغیرہ کی نسبت ایسا کہا تہا اور اونمین سی دو تہائی جاتی رہی تو اب موصی لہ کو باقی
نہ ملینگے بلکہ باقی ہی کی تہائی ملیگی - اگر وصیت کی کہ ہزار روپیہ فلان کو دینا اور ترکہ مال موجود
اور لوگون کے ذمہ قرض ہی پس اگر مال موجود کی تہائی ہزار روپیہ ہوسکتے ہون تب تو ہزار
روپیہ موصی لہ کو دیدین اور اگر موجود مال اتنا نہو تو جسقدر اوسکی تہائی ہو وہ موصی لہ کو حوالہ
کرین اور پہر قرض مین سے جسقدر آتا جاوے اوسکی تہائی اوسکو دیتے رہین یہانتک کہ ہزار
پورے ہوجاوین - اگر وصیت کی کہ میرے مال کی تہائی زید کو اور عمرو کو دینا اور عمرو اوس وقت
زندہ نہو تو تہائی ساری زید کو ملیگی اور اگر یون کہا کہ میرے مال کی تہائی مین شریک زید
ہی اور عمرو اور عمرو زندہ نہو تو زید کو چہٹا حصہ ملیگا اور عمرو کو کچہہ نہ ملیگا کہ وہ مردہ ہے
- اگر یہہ کہا کہ فلانیکو میرا تہائی مال ہے اور مال موصی کے پاس کچہہ نہین تو موصی اپنے
مرنیکے وقت جس چیز کا مالک ہوگا اوسکی تہائی موصی لہ کو پہنچیگی - اگر وصیت کی کہ میرے
مال مین سے تہائی میری تین ام ولد کو اور فقیرون اور مسکینون کو دینا تو تہائی ترکہ پانچ
حصے کرکے تین حصے تین ام ولد کو اور ایک حصہ فقیرون کو اور ایک مسکینون کو دیا جاویگا -
اگر وصیت کی کہ ترکہ کی تہائی زید اور مساکین کو دینا تو ترکہ کی تہائی مین سے آدہا زید کو اور آدہا
مسکینون کو ملیگا - اگر سو روپیہ کی وصیت زید کو کی اور سو کی عمرو کو پہر بکر سے کہا کہ مینے
تجہے ان دونو کا شریک کیا تو بکر کو دونو سو مین سے تہائی ملیگا یعنی سو کی تہائی زید سے
لے اور سو کی عمرو سی اس صورتمین ہر ایک کا حصہ مساوی ہوگا کہ ہر ایک کے پاس سو کی
دو تہائی ہونگی اور اگر زید کو وصیت چارسو کی کی اور عمرو کو دوسو کی اور بکر سے کہدیا کہ
تجہکو دونو کا شریک کیا تو بکر کو ہر ایک سے آدہا حصہ ملیگا یعنی زید کو چارسو کی وصیت تہی
دو سو اوسکے حصہ مین سے اور عمرو کو دوسو کی تہی سو اوسکے حصہ مین سے بکر کو ملینگے غرضکہ بکر کو تین سو اور زید
کو دوسو اور عمرو کو سو ملینگے - اگر موصی نے اپنے وارثون سے کہا کہ زید کا مجہپر قرض ہی اور وارثون نے اوسکا
قول مان لیا تو یہہ تہائی ترکہ مین ہوگا یعنی اگر زید دعوی قرض کا کریگا تو تہائی تک سماعت

ہوگی ترکہ کی تہائی سے زائد مین دعوی مقبول نہوگا۔ اگر موصی نے اول اپنے ذمہ زید کے
دین کا اقرار کیا بعد اوسکے بہت سی وصیتین کین تو موصی کے مال کی ایک تہائی وصیت والون
سکے لئے اور دو تہائیان وارثون کے لئے علحدہ کرکے دونو جماعتون سے کہین کہ تمکو اپنے
حصہ مین سے جسقدر قرضکے مدعی زید کو سچا ٹھہرانا ہو بیان کرو جب وہ دونو گروہ بیان
کر دین تو ہر ایک کے حصہ مین سے اوسیقدر زید کو دیدیوین اور اہل وصیت کی تہائی مین سے
جسقدر بچے اوسکو وہ تقسیم حصہ رسد کرین اور ورثہ کی دو تہائی مین سے جو رہے وہ اوسکو
بانٹ لین۔ اگر موصی نے کسیقدر مال کی وصیت اجنبی شخص اور اپنے ایک وارث کو کی تو اجنبی کو
مال موصی بہ کا آدھا ملیگا اور وارث کے لئے وصیت باطل ہوگی اسلئے کہ وارث کے لئے وصیت
درست نہین۔ اگر تین تھان مختلف صفت کے یعنی ایک بہت عمدہ اور ایک میانہ اور ایک
گھٹیا زید اور عمرو اور بکر کو تبرتیب وصیت کئے اور اونمین سے ایک جاتا رہا اور یہہ معلوم
نہوا کہ کس کے حصہ کا گیا اور وارث میت تینون موصی لہ مین سے ہر ایک سے کہتا ہے کہ تیرے ہی
حصہ کا گیا تو اس صورت مین وصیت باطل ہوگی کسیکو کچھہ نہ ملیگا لیکن اگر میت کا وارث دونو
باقی کے تھان اون تینونکے سامنے لا رکھے اور کہدے کہ انکو آپسمین تقسیم کرلو تو وصیت
جائز ہے اور زید کو عمدہ تھان کی دو تہائی ملینگی اور بکر کو دو تہائی گھٹیا تھان کی اور عمرو ایک
تہائی اچھے کی لے اور ایک تہائی برے کی یعنی ان دونو باقی تھانونکو دو آدمی بھی بانٹ سکتے
مگر بطور مذکور تو بالاتینون تقسیم کرسکتے ہین اور اگر قرعہ ڈالکر یا آپسمین راضی ہوکر وہی
شخص اون کو لے لیوین تو ہوسکتا ہے۔ اگر ایک حویلی مشترک مین سے موصی نے ایک کوٹھری
کی وصیت زید کو کی اور وہ حویلی بعد موصی کے مرنیکے تقسیم ہوئی اور وہ کوٹھری حوصی
موصی ہی کے حصہ مین پڑی تو وہ زید کو ملیگی اور اگر وہ کسی اور شریک کے حصہ مین آگئی
تو موصی کے حصہ مین سے اوسقدر زمین جتنی کوٹھری مین ہے زید کو دیجاویگی اور اسباب
مین اقرار کا حال مثل وصیت کے ہے یعنی اگر بکر اپنی مشترک حویلی مین سے کوئی خاص کوٹھری

تھا عمرو کے لئے اقرار کرلے تو بعد تقسیم حویلی کے اگر وہ کوٹھری بکر کے حصہ مین پڑے تو بعینہ اوسیکو حوالہ عمرو کے کرے ورنہ جسقدر زمین کوٹھری مین ہوا وسقدر اپنی حصہ مین سے اوسکو عوض دیدے - اگر زید نے عمرو کے مال مین سے ہزار روپیہ معین کی وصیت بکر کو کردی اور مالک مال یعنی عمرو نے موصی کے مرنیکے بعد اوسکی وصیت جائز رکھی اور ہزار روپیہ بکر کو دیدئے تو درست ہے مگر عمرو کو اختیار ہے کہ اجازت کے بعد چاہے تو روپیہ ندے - موصی کے دو بیٹے اگر اوسکا مال باہم بانٹ لین اور پھر اونمین سے ایک اقرار کرے کہ ہمارے باپ نے یہہ تہائی کی وصیت کی تھی تو اس اقرار سے صرف مُقِر کے حصہ کی تہائی مین وصیت جاری ہوگی دوسرے بھائی کے حصہ مین جاری نہوگی - اگر عمرو کے لئے لونڈی دینے کی وصیت کی اور موصی کے مرنیکے بعد اوسکے بچہ ہوا تو اگر اوس لونڈی اور اوسکے بچہ کی قیمت ملکر کل مال کی تہائی سے زیادہ نہو تو دونو عمرو کو ملینگے اور اگر دونو کی قیمت ترکہ کی تہائی سے زائد ہو تو اول عمرو لونڈی لے اور پھر جسقدر اوسمین تہائی ترکہ کی کمی رہے وہ بچہ مین مجرا کرے یعنی اوسکے دام کرکے ترکہ کی تہائی پورا کرکے باقی بچہ وارثون کو پھیر دے - موصی نے اپنے بیٹے کافر یا دوسرے کے غلام کے لئے اپنے مرض مین وصیت کی پھر وہ کافر مسلمان ہوگیا یا اوسکا بیٹا جو غلام تھا آزاد ہوگیا تو یہہ وصیت باطل ہے اسیطرح اگر بیٹا کافر ہو یا دوسرے کا غلام ہو اوسکو کچھہ ہبہ کرنا یا اوسکے لئے اقرار کرنا باطل ہے - اپاہج اور فالج زدہ اور لنجا اور سل کی بیماری والا اگر اونکا مرض بڑھ جاوے اور اس مرض سے اونکے مرنیکا خوف نہو تو تمام مال سے انکا ہبہ کرنا معتبر ہوگا اسلئے کہ اسطرح کا مریض تندرست کے حکم مین ہے اور اگر مرض مذکور سے اونکے مرجانیکا ڈر ہو تو صرف تہائی مال سے ہبہ کرنا معتبر ہوگا *

باب مرض موت مین آزاد کرنیکے بیان مین - مرض موت مین اپنے غلام کو آزاد کرنا یا اپنے مال کو کم قیمت پر فروخت کرنا یا کسیکو کچھہ ہبہ کرنا وصیت کے حکم مین ہے یعنی یہہ امور مریض کے تہائی مال مین سے جاری ہونگی اور اگر اوسکے وارث اوسکے بعد غلام کی آزادی جائز

باب مرض موت مین آزاد کرنیکے بیان

رکہین تو وہ وارثون کے لئے کچہہ نہ کا دی - زید کے دو غلام ہین سالم اور غانم اور اوسنے
مرض موت مین سالم کو تو کم قیمت پر بیچا پہر غانم کو آزاد کردیا اور اول کی فروخت مین جتنی
رعایت کی ہی اور دوسری کی قیمت ہر ایک زید کے ترکہ کی تہائی کے برابر ہی تو اس صورتمین
سالم کی فروخت کا اعتبار کرنا بہتر ہے کہ اوسمین معاوضہ ہی یعنی سالم کی فروخت جائز ہوگی
اور غانم آزاد نہ کیا جاویگا اور اگر پہلی غانم کو آزاد کیا پہر سالم کو رعایت کے ساتھہ بیچا تو اب دونو
باتین برابر ہین خواہ اسکا اعتبار کرین خواہ اوسکا - موصی نے وصیت کی کہ ان خاص سو روپیون
کے عوض میری طرف سی ایک غلام آزاد کر دینا اور اونمین سی ایک روپیہ جاتا رہا تو وصیت
مذکور جاری نہوگی بخلاف وصیت حج کے کہ اگر معین روپیون سے حج اپنی طرف سی کرانیکی وصیت
کری اور اونمین سے کچہہ جاتی رہین تو وصیت اوسکی دوسری روپیون سے جاری کرینگے - اگر
اپنے غلام کے آزاد کرنیکی وصیت کی اور موصی کے مرنیکے بعد غلام نے کسی کا نقصان کیا
اور وارثون نے غلام کو نقصان کے عوض نقصان والیکے حوالہ کیا تو وصیت باطل
ہوگی اور اگر وارث نقصان کا عوض اپنے مال سے ادا کر دین تو وصیت باطل نہوگی یعنی
غلام آزاد ہو جاویگا - اگر موصی اپنے مال کی تہائی زید کو وصیت کری اور ترکہ مین ایک غلام
بھی ہی جسکو زید کہتا ہی کہ موصی نے ایام صحت مین آزاد کیا ہی اور وارث کہتا ہی کہ مرض موت
مین اسکو آزاد کیا ہی یعنی یہہ غلام بہی داخل وصیت ہی تو اس صورتمین وارث کا قول مع
قسم معتبر ہوگا اور اگر وہ غلام ترکہ کی تہائی سے کم کا نہوگا تو زید کو کچہہ نہ پہنچیگا اسلئے کہ وصیت
تہائی مال مین ہوتی ہی وہ غلام کے آزاد کرنے سی پوری ہوگئی اور اگر غلام کی قیمت تہائی
ترکہ سی کم ہو تو جسقدر غلام کی قیمت سی ترکہ کی تہائی زیادہ ہوگی اوسقدر زید کو ملیگا یا زید
گواہون سے ثابت کردی کہ موصی نے غلام کو صحت کی حالتمین آزاد کیا تہا تو اب پوری
تہائی ترکہ کی زید کو ملیگی - ایک شخص نے میت پر دعوی کیا کہ میرا قرض اوسکی ذمہ تہا
اور اوسکے غلام نے یہہ دعوی کیا کہ مجہکو آزاد کر مرا ہی اور وارث نے دونو کا کہنا

معتبر ہوگا اور مال اوس میت کا اور کچھ نہین تو غلام اپنی قیمت کماوے اور آزاد ہو جاوے اور یہہ قیمت قرضخواہ کے حوالہ کیجاوے - اگر موصی نے وصیت کی کہ جو حقوق اللہ تعالے کے میرے ذمہ مین اونکو ادا کرنا تو اوّل فرائض ادا کئے جاوینگے بعد اونکے واجبات گو موصی نے اپنے کہنے مین فرائض کو پیچھے کہا ہو پس حج اور زکوۃ اور کفارے پہلے ادا ہون گے اور اگر حقوق قوت مین برابر ہون یعنی سب فرض ایک طرح کے ہون یا واجب یکسان ہون تو اول وہ ادا کیا جاویگا جو موصی کی زبان سے اوّل نکلا ہوگا اور جو بعد کہا ہوگا وہ بعد ادا کرینگے - اگر موصی نے اپنی طرف سے حج فرض کرانیکی وصیت کی ہو تو اوسکے وارث کسی شخص کو موصی کے شہر سے حج کرنیکو سوار کرکے روانہ کرین اور اگر خرچ اوس شہر سے نائب بھیجنے کو کافی نہو تو جہان سے کافی ہو وہان سے نائب روانہ کرین - ایک شخص اپنے شہر سے حج کے ارادہ سے چلکر راہ مین مرگیا اور وصیت کی کہ میری طرف سے حج کرایا جاوے تو اوسکے نائب کو اوسکے شہر سے حج کے لئے روانہ کرینگے جہان وہ مرا ہے وہان سے روانہ نکرینگے - اور دوسرے کی طرف سے حج کرنیوالیکا حال بھی ایسا ہی ہے یعنی اگر وہ رستہ مین مرجاوے تو دوبارہ حج کے لئے نائب کے وطن سے کسیکو روانہ کرنا پڑیگا مرنیکے مقام سے روانہ نکرینگے ❊

باب رشتہ دارون وغیرہ کے لئے وصیت کرنیکے بیان مین - موصی کے ہمسایہ وہ ہونگے جنکے گھر اوسکے گھر سے ملے ہون اور اوسکے خسرے وہ ہونگے جو اوسکی بی بی کے رشتہ دار محرم ہون یعنی جنکا نکاح اوسکی بی بی سے ہمیشہ کو حرام ہوا اور اوسکے داماد وہ ہونگے جو اون عورتون کے شوہر ہون جنسے اوسکا نکاح نہین ہوسکتا اور اوسکی اہل اوسکی بی بی ہوگی اور آل سب گھر کے لوگ اور جنس باپ کے گھر والے ہونگے یعنی اگر وصیت کریگا کہ میرا مال ہمسایون کو یا میرے خسرون یا دامادون یا اہل یا آل یا جنس کو دینا تو اوسی سے یہہ لوگ مراد ہونگے اسیطرح اگر یون کہے کہ میرا مال فلانیکے اہل یا آل یا جنس وغیرہ کو دینا تو ان الفاظ سے وہی لوگ سمجھے جاوینگے جو اوپر مذکور ہوئے - اگر اپنے قرابت والون

یا اقارب یا ذوی الارحام یا اپنی خاندانیون کو وصیت کی تو اول جو سب سے قریب ہو اوسکو دینگے اور اگر وہ نہو تو جو اوسکے بعد قریب تر ہو اوسکو دینگی اور اس وصیت مین ما اور باپ اور لڑکا اور جو موصی کا وارث ہو سکتا ہی داخل نہین اسلئے کہ وصیت وارث کے لئے درست نہین اور اس وصیت کے مستحق دو شخص یا زیادہ ہون گے اسلئے کہ جمع کا لفظ موصی نے کہا ہی وہ ایک پر نہین ہو سکتا - اگر موصی نے اقارب کے لئے وصیت کی اور اوسکی دو چچا اور دو ماموں مین تو وصیت مذکور دونو چچا کو ہوگی اور اگر ایک چچا اور دو ماموں ہون تو آدہی چچا کو اور آدہی دونو ماموں کو ملیگی اور اگر ایک چچا اور ایک پہوپی ہو تو دونو کو برابر نصف نصف ملیگی - اگر کہے کہ فلانیکی اولاد کو اسقدر دینا تو مرد اور عورت کو برابر ملیگا اور اگر کہے کہ فلان کے وارثونکو دینا تو مرد کو دو حصے اور عورت کو ایک حصہ ملیگا اسلئے کہ وارثون کا حصہ اسیطرح ہی ۔

باب غلام کی خدمت اور مکان کی سکونت اور درختون کے میوہ کی وصیت کسیکو کرنیکے بیان مین - اپنی غلام کی خدمت اور مکان مین رہنی کی وصیت کرنی دوسرے کے لئے مدت معین تک یا ہمیشہ کو درست ہے پس اگر غلام مال کی تہائی سے زائد نہو تو موصی لہ کے حوالہ کر دیا جاویگا کہ اوسکی خدمت کری اور اگر غلام کی قیمت مال کی تہائی سے زائد ہو تو دو روز وارثون کی خدمت کری اور ایک روز موصی لہ کی یعنی اپنی مالیت کے حساب سے خدمت کری جسقدر کہ مالیت وصیت مین آوی وتنی موصی لہ کی خدمت کری اور باقی ورثہ کی - اگر موصی لہ مرجاوے تو غلام موصی کے وارثون کو پہیر دیا جاویگا اور اگر موصی لہ موصی کی زندگی ہی مین مرجاوی تو وصیت باطل ہوگی - اگر موصی نے اپنی باغ کے میوہ کی وصیت کی اور مرگیا اور باغ مین میوہ موجود ہے تو موصی لہ کو وہی میوہ موجود ملیگا اور اگر موصی نے وصیت مین لفظ ہمیشہ بھی کہا تھا تو موصی لہ کو میوہ موجود اور جو آگے کو اوس باغ مین ہو سب ملیگا جیسی یون کہے کہ باغ کی آمدنی دیجاوے تو جو پیدا وار اوسوقت ہوگی یا آگے کو وہ سب موصی لہ کو ملیگی - اگر اپنی بکری کی اون یا بچون یا دودہ کی وصیت کی تو جسقدر اونمین سے موصی بہ موصی کے مرنیکے

ف
اقسام ذوی الارحام ... (marginal notes, partly illegible)
باب خدمت اور سکونت اور میوہ کی وصیت کے بیان مین

وقت موجود ہوگی وہ موصی لہ کو ملیگی خواہ لفظ ہمیشہ کہا ہو یا نکہا ہو

باب ذمی کے وصیت کرنیکے بیان مین - اگر ذمی اپنے گھر کو حالت صحت مین گرجا نصارے کا یا یہودیون کی عبادت گاہ بنا دی تو اوسکے مرنیکے بعد وہ مکان اوسکے وارثون کو میراث مین ملیگا اور اگر یون وصیت کی کہ میرے مکان کو بعد میرے فلان قوم کا گرجا بنا دینا تو یہ وصیت اوسکے مال کی تہائی سے جاری ہوگی اور اگر معین قوم کی عبادتگاہ بنانیکو نہ کہی بلکہ غیر معین قوم کے لئے عبادتگاہ کی وصیت کری تو درست ہے - اسیطرح اگر کافر مستامن اپنے تمام مال کی وصیت کسی مسلمان خواہ ذمی کے لئے کری تو درست ہے ؛

باب وصی کرنیکے بیان مین یعنی کسیکو اپنے بعد سربراہ کار کرنا کہ مال کو وارثون مین تقسیم کرو کے اور جسکے ذمہ میت کا حق آتا ہو اوس سے وصول کرلے اور جو باتین وہ کہہ مری اونکی تعمیل کر دی - ایک شخص نے دوسریکو اپنا وصی کیا اور اوسنے موصی کے سامنے وصی ہونا منظور کرلیا اور اوسیکی سامنے پہر انکار کر دیا تو اس انکار سے وصی نرہیگا اور اگر سامنے انکار نہ کری اوسکے بعد انکار کرے تو وصی ہونا ر تو نہو گا - وصی اگر موصی کے ترکہ کو فروخت کری تو یہ بیع کرنا اپنے وصی ہونیکو منظور کر لینا ہی - اگر موصی مرجاوی اور وصی کہے کہ مجہی وصی ہونا قبول نہین اور پہر قبول کرلے تو درست ہی بشرطیکہ قاضی اوسکے انکار کرنیکی جہت سے اوسکو وصی ہونیسے برطرف نہ کر دی ورنہ پہر اوسکا قبول کرنا معتبر نہو گا - اگر دوسرے کی غلام کو یا کافر کو یا فاسق کو اپنا وصی کرے تو قاضی اوسکو معزول کرکے دوسرا وصی اوسکی جگہہ مقرر کرے اور اگر خاص اپنے غلام کو وصی کرے اور اوسکی وارث صغیر سن ہون تو وصی کرنا درست ہی اور اگر وارث بالغ ہون تو غلام کو وصی کرنا درست نہین - اگر وصی وصیت کی بجا آوری سے عاجز ہو یعنی اوسکی حقوق ادا نہ کر سکے تو قاضی اوسکے ساتھہ دوسرے شخص کو کر دے تاکہ اوسکی اعانت سی وصیت کی تعمیل کرے - وصی اگر دو ہون تو ایک کا فعل بدون دوسرے کے بوئی باطل ہوگا لیکن مردہ کے دفن کے لوازم

اوسکا کفن خریدنا اور صغیر سن وارثون کے لئے اونکی حاجت کی چیز مول لینی اور اونکو اگر کوئی کچھ دے اوسکو لے لینا اور امانت معین کا مالک کو دیدینا اور موصی کا قرضہ اداکرنا اور معین وصیت کا جاری کرنا اور معین غلام کا آزاد کرنا اور میت کے حقوق مین جو ادا ہی کرنی ہے یہ امور اگر دونون مین سے ایک بھی کریگا تو درست ہونگے - وصی کا وصی دونو ترکون مین وصی ہوتا ہے یعنی اگر زید نے عمرو کو وصی کیا تھا اور عمرو نے مرتے دم بکر کو وصی کردیا تو بکر زید اور عمرو دونو کے ترکون کا وصی ہوگا - وارثون کی طرف سے موصیٰ لہ سے مال کی تقسیم وصی کو جائز ہے اور اوسکا عکس درست نہین یعنی موصی نے اگر زید کو کچھ مال کی وصیت کی اور موصی کے وارث موجود نہون تو وصی وارثون کی طرف سے اونکا حصہ موصیٰ لہ کے حصہ سے جدا کرسکتا ہے اور اگر موصیٰ لہ نہو اور وارث ہون تو موصیٰ لہ کا حصہ وارثون سے تقسیم نہین کرسکتا اور اگر وارثون سے موصیٰ لہ کا حصہ لے لیا اور وہ وصی کے پاس جاتا رہا تو موصیٰ لہ باقی مال کی تہائی وارثون سے لیگا - اگر موصی نے اپنی طرف سے حج کرانیکی وصیت کی تھی اور وصی نے مال وارثون مین تقسیم کردیا اور حج کرانیکا خرچ اپنے پاس رکھا اور اوسکے پاس سے وہ خرچ جاتا رہا یا وہ خرچ حج کرنیوالیکو دیدیا تھا اوسکے پاس سے جاتا رہا تو اب باقی ترکہ کی تہائی مین سے موصی کی طرف سے حج کرایا جاویگا - اگر موصیٰ لہ غائب ہو تو قاضی کو جائز ہے کہ وارثونمین مال تقسیم کردے اور موصیٰ لہ کا حصہ آپ اپنے پاس رکھے - وصی کو جائز ہے کہ موصی کے قرضخواہ اگر موجود نہون تو اونکی بیٹہہ پیچھے ترکہ کے غلام کو فروخت کردے - اگر موصی نے وصیت کی تھی کہ میرا غلام بیچکر اوسکی قیمت خیرات کردینا اور وصی نے غلام کو فروخت کردیا اور قیمت اپنے پاس رکھی اور وہ تلف ہوگئی پہر غلام کسی اور کا نکلا تو وصی کو اوسکی قیمت مشتری کو پہیر دینی ہوگی اور جو کچھ مشتریکو دیوے وہ ترکہ موصی مین سے لے لے - اگر موصی کا ایک وارث صغیر سن لڑکا ہوا اور اوسکے حصہ مین کوئی غلام آوے اور وصی اوس غلام کو بیچکر اوسکی قیمت اپنے پاس رکھے اور اوسکے پاس سے وہ دام جاتے رہین اور وہ غلام کسی اور حقدار کا نکلے تو لڑکا وہ دام

اور وارثون سے یوی - لڑکے کے مال کا اگر کوئی دوسری پر حوالہ کری یعنی اوتار دے شلاً لڑکے کا مال زید کے ذمہ ہی اور وہ عمرو پر اوتار دی تو وصی کو اوس حوالہ کا قبول کرنا درست ہی بشرطیکہ حوالۂ مذکور لڑکے کے حق مین بہتر ہو - وصی اگر لڑکے کو مال کو فروخت کری یا اوسکی مال سی کچھ خرید ی اور اوسمین کچھ نقصان ہو تو اگر اتنا نقصان اوس جیسی معاملات مین لوگونکو ہو جایا کرتا ہو تو وصی کی بیع وشرا درست ہوگی اور اگر بہت سا نقصان ہوگا تو بیع وشرا اوسکی درست نہوگی - تو ارث بالغ کے پیٹھ پیچھے اگر وصی اوسکی چیز بیچڈ الے تو جائز ہی لیکن زمین اور عمارت کی بیع درست نہوگی - وصی کو چاہیی کہ موصی کے مال مین سود اگری نہ کرے - لڑکی کے مال کے تصرف مین اوسکی دادا کی نسبت کرا وسکے باپ کا وصی بہتر ہے یعنی باپکے وصی کے ہوتے ہوئے دادا کو تصرف کرنا پوتے کی مال مین اچھا نہین لیکن اگر باپ نے کسی کو وصی کیا ہو تو دادا اوس لڑکے کے مال مین تصرف کرنیمین باپ کی مانند ہے ❊

فصل وصی کے گواہی دینے کے بیان مین - بکر اور عمر و میت کے دو وصیون نے گواہی دی کہ میت نے زید کو بھی ہماری ساتھہ مین وصی کیا ہی یعنی تین شخصون کو وصی کیا ہے تو یہہ گواہی لغو ہوگی لیکن اگر زید اپنی وصی ہونیکا دعوی کری اور بکر اور عمرو اوسکی گواہی دین تو البتہ زید کا وصی ہونا ثابت ہوگا - اسیطرح اگر موصی کے دو بیٹے گواہی دین کہ میت نے زید کو اپنا وصی کیا ہی اور زید وصی ہونیکا منکر ہو تو اون بیٹون کی گواہی لغو ہوگی لیکن اگر زید اپنے وصی ہونیکا دعوی کرے تو البتہ گواہی اون دونو کی مقبول ہوگی - اسیطرح اگر دو وصی گواہی دین کہ فلان مال صغیر سن کے وارث کا ہی یا یہہ مال فلان وارث بالغ کا ہی میت کے ترکہ مین سے نہین تو یہہ گواہی لغو ہوگی - اگر زید اور عمر یہہ گواہی دین کہ بکر و خالد کا قرضہ میت کے ذمہ ہزار روپیہ ہین اور بکر اور خالد یہہ گواہی دین کہ زید اور عمرو کا قرضہ میت کے ذمہ ہزار روپیہ ہین تو یہہ گواہیان مقبول ہونگی - اگر وصیت کے بابمین اسطرح گواہیان ہون شلاً زید و عمرو گواہی دین کہ

کتاب الخنثیٰ یعنی خنثیٰ کا بیان

میت نے ہزار روپیہ کی وصیت بکر اور خالد کے لئے کی ہے اور بکر اور خالد گواہی دین کہ زید اور عمرو کے لئے میت نے ہزار روپیہ کی وصیت کی ہے تو یہہ گواہیان لغو ہونگی اور مقبول نہونگی ٭

کتاب الخنثیٰ اسمین خنثیٰ کا بیان ہے - خنثیٰ اوسکو کہتے ہین جسکے مرد اور عورت دونو کی علامتین یعنی ذکر اور فرج دونون ہون پس اگر وہ ذکر سے پیشاب کرے تو مرد کا حکم ہو اور دوسرے مقام سے پیشاب کرے تو عورت کا حکم ہو اور اگر دونو مقامون سے پیشاب کرے تو جس مقام سے اول پیشاب نکلتا ہو ویسا ہی حکم ہوگا اور اگر دونو مقامون سے پیشاب برابر نکلتا ہو تو وہ خنثیٰ مشکل ہے اور زیادہ ہونیکی تمیز اوسمین نہین ہوسکتی اور یہہ علامتین بالغ ہونے سی پیشتر کی ہین اب بالغ ہونے پر اگر اوسکے داڑہی نکلے یا عورتون سے صحبت کی تو مرد ہوگا اور اگر چھاتیان اوبہرین یا چھاتیون مین دودہ آگیا یا حیض اوسکو ہوا یا حمل رہ گیا یا اوس سے مرد صحبت کرسکتا ہے تو عورت ہوگی - اور اگر کوئی علامت مرد و عورت کی ظاہر نہووے یا دونو علامتین موجود ہوئین تو خنثیٰ مشکل ہوگا - خنثیٰ مشکل نماز مین مردونکی صف کے پیچھے اور عورتون کے آگے کہڑا ہو اور اوسکے مال مین سے ایک لونڈی خریدی جاوے جو اوسکی ختنہ کرے اور اگر اوسکے پاس مال نہو تو بیت المال مین سے لونڈی خریدین اور ختنہ کے بعد لونڈی بیچدی جاوے - خنثیٰ مشکل کو بیٹے اور بیٹی کے حصہ مین سے جونسا کم ہوگا وہ ملیگا مثلا اگر ایک شخص مرے اور ایک بیٹا اور ایک خنثیٰ مشکل چھوڑے تو بیٹے کو دو حصے ملینگے اور خنثیٰ کو ایک حصہ ٭

مسائل متفرقہ گونگے کا اشارہ کرنا اور لکہنا وصیت اور نکاح اور طلاق اور بیع و شرا مین اور قصاص مین مثل زبان کے بیان کے ہے مگر حد کے بابمین اوسکا اشارہ اور لکہنا معتبر نہین مثلاً اگر کسیکو اشارہ سے یا لکہنے سے زنا کی تہمت لگاوے تو اوسکو حد نہ مارینگے اور اگر خون قصداً کرنیکا اقرار کرے گا تو اوس سے قصاص لینگے بخلاف اوس شخص کے جسکی زبان گویائی کے بعد بند ہوگئی ہو کہ اوسکا اشارہ اور لکہدینا مثل بیان زبانی کے متصور نہوگا - اگر بہت سی بکریان بعضی ذبح کی ہوئی اور بعضی مری ہوئی ہون اور آپسمین ملجاوین تو اونمین

مسائل متفرقہ

اگر ذبح کی ہوئی بت ہون تو دل سے اٹکل کرکے اونمین سے کھالے اور اگر مری ہوئی زیادہ
ہون تو اونمین سے نکھاوے - ناپاک کپڑا بھیگا ہوا ایک پاک کپڑے خشک مین لپیٹ لیا اور ناپاک
کی تری اوس پاک مین آگئی مگر اتنی ہی کہ اگر اوسکو نچوڑین تو کچھ نہ نکلے تو وہ پاک کپڑا اوس
تری سے ناپاک نہوگا - بکری کا سر خون مین لتھڑا ہوا اگر جلایا جاوے اور خون اوسپر سے جاتا رہے
اور اوسکا شوربا تیار کیا جاوے تو اوسکا کھانا درست ہی نجاست کے دور کرنے مین جلا دینا مثل
پانی سے دھو ڈالنے کے ہے - اگر بادشاہ زمین کا خراج زمیندار کو دیدے اور نہ لیا کرے تو
درست ہی لیکن اگر پیداوار کا عشر یعنی دہ یکی مالک کے لئے مقرر کر دے تو درست نہوگا - اگر
بادشاہ اپنی ملک کی زمین کسی قوم کو دیدے کہ وہ خراج دیا کرین تو درست ہی - اگر ایک شخص
نے روزہ قضاء رمضان کا رکھا اور یہہ نہ نیت کی کہ فلان روز خاص کا ہی تو یہہ روزہ قضاء
مین محسوب ہوگا جیسے نماز قضا پڑہی اور یہہ نیت نہ کی کہ یہہ شروع کی نماز ہی یا پچھلی قضا نمازون
مین کی ہے - اگر روزہ دار کسی کا تھوک نگلجاوے تو وہ شخص اگر روزہ دار کا محبوب ہو تب
تو کفارہ دینا آویگا ورنہ کفارہ نہوگا روزہ کی قضا ہوگی - بعض حاجیون کا جان سے مارا جانا حج
کرنیوالیکے لئے اوس سال حج کو نجانیکے واسطے عذر ہی اسلئے کہ رستہ مین امن نہ رہا - اگر کسی
عورت سے کہا کہ تو زنِ من شدی یعنی تو میری عورت ہوئی اور اوسنے جواب دیا کہ شدم یعنی ہوئی
تو نکاح نہوگا اور اگر کہا کہ خویشتن را زنِ من گردانیدی یعنی تونے اپنے آپ کو میری بی بی
بنایا اور اوسنے جواب دیا کہ گردانیدم یعنی بنایا تو نکاح ہو جاویگا ÷ اگر کسی شخص نے
دوسرے سے کہا کہ دختر خویش را بہ پسر من ارزانی داشتی یعنی تونے اپنی لڑکی میری بیٹے کو
دی اور اوسنے کہا کہ داشتم یعنی دی تو نکاح نہوگا - اگر عورت نے اپنے شوہر کو اپنے پاس
آنیسے منع کیا حالانکہ شوہر اوسکے ساتھ ہی رہتا ہی تو نافرمانی مین داخل ہی عورت کے لئے نان نفقہ
شوہر پر واجب نہوگا اور اگر شوہر غصب کے مکان مین رہتا ہو اور اوسوقت عورت اوسکے پاس
آنے سے رکے تو نافرمان نہوگی اوسکا نان و نفقہ شوہر پر واجب ہوگا - عورت کا شوہر سے

یہہ کہنا کہ مین تیری لونڈی کی ساتھہ نہین رہتی اور مکان علیحدہ چاہتی ہون عورت کو نچاہئی۔
ایک عورت نے اپنی شوہر سے کہا کہ طلاق دو یعنی طلاق دیدی اور اوسنی جواب مین کہا کہ دادہ گیر
گیر یعنی دی ہوئی اور لی ہوئی سمجہہ لے تو طلاق واقع نہوگی لیکن اگر شوہر طلاق کی نیت کریگا تو
ہوجاویگی اور اگر شوہر کہے کہ دی ہی اور لی ہی تو طلاق پڑجاویگی خواہ نیت کری یا نہ کرے
اور اگر کہے کہ دی ہوئی جان یا کی ہوئی فرض کر تو نہ پڑیگی گو نیت طلاق کی کرے۔ اگر
بی بی کے تذکرہ کی وقت شوہر کہے کہ وہ مجہی قیامت تک یا عمر بہر نہین چاہئی تو طلاق بدون
نیت کے نہ پڑیگی۔ شوہر نے اگر اپنی بی بی سی کہا کہ حیلۂ زنان کن یعنی تو عورتونکا حیلہ کر تو
یہہ تین طلاقون کا اقرار ہوا اور اگر یہہ کہا کہ حیلۂ خویش کن یعنی اپنا حیلہ کر تو اون کا اقرار
نہوگا۔ عورت نے اپنی شوہر سے کہا کہ مین نے تجہکو مہر بخشا مجہسی ہاتھہ اوٹھالے اور شوہر
اوسی مجلس مین اوسکو طلاق دیدی تو اوسکا مہر ساقط ہوجاویگا ورنہ ساقط نہوگا کیونکہ مہر
کو طلاق کا عوض کیا تہا جب طلاق نہوئی تو مہر بھی ساقط نہوا۔ اگر آقا نے اپنے غلام سے کہا کہ
ای میرے مالک یا لونڈی سے کہا کہ مین تیرا غلام ہون تو وہ ان الفاظ سی آزاد نہونگی۔
اگر کسی نے کہا کہ مجہپر قسم ہے کہ یہہ کام نکرونگا تو اللہ تعالے کی قسم کا اقرار ہوا اور اگر
یون کہا کہ مجہپر طلاق کی قسم ہے کہ یہہ کام نکرونگا تو یہہ طلاق کی قسم کا اقرار ہوا اوس
شخص کو وہ کام نکرنا چاہئی اگر کریگا تو اوسکی بی بی کو طلاق پڑجاویگی اور اگر شوہر کہے
کہ مین نے یہہ جہوٹ کہا تہا تو اوسکا قول نمانینگے طلاق پڑجاویگی۔ اور اگر کہے کہ مجہی
گہر کی قسم ہی کہ یہہ کام نکرونگا تو یہہ اقرار طلاق کی قسم کا ہوگا۔ اگر مشتری نے بائع
سے کہا کہ قیمت گہٹا دی اور بائع نے کہا دیتا ہون تو بیع فسخ ہوگئی۔ جس زمین کی
بابت جہگڑا ہوا اوسکو قبضہ والیکے تصرف سے نکالنا نچاہئی جبتک کہ مدعی اصلیت کے گواہ
نہ لاوے کہ یہہ زمین میری ملک ہی۔ جو زمین قاضی کی حکومت کے ماتحت نہین اوسکی بابت
مین قاضی کو حکم کرنا نچاہئی۔ جب دعوی صحیح اور گواہ ٹہیک ٹہیک ہون اتو قاضی گواہ

سنکر کچھ حکم اُس مقدمہ مین کر دی پھر کہے کہ مین نے اپنے حکم سے رجوع کیا یا مجھکو پہلے فیصلہ کے
خلاف ثابت ہوا یا مین گواہون کے دم مین آگیا یا مین نے اپنا حکم باطل کر دیا یا اور ایسا ہی کلمہ
کہے تو معتبر نہوگا اور وہی پہلا حکم جو دیچکا ہی جاری رہیگا - اگر زید نے کچھ لوگون کو چھپا دیا
اور پھر عمرو سے جو مدعا علیہ ہی کسی چیز کا سوال کیا اور عمرو نے اوسکا اقرار کر دیا اگر چھپے لوگ عمرو
کو دیکھتے ہون اور اوسکی گفتگو سنتے ہون اور عمرو اونکو نہ دیکھتا ہو تو اون لوگون کی گواہی
عمرو کے اقرار پر درست ہوگی اور اگر عمرو کی کلام تو اونہون نے سُنی مگر اوسکو دیکھا نہین
تو اوسکے اقرار کی گواہی درست نہوگی - بائع نے ایک زمین فروخت کی اور اوسکا کوئی رشتہ دار
موجود ہی اور بیع کی اوسکو خبر ہے پھر اسکے بعد اگر وہ رشتہ دار اوس زمین کا دعوی کریگا
کہ میری ہی تو سُنا نجاویگا - ایک عورت نے اپنا مہر شوہر کو بخشدیا اور مرگئی پھر اوسکے
وارثون نے شوہر سے مہر کا مطالبہ کیا اور کہا کہ عورت نے مہر اپنے مرض
موت مین بخشا تھا یعنی وصیت کے حکم مین ہی تہائی بخشا گیا ہی اور خاوند نے کہا کہ حالت
صحت مین بخشا تھا تو شوہر کا قول معتبر ہوگا - زید نے عمرو کے قرض یا کسی اور چیز کا اپنے ذمہ
اقرار کیا پھر کہا کہ مین نے تو جھوٹا اقرار کیا تھا تو عمرو سے یہہ قسم لیجاویگی کہ زید اقرار مین
جھوٹا تھا اور مین اپنے دعوی مین باطل پر نہین ہون - اقرار کرنا ملک کا سبب نہین ہوتا ہی
یعنی اگر کسیکے لئے کچھ مال کا اقرار کر دیا کہ واقع مین اپنے ذمہ پر نہین تو جسکے لئے اقرار کیا
ہوگا اوسکو اوس مال کا لینا درست نہوگا اوس معاملہ مین جو اوسکے اور خدا تعالے کے درمیان
ہی ہان اگر اقرار کرنیوالا اپنی خوشی سے دیدے تو لے لے کہ یہہ از سر نو مالک کرنا ہے
- اگر ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ مین نے اس چیز کے بیچنے کا تجھکو وکیل کیا اور دوسرا
سنکر چپ ہو رہا نہ اقرار کیا نہ انکار کیا تو وکیل ہوجاویگا - اگر ایک شخص نے اپنی بی بی کو
اوسکے طلاق دینے کا وکیل کیا تو پھر شوہر کو اوس عورت کے معزول کرنیکا اختیار نہین
- زید نے عمرو سے یہہ کہا کہ مین تجھکو اس کام کا وکیل کیا اس شرط پر کہ جب مین تجھکو وکالت

سے معزول کرون تب تو میرا وکیل ہے پس اس صورتین اگر زید عمرو کو معزول کرنا چاہی تو معزول
کرنیکے الفاظ یون کہے کہ مین نے تجھے معزول کیا پہر اور معزول کیا دوسری دفعہ معزول
کرنیکو کہنا اسلئے ہی کہ جو وکالت معزول کرنے پر مشروط کی تھی وہ بہی برطرف ہوجاوی ۔
اور اگر یون کہا تھا کہ جتنی دفعہ مین تجھے معزول کرون اوتنی ہی بار تو میرا وکیل ہی تو اوسکی
معزول کرنیکو یون کہی کہ مین نے جو وکالت مشروط کی تھی اوس سے رجوع کیا اور جو وکالت
اب ہی اوس سے معزول کیا ۔ جس صورتین کہ صلح دَین سے دَین کے عوض ہو تو اس صورت
مین صلح کے جائز ہونیکے لئے جس دَین پر صلح ہوئی ہو اوسکا قبضہ کرنا شرط ہی اوسی مجلس مین
ورنہ صلح درست نہوگی اور اگر صلح ایک اسباب سی دوسرے اسباب معین کے عوض کی یا دَین سی اسباب
معین کے عوض کی تو ان صورتونمین اوسی مجلس مین قبضہ کرنا شرط نہین دَین سے دَین کے بدلے صلح
کرنیکی صورت یہہ ہی کہ مثلاً زید کے ہزار روپیہ عمرو پر آتے ہین اور عمرو نے انکار کردیا
پہر محبت کے بعد دس اشرفیون پر دس روز کی مدت پر دونو نے صلح کرلی تو دس اشرفیان زید
اگر اوسی مجلس مین لے لیگا تو صلح درست ہوگی ورنہ نہوگی ۔ ایک شخص نے ایک بچہ کے مکان
پر دعوی کیا اوسکے باپ نے اوس بچہ کا کسیقدر مال مدعی کو دیکر صلح کرلی تو اگر مدعی کے
پاس اوسکے دعوی کے گواہ تھے اور مال جو باپ نے دیا وہ بھی گہر کی قیمت کے برابر یا کسیقدر
زائد ہو کہ اتنی کی لوگ پروا نہ کرتے ہون تب تو یہہ صلح درست ہوگی اور اگر مدعی کے پاس
گواہ نہون گے یا گواہ ہون مگر عادل نہون تو صلح ناجائز ہوگی ۔ مدعی نے اول بیان کیا
کہ میری پاس گواہ نہین پہر گواہ پیش کئے یا گواہ نے اول کہا کہ میری گواہی نہین ہی پہر گواہی
دیدی تو یہہ گواہی مقبول ہوگی اگر بادشاہ نے امام کو حکومت دی ہو تو امام کو اختیار رہے
کہ شارع عام مین سے کسی شخص کو کوئی قطعہ زمین کا دیڈالے بشرطیکہ رستہ چلنے والون کو
ضرر نہو ۔ جس شخص پر بادشاہ نے ڈنڈ ڈالا ہو اور یہہ کہا ہو کہ اپنا مال بیچکر ادا کرنا اور
وہ شخص اپنا مال بیچکر تاوان ادا کرے تو اوسکی بیع درست ہوگی اور اگر بادشاہ نے کہدیا ہو

کہ اپنا مال بیچکر ڈنڈ ادا کرے اور اس صورتمین فروخت کرے تو یہہ بیع درست نہوگی اسلیئے کہ زبردستی
سے ہوئی اوسکی رضا سے نہین ہوئی اور اگر اس صورتمین بھی قیمت کو بائع اپنی رغبت سے قبض
کرے تو درست ہوگی کیونکہ نارضامندی اور زبردستی نہ رہی - اگر اپنی بی بی کو مار سے ڈرایا
تاکہ وہ مہر بخشدے اور شوہر اوسکے مارنے پر قادر بھی ہو تو اس صورتمین اگر بخشدیگی تو یہہ ہبہ
درست نہوگا کہ زبردستی سے ہوا اور اگر شوہر مارنے پر قادر نہو اور وہ عورت مہر بخشدے تو درست
ہے اسلیئے کہ زبردستی ثابت نہوئی اور اگر عورت پر خلع کرنے کو زبردستی کرین تو طلاق ہوجاویگی
اور خلع کے عوض کا مال ساقط نہوگا - ایک عورت کے ذمہ زید کا کچھ قرض ہو اوسنے اپنے
مہر مین وہ قرضہ شوہر پر اوتار دیا پھر شوہر کو مہر بخشدیا تو یہہ ہبہ درست نہوگا - زید نے اپنی
ملک مین کنوان یا پاخانہ کا کھتا بنایا اوس سے اوسکے ہمسایہ کی دیوار کو ترے پہنچی اور ہمسایہ
نے اوسکے ہٹائے جانیکی درخوست کی تو زید پر اوسکے ہٹا لینے کے لیئے جبر کیا جاویگا اور اگر ہمسایہ
کی دیوار گر پڑیگی تو زید پر اوسکا تاوان نہوگا - شوہر نے اپنی بی بی کے احاطہ مین اپنی مال
سے اوسکی اجازت لیکر عمارت بنائی تو یہہ عمارت اوسکی بی بی کی ہوگی اور جو کچھ اوسمین خرچ
پڑا ہوگا وہ عورت کے ذمہ قرض ہوگا اور اگر عمارت اپنے لیئے بدون اجازت کے بنائی تو
عمارت شوہر کی ہوگی اور اگر بی بی کے لیئے مکان بدون اوسکی اجازت کے بنایا تو مکان بی بی
کا ہوگا اور روپیہ جو عمارت مین لگا وہ سلوک کے طور پر ہوگا یعنی عورت کے ذمہ پر قرض نہوگا
- اگر کسی قرضخواہ نے قرضدار کو پکڑ پایا اور کسی شخص نے اوسکے ہاتھ سے قرضدار کو چھین کر
چھوڑ دیا تو یہہ چھوڑ دینوالا قرض کا ذمہ وار نہوگا - کسی شخص کے پاس دوسرے آدمی کا مال رکھا
اور بادشاہ نے اوس سے کہا کہ یہہ مال مجھے دیدے ورنہ تیرا ہاتھ کاٹ ڈالونگا یا پچاس کوڑے
مارونگا اور وہ شخص مال بادشاہ کے حوالہ کردے تو اوس مال کا تاوان مالک کے لیئے اوسکو
نہ دینا آویگا - شکاری نے بسم اللہ کہکر برچھی گاڑ دی کہ گورخر کا شکار کرے اور دوسرے دن
اگر گورخر کو زخمی اور مرا ہوا دیکھا تو اوسکا کھانا درست نہین - حلال جانور کی یہہ چیزین کھانی

کر وہ ہین اوّل شرمگاہ دوم کپورے سوم غدود چہارم پہکنا پنجم پتا ششم خون جاری ہفتم آلہ تناسل ہشتم پشیبہ کی ہڈی کا گودا اور اصح ہو کہ خون روان مطلق حرام ہے اور باقی سات چیزین مکروہ ہین - غائب شخص اور لڑکے کے مال کا اور پڑی پائی مال کا قاضی کو قرض دینے کا اختیار ہے جسکو چاہے قرض کے طور پر دیدے - جس لڑکے کی سپاری اتنی کہلی ہو کہ اگر کوئی دیکہے تو ختنہ کیا ہوا جانے اور اوسکے ذکر کی کہال مشکل سے کہنچتی معلوم ہو تو اوسکی ختنہ کرنی چاہیے اسیطرح اگر کوئی بوڑہا شخص مسلمان ہوا اور تجربہ کار لوگ کہین کہ اسمین طاقت ختنہ کی نہین تو اوسکی ختنہ بہی نکرین - ختنہ کے لئے مستحب وقت ساتوان سال ہے - گہوڑ دوڑ کرنی اور اونٹون کو آپسمین دوڑانا یا پیادہ دوڑنا کہ کون آگے نکلتا ہے یا تیر چلانا کہ کسکا نشانہ پر لگتا ہے درست ہے اور دونو طرف سے شرط بدنی حرام ہے یعنی اگر زید اور عمرو گہوڑ دوڑ کرین اور یہ ٹہہرین کہ زید کا گہوڑا آگے نکلے تو عمرو سو روپیہ دے اور عمرو کا نکلے تو زید سو دے تو یہہ حرام ہے اور اگر شرط ایک ہی طرف سے ہو مثلاً زید کا گہوڑا نکلجاویگا تو عمرو سے سو لیجاویگا یہہ حرام نہین - پیغمبرون اور فرشتون کے سوا دوسرے شخص پر درود و سلام بہیجنا نچاہیے لیکن اونکے ساتہہ مین مضایقہ نہین مثلاً یون نکہنا چاہیے کہ اللّٰہم صلّ وسلّم علیٰ فلانٍ یعنی الٰہی درود اور سلام بہیج فلان شخص پر بلکہ یون کہے تو درست ہے کہ اللّٰہمّ صلّ وسلم علیٰ محمد وعلی فلان یعنی الٰہی درود و سلام بہیج اپنے حبیب محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر اور فلان شخص پر - کافرون کے تیوہار کے نام سے مثلاً نوروز اور مہرگان کہ شروع ماہ بیساکہہ اور کاتک کا نام ہے کسیکو کچہہ دینا جائز نہین - گوشہ دار ٹوپی کے پہننے مین مضایقہ نہین - سیاہ کپڑے کا پہننا اور عمامہ کا شملہ دونو مونڈہون کے درمیان مین آدہی کمر تک رکہنا مستحب ہے - بوڑہے آدمی جاہل سے جوان آدمی عالم کا بڑہ کر چلنا جائز ہے - حافظ قرآن کو مناسب ہے کہ چلّے مین ایک ختم کر لیا کرے یعنی پڑہنے مین جلدی نکرے

کتاب الفرائض

اسمین میت کے وارثون کے حصے جاننے کا بیان ہے - مردہ کے مال سے اول وہ قرض ادا کرنا چاہیے جو اوس مال سے متعلق ہو مثلاً اگر مال کچہہ روپیون کے عوض

کتاب الفرائض اسمین میت کے وارثون کے حصے جاننے کا بیان

گر و ہو اور اوسکا ترکہ اور کچہہ نہو تو اوّل رہن کا روپیہ اوس مال سے ادا ہوگا بعد اسکی وہ ترتیب
ہی جو کتاب والا کہتا ہی - ترکہ میت سی اوسکی کفن و دفن کا سرانجام پہلی کیا جاوی پہر جو کچہہ بچے
اوس سے اوسکا قرض ادا کیا جاوی پہر باقی مین سے اوسکی وصیت پوری کیجاوی پہر جو بچی
اوسکو وارثون مین تقسیم کرنا چاہئی اور وارث تین طرح کے ہین فرض والی اور عصبی اور
ذوی الارحام **فرض والون کا بیان** فرض والے وہ وارث ہین جنکا حصہ کلام مجید
مین یا شریعت مین ٹھہر چکا ہی اور وہ بارہ آدمی ہین اوّل میت کا باپ ہی اوسکو میت کے
پسر خواہ پوتے یا پر پوتے یعنی اولاد مذکر کے ساتھہ مین چہٹہا حصہ ملتا ہی اور اگر میت کی
بیٹی یا پوتی یا پر پوتی یعنی مونث اولاد ہو تو چہٹہا حصہ بھی ملیگا اور جو فرض والون سے
کچہہ بچ رہی وہ بھی ملیگا **دوسرا** صحیح دادا جسکا ناتا اگر میت سی بیان کرین تو اوس ناتے
مین میت کی ماں نہ آوی مثلاً باپ کا باپ اور باپ کا دادا وغیرہ تو ایسی دادا اور باپ کا حکم
فرض مین ایک ہی یعنی اگر باپ نہو تو دادا کو اولاد کے ساتھہ مین چہٹہا حصہ ملیگا جیسا اوپر
مذکور ہوا لیکن دو با تو نمین دادا اور باپ مین فرق ہی اوّل یہہ کہ اگر میت کے ماباپ اور شوہر
یا بی بی بچی تو ماکو دو نو صورتو نمین شوہر کے حصہ کے بعد جو باقی بچتا ہی اوسکی تہائی ملتی ہی
دادا کے ہوتے یہہ صورت نہوگی مثلاً ایک عورت مری اور اوسنی شوہر اور ماباپ چہوڑے
تو اسمین شوہر کو نصف ترکہ پہنچیگا اور ماکو نصف کا تہائی یعنی چہٹہا حصہ اور باپ کو باقی ملیگا اور
اگر اس صورتمین باپ کی جگہہ دادا ہو تو نصف ترکہ شوہر کو اور کل ترکہ کی تہائی ماکو اور باقی بچتا
دادا کو ملیگا یا ایک مرد مرا اور اوسنی ایک بی بی اور ماباپ چہوڑی اس صورتمین چوتہائی
بی بی کو دیکر باقی کی تہائی ماکو اور پہر جو کچہہ بچی باپ کو ملیگا اور اگر باپ کی جگہہ دادا ہو تو ماکو
کل ترکہ کی تہائی ملتی ہی دوسرا فرق یہہ ہی کہ باپ کے ہوتے ہوئی باپ کی ماکو یعنی دادی کو حصہ
نہین ملتا اور دادا کے ہوتے ہوئی دادی محروم نہین ہوتی اور با تو نمین باپ دادا یکسان
ہین چنانچہ بہائی بہنون کو دادا کے ہوتے ہوئی کچہہ نہین ملتا جیسی باپ کے ہوتی ہوئی کچہہ

فرض والون کا بیان

نہین ملتا تیسری اہل فرض میت کی ماہی اوسکو میت کی اولاد خواہ اولاد کی اولاد کے ساتھ
کتنی ہی نیچی کی ہو اور مذکر ہو یا مونث اور نیز میت کے دو یا زیادہ بھائی یا بہن کے ساتھ خواہ
حقیقی ہون خواہ علاتی خواہ اخیافی ترکہ کا چھٹا حصہ ملتا ہی اور میت کے باپ اور خاوند یا بی بی
کے ساتھ تہائی اوس مال کا ملیگا جو خاوند یا بی بی کو دیکر بچی چنانچہ اسکی مثالین ابھی اوپر گذرین
چوتھی اہل فرض میت کی جدہ صحیحہ ہی جسکا ناتا میت سی بیان کرنیمین جد فاسد یعنی نانا میت کا
نہ آوی تو وہ دادی اور نانی اور پردادی اور نانی کی ماد غیرہ ہوگی نانا کی ما یا دادی نہوگی
اور جدہ کو ایک ہو یا بہت ہون چھٹا حصہ ملیگا اور جس جدہ کے میت سی دو ناتے ہون اور جسکا
صرف ایک ناتا ہو وہ دونو برابر ہون گی دو ناتے اسطرح ہو سکتی ہین مثلاً دادا کی ما بھی وہی
ہو اور نانی کی ما بھی وہی ہو مثلاً ہندہ کے ایک پوتا اور ایک نواسی ہی اور پھر اون دونو
کا آپسمین نکاح ہو گیا تو انکی اولاد کا رشتہ ہندہ سی دو قرابت کا ہوگا اور جس جدہ کا ناتا
میت سی دور ہو وہ قریب کے ناتے والی سی محروم ہوجاویگی اور سب جدات خواہ دور کی
ہون خواہ نزدیک کی ماکے ہوتی ہوئی محروم رہتی ہین پانچوان اہل فرض میت کا شوہر ہے
اوسکو بی بی کے ترکہ کا نصف ملتا ہی اور میت کی اولاد کے ہوتی ہوئی ترکہ کا چہارم ملتا ہی
خواہ اولاد کتنی ہی نیچی کی ہو چھٹی اہل فرض میت کی بی بی ہی اوسکو شوہر کے مال مین سی چہارم
ملتا ہی اگر شوہر کے اولاد نہو اور اولاد کے ساتھ مین خواہ کتنی ہی نیچی کی ہو بی بی کو آٹھوان
حصہ ملتا ہے اگر بیبیان دو یا تین ہون تو اونکا حصہ زیادہ نہوگا چوتھائی بے اولاد کے
اور آٹھوان مع اولاد کے سب آپسمین تقسیم کرلین ساتوین فرض والی بیٹی ہی اور وہ اگر ایک
ہو تو ترکہ کا آدھا اوسکو ملیگا اور دو بیٹیان یا زیادہ ہون تو ترکہ کی دو تہائیان پاوینگی
اور اگر وارث بیٹا اور بیٹی دونو ہون تو بیٹون کے ساتھ ملکر بیٹیان عصبہ ہوجاتی ہین
اور اس صورت مین بیٹی کو پسر کے حصہ سی آدھا ملتا ہی یعنی کوئی حصہ مقرری نہین رہتا بلکہ ایک
پسر کا حصہ جسقدر ہو اوسکا آدھا بیٹی کو ملتا ہی - پوتا مثل میت کے بیٹے کے ہی جبکہ بیٹا نہو اور بیٹی

نیچے ہوتے ہوئے پوتے کو کچھ نہین ملتا اگر بیٹی پوتے کے ساتھہ ہو تو جو ذکر قریب ترمیت سے ہوگا اوسکو
باقی ملیگا یعنی آدہا بیٹی کو دیکر باقی پوتے کو ملیگا اسلئے کہ عصبہ ہے اور کنز مین اقرب ذکور اسلئے کہا کہ
ولد الابن پوتی کو بھی کہہ سکتے ہین مگر اوسکو باقی نہین ملتا اوسکا حال آگے آتا ہے پوتیون فرض والی
میت کی پوتی ہے اوسکو سگی بیٹی کے ساتھہ چھٹا حصہ ملتا ہے تاکہ دو تہائی کامل ہوجاوے کیونکہ پوتی
بھی گویا بیٹی ہی ہے تو دو تہائی جو بیٹیونکا حق ہے وہ ان دونو کو ملیگا اسطرح کہ آدہا بیٹی کو دینگے
اور چھٹا حصہ پوتی کو تاکہ دونو ملکر دو تہائی ہوجاوین پس پوتی ایک ہو یا زیادہ ایک بیٹی کے
ساتھہ مین چھٹا حصہ پاویگی اور اگر بیٹیان ایک سے زیادہ ہون تو پوتیان محروم رہینگی لیکن اگر
اس صورتمین پوتیون کے ساتھہ مین یا اونسے نیچے کوئی لڑکا ہوگا تو وہ اپنے ساتھہ والیون
اور اوپر والیون کو سوای فرض والی بیٹیون کے عصبہ کر دیتا ہے اور مرد کو دونا حصہ عورت
سے ملجاتا ہے اور جو اس سے نیچے ہون اونکو کچھ نہین پہنچتا مثلاً اگر میت کے دو بیٹیان اور ایک
پوتی اور ایک پڑوتا اور ایک پڑوتی اور ایک پوتے کی پوتی ہون تو بیٹیون کو دو ثلث ملینگے اور
ایک تہائی ترکہ کی جو بچی وہ پڑوتے کی سبب سے پڑوتی اور پوتی اور پڑوتے مین مرد کو عورت سے
دونا تقسیم ہوجاویگی اور پوتے کی پوتی جو پڑوتے سے نیچے درجہ مین ہے اوسکو کچھ نملیگا حاصل
یہ کہ پوتیون کی چھہ حالتین ہین اگر اونکے ساتھہ بیٹی کوئی نہو تو ایک پوتی کو آدہا اور
دو کو دو تہائی اور اگر اونکے ساتھہ ایک بیٹی ہو تو چھٹا حصہ ملیگا اور اگر دو بیٹیان ہون تو محروم
ہونگی اور اگر اونکے ساتھہ لڑکا ہو تو سوای فرض والیون کے برابر اور اوپر والیون کو عصبہ
کر دیتا ہے اور مال مرد کو دوہرا حصہ اور عورت کو ایک اوسمین تقسیم ہوتا ہے اور اگر میت کے بیٹا
ہو تو پوتیون کو کچھ نہین پہنچتا بہنین اہل فرض میت کی حقیقی بہنین ہین اونکا حال بیٹیون کا
سا ہے جس صورتمین کہ بیٹیان اور پوتیان نہون یعنی بہن ایک ہو تو آدہا مال پاویگی اور دو
ہون تو دو تہائی اور بہائی اگر اون کے ساتھہ ہو تو مرد کو عورت کی نسبت کر دونا حصہ ملیگا
بہائیون کے ساتھہ مین عصبہ ہوجاتی ہین اور اگر بہنون کے ساتھہ مین بیٹیان یا پوتیان ہونگی

تب بھی بہنین عصبہ رہینگی اور فرض والون سے بچتا مال پاوینگی دسوین فرض والی علاتی بہنین ہین اونکا حال پوتیون کا سا ہی یعنی جو حال پوتیون کا بہ نسبت بیٹیون کے تھا وہ حال علاتی بہنون کا سگی بہنون کی نسبت کر ہی کہ اگر سگی بہنین ہون تب تو ایک علاتی بہن کو آدہا اور زیادہ کو دو تہائی اور ایک سگی بہن کے ساتھہ مین چھٹا حصہ خواہ علاتی بہن ایک ہو خواہ زیادہ آور دو سگی بہنون کے ساتھہ مین کچھہ نہین ملتا ہان اگر اونکی ساتھہ علاتی بہائی اس صورت مین ہو تو وہ اونکو عصبہ کرتا ہی اور عصبہ کے ساتھہ مین اونکو مرد کے حصہ سی آدہا ملتا ہی اور بیٹیون اور پوتیون کے ساتھہ مین علائی بہنین بھی عصبہ ہو جاتی ہین اور اوسوقت اہلِ فرض سے جو مال بچتا ہی وہ اونکو پہنچتا ہی خواہ ایک ہو یا زیادہ گیارہوین اہلِ فرض میت کی اخیافی بہن ہی اور بارہوان اہلِ فرض اخیافی بہائی ہی ان دونو کا یہہ حال ہی کہ اگر ایک ہو تو چھٹا حصہ پاتا ہی اور زیادہ ہون تو تہائی مال کی ملتی ہی اور انمین عورت مرد کا برابر حصہ ہی یہہ نہین کہ مرد کو عورت سی دونا ملے۔ بہائی اور بہن خواہ حقیقی ہون یا علاتی یا اخیافی میت کے پسر اور پوتے اور پر پوتے وغیرہ اولادِ نر کے ہوتی ہوئی خواہ میت کے باپ یا دادا کے ہوتی ہوئے کچھہ نہ پاوینگے اور سگی بیٹی اور پوتی یعنی میت کی اولادِ مونث صرف اخیافی بہن بہائی کو محروم کرتی ہی سگی اور علاتی کو نہین کرتی *

عصبون کا بیان عصبہ اوس وارث کو کہتے ہین کہ اگر اکیلا ہو تو تمام مال لیوی اور اگر فرض والون کے ساتھہ ہو تو باقی مال لیوی جو اونسی بچا اور عصبہ دو قسم پر ہی ایک نسب کا یعنی بباعث میت کی قرابت کی دوسرا عصبہ سببکا یعنی میت کا آزاد کرنیوالا نسبی عصبہ دوسری سے میراث مین مقدم ہی اور اوسکی ترتیب یون ہی کہ سب سی زیادہ حقدار بیٹا ہی پہر پوتا پہر پر پوتا پہر اوسکی اولادِ نر کتنی ہی نیچی کی ہو تب باپ پہر دادا پہر پر دادا کتنی ہی اوپر کا ہو تب سگا بہائی پہر علاتی بہائی پہر سگی بہائی کا بیٹا پہر علاتی بہائی کا بیٹا تب میت کے چچی تائی پہر باپ کے چچی تائے پہر دادی کے چچی تائے بہ ترتیب سابق یعنی سگی اول اور علاتی بعد

عصبون کا بیان

ہون گے ان عصبات نسبی کے بعد عصبۂ سبب یعنی آزاد کرنیوالا میت کا اوسکے مال کا حقدار ہی
اور اگر وہ نہو تو اوسکے عصبون کو اسی ترتیب سی پہونچیگا یعنی اوّل اوسکی اولاد نرینہ پہر باپ یا
دادا پہر بہائی وغیرہ کو جیسا اوپر بیان ہوا جو عورتین ایسی ہین کہ حصہ اونکا آدہا اور دو تہائی
ہی یعنی بیٹیان اور پوتیان اور سگی اور علاتی بہنین وہ اپنی بہائیون کے ساتہہ مین عصبۂ جاتی
ہین اونکی سوا اور عورتین اپنی بہائیون کے ساتہہ مین عصبہ نہین ہوتین اور جب اونکی ساتہہ
اونکی بہائی ہوتے ہین تو مال اونمین اسطرح تقسیم ہوتا ہی کہ مرد عورت سی دونا پاوی بخلاف اخیافی
بہنون کے جنکا حصہ آدہا اور دو تہائی نہین تو اونمین مال کی تقسیم مرد وعورت مین برابر ہی جس
شخص کا ناتا میت سی کسی کے ذریعہ سی ہوتا ہی وہ اوس ذریعہ کے ہوتی ہوئی مال نہین پاتا
مثلاً پوتا یا دادا کہ انکا رشتہ میت سے بذریعہ بیٹے یا باپ کے ہی تو بیٹے کے ہوتے پوتا اور باپکے
ہوتے دادا حصہ نپاویگا مگر اخیافی بہن بہائی اس قاعدہ سی خارج ہین اونکا رشتہ میت سی بذریعہ
ماکے ہی اور ماکے ہوتے ہوئی وہ محروم نہین ہوتے - جو شخص محجوب ہو یعنی کسی رشتہ دار قریب
کے جہت سی ترکہ سی محروم ہو وہ دوسری کو محجوب کرسکتا ہی مثلاً اگر میت کا باپ اور ما اور دو
بہائی یا دو بہنین ہون تو باوجودیکہ باپکے ہونیسے بہائی بہنون کو کچہہ نہ ملیگا مگر وہ ماکے حصہ کو
تہائی سی چہٹا کر دینگی اگر یہ نہوتے تو ماکو تہائی ملتا ان کے سبب سے ماکی حصہ مین نقصان ہوگیا
گو وہ خود محروم ہین - جو شخص غلام ہونیکی جہت سی یا میت کو اپنے ہاتہہ سی قتل کرنیکے باعث سے
یا دین کے اختلاف کی جہت سی یا دار کے جدا ہونیکی جہت سی محروم ہو وہ دوسرے کو محروم نہین
کرسکتا مثلاً میت کا بیٹا اگر دوسری کا غلام ہو یا میت کا قاتل ہو یا کافر ہو یا دار الحرب مین رہتا ہو
تو میت کے اور وارثون مثلاً بہائی بہن وغیرہ کو محروم نکریگا - ایک کافر دوسری کافر کا وارث
ہوتا ہی جسطرح ایک مسلمان دوسری کا وارث ہوتا ہی خواہ نسب کی جہت سی مثلاً باپ بیٹا بہن بہائی ہونیکی
جہت سی یا سبب کے علاقہ سی مثلاً شوہر اور بی بی ہونے سی یا آزاد کرنیسے وارث ہو اور دو سببون
سی بہی وارث ہوتا ہی مثلاً شوہر اپنی بی بی کا آزاد کرنیوالا بہی ہو تو شوہر ہونیکی جہت سی اور

آزاد کرنیکی سبب سے دونو سی وارث ہوگا - اگر کافر کی دو قرابتون مین سی ایک محجوب ہو اور ایک
حاجب تو وہ حاجب کی قرابت سی میراث پاویگا نہ محجوب کی مثلاً کسی کافر نے اپنی لڑکی سی نکاح کیا
اور اوس سی لڑکا ہوا تو یہہ لڑکا اوس کافر سی دو قرابت رکہتا ہی اوسکا بیٹا بہی ہی اور نواسا
بہی مگر نواسی ہونیکی قرابت محجوب ہی اور بیٹی کی قرابت حاجب تو اوس کافر کی میراث بیٹے ہونیکی جہت
سی پاویگا نہ نواسی ہونیکے سبب سے - کافر اگر اپنی محرم سی نکاح کرلے مثلاً ماسی یا بیٹی سی تو شوہر
ہونیکی میراث اوسکو نہ ملیگی - حرام کی اولاد اور وہ بچہ جسکی جہت سی شوہر و بی بی مین لعان ہوا ہو
وہ ماہی کی طرف سی میراث پاوینگی یعنی ماکے ترکہ مین سے اونکو حصہ ملیگا باپ کے ترکہ مین سی نہ ملیگا کیونکہ
باپ سی اونکا رشتہ علیحدہ ہوگیا ہی - حمل کے واسطے ایک بیٹے کا حصہ علیحدہ کر لیا جاویگا یعنی اگر میت
کی جورو حاملہ ہی اور وارث خواہانِ تقسیم ترکہ ہون تو حمل کے لئے ایک پسر کا حصہ رکہہ چہوڑینگی باقی
مال بانٹ دینگی پہر وہ بچہ آدہی سے زیادہ ماکے پیٹ سی پیدا ہوکر اگر مر جاویگا تو وارث ہوگا
اور اگر تہوڑا ہی سا نکلکر مر جاویگا تو وارث نہوگا - چند شخص اگر جل جاوین یا ڈوب کر مر جاوین
تو وہ ایک دوسرے کے وارث نہونگی ہان اگر یہہ معلوم ہو جاوی کہ فلانا پہلی مرا اور فلانا پیچہی
تو انمین وراثت جاری ہوگی ؟

حرام کی اولاد باپ کا ترکہ نہین پاوی

ذوی الارحام کا بیان

ذوی الارحام کا بیان

ذورحم اوس رشتہ دار کو کہتی ہین جسکا حصہ شریعت مین مقرر نہو
اور نہ وہ عصبہ ہو - ذورحم کسی فرض والی اور عصبہ کی ساتہہ مین وارث نہین ہوتا بجز شوہر یا
بی بی کے ساتہہ کے اسلئے کہ اون پر مال رد نہین ہوتا یعنی اگر شوہر یا بی بی کے ساتہہ مین
ذورحم ہوگا تو باوجودیکہ یہہ دونو صاحب فرض ہین مگر انکی ساتہہ مین وہ وارث ہوتا ہی
اور اوسکی وجہ یہہ ہی کہ شوہر یا بی بی کو بچا مال دوبارہ نہین دیتی بخلاف اور فرض والون
کے کہ اگر اونکی حقون سی کچہہ مال بچا ہی تو وہ پہر اونہین کو حصہ رسد دیا جاتا ہی پس جب شوہر
یا بی بی کو دیکر کچہہ بچی اور وہ اونکو ہٹا یا نہین جاتا تو اوس کا وارث بجز ذورحم کے اور
کون رہا اسلئے اونکی ساتہہ مین وارث ہوتا ہی ذوی الارحام کی ترتیب مثل عصبات کی

ترتیب یہ ہے یعنی اوّل میت کی فروع یعنی بیٹیون پوتیون کی اولاد گو نیچے کی ہون پھر اوسکے اصول یعنی
فاسد اور جدات فاسده کتنی ہی اوپر کے ہون پھر اوسکی ماباپ کے فروع یعنی عینی یا علاتی یا
اخیافی بہن بھائیون کی اولاد پھر اوسکی جد اور جده کی فروع یعنی ماموں خاله پھوپھی تائے کی
چچا کی لڑکیان پھر باپ کے ماموں خاله وغیره - ذوی الارحام مین درجه کی قرب سی ترجیح
ہوتی ہے یعنی قریب کے رشته دار کے ہوتے ہوئے دور والی کو نملیگا پھر سبات کو دیکھتی ہین که اسکی
اصل وارث ہے یا نہین اگر وارث ہو تو اوسکو مقدم کرتے ہین اوسپر جسکی اصل وارث نہو مثلاً بھتیجی
کی بیٹی اور ہمشیر زادی کا بیٹا اگر وارث رہین تو مال برادر زاده کی دختر کو ملیگا اسلئے که اوسکی
اصل یعنی برادر زاده عصبه ہے اور ہمشیر زادی کے پسر کو ندینگی اسلئے که اوسکی اصل یعنی ہمشیر زادی
وارث نہین ذورحم ہے - جسوقت کہ ذوی الارحام کی قرابت میت سی مختلف ہو تو جسکی قرابت
باپ کی طرف سی ہوگی اوسکو دونا ملیگا اور جسکی ماکی طرف سی ہوگی اوسکو ایک حصه ملیگا مثلاً
اگر میت اپنی باپ کا نانا اور ماکا دادا چھوڑے تو اوّل کو دو تہائی اور دوم کو ایک ملیگی ذوی الارحام
کی اصلین اگر ایک سی ہون تو ترکه کو اونکی گنتی پر تقسیم کرینگے مثلاً ایک بہن کی اولاد یا دو
بہنون کی اولاد ہو تو سب بھانجون بھانجیون کو شمار کرکے ترکه برابر تقسیم کردین مرد وعورت
کی تفریق حصه مین نکرین اور اگر اونکی اصول متفق نہون یعنی بعضون کی اصل مرد ہوا اور بعضون
کی عورت تو شمار شخصون کا اوسوقت بھی اونہین سے ہوگا مگر جس درجه مین که پہلی اختلاف ہوا ہے
مرد وعورت کا فرق اوسمین کرلیا جاویگا مثلاً میت کے ایک نواسی کی بیٹی اور ایک نواسے کی
بیٹی ہے تو اول کو ایک تہائی دینگے اور دوسری کو دو تہائی اسلئے که اول جہان اختلاف ہوا ہے
وہان ایک جا نواسی ہے اور دوسری جا نواسا اسلئے تہائی عورت کے اعتبار سی ہوئی
اور دو تہائی مرد کے اعتبار سی اور شمار پھلون کی بموجب ہوتی ہے یعنی مثلاً اگر پہلی صورت مین
چار بیٹیان ہون اور دوسری مین تین ہون تو پہلی صورت والیون کو وہی ایک تہائی چار حصه
مساوی مین تقسیم کردیجاویگی اور دوسری صورت والیون کو دو تہائی تین جگه تقسیم برابر کردیجاویگی

حصوں اور مخرجوں کا بیان

حصے جو کلام مجید میں مقرر ہیں وہ چھ ہیں ان میں ایک قسم کے یعنی آدھا چوتھائی آٹھواں اور تین دوسری قسم کے
یعنی دو تہائی تہائی اور چھٹا اور اونکے مخرج یعنی ایسے عدد کہ اونسے یہہ حصے نکل سکیں سات ہیں آدھے
کے لئے دو کا عدد ہے پس جسکو نصف مال پہونچتا ہو چاہیئے کہ مال کے دو سہام مقرر کریں اور
چوتھائی کے لئے چار کا عدد ہے اور آٹھویں حصہ کے لئے آٹھ کا عدد ہے اور دو تہائی اور تہائی
کے لئے تین کا عدد ہے اور چھٹے حصہ کے لیے چھہ کا اور ان دونو قسموں میں پہلا عدد اپنی
پہلے حصوں کا بھی مخرج ہو سکتا ہے مثلاً چار کا عدد آدھے کا بھی مخرج ہے اور آٹھ کا عدد چوتھائی
اور آدھے کا مخرج ہے اور چھہ تہائی کا مخرج ہے اور ایک دوسرے کے ملنے سے بارہ اور چوبیس مخرج ہوتے
ہیں یعنی ایک قسم کا حصہ جب دوسرے سے ملیگا خواہ سب حصوں سے ملے خواہ ایک سے تو اونکی صورتیں
تین ہیں اول یہہ کہ آدھا دوسری قسم سے ملے اس صورت میں چھہ مخرج ہوگا دوسری یہہ کہ چوتھائی
دوسری قسم سے ملے اس صورت میں بارہ مخرج ہوتا ہے تیسرے یہہ کہ آٹھواں حصہ دوسری قسم سے
ملے اسمیں چوبیس مخرج ہوتا ہے - اور مخارج زیادہ ہوجاتے ہیں حصوں کے مخرج کی کمی کے
باعث یعنی جس صورت میں کہ عدد حصوں کے مخرج کا کم ہو اور سہام اوسکے ملکر زیادہ ہو جائیں
تو کچھ مخرج میں زیادہ کر دیا جاتا ہے تاکہ سب حصہ والوں کو اونکے سہام پہونچ جاویں اور

عول کا بیان

اس بڑھانیکو عول کہتے ہیں اور یہہ بات تین مخرجوں میں ہوتی ہے جو دو قسموں کے ملنے سے پیدا
ہوتے ہیں پس چھہ کا عدد دس تک عول ہوجاتا ہے طاق اور جفت دونو مثلاً ایک میت کا
خاوند اور دو بہنیں سگی ہیں تو یہاں خاوند کا نصف اور بہنوں کا دو ثلث ہے عدد چھہ سے
دونو نکل سکتے ہیں لیکن چھہ کا آدھا تین ہے اور دو تہائی چار مجموعہ سہاموں کا سات ہوا تو
چھہ کو عول کرکے سات کرینگے جو طاق ہے اور ترکہ کے سہام سات کرکے تقسیم کئے جاوینگے
اور اگر مثال مذکور میں میت کی ماں بھی ہو تو چھٹا حصہ یعنی ایک اوسکو بھی ملنا چاہیئے تو سہام
آٹھ ہوجاوینگے اس صورت میں چھہ کا عول آٹھ کرینگے یہہ عول جفت ہے اور اگر ایک بہن اخیافی
بھی مثال میں ہو تو ایک سہام اوسکا ہوگا اور تعداد سہاموں کی ۹ ہوگی اور یہہ عول طاق ہوگا

اور اگر دو بہنین اخیافی ہون تو چھہ کا عول دس ہونا چاہیے اور بارہ کا عول سترہ تک ہوتا ہی مگر طاق ہوتا ہی جفت نہین ہوتا یعنی تیرہ پندرہ سترہ ہین آج ہو مثلاً میت کی بی بی اور دو بہنین علاتی اور ایک ما وارث ہون تو یہان بی بی کا چوتھائی اور بہنون کا دو تہائی اور ما کا چھٹا حصہ ہی اور یہہ سب حصے بارہ مین سے نکل سکتی مین مگر بارہ کی چوتھائی تین اور دو ثلث آٹھہ اور چھٹا حصہ دو ہین اور یہہ کل تیرہ ہوسکے تو بارہ کا عول تیرہ کیا جاویگا اور اگر ان وارثون مین ایک اخیافی بہن بھی ہو تو چھٹا حصہ بارہ کا یعنی دو سہام اوسکو بھی ملنی چاہئین تو اب پندرہ سہام ہونگی اور بارہ کا عول پندرہ کرلیا جاویگا اور اگر دو بہنین اخیافی ہون تو سہام سترہ ہونگی اور عول بھی سترہ اور چوبیس کا عول صرف ایک ہی ہوتا ہی یعنی ستائیس اور اوسکی صورت یہہ ہی کہ ایک میت کی بی بی اور دو بیٹیان اور ما اور باپ وارث رہین یہان سب وارثون کے حصے چوبیس سے نکل سکتی ہین مگر اونکی سہام یعنی تین سہام بی بی کے اور سولہ سہام بیٹیون کے اور چار چار ما باپ کے ملکر ستائیس سہام ہوجاتے ہین پس چوبیس کا عول ستائیس کرلیا جاتا ہے اور یہہ عول اعداد کی تلاش سے اتنے ہی نکلی ہین — اگر ایک فرقہ کا حصہ اوسکی شخصون یعنی مستحقون پر پورا نہ تقسیم ہو مثلاً سہام حصہ کے چار ہون اور اونکی لینے والے چھہ تو اگر دونو مین توافق کی نسبت ہو تو مستحقون کے شمار کا وفق لیکر اصل مسئلہ مین جو مخرج سب حصونکا قرار دیا گیا تھا ضرب کرینگے جیسے اوپر کی مثال مین ۴ اور ۶ مین توافق ہی یعنی دو تو نصف ہوسکتی ہین تو چھہ کے وفق تین کو مخرج اصلی مین ضرب کرینگے اور اگر دونو مین توافق نہو بلکہ تباین ہو تو کل عدد مخرج اصلی مین ضرب کرینگے اور جو کچھہ حاصل ضرب ہوگا وہ مسئلہ کا مخرج ہوگا اوس سے سب کو پورا حصہ پہونچیگا — اور اگر کسر کئی جگہہ ہو یعنی وارث کئی فرقہ ہون اور ہر فرقہ پر اوسکی سہام ٹھیک نہ بٹین کسر پڑتے اور وہ فرق آپسمین تماثل رکھتی ہون یعنی شمار مین برابر ہون تو ایک فرقہ کی شمار کو اصل مسئلہ مین ضرب کرلینا چاہئی اور اگر فرقی آپسمین متداخل ہون تو جنکی شمار سب مین زیادہ ہو اونکی عدد کو اصل مسئلہ مین

ضرب کر لین اور اگر توافق رکھتے ہون تو ایک کی شمار کے وفق کو دوسرے مین ضرب کرین
اور حاصل ضرب کو اصل مسئلہ مین ضرب کرین اور اگر سب فرقو نکی تعداد آپسمین متباین ہو تو ایک کی
تعداد کو دوسرے کی تعداد مین ضرب کرین اور حاصل ضرب کو تیسرے کی تعداد مین اور حاصل اخیر کو
اصل مسئلہ مین ضرب دیکر تصحیح مسئلہ کی کرین اور اگر اصل مسئلہ عول رکھتا ہو تو عول مین ضرب
کرنا چاہیے واضح ہو کہ دو عدد و نمین چار نسبتو نمین سے ایک ہوا کرتی ہے تماثل یا تداخل یا توافق
یا تباین تماثل دونو عدد و ن کے برابر ہونیکو کہتے ہین جیسے چار چار یا دس دس اور تداخل
اوسکو کہتے ہین کہ دو عدد و ن مین سے بڑا چھوٹے پر پورا بٹ جاوے کسر نہ پڑے یا یہہ کہ اگر
چھوٹے کو اوسمین سے نکالتے چلے جاوین تو دو بار یا زیادہ مین بڑا عدد ہو چکے مثلاً پچیس اور پانچ مین
تداخل ہے کہ پچیس پانچ پر پورا بٹ جاتا ہے یا پچیس مین سے پانچ پانچ اگر کم کرتے جاوین تو
پانچ دفعہ مین پچیس فنا ہو جاویگا اور توافق اوسکو کہتے ہین کہ دو عدد و نکو کوئی تیسرا عدد
ایک سے زیادہ فنا کرے جیسے آٹھ اور بیس کہ ان دونو کو عدد چار فنا کرتا ہے اور اس
تیسرے عدد مثلاً چار کو وفق کہتے ہین تو ان دونو عدد و نمین توافق بالربع کہلاتا ہے اور ایک کی
ربع کو ضرب کرنا پڑتا ہے اور اگر تہائی مین موافق ہون تو ایک کی تہائی کو ضرب کرتے ہین
اور علی ہذا القیاس اور تباین اوسکو کہتے ہین کہ کوئی تیسرا عدد بھی اون دونو کو فنا نکرے
سوا عدد ایک کا دونو کو فنا کرے جیسے نو اور دس ہین اور ترکیب ان تین نسبتون اخیر کی معلوم
کرنیکی یہہ ہے کہ بڑے عدد کو چھوٹے پر تقسیم کرین اگر اول تقسیم مین کچھ نرہے تو تداخل ہے
اور اگر کچھ باقی رہے تو باقی پر چھوٹے کو تقسیم کرین اور پھر بھی بچے تو دوسرے باقی پر پہلی
باقی کو تقسیم کرین اور اسیطرح کرتے جاوین اگر کسی تقسیم مین کچھ نہ رہے تو دیکھین کہ اوسکا
مقسوم علیہ کیا ہے اگر دو ہو تو دونو عدد و نمین توافق بالنصف ہوگا اور اگر ۳ ہو تو بالثلث
اور علی ہذا القیاس اور اگر پہلی تقسیم مین یا اور کسی تقسیم مین عدد ایک بچ رہے تو اون دونو
عدد و نمین تباین ہوگا - اور اگر وارثون کے سہام اصل مسئلہ سے کم ہون اور اس

جہت سی کچھہ مال بچ رہی تو وہ مال اہلِ فروض کو موافق اونکی حصون کے دیدینا چاہئی لیکن شوہر
یا بی بی کو اس مقدار زائد مین سی کچھہ نہ ملیگا اور وارثون کو مال زائد اسطرح دیتی ہین کہ جن
وارثون پر رد ہوسکتا ہی اگر وہ ایک جنس کے ہون تو مسئلہ کو اونکی شمار کے موافق کرینگی
مثلاً اگر میت کی وارث دو بیٹیان یا دو بہنین ہون تو چونکہ اونکا حصہ دو تہائی تہا اس جہت
سی مسئلہ تین سے ہوگا اور تین کی دو تہائی یعنی دو بیٹیون خواہ بہنون کو ملینگی اور باقی ایک
تہائی زائد رہیگا اسکو بھی اونپر ہٹا دینی کی ضرورت ہوئی اسیلئی چونکہ ایک جنس کے حصہ دار
تھی اونکی شمار کے موافق مال کے دو حصّے کرکے ایک ایک ہر ایک کو دینگی اس ہٹا دینی کو رد
کہتے ہین - اگر جن وارثون پر رد ہوسکتا ہی وہ کئی جنس کے ہون تو مسئلہ اونکی سہامون کی
شمار سے ہوگا یعنی اصل مسئلہ مین سی جسقدر سہام اونکو پہونچی ہون اونکو جمع کرکے جو حاصل
جمع ہووہی مسئلہ قرار دیا جاویگا مثلاً اگر دو سدس جمع ہون جیسی میت کی جدّہ اور اخیافی
بہن رہی تو اصل مسئلہ چہہ سی ہوگا اور اوسمین سے ایک ایک سہام دونو وارثونکو ملیگا اور
دونو کا مجموعہ دو ہین تو مسئلہ دو سی کیا جاویگا اور اگر تہائی اور سدس جمع ہون تو مسئلہ تین
سے ہوگا جیسی جدّہ اور دو یا زیادہ اخیافی بہنین جمع ہون کہ جدہ کو چہٹا حصہ اور دو یا زیادہ اخیافی بہنون کو
تہائی ملتا ہی اور دونو کے سہام اگر چہہ سے نکالین تو تین ہوتے ہین اسیلئی مسئلہ تین سے
ہوگا اور اگر نصف اور سدس جمع ہون تو مسئلہ چار سی ہوگا مثلاً جدہ اور سگی بہن وارث
ہون تو جدہ کو چہٹا حصہ اور بہن کو نصف ہی اور چہہ مین سے دونو کے سہام ملکر چار ہین تو چار سی
مسئلہ کرکے ایک جدہ کو اور تین بہن کو دینگی اور اگر دو تہائی اور چہٹا حصہ جمع ہون یا نصف
اور دو چہٹی حصّے ہون یا نصف اور ایک تہائی ہو تو ان تینون صورتونمین مسئلہ پانچ سے ہوگا
اوّل کی مثال دو سگی بہنین اور ایک جدہ ہی کہ چہہ مین سے چار بہنون کے اور ایک جدہ کا
اور دونو ملکر پانچ ہوئی اور دوم کی مثال جیسی ما اور بیٹی اور پوتی کہ چہٹا ما کا اور آدہا بیٹی کا
اور چہٹا پوتی کا اور چہہ مین سے یہہ سہام نکالین تو سب ملکر پانچ ہوتے ہین اور تیسری کی مثال

جیسے سگی بہن اور ماکہ بہن کا نصف اور ماکا ایک تہائی ہی اور چہ مین سے دو کے تو سہامونکا مجموعہ
پانچ - اور اگر وارث ایک جنس کے ہون اور اونکے ساتھہ شوہر یا بی بی مین سے بھی کوئی ہو جس کو
مال رد نہین کر سکتے تو اوس صورت مین شوہر یا بی بی کے حصہ کا کمتر مخرج نکالکر اوسکا حصہ اوسمین
سے دیدینا چاہیے اور باقی کو ایک جنس کے وارثون پر تقسیم کر دینا چاہیے اگر تقسیم ہو سکتی ہو جیسے
میت کا شوہر اور تین بیٹیان ہون تو مسئلہ بارہ سے ہوتا ہی مگر سہام دونو کے گیارہ مین اسلئے
ضرورت رد کی ہوئی تو شوہر کا حصہ چوتہائی تہا اوسکا کمتر مخرج چار ہی اوسمین سے اوسکا حصہ
ایک سہام اوسکو دیکر باقی تین سہام جو بچے تین بیٹیون کو برابر ایک ایک پہنچ گیا اور اگر باقی سہام
ایک جنس کے وارثون پر پوری نہ بٹین اور سہامون مین اور اونکے شمار مین توافق ہو تو
شمار کے وفق کو شوہر یا بی بی کے کمتر مخرج مین ضرب کرینگے مثلا اوپر کی مثال مین بیٹیان چہ
ہون تو تین سہام اونپر پوری تقسیم نہونگے اور تین اور چہ مین تداخل ہی جسکو علم فرائض
کے ایسے مقام مین توافق سے تعبیر کرتے ہین یعنی انمین توافق بالثلث ہو لینگے پس چہ کا وفق
یعنی دو لیکر کمتر مخرج شوہر یعنی چار مین ضرب کیا تو آٹھہ ہوئے انمین سے دو سہام شوہر کے
اور چہ سہام چہون بیٹیون کے ہوئے اور اگر سہامونمین توافق یا تداخل نہو بلکہ تباین ہو
تو کل شمار ورثہ کو کمتر مخرج مذکور مین ضرب کرنا چاہیے مثلاً مثال مذکور مین تعداد بیٹیون کی پانچ
ہو تو تین سہامون اور پانچ مین تباین ہی اسلیئے پانچ کو چار مین ضرب کرینگے بیس ہونگے
بیس مین سے پانچ شوہر کو اور پندرہ بیٹیون کو یعنی ہر ایک کو تین تین ملینگے - اور اگر شوہر یا
بی بی کے ساتھہ مین دو جنس کے وارث ہون تو جن پر رد ہو سکتا ہی اونکے مسئلہ کے نکالنے
کا طور اوپر گذر چکا ہی اوس قاعدہ کے موجب سہامون سے اونکا مسئلہ نکال لینا چاہیے
پہر شوہر یا بی بی کو اقل مخرج سے اوسکا حصہ دیکر باقی کو اوس مسئلہ مذکورہ پر بانٹ دینا
چاہیے اگر بٹ سکے مثلاً میت کی ایک بی بی اور چار جدات اور چہ اخیافی بہنین ہون کہ اس صورت
مین اقل مخرج بی بی کے حصہ کا چار ہی اوسمین سے ایک اوسکو دیا اور جدات کا اور اخیافی

بہنون کا مسئلہ جو نکالا تو چہٹا حصہ جدات کا اور تہائی بہنون کا ہی اسلئے اونکا مسئلہ تین سے ہوا
اس تین پر کمتر مخرج سے بچی ہوئے تین ۳ کو جو بانٹا تو پورا ہی یعنی ایک جدات کا اور دو بہنون کا حصہ
ہوا اب بموجب قواعد گذشتہ انکی تصحیح کرو یعنی ایک چار جدات پر نہین تقسیم ہو سکتا نہ دو چہہ بہنون
پر اسلئے اول حصون اور شمار حصہ دارون مین نسبت دیکہی تو چار جو شمار جدات کی ہے اوسمین اور اون کے
حصہ کے سہام ایک مین تباین ہی اور چہہ بہنون کی تعداد اور دو مین جو اونکی سہام ہین تداخل یعنی
توافق بالنصف ہی تو چہہ ۶ کا نصف لیلیا تین ۳ ہوئی اب دونو تعدادون مین جو نسبت دیکہی یعنی
چار اور تین ۳ مین تو تباین پایا اسلئے ۴ کو ۳ مین ضرب کیا بارہ ۱۲ ہوئی اور بارہ کو اقل مخرج
۳ مین ضرب کیا تو ۳۶ ہوئے اس سے سب کو سہام پوری پہنچینگی یعنی بارہ ۱۲ بی بی کو اور بارہ ۱۲ چارون
جدات کو یعنی ہر ایک کو تین تین اور ۲۴ چہون بہنون کو یعنی ہر ایک کو چار چار اور تصحیح مسئلہ مین اس
قاعدہ کا یاد رکہنا چاہیئے کہ اول سہامون اور تعداد مین نسبت دیکہتے ہین پہر ہر جنس کی تعداد مین نسبت دیکہتے
ہین اور بموجب مثال گذشتہ تصحیح کرتے ہین ۔ اور اگر کمتر مخرج سے شوہر یا بی بی کے حصہ کے بعد باقی بچا ہوا اور ان
مختلف کے سہامون پر پورا نہ بٹے جیسی اس مثال مین کہ میت کی چار بیبیان اور نو لڑکیان اور
چہہ ۶ جدات ہون کہ کل مسئلہ چوبیس ۲۴ سے ہوتا ہی مگر سہام تئیس ۲۳ آتے ہین اسلئے مسئلہ اقل مخرج
بیبیون سے یعنی آٹھہ سے کر کے ایک اونکو دیا اور سات جو بچے اونکو جو دیکہتے ہین وہ لڑکیون
اور جدات کے سہامون پر یعنی پانچ پر تقسیم نہین ہوتے اسلئے پانچ کو آٹھہ مین ضرب دیا چالیس ۴۰
ہوئی اب بیبیون کا سہام جو ایک تہا اوسکو پانچ مین ضرب دیا پانچ ہوئی یہہ حصہ بیبیون کا ہوا
اور ۳۵ لڑکیون اور جدات کے رہے یعنی ۷ جدات کی اور ۲۸ لڑکیون کے اب ہر فریق کے
سہام جو اپنی مستحق پر پوری نہین ہوتے بموجب قاعدہ سابق کے تصحیح مسئلہ کی کرکے اونکو
پورا بانٹ دینگی یعنی اول سہامون اور تعداد اشخاص مین نسبت دیکہی سب جگہہ تباین پایا پہر بیبیون
اور لڑکیون کی تعداد مین نسبت دیکہی تو ۴ اور ۹ مین تباین پایا دونو کو آپسمین ضرب کر لیا
۳۶ ہوئی ۳۶ اور جدات کی تعداد ۶ مین نسبت دیکہی تو تداخل پایا اسلئے ۳۶ مین اصل مسئلہ

یعنی ۴۰ کو ضرب دیا تو کل تصحیح ۱۴۴۰ ہوئے اب ہر ایک کے سہاموں کو ۳۶ میں ضرب کرلو ہر ایک کا سہام ہو جاویگا مثلاً بیبیوں کے سہام پانچ تھے اونکو ۳۶ میں ضرب دیا ۱۸۰ ہوئے یہ حصہ چاروں زوجہ کا ہوا ہر ایک ۴۵ پاویگی اور جدات کے سہام ۷ تھے اونکو ۳۶ میں ضرب دیا تو ۲۵۲ ہوئے یہ حصہ چھوں جدات کا ہوا ہر ایک کو ۴۲ ہونگے اور ۲۸ جو سہام لڑکیوں کے تھے اون کو ۳۶ میں ضرب دینے سے ۱۰۰۸ ہوئے یہ حصہ نو لڑکیوں کا ہوا اور ہر ایک کو انمیں سے ۱۱۲ پہنچینگے

مناسخہ کا بیان

- اگر مال کے تقسیم کرنے سے پہلے کوئی وارث مرجاوے تو **مناسخہ** کرنا چاہیئے اور اوسکی صورت یہہ ہے کہ پہلے اول میت کی تصحیح موجب قواعد گذشتہ کے کریں اور سہام ہر وارث کا انمیں سے دیدیں پھر دوسری میت کے مسئلہ کی تصحیح کریں اور جو کچھہ اوسکو پہلی تصحیح سے سہام ملے ہوں اون سہاموں میں اور دوسری تصحیح میں نسبت دیکھیں اگر وہ سہام دوسری تصحیح پر پورے بٹ جاویں تو حاجت ضرب کی نہوگی دونو مسئلے تصحیح اول سے درست ہو جاوینگے مثلاً ایک شخص مرا اور ما اور زوجہ اور ایک چچا وارث چھوڑے اور پھر اوسکی زوجہ مری اور ایک سگا بھائی اور سگی بہن وارث رہیں تو پہلے میت اول کے مسئلہ کو جو دیکھا تو ۱۲ سے نکلتا ہے جسمیں سے چار سہام یعنی تہائی ماکو اور تین زوجہ کو اور باقی ۵ سہام چچا کو ملینگے اور دوسری میت کی جو تصحیح کی تو تین سے ہوئی جسمیں سے دو اوسکے بھائی کو اور ایک بہن کو پہنچتی ہیں اور تین ہی سہام زوجہ کو تصحیح اول سے ملے تھے پس وہ تصحیح ثانی پر پوری تقسیم ہوگئی تو اب حاجت ضرب کی نہیں مال کے ۱۲ سہام کرکے ۴ میت کی ماکو اور ۵ چچا کو اور ۲ سالے اور ایک سالی کو دیدیں - اور اگر دوسری تصحیح کے عدد پر میت ثانی کے سہام پورے نہ بٹیں تو ان دونو میں نسبت دیکھیں اگر دونو میں توافق ہو تو وہی وفق تصحیح ثانی کا لیکر تصحیح اول میں ضرب کریں جیسے پہلی مثال میں ما مرجاوے اور ایک بیٹی اور ایک بھائی اور ایک بہن وارث چھوڑے تو پہلی میت کی تصحیح تو ۱۲ سے تھی اوسمیں سے ۴ ماکو ملے تھے اب اسکے وارثوں کی جو تصحیح کی تو چھہ سے ہوتی ہے جسمیں سے تین اوسکی بیٹی کو اور دو بھائی کو اور ایک بہن کو ملتا ہے اور اس چھہ اور چار میں نسبت توافق بالنصف

کی ہو اسیلیے ۲ کا وفق یعنی آدھا لیکر تصحیح اول مین ضرب کرینگے تو ۳۶ کل دونو مسئلون کی
تصحیح ہو جاویگی اور اگر دوم تصحیح اور میت دوم کے سہامون مین تداخل ہو اور تصحیح ثانی کے عدد
زیادہ ہون تو اوسکو حکم توافق کا ہوگا یعنی بموجب سہام میت ثانی کے وفق تصحیح ثانی کا نکالکر
اوسکو اول مسئلہ کی تصحیح مین ضرب کرنا چاہئیے اور اگر تصحیح دوم اور میت دوم کے سہامون مین
تباین ہو تو کل تصحیح ثانی کو کل تصحیح اول مین ضرب کرنا چاہیے مثلاً مثال گذشتہ مین چار مرجاوے
اور ایک بیٹا اور دو بیٹیان وارث چھوڑے تو اوسکی تصحیح ۴ سے ہوگی اور اوسکی سہام میت اول
سے ۵ تھے اور ان دونو مین تباین ھے تو کل ۴ کو تصحیح اول ۱۲ مین ضرب کرکے ۴۸ کو دونو مسئلون
کی تصحیح کہینگے - جب معلوم ہوجاوے کہ دونو مسئلون کی تصحیح فلان عدد ہوا تو میت اول کے وارثون کے
سہام تباین کی صورت مین تصحیح دوم کے کل مین ضرب کرو اور توافق کی صورت مین اوسکے وفق
مین غرض کہ جس عدد مین تصحیح اول کو ضرب دیا ہو اوسمین اوسکے وارثون کے سہام کو ضرب کرو
حاصل ضرب وارثون کا حصہ ہوگا اور میت ثانی کے وارثون کے سہام کو بصورت تباین
اوسکے کل ما فی الید مین یعنی جو سہام اوسکو میت اول سے ملے تھے اوسمین ضرب کرو اور در
صورت توافق ما فی الید کے وفق مین حاصل ضرب وارثان میت ثانی کے سہام تصحیح کل ثابت
ہونگے - اور اگر حصہ ایک فریق کو میت اول کے وارثون سے اوس عدد مین ضرب کرو جسمین
اصل مسئلہ کو ضرب دیا ہے تو حاصل ضرب حصہ ہر فریق کا ہوگا جاننا چاہئیے کہ پہلے جو وارثون
کے سہام دریافت کرنیکی ترکیب لکھی ہے اوس سے مراد کل سہام کل وارثون کے ہین اب
اس بیان مین ترکیب ہر فرقہ کی علحدہ علحدہ حصہ معلوم کرنیکی بیان کی مگر مناسخہ مین کل سہامون کی
دریافت کرنیکی چندان ضرورت نہین ہوتی لہذا ترکیب دوم استعمال کرنی کافی ہے اور میت
ثانی کے ہر فریق کا حصہ بھی اسیطرح معلوم کرنا چاہئیے کہ ہر وارث کے سہام کو کل ما فی الید یا اوسکے
وفق مین ضرب دیلینا چاہئیے اب اگر ہر فریق مین سے ایک ایک شخص کا حصہ دریافت کرنا چاہین
تو دیکھین کہ اصل مسئلہ سے اوس فریق کو کتنے سہام ملے ہین جتنے اوسکی سہام اصل مسئلہ مین سے ہون

اونکو اوس فریق کے شمار سے نسبت لگاوین کہ اون سہامون مین سے ایک کو کتنا ملتا ہی جتنا حساب
سے پڑے وتنا ہی اوس عدد مین سے جو اصل مسئلہ مین ضرب ہوا ہی اوسکو دیدین مثلاً مثال بالا مین میت
کے چار بیبیان اور ۹ لڑکیان اور چھ جدات تھین اونکا اصل مسئلہ ۲۴ تھا اور اوسکو ۶۰ مین ضرب
کرکے تصحیم کی تھی ۱۴۴۰ اور چار زوجات کا حصہ اصل مسئلہ مین سے ۵ تھے تو پانچ مین سے ۴ کو
ایکا تو سوا سوا پہونچتا ہی اگر ۳۶ کو سوایا کرین تو ۴۵ ہوتے ہین یہی حصہ ہر ایک کا ہوتا ہی لیکن
سہل ترکیب یہہ ہی کہ ہر فریق کے سہام بموجب بیان سابق دریافت کرکے اونکو اوس فریق کی
تعداد پر تقسیم کر دین خارج قسمت ایک کا حصہ ہوگا مثلاً مثال مذکور مین چار زوجات کا حصہ پانچ ضرب
کئے ۳۶ مین یعنی ۱۸۰ اور اوسکو اگر ۴ پر تقسیم کر دین تو خارج قسمت ۴۵ ہوتے ہین
یہ حصہ ایک زوجہ کا ہے۔ اور اگر مناسخہ مین دو سے زیادہ میت ہون تو دونون کی تصحیم بموجب بیان
سابق کرکے اوسکو بجای میت اول کے شمار کرین اور سوم کو بجای دوم اور وہی قواعد عمل مین
لاوین جو اوپر مذکور ہوئی۔ اگر میت کے ترکہ کو وارثون مین تقسیم کرنا ہو تو تصحیم مین سے جتنا ایک
وارث کو پہونچے اوسکو کل ترکہ مین ضرب کرو اور حاصل ضرب کو تصحیم پر بانٹ دو خارج قسمت وارث
مذکور کا حصہ ترکہ مین سے ہوگا مثلاً مثال گذشتہ بالا مین میت کے چار زوجات نو لڑکیان اور چھ
جدات تھین اور تصحیم ۱۴۴۰ اسی تھی اور حصہ ہر ایک زوجہ کا ۴۵ اور لڑکی کا ۱۱۲ اور جدہ
کا ۲۴ تھا اگر ترکہ میت کا نوّے روپیہ فرض کرین اور دریافت کیا چاہین کہ ہر وارث کا کیا حصہ
ہے تو اول ایک زوجہ کا حصہ دریافت کیا یعنی ۴۵ اوسکے سہام تھے اوسکو کل ترکہ یعنی ۹۰
مین ضرب کیا تو ۴۰۵۰ ہوئے اوسکو تصحیم پر یعنی ۱۴۴۰ پر تقسیم کیا خارج قسمت ۲ ہوئی اور
۱۱۷۰ بچے انکے آنے کئے تو ۱۸۷۲۰ ہوئے انکو پھر ۱۴۴۰ پر بانٹا تو ۱۳ خارج قسمت
ہوئی اور کچھہ نہ بچا معلوم ہوا کہ ہر زوجہ کا حصہ دو روپیے تیرہ آنے ہوتے ہین اور لڑکی کے
حصے ۱۱۲ کو جو ۹۰ مین ضرب دیا تو ۱۰۰۸۰ ہوئی انکو جو ۱۴۴۰ پر تقسیم کیا تو پوری ۷ نکلے
معلوم ہوا کہ ہر لڑکی کا حصہ سات روپیہ ہین اور جدہ کا حصہ ۲۴ ہی اوسکو ۹۰ مین ضرب دیا تو

۸۰ ۷ ۳ ہوئے اوسکو ۱۴۴۰ پر بانٹا تو ۴ نکلے اور ۹۰۰ بچے اسکے آنے کئے ۱۴۴۰۰ ہوگئے اور ۱۴۴۰۰ پر بانٹنے سے ۱۰ آنے فایح قسمت ہوئے اس سے معلوم ہوا کہ ہر عدد کا حصہ دو روپیہ دس آنے ہوتے ہین۔ اسیطرح اگر قرضخواہونکا مختلف قرضہ میت کے ذمہ ہوا اور اوسکا ترکہ سب کو وفا نکرے تو سب قرضہ کی تعداد کو بجای تصحیح کرنا چاہئے اور ہر شخص کے قرض کی مقدار کو بجای ہر وارث کے سہامون کے اور ایک شخص کے قرضہ کو ترکہ مین ضرب دیکر مجموع قرضون پر بانٹ دینا چاہئے خارج کی تعداد اوس قرضخواہ کو ملیگی مثلاً زید کا قرضہ میت کے ذمہ چالیس روپیہ اور عمرو کا ستر روپیہ اور بکر کا اسی روپیہ اور خالد کا ایک سو دس روپیہ ہے اور ترکہ میت کا کل سو روپیہ ہے تو اب کل قرضون کی جمع کرکے دیکھا تو ۳۰۰ ہوئے اسکو بجای تصحیح رکھا اب ہر ایک کا حصہ اسطرح نکالا کہ اول زید کے قرضہ یعنی ۴۰ کو ترکہ مین یعنی ۱۰۰ مین ضرب دیا ۴۰۰۰ ہوئے اوسکو ۳۰۰ پر تقسیم کیا تو تیرہ روپیہ پانچ آنے اور ایک تہائی آنے کی یعنی چار پائی زید کا حصہ ہوا اور علیٰ ہذا القیاس اورونکا حصہ نکال سکتے ہین۔ اگر میت کے وارثونمین سے کوئی کچھ مال لیکر صلح کرلے تو اوسکو ایسا سمجھ لو کہ گویا وارثونمین تھا ہی نہین اور ترکہ مین سے وہ مال نکال ڈالو جسپر اوسنے صلح کی ہو اور باقی کو باقی وارثونمین تقسیم کردو یعنی اول تصحیح مسئلہ کی مع اوس وارث کے کرنی چاہئے پھر اوسکے سہام تصحیح مین سے خارج کردینے چاہئین تو گویا بعد نکالنے کے جتنے رہینگے وہی تصحیح اصل سمجھی جاویگی اور باقی ترکہ کو بقیہ وارثونمین بموجب قواعد معروضہ بالا تقسیم کردینا چاہیے وآخر دعوٰنا ان الحمد للہ رب العٰلمین

قطعہ تاریخ ختم ترجمہ از مترجم عفی عنہ

ہوئی فقہی مسائل مین کتاب بے نظیر احسن
نہو دے سیر جسکے دیکھنے سے نفس شائق کا

سن ختم اسکا مین جاہا تو ہاتف غیب سے بولا
لکھو گنج حقائق ترجمہ کنز الدقائق کا

۱۳۸۴ھ

خاتمۃ الطبع

احقر العباد محمد احسن بعد حمد و صلوٰۃ کے عرض کرتا ہو کہ پہلی اس سے ایک ترجمہ کنز الدقائق مسمےٰ
بہ تحفۃ العجم اس مطبع مین چہپا تہا چونکہ منقول عنہ صرف ایک کتاب تہی اور وہ بھی نہایت غلط اور یہہ فقیر اون
دنون مین یہان موجود نتہا کہ اوسکی تصحیح کرتا لہذا وہ ویساہی چہپ کر منتشر ہو گیا پہر جو احقر نے اُسکو
اکر دیکہا تو معلوم ہوا کہ اوسمین کئی طرحکی غلطیان رہ گئین اور تدارک اونکا کچہہ نہو سکا اسلئے
اب بعنایتِ ایزدی یہہ کنز کی مختصر شرح کہ شاہ اہل اللہ صاحب کی فارسی شرح کا ترجمہ ہے اور
احسن المسائل نام بہت صحت اور درستی کے ساتہہ طبع کی اور مسائل کی توضیح اور تشریح
شرح وقایہ اور ہدایہ اور دوسری معتبر کتابون سے حاشیہ پر کردی اور جو غلطیان
نظر سرسری مین پائین اونکو غلطنامہ مین مندرج کیا گیا پس برادران دینی
سے توقع ہے کہ اگر اب بھی کسی جگہ غلطی پاوین تو براہِ کرم
معاف فرماکر دعاءِ خیر سے محروم نفرماوین اور جن لوگون
نے پہلا ترجمہ لیا ہو وہ اوسکی مسائل اس شرح سے
مقابلہ کرکے درست فرمالین والسلام
علیٰ من اتبع الہدےٰ

برای سند ہمین معنی کہ این کتاب مطبوع مطبع صدیقیست سطرِ عنوان لوحش متضمن مادہ تاریخ نوشتہ شد

غلط نامہ احسن المسائل

اغلاط جلد اول

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۴	۵	عدت	مدت	۱۰۵	۱۹	صحیح	صریح
۱۶	۳	پانی	پاکی	۱۰۶	۲۰	کرنی	کرے
۱۹	۲۱	ظاہر	طاہر	۱۰۷	۱۰	کیا	لیا
۲۶	۵	دفعہ	دو دفعہ	۱۶۵	۲	کا	۰
〃	۱۶	مجرات	حجرات	۱۶۸	۱۵	عَنہُم لُو مِن شَیٍٔ	عَنہُم مِن شَیٍٔ فَاِن
۸۵	۱۱	بیٹی	بیبی	۱۷۵	۲۱	کے	۰
۹۰	۱۳	اَلّاتی	اَلّتِی	۱۸۵	۱۲	سحتون	مستحقون

اغلاط جلد دوم

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۱۵	کو	کہ	۵۲	۱۰	ہزر	ہزار
۸	۱۱	ای	آدمی	۵۴	۱۲	ہوما	ہویا
۱۴	۱۶	تُو	جُو	۵۸	۲۰	طلاق آزادی	طلاق ورآزادی
۱۵	۱	عمرو معلوم	عمروکو معلوم	۵۹	۲	غذاب	عذاب
۳۱	۱۸	رہی	اُبھی	۶۲	۱۵	خریدسلے	خریدسنے
۴۳	۹	کرارسے	کرادسے	۶۳	۱۹	ہوئی ہے	ہوئی
۴۷	۲	دیتے	دینو	۸۳	۱۷	چھیتی	چھین سنے
〃	۱۱	ہوا	ہونا	۹۲	۱۷	دیی	دینی

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۹۴	۵	تے	سے	۱۵۱	۱۹	سمرد	عمرو
۱۱۱	۱	وسنپیر	گہ سپیر	۱۵۶	۱۰	رہوا	رہا ہوا
۱۲۵	۱۱	اللہ	اللہ	۱۶۲	۱۸	ورد	درد
۱۲۶	۱	چموڑ	چھوڑ	۱۸۴	۲۰	لی	کی
۱۴۵	۸	رویئت	رویت	۱۹۳	۶	اخیاتی	اخیافی
۱۴۶	۱۵	ذمی کے	ذمی کے عوض				

صاحبان مطابع کی خدمت میں عرض ہی کہ کوئی صاحب بلا اجازت مترجم کے قصد طبع نسخۂ ہذا نفرما دین ۔